قال رسول الله ﷺ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ
(صحيح البخاري ۱/۱٦ رقم: ۷۱، صحيح مسلم ۱/۳۳۳ رقم: ۱۰۳۷)

کتاب النوازل

منتخب فتاویٰ

مولانا مفتی محمد سلمان منصورپوری
نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ترتیب وتحقیق

مفتی محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

دارالاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان

Marfat.com

قال رسول اللہ ﷺ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ
(صحیح البخاري ١٦/١ رقم: ٧١، صحیح مسلم ٣٣٣/١ رقم: ١٠٣٧)

کتاب النوازل

جلد ثالث عشر

کتاب الوقف، احکام مساجد و عیدگاہ

منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی محمد سلمان منصورپوری
نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ترتیب وتحقیق: مفتی محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

دارالاشاعت
اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان

Marfat.com

الحمدللہ پاکستان میں حضرت مرتّب مدظلہم کی اجازت سے طبع شدہ

تنبیہ: یہ کتاب مرتب کی اجازت کے بغیر ہرگز شائع نہ کی جائے۔

297.35
143904
جلد ۱۳

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : جون ۲۰۱۶ء

صفحات : 608 جلد (13)

﴿.......ملنے کے پتے.......﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت القلم اردو بازار کراچی

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی و (مال روڈ) لاہور و اردو بازار کراچی

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

فَسْئَلُوْآ أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[الأنبيآء: ۷]

ترجمہ: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ.

(سنن أبي داؤد ۴۹/۱ رقم: ۳۳۶، سنن ابن ماجة ۴۳/۱ قم: ۵۷۲)

ترجمہ: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینانِ قلب کا ذریعہ (معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کر لینا ہے۔

Marfat.com

اجمالی فہرست

کتاب الوقف

- وقف کے مسائل ---------- ۳۲-۸۸
- متولی اَوقاف؛شرائط واَحکام ---------- ۸۹-۱۰۲
- اَوقاف میں تصرف کرنا ---------- ۱۰۳-۱۵۲
- اَوقاف کی زمینوں کا تبادلہ ---------- ۱۵۳-۱۷۸

اَحکامِ مساجد

- مسجد کی بناء وتعمیر ---------- ۱۷۹-۲۱۳
- مسجدِ شرعی ---------- ۲۱۴-۲۵۴
- سرکاری زمین مسجد میں استعمال کرنا ---------- ۲۵۵-۲۷۳
- مسجد کا متولی اور اُس کے اَحکام ---------- ۲۷۴-۲۸۹
- مسجد کی آمدنی اور اُس کا مصرف ---------- ۲۹۰-۳۴۰
- مسجد میں حرام اور مشتبہ مال لگانا ---------- ۳۴۱-۳۸۰
- مسجد کا پیسہ مدرسہ میں اور مدرسہ کا مسجد میں لگانا ---------- ۳۸۱-۴۰۰
- مسجد میں مدرسہ وغیرہ قائم کرنا ---------- ۴۰۱-۴۱۹
- مسجد کی اَشیاء کرایہ پر دینا ---------- ۴۲۰-۴۲۹

Marfat.com

□ مسجد میں لاؤڈ اسپیکر اور اُس کا استعمال ---------- ۴۳۰-۴۴۴
□ مسجد کی چیزیں ذاتی استعمال میں لانا ---------- ۴۴۵-۴۵۹
□ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں استعمال کرنا ---------- ۴۶۰-۴۶۹
□ مسجد میں خارجی تصرف کرنا ---------- ۴۷۰-۴۸۶

آدابِ مساجد

□ مسجد کو گذرگاہ بنانا ---------- ۴۸۷-۴۹۴
□ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا ---------- ۴۹۵-۵۰۶
□ مسجد میں سونا اور رہائش اختیار کرنا ---------- ۵۰۷-۵۱۸
□ مسجد کے قریب طہارت خانہ بنانا ---------- ۵۱۹-۵۲۷
□ مسجد میں بدبودار چیز داخل کرنا ---------- ۵۲۸-۵۳۵
□ مسجد کی صفائی ستھرائی کرنا ---------- ۵۳۶-۵۳۹
□ مسجد میں زیب وزینت کرنا ---------- ۵۴۰-۵۴۷
□ مسجد میں تعلیم وتعلم ---------- ۵۴۸-۵۶۴
□ متفرقات احکام مساجد ---------- ۵۶۵-۵۷۴

اَحکام عیدگاہ

۵۷۵-۶۰۸

Marfat.com

تفصیلی فہرست

کتاب الوقف
وقف کے مسائل

۳۲

○ صدقۂ جاریہ کی بہترین شکل کیا ہے؟ ---------- ۳۲
○ مسجد کے لئے زمین وقف کرنا؟ ---------- ۳۳
○ اپنے گھر کی زمین مسجد میں دینا؟ ---------- ۳۶
○ عارضی طور پر نماز پڑھنے کے لئے زمین دینا؟ ---------- ۳۷
○ مسجد کے نام رجسٹری کے بغیر صرف زبانی وقف کرنا؟ ---------- ۳۸
○ زبانی وقف کرنے کے بعد رجسٹری کرانا ضروری نہیں ---------- ۴۰
○ وارثین کو نہ دے کر مکان مدرسہ کے نام وقف کرنا؟ ---------- ۴۱
○ ورثہ کی موجودگی میں پوری زمین مسجد کے نام وقف کرنا؟ ---------- ۴۳
○ جائیداد میں اولاد کو حصہ نہ دے کر مسجد میں وقف کرنا؟ ---------- ۴۵
○ وقف علی الاولاد کرنے کے بعد جائیداد کو مسجد مدرسہ میں ہبہ کرنا؟ ---------- ۴۶
○ وارثین میں اگر صرف بھتیجے اور بھانجے ہوں تو کل مال مسجد کیلئے وقف کرنا کیسا ہے؟ ---------- ۴۷
○ اپنی ذاتی زمین میں قومی مدرسہ کی تعمیر؟ ---------- ۴۸
○ گاؤں سبھا کا کسی کی شخصی زمین کو اپنی ملک میں لے کر اس پر مدرسہ بنانے کیلئے دینا؟ ---------- ۴۹
○ مطلق کار خیر کیلئے وقف کردہ زمین میں مسجد مدرسہ وغیرہ بنانا؟ ---------- ۵۰

Marfat.com

○ حج وقربانی کیلئے وقف کی گئی آمدنی کو مسجد یا مدرسہ میں لگانا؟ ---------- ۵۳
○ موقوفہ زمین پر مدرسہ تعمیر کر کے متولی کا بیٹے کے نام کا کتبہ لگانا؟ ---------- ۵۴
○ پنجاب وقف بورڈ کے زیر قبضہ زمینوں کو مدارس، مساجد اور رفاہی کاموں میں استعمال کرنا؟ -- ۵۵
○ مدرسہ کے چندہ سے خریدی گئی زمین پر وقف کا حکم کب لگے گا؟ ---------- ۵۷
○ جائیداد کو اس طرح وقف کرنا کہ زندگی میں واقف استعمال کرے اور مرنے کے بعد ادارہ؟ --- ۵۸
○ تاحیات مدرسہ کا رکنِ شوریٰ رہنے کی شرط پر مدرسہ کے لئے زمین وقف کرنا؟ ------ ۵۹
○ مسجد کے نام مکان وقف کر کے تاحیات اُس میں رہنے کی شرط لگانا؟ ---------- ۶۱
○ چک بندی کے وقت مسجد کے لئے چھوڑی گئی زمین وقف شرعی ہے یا مسجد کی ملکیت؟ --- ۶۳
○ رشتہ داروں کی طرف سے تیمارداری کی شرط پر مسجد کے نام مکان وقف کرنا؟ ------ ۶۴
○ ختم تراویح پر آمدنی صرف کرنے کی شرط پر زمین مسجد کے نام وقف کرنا؟ ---------- ۶۷
○ نابالغ بہن کی طرف سے بھائی بہنوں کے نام وقف کرنا؟ ---------- ۶۷
○ موجودہ زمانے میں مکانات اور جائیداد کو اولاد پر وقف کرنا؟ ---------- ۶۹
○ اولاد در اولاد پر وقف شدہ جائیداد میں واقف کی حیات میں مرنے والوں کو حصہ ملے گا یا نہیں؟ --- ۷۱
○ واقف کی زندگی میں مرنے والی لڑکی کا وقف علی الاولاد میں حصہ؟ ---------- ۷۳
○ واقف کا مسجد تعمیر کرا کے وقف ہونے کا اعلان کرنا، اور بیوی کا اُس کے وقف ہونے کی تردید کرنا؟ - ۷۵
○ "اسلامک دعوۃ اکیڈمی" کو مکان وقف کر کے ضرورت پر فروخت کرنے کا اختیار دینا؟ --- ۷۸
○ مسجد کے نام موقوفہ زمین میں والدین کی وصیت کے مطابق اُن کی تدفین کرنا؟ ----- ۸۲
○ عوامی کنویں کی جگہ مسجد میں دینا؟ ---------- ۸۳
○ زید نے مسجد کیلئے رقم دی؛ لیکن تعمیر سے قبل زید کا انتقال ہوگیا؟ ---------- ۸۴
○ سرکاری اسٹامپ پر وقف نامہ لکھوا کر حقِ وراثت کا دعویٰ کرنا؟ ---------- ۸۵
○ "مجلس دعوۃ الحق" سے ملحق ہونے کے زمانے میں خریدی گئی زمین مجلس کی ہے یا مدرسہ کی؟ -- ۸۶

Marfat.com

متولی اَوقاف: شرائط واَحکام ۸۹

○ موقوفہ زمین میں واقف کا حق تولیت؟ ۔۔۔۔۔۔ ۸۹
○ موقوفہ مکان میں اَولاد دراَولاد کو تولیت کی وصیت کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۸۹
○ نسلاً بعد نسلٍ اَولادِ ذکور کو تولیت کی وصیت کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۹۱
○ تولیت وقف کی وصیت بڑے بیٹے کے نام کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۹۲
○ متولی کی طرف سے اگر زندگی میں انتقالِ تولیت کا ثبوت نہ ملے تو متولی کی اَولاد کو تولیت کا حق ہوگا؟ ۔ ۹۴
○ کیا واقف کی وصیت کے بغیر اَولاد کو ورثہ متولی بنایا جاسکتا ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۹۵
○ اَولاد کی عدمِ موجودگی میں عصبہ کیلئے تولیت کی وصیت کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۹۵
○ اَولاد دراَولاد کی عدمِ موجودگی میں صحیح العقیدہ عالم کو متولی بنانے کی وصیت کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۹۶
○ بیوی کو موقوفہ مکان کا متولی بنانا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۹۸
○ واقف کی اَولادِ ذکور نہ رہنے کی صورت میں حاکم شہر کا کسی دوسرے کو اَوقاف کا متولی بنانا؟ ۔ ۹۸
○ متولی کا وقف کی آمدنی سے اپنی اُجرت لینا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۹۹
○ مسجد کمیٹی اور متولی کا لاپرواہ اِمام کو برخاست کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۰
○ واقف کا متولی وقف کو معزول کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۰
○ متولی کی مرضی کے بغیر موقوفہ جائیداد پر قبضہ کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۱

اَوقاف میں تصرف کرنا ۱۰۳

○ کیا واقف وقف کو ختم کر کے مالکانہ تصرف کرسکتا ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۳
○ وقف کی زمین فروخت کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۴
○ موقوفہ زمین کو کسی وارث کا فروخت کرنا؟ ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۴
○ غیر مسلموں کے قبضے سے بچانے کیلئے مسجد اور قبرستان کو فروخت کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۱۰۶

Marfat.com

○ وقف علی اللہ یا وقف علی الاولاد کو فروخت کرنا؟ ---------- ۱۰۷
○ جائیداد موقوفہ کو از روئے شرعِ محمدی فروخت کرنا؟ ---------- ۱۰۸
○ وقف کی جائیداد کو متولی کی ملکیت سمجھ کر فروخت کرنا؟ ---------- ۱۰۹
○ موقوفہ زمین کو بیچنا جائز نہیں ---------- ۱۱۰
○ مدرسہ کو زمین دے کر واپس لینا؟ ---------- ۱۱۲
○ مشترکہ زمین مسجد کے نام وقف کر کے کسی ایک شریک کا اپنے حصہ کی زمین واپس لینا؟ - ۱۱۳
○ عیدگاہ کے لئے وقف کردہ زمین کو تین سال بعد واپس لینا؟ ---------- ۱۱۵
○ مسجد کیلئے زمین دینے والوں سے راستہ کیلئے زمین طلب کرنا؟ ---------- ۱۱۶
○ مسجد کیلئے زمین وقف کر کے اُس کا معاوضہ طلب کرنا؟ ---------- ۱۱۷
○ مرکزی اِدارہ کا ملحقہ مدارس کو بطور تبرع زمین دے کر واپس لینا؟ ---------- ۱۲۰
○ مسجد کی موقوفہ زمین کی بولی لگا کر زیادہ کرایہ پر دینا؟ ---------- ۱۲۲
○ اُجرِ مثل سے کم پر اَوقاف کی آراضی کرایہ پر نہیں دی جائے گی؟ ---------- ۱۲۳
○ وقف کی جائیداد سینما چلانے کے لئے کرایہ پر دینا؟ ---------- ۱۲۴
○ دینی تعلیم کے اِدارہ کی موقوفہ زمین کو آئی ٹی آئی کیلئے کرایہ پر دینا؟ ---------- ۱۲۵
○ وقف بورڈ کی زمین لمبے پٹے پر دینا اور پگڑی لینا؟ ---------- ۱۲۶
○ وقف کی جائیداد کو سنی وقف بورڈ سے منسوخ کرانا؟ ---------- ۱۲۷
○ مسجد کے نام پر چھوڑی گئی زمین فروخت کرنا؟ ---------- ۱۲۸
○ جس زمین کو مدرسہ کیلئے وقف کرنے کی نیت کی ہو اُس کو فروخت کرنا؟ ---------- ۱۲۹
○ مسجد کے نام پلاٹ بک کرنے کے بعد آبادی نہ ہونے کی وجہ سے فروخت کرنا؟ ---------- ۱۲۹
○ اہلِ مسجد کا موقوفہ مکان کو فروخت کرنا؟ ---------- ۱۳۰

Marfat.com

○ مسجد کے کرایہ کے موقوفہ مکانات کو فروخت کرنا؟ ---------- ۱۳۱
○ مسجد کی موقوفہ زمین مدرسہ کو فروخت کرنا؟ ---------- ۱۳۲
○ متولی کا مدرسہ کے لئے خریدی گئی زمین کو مسجد کے نام کرنا؟ ---------- ۱۳۴
○ زمین مسجد کے نام وقف کردینے کے بعد اُس کو خریدنا؟ ---------- ۱۳۶
○ اہلِ مدرسہ کا مسجد کی زمین غصب کرنا؟ ---------- ۱۳۷
○ سرحدی علاقہ میں واقع مسجد کو حکومت کے باڑ میں لینے کی وجہ سے ویران چھوڑ دینا؟ -- ۱۳۸
○ جو جگہ مسجد کیلئے کار آمد نہ ہو اس کو فروخت کر کے مسجد میں پیسہ لگانا؟ ---------- ۱۴۰
○ جس زمین کی آمدنی مسجد کے لئے وقف ہو اُسے فروخت کر کے مسجد میں لگانا؟ ---------- ۱۴۲
○ مدرسہ کا موقوفہ مکان فروخت کر کے لڑکوں کو کاروبار کرانا؟ ---------- ۱۴۲
○ موقوفہ خانقاہ میں غسل میت کے لئے جگہ بنانا؟ ---------- ۱۴۴
○ مدارس کے لئے موقوفہ قرآنِ کریم کو فروخت کر کے دینی و درسی کتب خریدنا؟ ---------- ۱۴۵
○ قرآنِ کریم خریدنے کیلئے دی گئی رقم سے دینی کتابیں خریدنا؟ ---------- ۱۴۶
○ اُنجمنِ اسلامیہ کے اُوقاف کہاں کہاں خرچ کئے جاسکتے ہیں؟ ---------- ۱۴۸
○ درگاہوں اور مزارات کے نام وقف زمینوں کی آمدنی کا مصرف؟ ---------- ۱۴۹
○ قومی اِدارے کی آمدنی کہاں خرچ کی جائے؟ ---------- ۱۵۱

اُوقاف کی زمینوں کا تبادلہ ۱۵۳

○ آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے موقوفہ زمین کا تبادلہ کرنا؟ ---------- ۱۵۳
○ مسجد کیلئے متعین کردہ زمین کے بدلے دوسری زمین وقف کرنا؟ ---------- ۱۵۴
○ وقف علی الخیر جائیداد کو فروخت کر کے دوسری خریدنا؟ ---------- ۱۵۵
○ آمدنی بڑھانے کیلئے موقوفہ جائیداد کو فروخت کر کے دوسری خریدنا؟ ---------- ۱۵۶

Marfat.com

○ موقوفہ زمین کا کرایہ کم ہونے کی وجہ سے فروخت کر کے دوسری خریدنا؟ ------------ ۱۵۷
○ ضیاع کے اندیشہ سے موقوفہ آراضی کو فروخت کر کے دوسری زمین خریدنا؟ ---------- ۱۶۰
○ سرکاری تحویل میں گرفتہ موقوفہ زمین کو بیچ کر دوسری لینا؟ ---------------- ۱۶۲
○ آبادی سے دور مدرسہ کی مملوکہ زمین کو بیچ کر آبادی میں جگہ لینا؟ ---------- ۱۶۳
○ مسجد کی ڈیڑھ گٹھہ موقوفہ زمین کے بدلہ ۱۲ار گٹھہ زمین کا تبادلہ کرنا؟ ---------- ۱۶۴
○ مدرسہ کی غیر مستعملہ زمین کو فروخت کر کے دوسری زمین لینا؟ ------------ ۱۶۵
○ تالاب کی زد میں آنے کی وجہ سے ایک مسجد کی جگہ فروخت کر کے دوسری زمین خریدنا -- ۱۶۶
○ مسجد کے ناقابلِ استعمال مکان کو فروخت کر کے دوسری جگہ خریدنا؟ ------------ ۱۶۷
○ مسجد کے نام متعینہ جگہ خرید کر دوسری جگہ پر مسجد بنانا؟ ---------------- ۱۶۸
○ غیر مامون علاقہ سے مسجد کی زمین فروخت کر کے دوسری جگہ لینا؟ ------------ ۱۷۰
○ ٹرسٹ کا مسجد کے نام زمین لے کر اُس کو دوسری زمین سے بدلنا؟ ------------ ۱۷۱
○ مسجد یا وقف کی آراضی کو منتقل کرنا؟ ---------------------- ۱۷۲
○ عارضی بنائی گئی مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا ---------------------- ۱۷۳
○ غیر مسلموں کے غلبہ کی وجہ سے گاؤں اور مسجد چھوڑنا؟ ---------------- ۱۷۴
○ گاؤں اُجڑ جانے کی وجہ سے مسجد فروخت کر کے دوسری مسجد بنانا؟ ------------ ۱۷۶

اَحکام مساجد

مسجد کی بناء و تعمیر ۱۸۰

○ بلا ضرورت مسجد کی تعمیر؟ ---------------------- ۱۸۰
○ آبادی کی کثرت کی وجہ سے گاؤں میں دوسری مسجد بنانا؟ ---------------- ۱۸۱
○ نمازیوں کے بڑھنے کی وجہ سے دوسری مسجد تعمیر کرنا؟ ---------------- ۱۸۲

Marfat.com

○ کسی بزرگ کے نام پر مسجد کا نام رکھنا؟ ---------- ۱۸۳
○ مدرسہ میں مسجد بنانا اور ایام تعطیل میں اُسے آباد رکھنا؟ ---------- ۱۸۴
○ نیچے کے حصہ میں ذاتی کاروبار کر کے اُوپر مسجد تعمیر کرنا؟ ---------- ۱۸۵
○ نیچے دوکانیں اُوپر مسجد بنانا؟ ---------- ۱۸۶
○ اُوپر مسجد نیچے دوکان جس میں غیر مسلم مورتی کی پوجا کرے؟ ---------- ۱۸۸
○ عام گذرگاہ کے اُوپر لینٹر ڈال کر مسجد بنانا؟ ---------- ۱۸۹
○ مسجد قدیم کو شہید کر کے نیچے مکتب اُوپر مسجد بنانا؟ ---------- ۱۹۰
○ مسجد کے بالائی حصہ پر محراب بنانا ---------- ۱۹۰
○ تعزیہ رکھنے کی جگہ پر مسجد بنانا؟ ---------- ۱۹۱
○ مسجد کے صحن میں بوسیدہ ہڈیاں نکلنا؟ ---------- ۱۹۲
○ مسجد کے موقوفہ مکان کو مسجد بنانا؟ ---------- ۱۹۳
○ قدیم مسجد کو مکتب بنا کر بڑی مسجد تعمیر کرنا؟ ---------- ۱۹۴
○ مسجد کے مینار بنانے کا حکم؟ ---------- ۱۹۵
○ مسجد سے متصل جماعت خانہ پر مینار اور رہائش کی تعمیر؟ ---------- ۱۹۵
○ مسجد کے اندر کسی کے نام کا کتبہ لگانا؟ ---------- ۱۹۶
○ مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کے بعد دروازہ پر نام کا پتھر نصب کرنا؟ ---------- ۱۹۷
○ درس گاہ میں مسجد کے صحن کی طرف کھڑکی کھولنا؟ ---------- ۱۹۹
○ MLA کا اپنے اِمدادی فنڈ سے عیدگاہ یا مسجد میں رقم دینا؟ ---------- ۲۰۰
○ مسجد کی دونوں جانب روشن دان اور کھڑکیوں کی جگہ چھوڑنا؟ ---------- ۲۰۰
○ مسجد مدرسہ کے پرانے تعمیری میٹریل کو فروخت کرنا؟ ---------- ۲۰۱
○ مسجدِ ضرار کی تعریف ---------- ۲۰۲

Marfat.com

○ پرانی مسجد منہدم کر کے اُونچی بنانا؟ ---------- ۲۰۳
○ مسجد سے ملحق مکانات کو مسجد میں شامل کرنا؟ ---------- ۲۰۴
○ مدرسہ کے کمرے کو مسجد میں شامل کرنا ---------- ۲۰۵
○ پرانی قبر کو برابر کر کے مسجد میں شامل کرنا؟ ---------- ۲۰۶
○ پرانی قبروں پر لینٹر ڈال کر مسجد میں شامل کرنا؟ ---------- ۲۰۷
○ غسل خانہ کی جگہ کو صف میں شامل کرنا ---------- ۲۰۸
○ کیا بیت الخلاء کو مسقّف کر کے مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے؟ ---------- ۲۰۹
○ استنجاء خانے کو توڑ کر مسجد کے صحن میں شامل کرنا؟ ---------- ۲۰۹
○ رفاہِ عام کے کنویں کو مسجد میں شامل کرنا؟ ---------- ۲۱۰
○ مسجد کی توسیع کے بعد محراب کہاں بنائیں؟ ---------- ۲۱۲
○ قدیم مسجد میں قبلہ سے معمولی انحراف مضر نہیں ---------- ۲۱۲

مسجدِ شرعی

۲۱۴
○ مسجد کا اطلاق کن کن حصوں پر ہوتا ہے؟ ---------- ۲۱۴
○ مسجد کے دور ہونے کی وجہ سے عیدگاہ کو مسجد بنانا؟ ---------- ۲۱۵
○ کیا عیدگاہ کا میدان مسجدِ شرعی کے حکم میں ہے؟ ---------- ۲۱۶
○ مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانے سے مسجدِ شرعی بن جاتی ہے ---------- ۲۱۷
○ مسجد کی دوکانوں کو مسجد میں شامل کرنے سے اُس پر بھی مسجدِ شرعی کے اُحکام جاری ہونگے -- ۲۱۸
○ مسجدِ شرعی قائم ہونے کے بعد اُس حصہ پر دوکان بنوانا؟ ---------- ۲۱۹
○ مسجدِ شرعی کے حصہ میں دوکان بنانا درست نہیں ---------- ۲۲۰
○ نئی انتظامیہ کا مسجدِ شرعی کی متعینہ حدود میں ردوبدل کرنا جائز نہیں ---------- ۲۲۰

Marfat.com

○ مسجدِ شرعی میں دائیں بائیں خالی جگہ چھوڑ کر صف بچھانا؟ ---------------------- ۲۲۳

○ مسجد کے بالائی حصہ کا رقبہ اگر تحتانی حصہ سے زائد ہو تو وہ مسجدِ شرعی میں داخل ہوگا یا نہیں؟ --- ۲۲۴

○ عارضی جگہ پر نماز پڑھنے سے وہ مسجد کے حکم میں نہیں آتی ---------------------- ۲۲۵

○ فیکٹری کے ایک کمرہ کو مسجد کے نام سے موسوم کرنا؟ ---------------------- ۲۲۶

○ گورنمنٹ کا آفسوں میں نماز پڑھنے کے لئے ہال بنانا؟ ---------------------- ۲۲۶

○ صحن اور فناء مسجد کسے کہتے ہیں؟ ---------------------- ۲۲۸

○ فناء مسجد میں نماز اور تراویح کا حکم؟ ---------------------- ۲۲۹

○ کیا جماعت خانہ اور مسجد میں اتصال شرط ہے؟ ---------------------- ۲۳۰

○ مسجد کے صحن کو خارجِ مسجد قرار دے کر اُس کو مسافر خانہ بنانا؟ ---------------------- ۲۳۱

○ قدیم مسجد کے صحن میں ایک حصہ کو جوتا چپل رکھنے کی جگہ بنانا؟ ---------------------- ۲۳۲

○ چھوٹی بڑی مسجد کا کیا معیار ہے؟ ---------------------- ۲۳۳

○ مسجدِ کبیر: ۴۰ر ذراع لمبی اور ۴۰ر ذراع چوڑی؟ ---------------------- ۲۳۴

○ ۱۰۰ر فٹ چوڑی اور ۵۰ر فٹ لمبی مسجد کا حکم؟ ---------------------- ۲۳۵

○ مسجد کا منبر محراب کے کس جانب ہونا چاہئے؟ ---------------------- ۲۳۶

○ غصب کردہ زمین پر مسجد بنانا؟ ---------------------- ۲۳۸

○ مغصوبہ زمین میں مسجد بنانا؟ ---------------------- ۲۳۹

○ سوتیلی والدہ کی زمین پر زبردستی قبضہ کر کے مسجد بنانا ---------------------- ۲۴۰

○ مشترکہ غیر منقسم زمین پر ایک فریق کا مسجد بنانا؟ ---------------------- ۲۴۱

○ مالکان اور میونسپلٹی کی اِجازت کے بغیر بورڈ کی جگہ مسجد بنانا؟ ---------------------- ۲۴۳

○ جس مسجد کی بلڈنگ کی قیمت دلال نے مالک کو نہ دی ہو اُس میں نماز کا حکم؟ ---------------------- ۲۴۴

○ دوسرے کی زمین پر بغیر اِجازت کے بنائی ہوئی مسجد مسجدِ شرعی نہیں ---------------------- ۲۴۵

Marfat.com

○ مسجد کی توسیع زینہ راستہ وغیرہ مغصوبہ زمین پر بنانا؟ ---------- ۲۴۷
○ مسجد کی تعمیر کے لئے غیر مسلم سے چندہ لینا؟ ---------- ۲۴۸
○ غیر مسلم کا روپیہ مسجد میں لگانا؟ ---------- ۲۴۹
○ غیر مسلم کا دیا ہوا پیسہ مسجد میں کہاں لگ سکتا ہے؟ ---------- ۲۵۰
○ غیر مسلم کا اپنے پیسے سے مسجد بنوانا؟ ---------- ۲۵۱
○ غیر مسلم کے پیسے سے بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟ ---------- ۲۵۲

سرکاری زمین مسجد میں استعمال کرنا ۲۵۵

○ سرکاری زمین کو مسجد میں شامل کرنا؟ ---------- ۲۵۵
○ سرکار کی دی ہوئی زمین میں مسجد بنانا اور نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ---------- ۲۵۵
○ سرکاری زمین پر زبردستی مسجد مدرسہ بنانا؟ ---------- ۲۵۶
○ گرام سماج کی زمین مسجد کو دینا؟ ---------- ۲۵۷
○ گرام سماج کی زمین پر مسجد کیلئے دوکان بنانا؟ ---------- ۲۵۸
○ گرام سماج کی زمین پر پردھان کی اِجازت سے مسجد بنانا؟ ---------- ۲۵۹
○ نگر پالیکا کی اِجازت سے خالی زمین کو مسجد میں لینا؟ ---------- ۲۶۰
○ وقف بورڈ کی زمین پر مسجد بنا کر اُسکے نیچے پارکنگ وتہہ خانہ بنانا؟ ---------- ۲۶۱
○ نگر پالیکا کی زمین میں بغیر اِجازت مسجد کا ’’کولہو‘‘ لگانا؟ ---------- ۲۶۴
○ نگر پالیکا کی زمین پر مسجد کا بورنگ لگانا؟ ---------- ۲۶۵
○ سرکاری زمین میں چیئرمین کی اِجازت کے بغیر مسجد کا سمرسیول لگانا؟ ---------- ۲۶۶
○ سرکاری رقم سے مسجد کی زمین میں کنواں کھدوانا؟ ---------- ۲۶۸
○ مسجد میں سرکاری نل لگوانا؟ ---------- ۲۶۹
○ سرکاری فنڈ سے مسجد میں ’’نل‘‘ لگوانا؟ ---------- ۲۶۹

Marfat.com

○ مسجد یا عیدگاہ کے اندر سرکاری ہینڈ پائپ استعمال کرنا؟ ---------- ۲۷۰

○ میونسپلٹی اور محکمہ بجلی والوں کا مسجد کو مفت بجلی دینا؟ ---------- ۲۷۱

○ گورنمنٹ کی اینٹوں کو پردھان کا مدرسہ یا مسجد میں دینا؟ ---------- ۲۷۲

مساجد کی تولیت ۲۷۴

○ مسجد کا متولی کیسا ہونا چاہئے؟ ---------- ۲۷۴

○ مسجد کی کمیٹی اور نگراں کا امانت اور دیانت دار ہونا ضروری ہے ---------- ۲۷۴

○ حساب میں خرد برد کرنے والا مسجد کی کمیٹی میں رہنے کا اہل نہیں؟ ---------- ۲۷۵

○ خائن اور بدکلام متولی کو ہٹا کر دوسرا متولی بنانا؟ ---------- ۲۷۶

○ مسجد کے حساب وکتاب میں خرد برد کرنے والے کا زبردستی رشوت دے کر سکریٹری بنے رہنا؟ --- ۲۷۸

○ مسجد کے ٹرسٹیوں اور متولیوں کے کیا کیا اختیارات ہیں؟ ---------- ۲۷۹

○ متولی کا مسجد کے مکان میں ذاتی تصرف کرنا، اور الزام لگا کر امام کو نکالنا؟ ---------- ۲۸۱

○ متولی کا زمین غصب کر کے اُس کی آمدنی مسجد میں لگانا؟ ---------- ۲۸۳

○ مسجد کے خدمت گار متولی کا مسجد کی رقم سے ضرورت کے بقدر خرچ کرنا؟ ---------- ۲۸۵

○ مسجد کی حدود متعین کرنے کا اختیار کس کو ہے؟ ---------- ۲۸۶

○ علماء ومفتیان کا حدودِ مسجد کو متعین کرنا؟ ---------- ۲۸۷

○ مسجد کے انتظام میں اہل محلہ کی دخل اندازی کرنا؟ ---------- ۲۸۸

مسجد کی آمدنی اور اُس کا مصرف ۲۹۰

○ مسجد کے تعاون کے لئے رقم لکھوا کر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ ---------- ۲۹۰

○ مسجد کے نام پر جمع کیا گیا چندہ متعلقات مسجد پر خرچ کرنا؟ ---------- ۲۹۱

○ مسجد کے بیت المال کی رقم لوگوں کو قرض دینا؟ ---------- ۲۹۲

○ مسجد کی زمین کی پیداوار کو فروخت کر کے روپیہ مسجد میں لگانا؟ ---------- ۲۹۲

Marfat.com

○ مسجد کے پیسہ سے مسجد کے لئے مکان بنانا؟ ---------------- ۲۹۳
○ موقوفہ جائیدادوں کو برادری کی ملکیت میں دینا اور فروخت کر کے رقم مسجد میں لگانا؟ -- ۲۹۴
○ ہارن کے چندہ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا؟ ---------------- ۲۹۸
○ تعمیری چندہ سے مسجد کی بجلی کا بل ادا کرنا؟ ---------------- ۳۰۰
○ مسجد کی رقم سے قبرستان کی باؤنڈری کرانا ---------------- ۳۰۱
○ مسجد کا مال فروخت کر کے مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۰۲
○ مسجد کے فنڈ سے تعزیہ بنوانا؟ ---------------- ۳۰۳
○ مسجد کی رقم سے جنازہ کی چارپائی تیار کرنا؟ ---------------- ۳۰۳
○ مسجد کی آمدنی سے متوفی اِمام کے وارثین کے لئے پنشن دینا؟ ---------------- ۳۰۴
○ مسجد کے فنڈ سے پانی گرم کرنے کا انتظام کرنا؟ ---------------- ۳۰۵
○ مسجد بننے کے بعد اس کی آمدنی کے لئے نیچے دوکان بنانا؟ ---------------- ۳۰۷
○ تراویح کے چندہ کو مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۰۸
○ اِمام کو کم تنخواہ دے کر مسجد کی آمدنی نقش ونگار میں لگانا؟ ---------------- ۳۰۹
○ سودی قرض پر خریدے گئے ٹرک کی آمدنی مسجد مدرسہ میں لگانا؟ ---------------- ۳۱۰
○ مالی جرمانے کی رقم مسجد ومدرسہ میں دینا؟ ---------------- ۳۱۱
○ پرانی مسجد کا ملبہ فروخت کر کے پیسہ مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۱۳
○ قبرستان کا روپیہ مسجد میں صرف کرنا؟ ---------------- ۳۱۴
○ مسجد کی رقم اَمانت رکھنے کے بعد خزانچی نادار مفلس ہوگیا؟ ---------------- ۳۱۴
○ موقوفہ قبرستان میں ذاتی رقم سے لگائے گئے درختوں کی قیمت مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۱۶
○ مسجد میں مکتب اور مدرس کی تنخواہ کا نظام؟ ---------------- ۳۱۷
○ مسجد کا قرض معاف کرانا اور اِمام کی تنخواہ میں اِضافہ کرنا؟ ---------------- ۳۱۹
○ وقف بورڈ سے ائمہ مساجد کی تنخواہ ---------------- ۳۲۰

Marfat.com

○ گولک کے ذریعہ وصول شدہ رقم سے امام کی تنخواہ دینا؟ ---------- ۳۲۱
○ مسجد کی گولک میں جمع شدہ پیسے سے اِمام کی تنخواہ دینا؟ ---------- ۳۲۱
○ مختلف عناوین پر جمع کردہ چندہ کے مصارف ---------- ۳۲۲
○ فصل کا چالیسواں حصہ مسجد کے چندہ میں وصول کرنا؟ ---------- ۳۲۵
○ مسجد کے رنگ وروغن کیلئے جمع کردہ رقم سے امام کی تنخواہ دینا؟ ---------- ۳۲۶
○ تعمیرِ مسجد کے چندے سے امام مؤذن کی تنخواہ؟ ---------- ۳۲۷
○ امام صاحب کیلئے ایام غیر حاضری کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ ---------- ۳۲۸
○ مدتِ رخصت سے زائد تعطیل کرنے پر انتظامیہ کا تنخواہ کاٹنا؟ ---------- ۳۲۹
○ مسجد کا چندہ کرنے والے کو چندہ کی رقم سے تنخواہ دینا؟ ---------- ۳۳۰
○ مزدوری پر مسجد کا چندہ کرنا؟ ---------- ۳۳۲
○ مسجد کے چندہ میں سے چندہ کرنے کی اُجرت لینا؟ ---------- ۳۳۳
○ مسجد میں چندہ دینے والوں کا نام مائک پر نشر کرنا ---------- ۳۳۳
○ مائک میں چندہ کرنا اور درمیان میں تلاوت اور نعت وغیرہ پڑھنا؟ ---------- ۳۳۴
○ مسجد کے مائک سے چندہ دہندہ کا نام لے کر اعلان کرنا؟ ---------- ۳۳۵
○ مسجد میں سلام کے بعد سائل کا اعلان کرنا؟ ---------- ۳۳۶
○ صاحبِ خیر کا اپنے خرچ سے مسجد میں ایئر کنڈیشن لگوانا؟ ---------- ۳۳۸
○ مسجد کا تعاون نہ کرنے والوں کے جنازے اور شادیوں میں رکاوٹ ڈالنا ---------- ۳۳۹

مسجد میں حرام اور مشتبہ مال لگانا ۳۴۱

○ حلال اور حرام آمدنی والے کا پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگانا؟ ---------- ۳۴۱
○ مال حرام سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم ---------- ۳۴۱
○ بینک سے حاصل شدہ سود کا پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگانا ---------- ۳۴۳
○ سودی رقم مسجد کی چندہ پیٹی میں ڈالنا؟ ---------- ۳۴۴

Marfat.com

○ اِنٹرسٹ کی رقم سے سیلاب میں شہید ہونے والی مسجد کی تعمیر کرنا؟ ---------------- ۳۴۶
○ مسجد کے بیت الخلاء میں سود کا روپیہ لگانا؟ ---------------- ۳۴۷
○ مسجد کے فنڈ سے حاصل شدہ سود کو مسجد کی بیت الخلاء میں لگانا؟ ---------------- ۳۴۷
○ مسجد مدرسہ کے راستے کے لیے سرکاری روڈ پر سود کے پیسوں سے مٹی ڈالنا؟ ---------------- ۳۴۸
○ رشوت لینے والے کا پیسہ مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۴۹
○ رشوت کے پیسہ سے خریدی ہوئی زمین مسجد میں دینا؟ ---------------- ۳۵۰
○ حرام آمدنی والوں سے مسجد میں چندہ لینا؟ ---------------- ۳۵۱
○ حرام کاروبار کرنے والوں کا امام صاحب کے لئے چندہ دینا؟ ---------------- ۳۵۲
○ اَفیم گانجہ کی آمدنی مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۵۴
○ پلٹے بازی کا پیسہ مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۵۴
○ پلٹے بازوں کی مسجد میں اِمامت کرنا اور اُن کا کھانا کھانا؟ ---------------- ۳۵۵
○ شیعوں کا پیسہ مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۵۶
○ فکس ڈپازٹ سے حاصل شدہ پیسہ سے مسجد بنانا؟ ---------------- ۳۵۷
○ گورنمنٹ کی رقم مسجد میں لگانا ---------------- ۳۵۸
○ سرکاری روپئے سے مسجد یا عیدگاہ کی تعمیر کرنا؟ ---------------- ۳۵۹
○ سرکاری بجلی بغیر منظور کے مسجد میں استعمال کرنا؟ ---------------- ۳۶۰
○ سرکاری لائٹ سے سرکار کی اِجازت کے بغیر پانی گرم کرنا؟ ---------------- ۳۶۰
○ چوری کی بجلی مسجد میں جلانا اور اُس کی ہوا کھانا؟ ---------------- ۳۶۲
○ مساجد میں چوری کی بجلی کا حکم ---------------- ۳۶۳
○ مسجدوں میں چوری کی بجلی استعمال کرنا؟ ---------------- ۳۶۴
○ میٹر کے بغیر مسجد میں ہیٹر، گیزر سے پانی گرم کرنا؟ ---------------- ۳۶۵
○ بغیر میٹر کے مسجد میں بجلی استعمال کرنا؟ ---------------- ۳۶۷

Marfat.com

○ میٹر بند کر کے باہر سے بجلی لے کر مسجد میں گیزر چلانا؟ ---------------- ۳۶۷

○ میٹر خراب ہونے کی وجہ سے مسجد میں زائد بجلی کا استعمال کرنا ---------------- ۳۶۹

○ جس کولہو میں چوری کا گنا پلتا ہو اُس کی کھوئی سے مسجد کا پانی گرم کرنا؟ ---------------- ۳۷۰

○ TV چینل کی آمدنی مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۷۱

○ ٹی وی اور ڈش کا کاروبار کرنے والے کی آمدنی مسجد میں دینا؟ ---------------- ۳۷۲

○ خنزیر کے بالوں سے برش بنانے والے کا پیسہ مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۷۳

○ خنزیر کے بالوں سے برش بنانا اور اُس کی آمدنی مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۷۴

○ شراب کی آمدنی سے حلال کاروبار کرنے والے کا مسجد میں قالین دینا؟ ---------------- ۳۷۵

○ مسجد کا سامان خریدنے کیلئے صدقہ فطر اور زکوٰۃ کی رقم کا استعمال؟ ---------------- ۳۷۷

○ چرمِ قربانی کی رقم حیلہ کر کے مسجد کی تعمیر میں لگانا؟ ---------------- ۳۷۸

○ بیع فاسد میں مبیع فروخت کر کے قیمت مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۷۹

مسجد کا پیسہ مدرسہ میں اور مدرسہ کا مسجد میں لگانا ۳۸۱

○ مسجد و مدرسہ کی آمدنی ایک دوسرے میں خرچ کرنا؟ ---------------- ۳۸۱

○ مسجد کے نام پر آئے ہوئے چندہ کو مدرسہ میں لگانا؟ ---------------- ۳۸۲

○ مدرسہ کا پیسہ اور سامان مدرسہ کی مسجد میں لگانا؟ ---------------- ۳۸۲

○ مدرسہ کی دوکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کرنا؟ ---------------- ۳۸۳

○ مسجد کی توسیع کیلئے حاصل شدہ رقم کا مدرسہ یا اِسکول میں صرف کرنا؟ ---------------- ۳۸۴

○ مسجد کے برتن اور دوکانوں کی آمدنی سے مسجد اور مدرسہ کا خرچ چلانا؟ ---------------- ۳۸۵

○ مسجد کے نام پر جمع کردہ چندہ سے مدرسہ کی تعمیر کرانا؟ ---------------- ۳۸۷

○ مسجد کی رقم پرائمری اسکول کی تعمیر یا تنخواہ میں خرچ کرنا ---------------- ۳۸۸

○ اسکول کی نیت سے خرید کردہ مکان میں مسجد کا روپیہ لگانا؟ ---------------- ۳۸۹

○ مسجد کی دوکانوں کی آمدنی مدرسہ کے کام میں بطور رشوت خرچ کرنا ---------------- ۳۹۱

Marfat.com

○ مسجد کی بجلی مدرسہ والوں کا استعمال کرنا اور مسجد سے قرض لینا ---------- ۳۹۲
○ مسجد کا مال قیمتاً خرید کر مدرسہ والوں کا رقم ادا نہ کرنا؟ ---------- ۳۹۳
○ مسجد اور اسکول کے نام پر جمع کردہ مخلوط رقم سے خریدا ہوا کمرہ مسجد کا ہے یا اسکول کا؟ --- ۳۹۴
○ مسجد کی زمین پر بنے ہوئے مدرسہ سے مسجد کمیٹی کا کرایہ لینا؟ ---------- ۳۹۵
○ مسجد کے نام پر وصول کیا ہوا چندہ دوسری بستی کے مدرسہ یا مسجد میں لگانا؟ ---------- ۳۹۷
○ مدرسہ کی اینٹ مسجد کی نالی میں لگانا؟ ---------- ۳۹۸
○ مسجد کی چھت پر مدرسہ کی کڑیاں رکھنا ---------- ۳۹۹

مسجد میں مدرسہ وغیرہ قائم کرنا ۴۰۱

○ مسجد کے تہ خانہ میں مدرسہ قائم کرنا اور ایک کے مصارف دوسرے میں استعمال کرنا؟ -- ۴۰۱
○ اِمام کے حجرہ کے اُوپر مدرسہ کے لئے کمرہ بنانا؟ ---------- ۴۰۹
○ مسجد کی زمین میں مدرسہ کے لئے دوکانیں بنوانا؟ ---------- ۴۱۰
○ مسجد سے ملحق عمارت میں اسکول چلانا ---------- ۴۱۱
○ حرمِ مسجد میں بنے ہوئے کمروں میں اِسکول چلانا؟ ---------- ۴۱۳
○ مدرسہ کی ٹرسٹ سوسائٹی کا مسجد کی زمین پر مدرسہ بنانا؟ ---------- ۴۱۴
○ مسجد کے وضوخانہ کے اُوپر ہسپتال کھولنا؟ ---------- ۴۱۵
○ مدرسہ کے چندہ کے لئے مسجد میں اعلان کرنا؟ ---------- ۴۱۷
○ موقوفہ مکان میں مسجد سے متصل لڑکیوں کا اسکول چلانا؟ ---------- ۴۱۷

مسجد کی اَشیاء کرایہ پر دینا ۴۲۰

○ مسجد کی لائٹ کرایہ پر دینا؟ ---------- ۴۲۰
○ مسجد کے جنریٹر اور سیڑھی کو کرایہ پر دینا؟ ---------- ۴۲۱
○ تبلیغی جماعت سے مسجد کے برتن استعمال کرنے پر کرایہ لینا؟ ---------- ۴۲۱

Marfat.com

○ مسجد کی بجلی کا ضرورت سے زائد استعمال؟ ---------- ۴۲۲
○ مسجد کی جائیداد کو اجرتِ مثل سے کم کرایہ پر دینا ---------- ۴۲۳
○ قبرستان کا کرایہ نامہ مسجد کے نام کر دینے کے بعد مسجد میں اُس کا کرایہ استعمال کرنا؟ -- ۴۲۳
○ مسجد کی موقوفہ زمین مؤذن کو مالکانہ حقوق کے ساتھ اُجرت پر دینا؟ ---------- ۴۲۴
○ مسجد کے مکان کو خالی کرانا ظلم نہیں؟ ---------- ۴۲۸
○ طویل مدتی کرایہ دار سے مسجد کی دوکان خالی کرانا؟ ---------- ۴۲۸

مسجد میں لاؤڈ اسپیکر اور اُس کا استعمال

۴۳۰
○ مائک چیک کرتے وقت "الحمد للہ" "سبحان اللہ" وغیرہ کہنا؟ ---------- ۴۳۰
○ حدودِ مسجد میں مائک سے اذان دینا؟ ---------- ۴۳۱
○ مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر سے اذان دینا؟ ---------- ۴۳۲
○ دوسری منزل کے مصلیوں کو آواز پہنچانے کیلئے لاؤڈ اسپیکر لگانا؟ ---------- ۴۳۳
○ سحر و افطار کے وقت مسجد میں سائرن بجانا؟ ---------- ۴۳۳
○ سحری میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر عورتوں کی نعت چلانا؟ ---------- ۴۳۴
○ سحر میں اعلان کیلئے مسجد میں نعت اور تقریر کی کیسٹ بجانا؟ ---------- ۴۳۵
○ نماز جنازہ کی وجہ سے سب مسجدوں میں ایک وقت نماز کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۳۶
○ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے تیجہ اور چالیسواں کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۳۸
○ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر میت کی تدفین کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۳۹
○ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر دنیوی اعلانات کرنا؟ ---------- ۴۳۹
○ مسجد کے مائک سے اُجرت لے کر دنیاوی ضرورتوں کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۴۰
○ مسجد کے مائک سے گم شدہ چیز کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۴۱
○ مسجد کے مائک سے بچہ گم ہو جانے کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۴۲

۱۴۳۹۵۴
Marfat.com

○ مسجد کے مائک سے گم شدہ چیز کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۴۳
○ مسجد کے پیسہ سے خرید کردہ مائک سے خرید وفروخت کا اعلان کرنا؟ ---------- ۴۴۳
○ مسجد کے مائک سے جانوروں کا اعلان کرانا؟ ---------- ۴۴۴

مسجد کی چیزیں ذاتی استعمال میں لانا ۴۴۵

○ مسجد کی اشیاء ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا؟ ---------- ۴۴۵
○ مسجد کا پرانا سامان ذاتی استعمال میں لانا؟ ---------- ۴۴۶
○ مسجد کی چھت کا ٹین اپنے ذاتی استعمال میں لانا؟ ---------- ۴۴۷
○ مسجد کی صندلی کا بغیر اُجرت کے ذاتی استعمال میں لانا؟ ---------- ۴۴۸
○ مسجد کی ٹنکی کا پانی گھر لے جانا؟ ---------- ۴۴۹
○ مسجد کی ٹنکی سے غسل کرنا؟ ---------- ۴۵۰
○ مسجد کے جنریٹر اور ٹنکی کا پانی ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا؟ ---------- ۴۵۱
○ مسجد کے پانی اور استنجاء خانے کو بے جا استعمال سے بچانے کیلئے دروزاہ بند کرنا؟ ---------- ۴۵۲
○ مسجد کے چراغ کو درست کرتے وقت اُنگلی پر لگے تیل کو استعمال کرنا؟ ---------- ۴۵۳
○ شہید کی ہوئی مسجد کے ملبہ کا بلا معاوضہ استعمال کرنا؟ ---------- ۴۵۴
○ مسجد کی چیزیں محلہ والوں کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ---------- ۴۵۵
○ مسجد کے حجرے میں تجارت کا سامان رکھنا؟ ---------- ۴۵۶
○ غیر ضروری سامان بیچ کر مسجد کی ضروریات میں لگانا؟ ---------- ۴۵۷
○ مسجد کی زمین کا کوئی حصہ کسی کے ذاتی مفاد کے لئے چھوڑنا؟ ---------- ۴۵۸

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں استعمال کرنا ۴۶۰

○ ایک مسجد کا غیر ضروری سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا؟ ---------- ۴۶۰
○ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں بغیر اجازت استعمال کرنا؟ ---------- ۴۶۱

Marfat.com

○ ایک مسجد کی زائد دری دوسری مسجد میں لے جانا؟ ---------- ۴۶۲

○ ضرورت سے زائد موقوفہ قرآنوں کا فروخت کرنا؟ ---------- ۴۶۳

○ مسجد کا سامان اجتماعات میں لے جانا؟ ---------- ۴۶۴

○ مسجد کی صفوف اور لوٹے عیدگاہ میں استعمال کرنا؟ ---------- ۴۶۵

○ مسجدوں کے موقوفہ تالاب کی آمدنی عیدگاہ پر خرچ کرنا؟ ---------- ۴۶۶

○ ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں استعمال کرنا؟ ---------- ۴۶۷

○ ایک مسجد کیلئے جمع شدہ روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا؟ ---------- ۴۶۸

مسجد میں خارجی تصرف کرنا ۴۷۰

○ مسجد کے منبر ومحراب اور صفِ اول کو منہدم کر کے دوکان بنانا؟ ---------- ۴۷۰

○ مسجد کی سطح زمین کھود کر دوکان بنانا؟ ---------- ۴۷۱

○ مسجدِ شرعی میں سے دو صفیں کم کر کے وضوخانہ بنانا؟ ---------- ۴۷۱

○ حدودِ مسجد کے ایک حصہ کو مصلی الجنائز قرار دینا؟ ---------- ۴۷۳

○ مسجد کے قبلہ کی جانب سوئمنگ پل بنانا؟ ---------- ۴۷۴

○ ضرورت کے وقت مسجد کا کچھ حصہ سڑک میں شامل کرنا؟ ---------- ۴۷۵

○ مسجد کے طاق کے اوپر سے اپنے زینہ کی چھت نکالنا؟ ---------- ۴۷۶

○ مسجد کی موقوفہ زمین پر ذاتی مکان بنانا؟ ---------- ۴۷۷

○ مسجد کے موقوفہ مکان پر قبضہ کر کے ذاتی استعمال میں لانا؟ ---------- ۴۷۸

○ مسجد کی خالی زمین میں نرسری کھولنا؟ ---------- ۴۷۹

○ مسجد کی زمین میں قبرستان بنانا؟ ---------- ۴۷۹

○ مسجد کے تہ خانہ کو پارکنگ میں استعمال کرنا؟ ---------- ۴۸۰

○ مسجد کی موقوفہ زمین کو ہڑپ کرنے والے کی سزا؟ ---------- ۴۸۱

Marfat.com

○ مسجد پر غیر مسلموں کا غاصبانہ قبضہ کرنا؟ ---------------- ۴۸۲
○ مسجد کی دوکان پر کرایہ دار کا غاصبانہ قبضہ کرنا؟ ---------------- ۴۸۴
○ افسران کا مسجد کا حصہ سڑک کی توسیع میں شامل کرنا؟ ---------------- ۴۸۵

آدابِ مساجد

مسجد کو گذرگاہ بنانا ۴۸۸

○ مسجد میں دوڑ لگانا؟ ---------------- ۴۸۸
○ وضو خانے کے اُوپر جوتے چپل کے ساتھ جانا؟ ---------------- ۴۸۸
○ صحنِ مسجد کے ایک حصہ کو طلبہ ومدرسین کی مخصوص گذرگاہ بنانا؟ ---------------- ۴۹۰
○ مسجد کے متولی کا مسجد کے ایک حصہ کو گذرگاہ بنانا؟ ---------------- ۴۹۱
○ مسجد کی دیوار کے متصل مسجد کی زمین میں گذرگاہ کو بند کرنا؟ ---------------- ۴۹۱
○ چھوٹی قدیم مسجد کی آخری صف کو ختم کر کے گذرگاہ بنانا؟ ---------------- ۴۹۳
○ گذرگاہ بننے کے خوف سے نماز کے علاوہ اَوقات میں مسجد کے دروازوں کو بند کرنا؟ -- ۴۹۴

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا ۴۹۵

○ مسجد کے آداب اور امام ومقتدی کے اخلاق ---------------- ۴۹۵
○ مسجد میں دنیاوی بات چیت کرنا؟ ---------------- ۴۹۷
○ مسجد میں ہنسی مذاق کرنا؟ ---------------- ۴۹۸
○ حلقہ لگا کر مسجد میں سیاسی وغیر سیاسی باتیں کرنا؟ ---------------- ۴۹۹
○ مسجد کے محراب اور وضو خانہ میں موبائل پر گفتگو کرنا؟ ---------------- ۵۰۰
○ مسجد میں گالی دینا؟ ---------------- ۵۰۱
○ مسجد کے چندہ میں ریزگاری کا نوٹ سے تبادلہ کرنا؟ ---------------- ۵۰۱
○ مسجد میں خرید وفروخت اور لین دین کا حکم؟ ---------------- ۵۰۳
○ مسجد میں تفسیر قرآن کی ویڈیو ریکارڈنگ کرنا؟ ---------------- ۵۰۴

Marfat.com

مسجد میں سونا اور رہائش اختیار کرنا ۵۰۷

○ مسجد میں کس کے لئے سونا جائز ہے؟ ۵۰۷
○ مقیم کا مسجد میں سونا؟ ۵۰۸
○ مسافر کا مسجد میں سونا؟ ۵۰۹
○ امام کا مسجد کی چھت پر یا اندر سونا؟ ۵۰۹
○ امام کا مسجد میں چھوٹی بچی کو لے کر سونا؟ ۵۱۰
○ اہلِ محلّہ کا گھروں سے آ کر مسجد میں آرام کرنا؟ ۵۱۱
○ مسجد میں سوتے ہوئے اگر احتلام ہو جائے تو مسجد سے کس طرح نکلے؟ ۵۱۱
○ ناپاکی کی حالت میں مسجدِ شرعی کے خارجی حصہ میں جانا؟ ۵۱۲
○ مسجد کی چھت پر رہائش اختیار کرنا؟ ۵۱۴
○ بنیتِ اعتکاف مسجد میں قیام؟ ۵۱۵
○ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت اور دعا کس جگہ پڑھی جائے گی؟ ۵۱۶
○ مسجد میں اِجتماعی طور پر روزہ افطار کرنا؟ ۵۱۶
○ مسجد کے بالائی حصہ پر کرایہ دے کر رہنا؟ ۵۱۷

مسجد کے قریب طہارت خانہ بنانا ۵۱۹

○ مسجد کے محراب کے پاس استنجاء خانہ بنانا؟ ۵۱۹
○ صف کے قریب پاخانہ اور پیشاب گھر؟ ۵۲۰
○ مسجد کے صحن میں لیٹرین کا کنواں بنوانا؟ ۵۲۱
○ مسجد کے نچلے حصہ میں لیٹرین و استنجاء خانہ بنانا؟ ۵۲۲
○ مسجد کے نام پر لی گئی زمین میں وضوخانہ پیشاب خانہ وغیرہ بنانا؟ ۵۲۳
○ مسجد کی زمین میں بیت الخلاء بنانا؟ ۵۲۴

Marfat.com

○ مسجد کے خارجی حصہ میں بیت الخلاء بنانا؟ ---------- ۵۲۵
○ مسجد کی زمین پر تبلیغی اجتماع کے لئے عارضی بیت الخلاء بنانا؟ ---------- ۵۲۶

مسجد میں بدبودار چیز داخل کرنا ۵۲۸

○ پیاز کھاکر مسجد میں جانا؟ ---------- ۵۲۸
○ مسجد میں گیس سلنڈر جلانا؟ ---------- ۵۲۸
○ مسجد کے اندر مٹی کا تیل جلانا؟ ---------- ۵۳۰
○ مسجد میں مٹی کے تیل کی لالٹین جلانا؟ ---------- ۵۳۱
○ مسجد میں ماچس کی تیلی جلاکر چراغ جلانا؟ ---------- ۵۳۳
○ مسجد میں اگربتی جلانا؟ ---------- ۵۳۳
○ مسجد کے صحن میں کھانا پکانا؟ ---------- ۵۳۴

مسجد کی صفائی ستھرائی کرنا ۵۳۶

○ جماعت کھڑی ہوتے وقت رومال سے صفوں کو جھاڑنا؟ ---------- ۵۳۶
○ خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ برش سے مسجد کی پتائی کرنا؟ ---------- ۵۳۶
○ سور کے بالوں سے بنے برش سے مسجد میں رنگ کرنا؟ ---------- ۵۳۸
○ خنزیر کے بالوں والے برش سے پوتی گئی مسجد کا حکم؟ ---------- ۵۳۹

مسجد میں زیب وزینت کرنا ۵۴۰

○ مسجد اور مدرسہ کی تزئین میں رقم خرچ کرنا؟ ---------- ۵۴۰
○ مسجد کی زیبائش کیلئے اپنا ذاتی پیسہ سے شیشہ لگانا؟ ---------- ۵۴۱
○ مسجد میں ایسا پتھر لگانا جس میں تصویر نظر آجائے؟ ---------- ۵۴۲
○ مسجد پر کون سا رنگ لگانا چاہئے؟ ---------- ۵۴۳

Marfat.com

○ مسجد کی دیواروں پر آیاتِ قرآنیہ کے کتبات نقش کرنا؟ ---------- ۵۴۴
○ مسجد کی دیواروں پر قرآنی آیات کے طغرے اور یا محمد لکھ کر لٹکانا؟ ---------- ۵۴۵
○ اوقاتِ نماز کے نقشہ کو فریم کرا کے مسجد میں لٹکانا؟ ---------- ۵۴۶
○ اوقاتِ صلوٰۃ کا فریم کس دیوار پر لٹکائیں؟ ---------- ۵۴۷

مسجد میں تعلیم و تعلم ۵۴۸

○ مسجد میں طلبہ کا قرآن کی تعلیم حاصل کرنا اور قیام کرنا؟ ---------- ۵۴۸
○ مسجد کو آباد رکھنے کے لئے اس میں مدرسہ قائم کرنا؟ ---------- ۵۴۹
○ مسجد میں مکتب قائم کرنا اور بچوں سے بلند آواز سے دعاء ماثورہ پڑھوانا؟ ---------- ۵۵۰
○ مکتب میں جگہ کی قلت کے باعث طلبہ کو مسجد میں پڑھانا؟ ---------- ۵۵۱
○ مسجد کے بالائی حصہ پر بچوں کو تعلیم دینا؟ ---------- ۵۵۳
○ مسجد میں فیس لے کر بچوں کو قرآن پڑھانا؟ ---------- ۵۵۴
○ مسجد کی حد سے متصل امام کے حجرہ کے سامنے دینی درس گاہ بنانا؟ ---------- ۵۵۵
○ مسجد میں دینی وعصری مخلوط تعلیم دینا؟ ---------- ۵۵۶
○ بالغ لڑکیوں اور بچوں کو مسجد میں دینی تعلیم دینا؟ ---------- ۵۵۷
○ مسجد سے متصل مکتب میں عورت کا بچوں کو دینی تعلیم دینا؟ ---------- ۵۵۸
○ مسجد کے اندر طلبہ کا پروگرام کرنا اور ڈرامہ اور مکالمہ دکھانا؟ ---------- ۵۶۰
○ مسجد میں فیس لے کر دینی تعلیم دینا؟ ---------- ۵۶۰
مسجد کی زمین میں مسجد کی آمدنی سے مکتب کی تعمیر کرانا؟ ---------- ۵۶۲
مسجد کی موقوفہ زمین میں سرکاری اسکول قائم کرنا؟ ---------- ۵۶۳

متفرقات احکام مساجد ۵۶۵

○ گنے کی کھوئی سے مسجد کا پانی گرم کرنا؟ ---------- ۵۶۵

Marfat.com

○ مسجد میں اگربتی جلانے پر جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کا عقیدہ؟---- ۵۶۵
○ مسجد کیلئے زمین دینے والے کا مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا؟---------------- ۵۶۶
○ مسجد کی دیواروں میں کبوتر پالنے کے لئے سوراخ کھولنا؟---------------- ۵۶۷
○ مساجد اور دینی اداروں کے تحفظ کا شرعی حکم؟---------------- ۵۶۸
○ کسی شخص کو بلاعذر محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا؟---------------- ۵۶۹
○ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے؟---------------- ۵۷۱
○ مسجد میں نکاح کی مجلس منعقد کرنا اور مسجد کی بجلی استعمال کرنا؟---------------- ۵۷۱
○ جمعہ کی نماز سے قبل گولک گھما کر چندہ کرنا؟---------------- ۵۷۲

اَحکام عیدگاہ

۵۷۵

○ عیدگاہ کی تعریف اور مسجد میں تبدیل شدہ عیدگاہ کا حکم؟---------------- ۵۷۵
○ موقوفہ زمین میں عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۷۶
○ مسجد پنج گانہ کے نام وقف کردہ زمین میں عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۷۷
○ گرام سماج کی زمین پر عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۷۸
○ عیدگاہ چھوٹی پڑنے پر اگر دوسری بنائیں تو پہلی عیدگاہ کا کیا کریں؟---------------- ۵۷۹
○ ایک کلومیٹر کی دوری پر دوسری عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۸۰
○ بلاضرورت ضد بندی سے ایک قصبہ میں دو عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۸۰
○ غیر مقلدین کا اپنی عیدگاہ الگ بنانا؟---------------- ۵۸۱
○ تین گاؤں والوں کا مل کر اپنی الگ عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۸۲
○ آبادی سے دو کلومیٹر دور گاؤں کی پلاٹنگ کی جگہ عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۸۲
○ مسجد کی زمین پر تبادلہ کر کے عیدگاہ بنانا؟---------------- ۵۸۴
○ جس گاؤں میں عید کی نماز نہیں ہوتی وہاں کی عیدگاہ کو مدرسہ میں تبدیل کرنا؟---------------- ۵۸۶

Marfat.com

○ عیدگاہ کو آبادی میں آجانے کی وجہ سے جامع مسجد میں تبدیل کرنا؟ ---------------۵۸۷

○ پرانی عیدگاہ میں مدرسہ بنانا؟ ---------------------------۵۸۸

○ عیدگاہ کے لئے خالی پڑی ہوئی زمین پر مدرسہ بنانا؟ ---------------------۵۸۹

○ عیدگاہ کی زمین میں مکتب قائم کرنا اور عیدگاہ کو کرایہ دینا؟ -----------------۵۹۰

○ عیدگاہ کے اِحاطہ میں ذو کان لگا کر کرایہ وصول کرنا؟ --------------------۵۹۲

○ پرانی عیدگاہ میں شادی ہال اور دو کانیں بنا کر آمدنی حاصل کرنا؟ ---------------۵۹۳

○ عیدگاہ کے لئے موقوفہ زمین میں شادی ہال بنانا ---------------------۵۹۴

○ عیدگاہ کی چہار دیواری میں کھیلنا؟ ---------------------------۵۹۶

○ عیدگاہ کی پیداوار سے عیدگاہ کے خادم کو اُجرت دینا؟ ------------------۵۹۷

○ عیدگاہ کے خودساختہ مجاور کے خلاف قانونی کارروائی کرنا؟ -----------------۵۹۸

○ عیدگاہ کی مسجد میں "بلاک پرمکھ" کے کوٹے سے بھراوڈ لوانا؟ ---------------۵۹۹

○ عیدگاہ سے متصل بسنے والوں کا عیدگاہ میں پانچ وقت کی نماز پڑھنا؟ -------------۶۰۰

○ کیا مملوکہ عیدگاہ میں نماز پنج گانہ پڑھ سکتے ہیں؟ --------------------۶۰۰

○ عیدگاہ میں غیر مسلم کی طرف سے بچھائی گئی صفوں پر نماز پڑھنا؟ --------------۶۰۱

○ نماز عید سے پہلے سیاسی بے ریش آدمی کا دین کی بات کرنا؟ ----------------۶۰۲

○ عورتوں کا عیدگاہ میں جانا؟ -----------------------------۶۰۳

○ عورتوں کا مردوں کے ساتھ عیدین کی نماز میں شریک ہونا یا علیحدہ جماعت کرنا؟ -----۶۰۴

○ M.P یا M.L.A فنڈ کا روپیہ عیدگاہ کی باؤنڈری میں لگانا؟ ---------------۶۰۶

○ ایک عیدگاہ کا سامان دوسری عیدگاہ میں لگانا؟ ---------------------۶۰۶

○ عیدگاہ کی زمین غیر مسلم آبادی میں آجانے کی وجہ سے اُسے بیچ کر پیسہ قبرستان میں لگانا؟ ---۶۰۷

Marfat.com

کتابُ الوقف

Marfat.com

وقف کے مسائل

صدقۂ جاریہ کی بہترین شکل کیا ہے؟

سوال (۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: صدقہ جاریہ کے واسطے بہتر اور اعلیٰ کیا صورت اختیار کرنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صدقہ جاریہ کی ایک بہترین شکل وقف فی سبیل اللہ بھی ہے، یعنی کوئی جائیداد مسجد یا مدرسہ یا عامۃ المسلمین کے نفع کے لئے وقف کردی جائے، وغیرہ۔ اِس طرح کے اَوقاف کا ثواب تادیر جاری اور باقی رہتا ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن سعد بن عبادة رضي الله عنه أخا بني ساعدة تُوفيت أمه وهو غائب عنها فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! إن أمي توفيت وأنا غائبٌ عنها، فهل ينفعها شيء إن تصدقتُ به عنها؟ قال نعم! قال: فإني أشهدك أن حائطي المِخراف صدقةٌ عليها. (صحيح البخاري، كتاب الوصايا / باب الإشهاد في الوقف والصدقة ۳۸۷/۱ رقم: ۲۷٦۲ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله، إلا من ثلاثة: إلا من صدقة جارية، أو علمٍ يُنتفع به، أو ولدٍ صالحٍ يدعو له. (صحيح مسلم، كتاب الوصية / باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته ٤١/٢ رقم: ١٦٣١ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۸/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے لئے زمین وقف کرنا؟

سوال (۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج سے تقریباً ۱۵-۱۶؍سال قبل زید نے ایک زمین مسجد عائشہ حفاظت نگر، انکلیشور گجرات کو یہ کہہ کر دی تھی کہ مسجد کا مکتب یہاں منتقل کردیا جائے، اور تعلیمی سلسلہ یہاں شروع کیا جائے۔ واضح رہے کہ زید نے مکتب کے لئے وہ جگہ دیتے وقت کوئی شرط نہیں لگائی تھی، اُس وقت زید وہ زمین مسجد کے مکتب کے نام کرنا بھی چاہتا تھا؛ لیکن مسجد کا ٹرسٹ نہ ہونے کی وجہ سے ذمہ داروں نے وہ زمین مسجد کے مکتب کے نام رجسٹرڈ نہیں کرائی، چناں چہ زید نے وہ زمین اپنے ایک رشتہ دار ابوبکر کے نام لکھ دی کہ ضرورت کے وقت جب مسجد کا ٹرسٹ قائم ہوجائے گا تو وہ زمین ابوبکر مسجد کے مکتب کے نام کردے گا۔

صورتِ حال یہ ہے کہ وہ زمین ۱۵-۱۶؍سال سے مسجد ہی کی تحویل میں ہے اور اس پر قبضہ بھی مسجد کا ہی ہے، مسجد نے اپنے خرچہ سے زمین کے ایک حصہ میں چند کمرے زید کی اجازت سے بنوائے ہیں، جن کا کرایہ امام ومؤذن کی تنخواہ اور دیگر ضروریاتِ مسجد مثلاً مرمت، تعمیر وغیرہ میں استعمال ہورہا ہے، اور ایک حصہ یوں ہی مکتب کے نام پر خالی پڑا تھا؛ البتہ مسجد نے دیوار قائم کرکے اُس کا احاطہ بنادیا تھا، اور ابھی چند سال قبل مسجد کے استنجاء خانے خراب ہونے کی وجہ سے اسی جگہ میں عارضی طور پر استنجاء خانے اور غسل خانے بھی بنوائے گئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ زید کی دی ہوئی وہ زمین اب تک ہر اعتبار سے مسجد ہی کے قبضہ وتصرف میں ہے۔

اَب سے چند سال قبل کوشش بسیار کے بعد الحمدللہ مسجد کا ٹرسٹ قائم ہوگیا ہے، جس میں ایک ٹرسٹی خود ابوبکر بھی ہے، جس کے نام فی الحال وہ زمین ہے، جب ٹرسٹ کے لوگ ابوبکر کو وہ زمین مسجد کے مکتب کے نام کرنے کی بات کرتے ہیں، تو وہ قولاً ہاں کہتا ہے؛ لیکن عملاً انکار کی صورت ہوتی ہے، بہرحال ٹرسٹ کے چند افراد اس زمین پر ٹین شیڈ ڈال کر فرش وغیرہ پلاسٹر کرکے مکتب وہاں منتقل کرنا چاہتے ہیں، اور وہاں مدرسہ کے نام کا بورڈ بھی لگا دیا گیا ہے، بورڈ لگاتے

Marfat.com

وقت ابوبکر کے رشتہ داروں نے ہنگامہ کیا اور یہ کہا کہ چوں کہ مکتب کی یہ جگہ فی الحال ابوبکر ٹرسٹی کے نام ہے؛ اِس لئے اُس کی اجازت کے بغیر یہاں مکتب شروع کرنا حرام اور ناجائز ہے، جب کہ زید (اصل مالک زمین) نے مسجد کا ٹرسٹ نہ ہونے کی وجہ سے اُس جگہ کو ابوبکر ٹرسٹی کے نام کیا تھا، جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں تحریر کیا جا چکا ہے، ہنگامہ کے موقع پر زید (اصل مالک زمین) بھی آیا تھا اور اُس نے کہا کہ بلڈنگ پلان کے ساتھ کام کرو اور مکتب چلاؤ، ابھی فی الحال مسجد کے مکتب کے فنڈ میں اتنی رقم نہیں ہے کہ مکتب کے لئے بلڈنگ تعمیر کی جا سکے، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ:

(۱) زید کا مسجد کے مکتب کو زمین دینا اور مسجد کے مکتب کا اُس پر اتنے عرصے سے قابض رہنا وقف کہلائے گا یا نہیں؟

(۲) اگر یہ وقف ہے تو زید کا یا اس کے رشتہ دار ابوبکر ٹرسٹی کا وہ زمین مسجد کے مکتب کے نام نہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اب اتنی مدت کے بعد زید خود یا اُس کے رشتہ دار ابوبکر ٹرسٹی وہ زمین دینے سے انکار کریں یا اپنی بات بدلیں، تو کیا اُس کے حصول کے ذرائع استعمال کئے جا سکتے ہیں؟

(۴) اگر زید یا اُس کے رشتے دار ابوبکر ٹرسٹی وغیرہ اب وہ جگہ (مسجدِ عائشہ، حفاظت نگر کو مکتب کے لئے دے چکے ہیں) کسی دوسری جگہ مسجد یا مدرسہ کے نام وقف کرنا چاہیں، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) اگر اُس جگہ کا وقف صحیح ہوا اور شرعاً وہ جگہ مسجد کے مکتب کی ہے، تو ٹرسٹیوں کو اُس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے، یا خوفِ نزاع سے خاموشی اختیار کرنی چاہئے؟ اور ٹرسٹیوں کی یہ خاموشی (زمین کی عدم حصول یابی) شرعاً کیسی ہے؟

(۶) نیز ہنگامہ کے وقت زید کا یہ کہنا کہ بلڈنگ پلان کے ساتھ کام کرو، تو کیا بغیر بلڈنگ کے نہیں چل سکتا؟ مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱-۲-۳) برتقدیرِ صحتِ واقعہ حسبِ تحریرِ سوال زید

Marfat.com

نے اپنی زمین مسجد عائشہ حفاظت نگر انکلیشور میں چلنے والے دینی مکتب کے لئے خاص کی تھی، اور مسجد کا ٹرسٹ رجسٹرڈ نہ ہونے کی وجہ سے مصلحۃً اپنے رشتہ دار ابوبکر کے نام رجسٹری کردی تھی؛ لیکن عملاً یہ جگہ مسجد ہی کے قبضہ وتصرف میں تھی، اِسی بنا پر وہاں ضرورت پڑنے پر مسجد کے لئے طہارت خانے بھی بنوائے گئے، اور کرایہ کے لئے کمروں کی بھی تعمیر ہوئی، جن سے حاصل شدہ آمدنی مسجد کی ضروریات میں خرچ ہوتی رہی، اور اِس درمیان زید نے کبھی کوئی اعتراض نہیں اٹھایا، یہ اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ زید نے یہ جگہ مسجد کی ملکیت میں دے کر مسجد ہی کو قابض ودخیل بنادیا تھا، اور قانونی مصلحت سے یہ جگہ ابوبکر کے نام کردی گئی تھی، پس اِس تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شرعاً اس جگہ پر مسجد عائشہ کی ملکیت ثابت ہوچکی ہے اور زید یا ابوبکر کو اِس میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں رہا ہے، اور چوں کہ مسجد کا ٹرسٹ قائم ہو چکا ہے، اس لئے ابوبکر پر لازم ہے کہ وہ یہ جگہ مسجد عائشہ کے ماتحت چلنے والے مکتب کے نام منتقل کردے، کیوں کہ اب کوئی قانونی رکاوٹ نہیں رہی۔

الهبة تصح بالإيجاب والقبول والقبض ...... وتنعقد بقوله: وهبت ونحلت، وأعطيت. (الهداية ٣/٢٨٣ الأمين كتابستان ديوبند، ٦/٢٣٧-٢٣٩ كراچی)

وتتم بالقبض الكامل ويمنع الرجوع فيها الزيادة المتصلة كبناء وغرس وسمن. (الدر المختار مع الرد المحتار / كتاب الهبة ٨/٤٩٣-٥٠٤ زكريا)

لا يتم التبرع إلا بالقبض. (قواعد الفقه رقم القاعدة: ٢٦٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (البحرالرائق، كتاب الحدود / باب حد القذف ٥/٦٨، الفتاویٰ الهندية ٢/١٦٨ زكريا، مستفاد: امداد المفتيين ٢/٨٩٠)

(۴) یہ جگہ چوں کہ مسجد عائشہ کو دی جا چکی ہے، اِس لئے اَب یہ کسی دوسری مسجد یا مدرسہ کی طرف منتقل نہیں کی جاسکتی۔

وقدمنا عنه قريبامن أن الفتوىٰ على أن المسجد لا يعود ميراثًا، ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر. (الرد المحتار على الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٦/٥٤٩ زكريا)

Marfat.com

الـذي تـحصل من كلامه أنه إذا وقف كتبًا وعيّن موضعها، فإن وقف على أهل ذلك الموضع لم يجز نقلها منه لا لهم ولا لغيرهم. (الرد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في نقل كتب الوقف من محلها ٦/٥٥٩ زكريا، فتاویٰ دار العلوم ١٣/١٨٨)

من سعى في نقض ما تم من جهة فسعيه مردود. (قواعد لفقه ١٢٩ رقم لقاعدة: ٣٥٣٥)

(۵) یہ جگہ مسجدِ عائشہ کی ملکیت میں ہے، اور مسجد کی مملوکہ جائیدادوں کا تحفظ اور اُس کے حصول کی کوشش انتظامیہ کی ذمہ داری ہے، اس لئے حتی الامکان اُس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔

قال في الإسعاف: ولا يؤلى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه. (الرد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في شروط المتولي ٦/٥٧٨ زكريا)

(٦) زید کا یہ کہنا کہ بلڈنگ پلان کے ساتھ کام کرو، اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ زمین واپس لینا چاہتا ہے؛ بلکہ یہ ایک اچھا مشورہ ہے، مسجد والے اگر اس مشورہ کو قبول کر کے پلاننگ کے ساتھ مکتب کے لئے بلڈنگ بنائیں، تو بہتر رہے گا، اور جب ہمت سے کام شروع کریں گے، تو اللہ کی مدد بھی آئے گی۔

قال اللّٰه تبارك وتعالیٰ: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ١٥٩]

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدين النصيحة. (سنن الترمذي، أبواب لبر ولصلة / باب ما جاء في لنصيحة ٢/١٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَپنے گھر کی زمین مسجد میں دینا؟

سوال (۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: زید ایک وقف شدہ مکان میں رہتا ہے اس کے گھر کے بالکل بغل میں ایک مسجد ہے، اُس کی دیواریں اُس کے گھر میں ہیں، آیا گھر کی کچھ زمین مسجد میں دے سکتا ہے یا نہیں، اگر دے چکا ہے، تو اُس کو کیا کرنا چاہئے؟ اور وقف شدہ مکان میں میراث جاری ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے گھر کی زمین مسجد میں دینا شرعاً درست ہے، اور جو زمین مسجد میں دے دی جائے، وہ خود بخود وقف ہوجاتی ہے، اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

ورکنه الألفاظ الخاصة كأرضي هذه صدقةٌ، قال الشامي: أو ما يدل عليه كلفظ صدقة، أو لفظ المساكين، ونحوه كالمسجد الخ. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الوقف ٦/٥٢٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶؍۱۰؍۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عارضی طور پر نماز پڑھنے کے لئے زمین دینا؟

سوال (۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کے پاس کچھ زمین خالی پڑی ہے اور اُس کے ۳۰-۴۰ رگز کے بعد ایک بازار قائم ہونے کا احتمال ہے؛ اس لئے اُس کے گاؤں کے چند آدمی نے اُس سے کہا کہ تمہاری زمین جو خالی پڑی ہے وہ زمین کچھ دنوں کے لئے ہمیں دے دو، ہم وہاں کچھ دنوں تک نماز پڑھنے کے لئے عارضی طور پر حجرہ بنائیں گے، اُس کے بعد اگر وہ بازار قائم ہوگیا، تو اُس حجرہ کو منتقل کر کے بازار میں لے جائیں گے، اور اگر وہ بازار قائم نہیں ہوا تو حجرہ کو توڑ ڈالیں گے، اور تمہاری زمین خالی ہوجائے گی، تو اِس طرح زید کو حجرہ بنانے کے لئے زمین دینا اور اِس طرح نماز پڑھنے کے لئے حجرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے؟ تو پھر اُس حجرہ کو توڑنے یا اُس کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے بعد اس جگہ کا کیا حکم ہوگا؟ اُس میں مکان یا بیت الخلاء وغیرہ بنانا یا زراعت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا عارضی طور پر اپنی زمین نماز پڑھنے کے لئے دینا شرعاً جائز ہے، قریب میں بازار قائم ہونے کے بعد یا بازار قائم نہ ہونے کی صورت میں جب زمین زید کو واپس کردی جائے، تو زید اپنی زمین کا بدستور سابق مالک رہے گا، اور تمام مالکانہ تصرفات زراعت وتعمیر وغیرہ کی مکمل اجازت ہوگی۔ حاصل یہ ہے کہ عارضی طور پر کچھ دنوں کے لئے زمین نماز پڑھنے کے واسطے دینے سے وہ شرعی مسجد نہیں بنتی۔

رجل له ساحة لابناء فيها أمر قومًا أن يصلوا فيها بجماعة، فهٰذا على ثلاثة أوجه – إلى قوله – وأما إن وقت الأمر باليوم أو الشهر أو السنة، ففي هٰذا الوجه لا تصير الساحة مسجدًا، لو مات يورث عنه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٢/ ٤٥٥ زكريا)

ولو أمر القوم أن يصلوا فيه بجماعة صلاة أو صلوات يومًا أو شهرًا لا يكون مسجدًا. (الفتاویٰ التاتارخانية / الفصل الحادي والعشرون في المساجد ١٥٧/٨ رقم: ١١٤٩٩ زكريا)

فلو أذن لقوم أو للناس شهرًا أو سنةً مثلاً لا يزول ملكه. (مجمع الأنهر ٢/ ٥٩ بيروت، ٢/ ٥٩٣ مكتبه فقيه الأمة ديوبند) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/ ۲/ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام رجسٹری کے بغیر صرف زبانی وقف کرنا؟

سوال (۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد حنیف ایک زمین دار آدمی ہے، اُس نے اپنی زمین کو مسجد بنوانے کے لئے وقف کیا؛ لیکن کسی کاغذ میں لکھوا کر یا رجسٹری کر کے مسجد کے نام سے نہیں دیا، صرف گاؤں کے لوگوں کی موجودگی میں زبانی وقف ہوا تھا، اور اِس وقف شدہ زمین میں مسجد بھی ایک پھونس کی بنوائی گئی تھی، اور کافی

Marfat.com

دنوں تک اِسی پھونس کی مسجد میں پورے گاؤں والے نماز پنج گانہ ادا کرتے رہے۔ اب ہوا یہ کہ اسی گاؤں میں ایک دوسری جامع مسجد تعمیر کی گئی، اور محمد حنیف نے پرانی زمین جس میں پھونس کی مسجد ہے اُس کے بدلہ میں دوسری زمین جامع مسجد بنوانے کے لئے وقف کیا ہے، اور پرانی زمین کو محمد مسلم کے پاس فروخت کردیا تھا، اور محمد مسلم کو آدھی زمین رجسٹری کراکے دیا تھا، اور آدھی باقی رہی تھی، پھر محمد مسلم اُسی زمین کو فروخت کرکے دوسری جگہ منتقل ہوگئے اور محمد مسلم سے اِس زمین کو ضدین مشترین کی بناء پر گاؤں والوں نے بنا سود دِلوادیا، اور بنا سود پوری زمین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، اِس پر محمد حنیف نے اَمین پٹواری لاکر کے زمین کو ناپا اور کاغذ دیکھے تو پوری زمین رجسٹری کرکے نہیں دیا ہے، کچھ باقی ہے، اِس پر ضد ہوکر گاؤں والوں نے یہ کہا کہ یہ زمین تو مسجد کے نام سے وقف کیا تھا، یہ مسجد کی ہے، اور زبردستی گاؤں والوں نے اس زمین کے چاروں طرف سے اینٹ کی دیوار دے کر گھیر دیا ہے، اور اندر پھول وغیرہ لگوادئے ہیں۔

اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا وہ زمین جو بغیر کسی کاغذ یا رجسٹری کے محمد حنیف نے وقف کیا تھا مسجد کے نام سے وہ مسجد کی ہے یا محمد حنیف کی ہے، اور جن لوگوں نے زبردستی اس کو مسجد کی زمین کہہ کر گھیر دیا ہے، اُن پر کیا گناہ ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محمد حنیف کے وقف کرنے کے بعد جب وہ جگہ مسجد بن گئی اور اُس میں نماز بھی ہوتی رہی، تو یہ وقف تام ہوگیا، اُس کی رجسٹری ضروری نہیں، اور اب اُس کا فروخت کرنا ہبہ کرنا وغیرہ کچھ بھی جائز نہیں ہے، اور محمد حنیف نے جو تصرف کیا ہے، وہ شرعاً غیر معتبر ہے۔

ولو قال وهبت داري للمسجد وأعطيتها له صح ويكون تمليكاً. قالوا إن أمرهم بالصلاة أبدا أو أمرهم بالصلاة فيها بجماعة ولم يذكر الأبد؛ لأنه أراد بها الأبد، ثم مات لا يكون ميراثًا. (طحطاوي على الدر ۵۳۶/۲، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ۲۹۰/۳ زكريا)

Marfat.com

وہ زمین ہمیشہ کے لئے مسجد ہوگئی ہے، اِس لئے دیگر مساجد کی طرح اس کی حفاظت ضروری ہے، جن لوگوں نے اینٹ وغیرہ سے گھیر کراس کو محفوظ کردیا ہے، اُن کا فعل شرعاً درست ہے۔

وقال أبويوسفؒ: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثًا ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: فيما لو خرب المسجد أو غيره ٥٤٩/٦ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٢٥١/٥ كراچی، كذافي خلاصة الفتاوىٰ / الفصل الرابع في المسجد ٤٢٤/٤ لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۳/۱۴۲۰ھ

زبانی وقف کرنے کے بعد رجسٹری کرانا ضروری نہیں

سوال (٦):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے مسجد کے لئے پلاٹ خرید کر اُس میں مسجد تعمیر کرادی ہے اور زبانی اعلان سے وقف کردیا ہے، مگر کاغذات میں وقف اِس لئے نہیں لکھوایا کہ لوگ مداخلت بے جا کرکے اُس میں دینی تعلیمی کام بھی نہیں ہونے دیں گے، تو کیا اِس صورت میں وہ مسجد نہیں کہلائے گی؟ اور اُس میں ثواب مسجد کا نہیں ملے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زبانی اعلان سے بھی وقف صحیح اور نافذ ہوجاتا ہے، رجسٹری لازم نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ مسجد شرعی کہلائے گی، اور اُس میں نماز پڑھنے سے بلاشبہ مسجد کا ثواب ملے گا۔

وبقوله وقفتها في حياتي وبعد وفاتي مؤبدًا ...... ولا يتم حتى يقبض ويفرز. (تنوير الأبصار، كتاب الوقف / مطلب في وقف المريض ٥٣٣/٦-٥٣٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۱/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

وارثین کو نہ دے کر مکان مدرسہ کے نام وقف کرنا؟

سوال (۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر جس مکان میں رہتا ہے یہ والد صاحب نے خریدا تھا، والدہ کے نام بیع تھی، یہ کچا مکان تھا، احقر نے کما کر اس کی پختہ تعمیر کرائی، احقر کی تین بہنیں اور ہم دو بھائی ہیں، والد صاحب نے میرے بڑے بھائی کو زندگی میں حصہ دے دیا تھا، کچھ میرے نام تعمیری کام کرنے کے عوض میں میرے نام کر دیا تھا، اور بقیہ حصہ قبل وفات میرے بڑے لڑکے کے نام وصیت کر دیا تھا کہ بعد میرے انتقال میرا پوتا مالک ہے، اور انتقال فرما گئے۔ والد صاحب کے انتقال سے قبل والدہ صاحبہ نے انتقال فرمایا تھا، میرے والد کے انتقال کے بعد میرے بڑے لڑکے نے مکان کا وہ حصہ جو اس کے نام وصیت تھا، بذریعہ سرکاری عدالت میرے نام کر دیا، اب میں اس مکان میں تنہا اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہوں، اولادیں سب علیحدہ دور ہیں، یہ میری تیسری بیوی ہے، بیوی کی مدد حاصل کرتے ہوئے گھر میں دینی مدرسہ قائم کیا، اللہ تعالیٰ نے مدرسہ کو ترقی عطا فرمائی، آج یہ مدرسہ بنام ''جامعہ اصلاح البنات'' میں درجہ پنجم تک لڑکے لڑکیاں دونوں پڑھتے ہیں، درجہ ششم سے صرف لڑکیاں درجہ ہشتم تک صرف دینی تعلیم جو پانچ مضامین مع قرأت و دستکاری، کپڑا اسلائی اور کپڑے پر کڑھائی واون کی بُنائی، گویا خالص دینی تعلیم مع دستکاری جاری ہے، بحمد اللہ عمارت میں قدرے توسیع بھی ہو چکی ہے، دوسری منزل میں نے تیار کی، خود اور میری بیوی اور دو معلّمہ درس دیتی ہیں، مدرسہ ماہانہ معاوضہ فیس پر چلتا ہے، میری موجودہ بیوی کے علاوہ اور کسی اولاد کو مدرسہ سے دلچسپی ومحبت نہیں ہے، احقر بحمد اللہ مستند حافظ وقاری ہے، عربی و فارسی جماعت سوم تک کافیہ، شرح جامی تک تعلیم حاصل کی ہے، احقر نے اپنی بڑی بیوی مرحومہ کے بڑے لڑکے اور بیوی بچوں سے مدرسہ سنبھالنے کی امید کر رکھی تھی، جو صاف انکار کر دیا گیا، میں چاہتا ہوں کہ یہ مدرسہ بعد میری وفات جاری رہے، اس فکر کو رکھ کر چاہتا ہوں کہ اس مکان بنام 'رحمانی منزل' میں مدرسہ ''جامعہ اصلاح البنات'' کے نام سے عمارت رحمانی منزل کو مدرسہ کے نام وقف کر کے ترتیب وار خاندان والوں کو

Marfat.com

متولی بنا دوں؛ تا کہ یہ مدرسہ جاری رہے، ورنہ زبردست اندیشہ ہے کہ بعد میری وفات فساد وخون خرابہ ہوگا، تقسیم جائیداد پر، کیوں کہ ایک بیوی موجودہ اور پہلی بیوی مرحومہ کی اولاد اور دوسری بیوی مطلقہ بیوی کی اولاد میں تنازع ہے، بعد انتقال اور بڑھ سکتا ہے؛ لہٰذا کیا میں یہ بنام ''رحمانی منزل'' مکان مدرسہ کے نام وقف کرسکتا ہوں، اور کس طرح اور کیا مدرسہ کی آمدنی سے اخراجات مدرسہ واخراجاتِ متولی وقف جائیداد کے بعد کل ورثہ کے حقوق دینے ہوں گے؟ اس میں شرعی طور پر کس طرح ہوں گے، اور بہتر طریقہ کیا ہوگا، بتلایا جائے؟ میری پہلی بیوی سے سات اولادیں موجود ہیں، بقیہ کا انتقال ہوچکا ہے، صرف ایک لڑکی دوسرا لڑکا، دونوں شادی شدہ ہیں، لڑکا علیحدہ ہے، کوئی مدد نہیں کرتا ہے، دوسری بیوی مطلقہ سے چھ اولادیں ہیں، ۵ لڑکیاں ایک لڑکا، سب کے سب مطلقہ کے ساتھ ہیں، باوجود کوشش ونوٹس کے بھی میری تحویل میں نہیں آتے ہیں، مگر بعد انتقال ان سے زبردست خطرہ ہے، تیسری بیوی بیوہ موجودہ بوقت نکاح دو لڑکے نابالغ میری تحویل میں برائے پرورش آئے، وہ بالغ ہوکر شادی شدہ اب اپنے والد مرحوم کی جائیداد میں رہتے ہیں، مجھ سے اب علیحدہ ہیں، کیا میں اپنی عمارت مدرسہ کے نام وقف کرسکتا ہوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر آپ چاہیں تو اپنا مکان اپنی زندگی میں باقاعدہ مذکورہ مدرسہ کے نام وقف کرسکتے ہیں، وقف تام ہونے کے بعد اس کی آمدنی اور منافع میں دیگر وارثین کا حق نہ ہوگا۔

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم يكن مخالف الشرع وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء ما لم يكن معصية. (شامي، كتاب الوقف / مطلب شرائط الوقف معتبرة ٦/٥٢٧ زكريا)

لأن شرط الواقف يجب اتباعه لقولهم: شرط الواقف كنص الشارع، أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة. (الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني: الفوائد: ٢/١٠٦ إدارة القرآن كراچی)

Marfat.com

شـرط الـواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوى الحامدية ١٢٦/١ المكتبة الميمنية مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۵/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ورثہ کی موجودگی میں پوری زمین مسجد کے نام وقف کرنا؟

سوال (۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید وبکر وغیرہ چار حقیقی بھائی صاحبِ اولاد ہیں، اور اپنی ذاتی صحرائی آراضی میں ہمیشہ زراعت سے گذر بسر کرتے ہیں، اب اِن چاروں میں بڑا بھائی گردشِ تقدیر سے ضعیف العمر ہونے تک اپنی تمام اولاد سپردِ خاک کردیتا ہے، اور زید مع اہلیہ بے یار ومددگار لاولد رہ جاتے ہیں، لاولد ہونے کے قریب ۵-۶/ سال بعد زید کے دل میں کچھ بات آتی ہے، جس کا زید اظہار خیال اپنے محلہ کے زمین دار افراد سے اس طرح کرتا ہے کہ اب میرا اِس دنیا میں رکھا ہی کیا ہے، میری جو کاشت کی کل آراضی ہے، وہ میں اَب اپنے محلّہ کی مسجد کو وقف کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات سن کر محلّہ کے ذمہ دار لوگوں نے زید کو سمجھایا کہ ایسا مت کرو، تمہارے حقیقی بھائی بھتیجے آخری وقت کی دیکھ بھال کرنے والے موجود ہیں، زید کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور اپنے اِرادہ سے باز آگیا، پھر یہ بات دوسرے لوگوں کو معلوم ہوئی، تو پھر زید کو سمجھایا بہکایا، اور زید کو مسجد کے لئے وقف کرنے پر آمادہ کرلیا، اور وہ شخص زید کو جنگل ہی سے اپنے ساتھ لے کر اور ساتھ میں دو آدمیوں کو لے کر دفتر رجسٹرار کے یہاں پہنچ کر دو گواہوں کے روبرو کل آراضی کاشت کی جو کہ قریب ۱۶/ بیگھہ [illegible] ہوتی ہے وصیت کرالی، اور وصیت اِن الفاظ میں ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری جائیداد کی مالک

Marfat.com

میری بیوی رہے گی، اور اہلیہ کے مرنے کے بعد مسجد مالک وقابض ہوگی۔ وصیت کے بعد یہ بات صرف چار آدمیوں: زید اور ذمہ دار شخص اور دو گواہوں یا ایک دو اور لوگوں تک بطور راز رہی، رفتہ رفتہ وقت گذرتا چلا گیا، اب زید کے انتقال کے بعد یہ بات طشت از بام ہوتی ہے کہ وصیت کے مطابق زید کی جائیداد کی مالک مسجد ہے، زید کے ایک بھائی کو اعتراض ہے کہ زید کو بہکا کر ایسا کیا گیا، اور ہمیں آج تک اس کا علم نہ ہوسکا، اور کسی سے کوئی جھگڑا وغیرہ بھی کبھی نہیں رہا، تو یہ جائیداد بھائی یا بھتیجوں یا مسجد کو ملے گی، شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں میت موصی کی آراضی کا ایک تہائی حصہ مسجد میں دیا جائے گا، اور باقی حصہ شرعی ورثہ کا حق ہوگا، جن میں اہلیہ اور بھائی شامل ہیں، بھائیوں کی موجودگی میں بھتیجوں کو کچھ نہ ملے گا۔

عن عبد الله بن عمر أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه سئل عن الوصية فقال عمر: الثلث وسط من المال لا بخس ولا شطط. (السنن الكبرى للبيهقي ۳۶۹/۹ رقم: ۱۲۸۳۹، ۵۱۳/۶ رقم: ۱۲۵۷۲ دار الحديث القاهرة)

وإن أوصىٰ بأن تجعل داره مسجدًا ولم تخرج من الثلث ولم تجز الورثة تقسم ويجعل ثلاثة مسجدًا. (كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ۶۹۸/۵ إدارة القرآن كراچی)

وإذا أوصى بثلث ماله لأجنبي فهٰذه الوصية جائزة، ولا يحتاج فيها إلى إجازة الورثة ...... وإذا أوصى بأكثر من ثلث ماله لأجنبي فهٰذه الوصية فيما زاد على الثلث لا تجوز إلا بإجازة الوارث. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوصايا / الفصل الثالث في بيان ما يجوز من الوصايا وما لا يجوز ۳۸۱/۱۹ رقم: ۳۱۸۵۸-۳۱۸۵۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۳/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

جائیداد میں اولاد کو حصہ نہ دے کر مسجد میں وقف کرنا؟

سوال (۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں عبدالستار ضلع قنوج کے قصبہ سمدھن کی ایک مسجد کا متولی ہوں، ہمارے قصبہ میں ایک حاجی محمد اسلام صاحب تقریباً ۷۵ ربرس کے ہیں، کافی دنوں سے اُن کی اپنے بیٹوں سے نہیں بنتی ہے، اپنے بیٹوں کو کچھ دیا بھی نہیں ہے، ۳۰ یا ۳۵ ربیگھہ زمین کے مالک ہیں، زمین کو اُگاہی یعنی کرایہ پر دے کر وہ سب اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں، لڑکے شادی شدہ ہیں، اور حاجی صاحب کے اِس رویہ سے ناخوش ہیں، حاجی صاحب نے اپنی مذکورہ زمین میں سے پانچ بیگھہ زمین جو کہ ثلث یعنی تہائی سے کم ہے، مسجد میں وقف کرنے کے لئے کہا، میں نے انکار کردیا، اب وہ بار بار کہہ رہے ہیں، ظاہر ہے کہ میں اگر مسجد کے لئے قبول کرلوں، تو اُن کے لڑکوں کے لئے یہ ناراضگی کا سبب ہوگا، دراں حالے کہ لڑکوں نے اُن کو عدالت میں پاگل بھی لکھوادیا ہے؛ تاکہ وہ تصرف نہ کرسکیں، ایسے حالات میں حاجی صاحب کے اصرار پر مذکورہ مسجد کے لئے اُن کی زمین کو برائے وقف قبول کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر اُن کے اصرار پر میں مسجد کے لئے لکھوالوں تو گنہگار تو نہیں ہوں گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص اپنی خوشی سے بلاکسی دباؤ کے اپنے تہائی مال کے اندر اندر کوئی جائیداد کارِ خیر کے لئے وقف کرنا چاہتا ہے، تو اُس پر اُس کی اولاد کو ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ شخص اپنے مال کا زندگی میں مالک ومختار ہے؛ لہٰذا آپ اگر مسئولہ صورت میں اُس کی خواہش کے مطابق پانچ بیگھہ زمین مسجد پر وقف کرادیں، تو آپ قطعاً گنہگار نہ ہوں گے؛ بلکہ ایک کارِ خیر میں معاون بننے کے سبب ثواب کی اُمید ہے۔

وشـرطه شرط سائر التبرعات، كحرية وتكليف، وأن يكون قربة في ذاته معلومًا، منجزًا لا معلقًا (الدر المختار) أفاد الوقف لابد أن يكون مالكه وقت الوقف ملكًا باتًا، ولو بسبب فاسد، وأن لايكون محجورًا عن التصرف. (شامي /

Marfat.com

مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة ٤١٠/٢ بيروت، ٥٢٣/٦ زكريا)

وإذا أوصى بثلث ماله لأجنبي فهٰذه الوصية جائزة، ولا يحتاج فيها إلى إجازة الورثة ...... وإذا أوصى بأكثر من ثلث ماله لأجنبي فهٰذه الوصية فيما زاد على الثلث لا تجوز إلا بإجازة الوارث. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الوصايا / الفصل الثالث في بيان ما يجوز من الوصايا وما لا يجوز ۳۸۱/۱۹ رقم: ۳۱۸۵۸-۳۱۸۵۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقف علی الاولاد کرنے کے بعد جائیداد کو مسجد مدرسہ میں ہبہ کرنا؟

سوال (۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نیاز محمد خان نے ایک جائداد وقف علی الاولاد کی اور وقف نامہ میں لکھا کہ: ”اب آئندہ مجھ کو یا میرے ورثہ یا قائم مقام یا جانشینوں کو جائیداد مذکورہ یا اُس کے کسی خیر خواہ کو اُس کے منافع کے سالانہ کے بیع ورہن وکفالت یا اور کسی طور پر منتقل کرنے کا کوئی حق باقی نہیں رہا“، اب اگر اس جائیداد کو اُس کا متولی کسی مسجد یا مدرسہ کے نام بیع یا ہبہ کردے، تو اُس کا یہ تصرف شرعاً نافذ ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: وقف تام ہونے کے بعد موقوفہ جائیداد کو بیچنا اور ملکیت منتقل کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور متولی کا ایسا تصرف شرعاً نافذ نہیں ہے۔

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ ٣٥٢/٤ دار الفكر بيروت، ٥٣٩/٦ زكريا)

قوله: لم يجز بيعه ولا تمليكه هو بإجماع الفقهاء ...... أما امتناع التمليك، فلما بينا من قوله عليه السلام: تصدق بأصلها، لا يباع ولا يورث ولا يوهب. (فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفكر بيروت، كذا في البحر الرائق / كتاب الوقف

Marfat.com

۳٤٢/٥ زكريا، كذا في الهندية / أول كتاب الوقف ٣٥٠/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۶/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وارثین میں اگر صرف بھتیجے اور بھانجے ہوں تو کل مال مسجد کے لئے وقف کرنا کیسا ہے؟

سوال (۱۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے چچا بابو عرف ہروا غیر شادی شدہ شخص ہیں، اُن کے ورثہ میں اُن کے سگے حقیقی بھتیجے اور حقیقی بھانجے موجود ہیں، بابو عرف ہروا اَپنے والد کو ملی ملکیت کا کل حصہ میں سے بھتیجے اور بھانجوں کو چھوڑ کر اَپنا سب ملکیت کا حصہ اپنی زندگی میں مسجد کو وقف کر سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں بابو عرف ہروا صاحب زندگی میں اپنی ملکیت کے خود مالک ہیں، پس اگر وہ صحت کی حالت میں اپنی کل زمین مسجد کے لئے وقف کر کے خود اُس سے بے دخل ہو جائیں، تو یہ وقف تام اور نافذ ہو جائے گا، اور اِس میں بابو عرف ہروا کے بھتیجوں وغیرہ کا کوئی حق نہ رہے گا، اور اگر مذکورہ شخص نے با قاعدہ وقف نہیں کیا؛ بلکہ صرف وقف کی وصیت کی ہے، یعنی یہ کہا ہے کہ زندگی میں میں مالک ہوں، اور مرنے کے بعد فلاں مسجد کو ملے گا، تو یہ وصیت صرف ایک تہائی حصہ میں نافذ ہوگی اور بقیہ دو تہائی حصے بابو کے ورثہ میں تقسیم ہوں گے، اور حسب تحریر سوال اُن کے وارث صرف اُن کے بھتیجوں کے رہتے ہوئے بھانجے اور بھانجیوں کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

المالك هو المتصرف في الأعيان المملوكة كيف شاء. (بيضاوي ٧/١)

فيبدأ بذوي الفروض ثم بالعصبات النسبية ...... ثم ذوي الأرحام أي يبدأ بهم عند عدم ذوي الفروض النسبية والعصبات. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الفرائض ٤٩٨/١٠، ١/١٠٠٠ زكريا)

Marfat.com

متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هٰذه صدقة موقوفة مؤبدة؛ فإنه يصح حتى لا يملك بيعه ولا يورث عنه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الأول ۳۵۲/۲)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (الهداية / كتاب الوقف ۶۴۰/۲ إدارة المعارف ديوبند، ۶۱۹/۲ مكتبه بلال ديوبند)

الوقف في الصحة يعتبر مقدار الثلث لا زائدا عليه، وهو ليس بسديد على إطلاقه؛ فإن الموصي إذا ترك ورثه فإنما لا تصح وصيته بما زاد على الثلث. (البحر الرائق / أول كتاب الوصايا ۴۰۳/۸ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲۲/۷/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَپنی ذاتی زمین میں قومی مدرسہ کی تعمیر؟

سوال (۱۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عالم صاحب نے اپنے روپئے سے زمین لے کر مدرسہ عوام کے چندہ سے تعمیر کرایا ہے، اور ایک ہی سال میں کافی ترقی کرلی ہے، درجہ حفظ کے ساتھ ساتھ درجہ عربی، فارسی، قرأت کا درجہ بھی قائم کرلیا ہے؛ لیکن زمین کا بیع نامہ اُن عالم صاحب کے نام ہے، اور زمین کو وقف نہیں کیا ہے، صرف اس لئے کہ دوسروں کا عمل دخل ہوجائے گا، اور عوام پھر ٹانگ کھینچیں گے، کام نہیں کرنے دیں گے، اور زمین اپنے ذاتی روپیوں سے خریدی ہے، یہ فعل عالم صاحب کا درست ہے؟ اور اِس مدرسہ میں چندہ دینا درست ہے؟ ضرور تحریر فرمائیں، اِن عالم صاحب سے جب وقف کے بارے میں کہا جاتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ نہ جانے کتنے مدرسہ ایسے ہیں جو وقف نہیں ہیں، وقف کا ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، عوام اِس بات کے بھی قائل ہیں کہ کام مدرسہ میں اَچھا چل رہا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اَپنی ذاتی زمین میں قومی مدرسہ عوام کے تعاون سے

Marfat.com

تعمیر کرنے اور چلانے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں ہے؛ لیکن اِس کا انتظام ضرور ہونا چاہئے کہ اُن عالم صاحب کے وارثین بعد میں مدرسہ کی عمارت پر ملکیت کا دعویٰ نہ کرنے لگیں۔

ومن بنى سقاية للمسلمين أو خانا يسكنه بنو السبيل أو رباطًا أو جعل أرضه مقبرةً لم يزل ملكه عن ذلك حتى يحكم به الحاكم عند أبي حنيفة.

(الهداية مع فتح القدير، كتاب الوقف / فصل: وإذا بنى مسجدًا الخ ۲۲۱/۶ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۸۳/۸ رقم: ۱۱۵۸۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گاؤں سبھا کا کسی کی شخصی زمین کو اپنی ملک میں لے کر اُس پر مدرسہ بنانے کے لئے دینا؟

سوال (۱۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ایک زمین کا مالک تھا، وہ زمین اُس کے قبضہ میں تھی، آزادی ملنے کے بعد کسی وجہ سے وہ زمین اُس کے نام سے خارج ہوگئی، اور اُس کی ملکیت سے نکل کر سرکار اور گاؤں سبھا کی ملکیت میں چلی گئی، گاؤں پردھان نے اُس زمین کو اپنی کمیٹی سے منظور کرا کر سرکاری قانون کے مطابق مدرسہ والوں کو دے دی؛ تاکہ بعد میں کوئی قانونی پریشانی نہ ہو، مدرسہ والوں نے زید سے بھی اِجازت لے لی کہ وہ زمین آپ کی تھی، آپ ہم لوگوں کو مدرسہ اور مسجد بنانے کی اِجازت دے دیں، زید نے بخوشی ورضامندی مسجد اور مدرسہ بنانے کی اِجازت دے دی کہ اللہ نے ہم کو بہت دیا ہے، آپ حضرات مسجد اور مدرسہ بنائیں۔ مزید قانونی پختگی کے لئے چک بندی سے بھی اُس زمین کو مدرسہ کے لئے مضبوط کرادی گئی؛ تاکہ آئندہ کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو، آج سے تقریباً چالیس سال پہلے یہ ساری کارروائی مکمل کرتے ہوئے مدرسہ کی تعمیر ہوگئی، اور ایک مسجد کی بھی تعمیر ہوگئی، مدرسہ میں تعلیم اور مسجد میں نماز برابر جاری ہے، جن لوگوں نے مدرسہ اور مسجد کی بنیاد رکھی تھی، اُن میں سے

Marfat.com

بہت سے اللہ کو پیارے ہوگئے، چند لوگ زندہ ہیں، تو کیا اُن لوگوں نے مسجد اور مدرسہ بنا کر دین کا کام نہیں کیا؟ کیا اُن لوگوں کا یہ کام عبث اور بے کار ہوا؟ صدقہ جاریہ نہیں ہوا؟ کیا ایسی زمین پر مسجد اور مدرسہ بنانا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ سرکار کی اِجازت اور زید کی رضامندی سے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر ہوئی ہے؛ لہٰذا یہ شرعاً درست ہے، اور جن حضرات نے بھی اِس کارِ خیر میں حصہ لیا ہے، وہ صدقہ جاریہ کے ثواب کے مستحق ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۶۹۲/۳)

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالک فله أن یجعل ماله حیث شاء ما لم یکن معصیة. (شامي، کتاب الوقف / مطلب شرائط الواقف معتبرة ۵۲۷/۶ زکریا)

لأن شرط الواقف یجب اتباعه لقولهم: شرط الواقف کنص الشارع، أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة. (الأشباه والنظائر، کتاب الوقف / الفن الثاني: الفوائد: ۱۰۶/۲ إدارة القرآن کراچی)

شرط الواقف کنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف کنص الشارع، ومطلب: بیان مفهوم لمخالفة ۴۳۳/۴-۴۳۴ کراچی، ۶۴۹/۶ زکریا، وکذا في الأشباه والنظائر، کتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ۱۰۶/۲ إدارة القرآن کراچی، تنقیح الفتاویٰ الحامدیة ۱۲۶/۱ المکتبة لمیمنیة مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۴/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مطلق کارِ خیر کیلئے وقف کردہ زمین میں مسجد مدرسہ وغیرہ بنانا؟

سوال (۱۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک زمین ہے جس میں عرصہ دراز سے عملاً ایک قبرستان، ایک جامع مسجد اور مسجد کی آمدنی کے

Marfat.com

لئے لبِ سڑک متعدد دکانیں ہیں، مسجد میں امام ومؤذن کے لئے دو حجرے اور مصلیان کے لئے استنجاء خانے وغسل خانے بھی تعمیر ہیں۔ خیال رہے کہ اس زمین کے وقف میں واقف کی کوئی ہدایت درج نہیں ہے، لوگوں نے اس زمین کے سلسلہ میں مالک زمین (جو بڑے زمین دار تھے) اُن سے کہہ دیا تھا کہ آپ اس زمین کو عوام کے لئے چھوڑ دیں، اُنہوں نے کچھ نہ کہا اور زمین کو چھوڑ دیا، پھر علاقہ کے معزز لوگوں نے ایک کمیٹی بنا کر متولی چن لیا، جس میں مالک زمین کا کوئی دخل نہیں رہا، اَب وہی طریقہ آج تک چلا آرہا ہے، اس زمین میں شروع ہی سے قبرستان کے علاوہ مسجد کی تعمیر ہوئی، لبِ سڑک مسجد کے لئے متعدد دکانیں تعمیر کی گئیں، کئی مرتبہ مسجد کی توسیع بھی کی گئی۔ غرض تینوں چیزیں قبرستان، مسجد مع حجرے واستنجاء خانے اور دکانیں روزِ اول سے منصوبہ کے تحت تعمیر ہوئیں، والد محترم حضرت مولانا محمد مبین الحق صاحب قاسمی سابق ناظم تعلیمات وشیخ الحدیث مدرسہ جامع العلوم کانپور نے فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے حکم پر یہاں اِمامت قبول کی اور تقریباً چالیس سال اس ذمہ داری کو انجام دیا، اب سے ڈھائی سال قبل ماہ رمضان المبارک میں انتقال فرمایا اور یہیں مدفون ہوئے، اب بندہ اِس جگہ اِمامت کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

سال گذشتہ بعض اَساتذہ صاحبِ نسبت بزرگوں، معاصر علماء اور علاقہ کے اَہم ذمہ داروں کے مشورہ؛ بلکہ اصرار کے بعد یہاں ولی اللّٰہی فکر اور منہج اہلِ سنت والجماعت جو برصغیر میں منہج دیوبند سے بھی موسوم ہے، اِس فکر کا ایک دینی اِدارہ حضرت فقیہ الامتؒ کی یاد میں بنام جامعہ محمودیہ اشرف العلوم کا قیام عمل میں آیا، جس کی ابتداء جامع مسجد اشرف آباد جاجمؤ سے ہوئی؛ چونکہ سر دست زمین دستیاب نہیں تھی اور لبِ سڑک مسجد کے لئے تعمیر شدہ دوکانوں کی دوسری منزل میں بھی دو کانیں تعمیر ہونے جارہی تھیں، بندہ نے بتوسط متولی صاحب انتظامیہ کمیٹی سے درخواست کی کہ آپ کی ضرورت کے بقدر دوکانیں تعمیر ہوچکی ہیں؛ لہٰذا اُوپر دوسری منزل میں دوکانوں کے بجائے ہمیں مدرسہ بنانے کی اِجازت دے دیں، انتظامیہ کمیٹی نے اجازت دے دی، اِس طرح اِن دوکانوں

Marfat.com

کے اوپر کچھ کمرے طلبہ کے لئے تعمیر کرائے گئے، نیز نیچے دوکانوں کی جگہ پر مطبخ کی تعمیر عمل میں آگئی، نہ کسی قبر کو مسمار کیا گیا، نہ کسی قبر کو آگے پیچھے کیا گیا؛ بلکہ قبروں سے مدرسہ کا کوئی مطلب ہی نہیں، دیوبند، دہلی، مرادآباد، لکھنؤ، بنارس، باندہ، میرٹھ، بستی، اعظم گڑھ اور مئو سمیت ملک کے متعدد جامعات کے مشائخ عظام اور جید مفتیانِ کرام کی یہاں تشریف آوری ہو چکی ہے۔ اور سب بچشم خود موقع کا معائنہ فرما چکے ہیں، اِس لئے مذکورہ بالا صورتِ حال میں درج ذیل سوالوں کے جوابات بلا اُگر مگر کے عنایت فرمائیں نوازش ہوگی؟

(۱) مسجد کے لئے پہلے سے تعمیر شدہ دوکانوں کے اُوپر متولی یا انتظامیہ کمیٹی کی اِجازت سے مدرسہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا صرف قبرستان کے لئے وقف کی گئی زمین اور اس مذکورہ زمین کا مسئلہ ایک جیسا ہوگا؟

(۳) کیا اس جگہ جہاں آج تک کبھی قبریں بنی ہی نہیں، بالکل لبِ سڑک جہاں گندا پانی اور کوڑا پھینکا جاتا تھا، بجائے دوکان کے مطبخ کی تعمیر کی گئی، اِس سے قبروں کی توہین کا پہلو نکل سکتا ہے؟

(۴) اس زمین میں ایک جگہ نماز جنازہ کے لئے مختص کی گئی ہے، جس پر دھوپ، گرمی اور برسات سے حفاظت کے لئے ٹین شیڈ پڑا ہوا ہے، اگر اس میں مضبوط پلر دے کر سلیپ ڈال دی جائے، جس سے جنازہ گاہ محفوظ ہو جائے اور اوپر ہال اور کمرے تعمیر کر دیئے جائیں، تو شرعاً اِس میں کوئی حرج تو نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ مذکورہ زمین واقف نے مطلقاً کارِ خیر اور نفع عوام کے لئے وقف کی تھی؛ لہٰذا اِس کارِ خیر میں قبرستان، مسجد اور مدرسہ سب شامل ہیں؛ اس لئے اس زمین کے متولی اور انتظامیہ کمیٹی کی اِجازت سے حسبِ ضرورت مسجد یا مدرسے کے لئے تعمیرات کی مطلقاً اجازت ہے، بالخصوص جن جگہوں پر قبریں بنی ہوئی نہیں ہیں، وہاں ضروری تعمیرات کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے، اِس سے قبروں کی

Marfat.com

کوئی توہین لازم نہیں آتی، اِسی طرح نماز جنازہ کے لئے خالی چھوڑی ہوئی جگہ کے اوپر کمرے اور ہال کی تعمیر بھی مطلقاً جائز ہے۔ (مستفاد: کفایۃ المفتی ۲۷۵/۷، فتاویٰ محمودیہ ۳۰۶/۱۵ زکریا قدیم)

شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالک، فله أن يجعل ماله حيث شاء مالم يكن معصية. (شامي، كتاب الوقف / مطلب شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ٥٢٧/٦ زكريا)

إنما يحل للمتولي الإذن فيما يزيد الوقف به خيرًا. (شامي ٦٧٨/٦ زكريا)

شرائط الواقف كنص الشارع في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة. (قواعد الفقه ص: ٨٥، كذا في الأشباه والنظائر / كتاب الوقف ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی وزكريا ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۷/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حج وقربانی کیلئے وقف کی گئی آمدنی کو مسجد یا مدرسہ میں لگانا؟

سوال (۱۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کے پردادا نے اَب سے ۵۰-۶۰ ر سال قبل ایک جائیداد خریدی، اور اُس کی سال بھر کی کرایہ کی آمدنی سے وہ مکہ مکرمہ میں قربانی وحج کرواتا تھا، اُس زمانہ میں یہ تینوں کام آسانی سے ہوجایا کرتے تھے، اور اُس زمانہ میں مکہ مکرمہ میں غربت بھی تھی، اِس کام کو کروانے میں کوئی دشواری بھی نہ تھی، جب کہ آج کے دورِ حکومت میں پریشانی بھی ہے، اور گرانی کے سبب موجودہ آمدنی سے سال بھر میں صرف ایک ہی کام ہوسکتا ہے، کیا ہم اِس کرایہ کی آمدنی سے حج اور قربانی کے بجائے اِس آمدنی کو اپنے شہر کے کسی مدرسہ یا مسجد وغیرہ میں صرف کرسکتے ہیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جہاں تک ممکن ہوسکے، واقف کی شرط اور غرض کی رعایت

Marfat.com

رکھنی ضروری ہے۔ بریں بناء صورتِ مسئولہ میں اگر مذکورہ جائیداد کی آمدنی سے تینوں کام نہیں ہوسکتے، تو کم ازکم ایک دو تو کروائے جائیں، وہ رقم علاقہ کی مساجد یا مدرسہ میں نہیں لگائی جاسکتی۔

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١٢٦/١ المكتبة الميمنية مصر)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ. (شامي، كتاب الوقف / مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ والعرف يصلح مخصصًا ٤٤٥/٤ كراچی، ٦٦٥/٦ زكريا)

فإن لم تبلغ الوصية النفقة أحجوا عنه من حيث تبلغ، وفي القياس لايحجُّ عنه؛ لأنه أمر بالحجة على صفة عدمناها فيه غير أنا جوزناه؛ لأنا نعلم أن الموصي قصد تنفيذ الوصية فيجب تنفيذها ما أمكن، والممكن فيه ما ذكرناه وهو أولىٰ من إبطالها رأسًا. (الهداية / كتاب لوصايا ٦٦٢/٤ إدارة المعارف ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موقوفہ زمین پر مدرسہ تعمیر کرکے متولی کا بیٹے کے نام کا کتبہ لگانا؟

سوال (۱۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے مدرسہ کے لئے زمین وقف کردی، عام مسلمانان باشندگان کے نام جو متصل مسجد ہی ہے، ناظم مسجد نے بغیر عام مسلمانان باشندگان کو رائے میں لیتے ہوئے اپنے فرزند کو ایصالِ ثواب کی نیت سے اس زمین پر اپنے خرچہ سے مدرسہ تعمیر کرادیا اور باشندگان مسلمانان کو وقف کردیا، پڑھائی بھی شروع ہوگئی، اور جب مرحوم فرزند کے نام کا کتبہ لگانا چاہا، تو واقف زمین کے خاندان والوں نے روک دیا کہ کتبہ نہیں لگے گا، زمین آپ کی نہیں ہے اور کتبہ نہیں لگا، اَب اس کا صحیح حل کیا ہوگا کہ آپس میں نفاق نہ پڑے؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر شکل یہ ہے کہ نام کسی کا بھی نہ لکھیں، ثواب تو دونوں کو ملے گا، زمین دینے والے کو بھی اور عمارت بنانے والے کو بھی۔

عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه على المنبر قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات. (صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي / باب كيف كان بدء الوحي الخ رقم: ١ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإمارة / باب قوله ا إنما الأعمال بالنية الخ رقم: ١٩٠٧ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة: إلا من صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالحٍ يدعو له. (صحيح مسلم، كتاب الوصية / باب ما يلحق الإنسان من الثواب عبد وفاته ٤١/٢ رقم: ١٦٣١ بيت الأفكار الدولية)

عن عبد اللّٰه بن أبي قتادة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: خير ما يُخلّف الرجل من بعده ثلاثٌ: ...... وصدقة تجري يبلغه أجرها الخ. (سنن ابن ماجة، كتاب السنة / باب ثواب معلم الناس الخير ٢١ رقم: ٢٤١ دار الفكر بيروت، وكذا في الترغيب والترهيب مكمل ص: ٥٢ رقم: ١٨٨ بيت الأفكار الدولية)

لا ثواب إلا بالنية. (الأشباه والنظائر / القاعدة الأولى ٦٣/١ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۱۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

پنجاب وقف بورڈ کے زیر قبضہ زمینوں کو مدارس، مساجد اور رفاہی کاموں میں استعمال کرنا؟

سوال (۱۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: سانحۂ سینتالیس کے بعد سے پنجاب وقف بورڈ کے ماتحت وزیر نگرانی تقریباً ۲۵ ر ہزار بیگھہ سے زائد آراضی ہے، یہ آراضی وہ ہے جس پر متولیان و ملازمین بورڈ اپنا قبضہ و تصرف بتلاتے ہیں، اور بہت سی آراضی ایسی بھی ہیں جس کا خود ارکانِ بورڈ کو بھی علم نہیں ہے، تو ایسی صورتِ حال میں جب کہ بورڈ کے پاس کافی وسیع ترین آراضی ہے، اور بظاہر طویل عرصہ تک اتنی کثیر آراضی کو نہ مساجد بنایا جاسکتا ہے، نہ مقابر کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے، اور لوگ عیدگاہ بھی بنائیں گے، تو آخر کتنی آراضی میں بناسکیں گے، اور بورڈ کو اتنی آراضی کا تحفظ بھی مشکل اور دشوار ہے، اور بورڈ کا پیسہ بہت سی بینکوں میں پڑا ہوا سڑ رہا ہے، بینکوں کے سود ہی سود کو لیا جائے تو وہ بھی اراکین بورڈ استعمال میں خرچ کرنے سے عاجز قاصر ہے، اِدھر صورتِ حال اور ماحول یہ بنا ہوا ہے کہ کہیں بورڈ کی آراضی پر سکھوں نے ناجائز اور غاصبانہ قبضہ کرکے گردوارے بنا رکھے ہیں، اور ہندوؤں نے مندر بنا رکھے ہیں، اور خانقاہوں پر غیروں کا قبضہ ہے، اور ہم مسلم برادری اپنی اقلیت اور طاقت کی کمی اور حالات کی ناہمواری اور روپیہ پیسہ کی ناداری، اور برسر اقتدار حکومت اپنی مخالف، اگر بورڈ کی آراضی کا کوئی مقدمہ عدالت میں چلا جاتا ہے تو وہاں سالہا سال کوئی سنوائی نہیں ہوتی، اور مسلمانوں کی بات کی طرف دھیان دینے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے، اور گاؤں دیہات کا ماحول اتنا نازک ہے کہ اذان اور نماز پڑھنے پر مسلمانوں کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے، اور یہ الفاظ کہے جاتے ہیں کہ ان سوروں کو ہم نے سینتالیس میں نکال دیا تھا، پھر یہاں آگئے، اور مساجد کا آزاد کرنا تو کجا بعض جگہوں پر آزادی کا نام لینا بھی جرم ہے، تو ایسے نازک ماحول میں وقف بورڈ کے اراکین مساجد بنانے کے لئے اور جہاں دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں، ان کو قبرستان کی حاجت ہے، اور کہیں دینی تعلیم گاہ مدرسہ کی ضرورت ہے، اور کہیں اسلامیہ اسکول کی ضرورت ہے، اور کہیں مخصوص عصری تعلیم شروع کرنے کی ضرورت ہے، اور اہل اسلام اور مسلمانوں کے گھر بسانے کی ضرورت ہے؛ تاکہ ویران مساجد کچھ نہ کچھ آباد ہوں، اور اُن میں پھر سے اللہ اللہ کی صدائیں آنی شروع ہوجائیں، اور اللہ کے یہ بے آباد گھر آباد ہوجائیں، اراکین بورڈ کی یہ کوشش رہی ہے، اور رہے گی

Marfat.com

جس طرح سے بھی مساجد مقابر عیدگاہیں خانقاہیں اور دینی درس گاہیں اہل اسلام کے ذریعہ آباد ہوسکیں، اس کی حتی الامکان کوشش جاری رکھی جائے، تو کیا ایسی صورتِ حال میں بعض جگہوں پر آراضی میں سے معمولی قطعہ آراضی مذکورہ بالا مدات میں دینی پڑ جاتی ہے، تو ایسے نازک ترین حالات میں کیا ارکین بورڈ کو شرعی اعتبار سے اجازت ہے کہ وہ رفاہِ عام کے لئے کچھ آراضی بورڈ میں سے دے دیا کریں؛ تاکہ اہل اسلام کسی طرح پر بھی آباد ہوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَوقاف کی زمینوں کو مسلمانوں کے مفاد کے مطابق حسبِ ضرورت مساجد، مدارس، عیدگاہ، اور قبرستان وغیرہ کے لئے استعمال کرنا بلاشبہ درست ہے، اور حسبِ تحریر سوال پنجاب وقف بورڈ ضرورت اور حالات کا جائزہ لے کر اپنے زیر قبضہ زمینوں کو مسلم رفاہی مقاصد میں استعمال کے لئے دے سکتا ہے؛ لیکن یہ خیال رہے کہ کوئی بھی موقوفہ زمین فروخت کرنی یا ہبہ کرنی جائز نہیں؛ البتہ موقوفہ رہ کر اس سے عمومی انتفاع کی اِجازت ہے۔

فیزول ملک الواقف عنہ إلی اللّٰہ تعالیٰ علی وجہ تعود منفعتہ إلی العباد، فیلزم ولا یباع ولا یوہب ولا یورث. (الهداية / كتاب الوقف ٢/ ٦٤٠ إدارة المعارف ديوبند، كذا في الفتاوى التاتارخانية ٨/٣ رقم: ١١٠٥٩ زكريا، كذا في الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الأول ٢/ ٣٥٠ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مدرسہ کے چندہ سے خریدی گئی زمین پر وقف کا حکم کب لگے گا؟

سوال (۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی قطعہ زمین مدرسہ کے اِحاطہ سے متصل چندہ عمومی یا خصوصی سے خریدنے کے بعد کب سے موقوفہ شمار ہوگی؟ جب کہ اَلفاظِ مخصوصہ میں سے کوئی لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہو، آیا بنیتِ وقف یا

Marfat.com

بنیتِ تابید خریدنے سے موقوفہ ہوجائے گی؟ یا کوئی عمارت تعمیر کردینے سے وقف تام ہوجائے گی؟ حالاں کہ رکن وقف (الفاظِ مخصوصہ) نہیں پایا گیا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مدرسہ کی طرف سے جو زمین چندہ سے خریدی جاتی ہے، وہ محض خریدنے سے وقف نہیں ہوجاتی ہے؛ بلکہ مدرسہ کی ملکیت شمار ہوتی ہے، پھر اگر اہلِ مدرسہ اُسے باقاعدہ وقف کردیں یا مسجد بنادیں، اُس کے بعد ہی اُس پر وقف کا حکم جاری ہوگا۔

المتولي إذا اشترىٰ من غلة المسجد حانوتًا، أو دارًا أو مستغلا آخر جاز؛ لأن هٰذا من مصالح المسجد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الحوالة / الباب الأول في تعريفها الخ ۲۹۷/۳ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸۰/۸ رقم: ۱۱۵۶۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۱/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جائیداد کو اِس طرح وقف کرنا کہ زندگی میں واقف استعمال کرے اور مرنے کے بعد اِدارہ؟

سوال (۱۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طاہرہ اپنی نجی جائیداد سے کچھ حصہ اِس شرط کے ساتھ کسی دینی مدرسہ، مسجد، یتیم خانہ میں وقف کرنا چاہتی ہے کہ جب تک طاہرہ بقیدِ حیات ہے، وہ جائیداد اور اُس کی آمدنی اُس کے تصرف میں رہے گی، طاہرہ کے انتقال کے بعد ہی وہ جائیداد اِدارہ کے صرف میں آئے گی، جس میں وقف کی گئی ہے، کیا اِس شرط کے ساتھ وقف کیا جاسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس شرط کے ساتھ بھی وقف صحیح ہوجاتا ہے؛ لیکن اِس طرح سے وقف کرنا کہ زندگی تک میں مالک اور مرنے کے بعد ادارہ مالک، یہ فی الحال وقف نہ ہوگا؛

Marfat.com

بلکہ یہ وقف کی وصیت ہے، اور وصیت تہائی مال میں نافذ ہوتی ہے؛ لہٰذا اگر اِس طرح وقف کردیا گیا، تو طاہرہ کے مرنے کے بعد اُس کے تمام ترکہ کا حساب لگایا جائے گا، اگر یہ جائیداد کل مال کے ایک تہائی یا اُس سے کم ہے، تو تمام جائیداد وقف ہوجائے گی، اور اگر کل مال کے تہائی سے زائد ہے، تو صرف تہائی وقف ہوگی، بقیہ میں وراثت جاری ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۲۲/۳، فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۱۶ از کریا قدیم)

عن عمر رضي الله عنه أنه قال: هٰذا ما أوصى به عبد الله عمر أمير المؤمنين إن حدث به حدث أن ثمغًا صدقة، والعبد الذي فيه والسهم الذي بخيبر ورقيقه الذي فيه والمائة وسق الذي أطعمني محمد صلى الله عليه وسلم تليه حفصة ما عاشت، ثم يليه ذو الرأي من أهله لا يباع ولا يشترىٰ، ينفقه حيث يرى من السائل والمحروم وذوي القربىٰ، ولا حرج على من وليه أن يأكل أو اشترىٰ رقيقًا. رواه أبوداؤد بنحو من هٰذا. (المغني ۲۲٦/٦، إعلاء السنن، كتاب الوقف / باب جواز تعليق الوقف بالموت الخ ۲۰٥/۱۳ رقم: ٤٥٤٢ دار الكتب العلمية بيروت)

تجوز (أي الوصية) بالثلث لا الزيادة عليه. (شامي / كتاب الوصايا ۳۳۹/۱۰ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۷/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تاحیات مدرسہ کا رکنِ شوریٰ رہنے کی شرط پر مدرسہ کے لئے زمین وقف کرنا؟

سوال (۲۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے کچھ حصہ آراضی مدرسہ بنانے کے اِرادہ سے وقف کی ہے، اور شروع کی ساری تعمیرات واِخراجات اپنے ذاتی اَموال سے کرتا رہا، بہرحال اِس وقف کی شرائط میں سے بنیادی شرط یہ تھی کہ میں تا آخر عمر اِس مدرسہ کی شوریٰ کا رکن رہوں گا (اس کمیٹی کا خزانچی مقرر کیا گیا) جو بالآخر میں نے ہی تعمیر کیا تھا، میرا اَپنا ذاتی کاروبار بھی ہے، جس میں معاشی مشکلات کی بناپر میں

Marfat.com

دیوالیہ ہوگیا تھا، بہر حال میرے ذاتی کاروبار نے مدرسہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا، اور نہ میں نے وقف کے معاملہ میں کوئی مداخلت کی، اِس دوران میں چند سالوں کے لئے ملک سے باہر رہا، اور اپنے بھتیجے کو ذمہ دار اپنی جگہ چھوڑ کیا الحمد للہ، بالآخر میں قانونی طور پر بحال قرار پایا، اور فی الحال میں اپنے تمام کاروباری معاملات پہلے کی طرح چلاتا ہوں، میری عدمِ موجودگی میں یہ بات مشہور کی گئی کہ شوریٰ سے مجھے خارج کر دیا گیا ہے، میرے دیوالیہ کی وجہ سے (شوریٰ کے آئین میں ہنوز میرا نام موجود ہے) اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) واقف کے کیا حقوق ہیں؟ دوسرے واقف نے جو وقف میں اپنے معاون نگراں کے طور پر متعین کیا ہے، اور شوریٰ کی تشکیل دی گئی ہے، کیا وہ لوگ واقف کو اپنے منصب سے بغیر کسی التفات کے ہٹا سکتے ہیں؟

(۲) اگر کسی معاون نگراں نے وقف کو غیر قانونی طور پر تبدیل کرلیا بغیر واقف کی اِجازت اور مشورے کے، اور نہ ہی باقی شوریٰ کے، تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) واقف اپنی جائیداد وقف کرتے وقت مناسب شرطیں لگا سکتا ہے، اور اُن کا شریعت میں اعتبار ہوگا۔ اور حسبِ تحریر سوال جب کہ واقف نے مذکورہ وقف میں یہ شرط لگائی تھی کہ میں تاعمر مدرسہ کی شوریٰ کا رکن رہوں گا، تو اِس شرط کا لحاظ رکھنا اہلِ مدرسہ پر لازم ہے، اور مدرسہ کے ذمہ داران کسی بھی حالت میں واقف کو مدرسہ کی رکنیت سے بے دخل نہیں کر سکتے۔

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤/٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ٢/١٠٦ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١/١٢٦ المكتبة الميمنية مصر)

Marfat.com

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ. (شامي، كتاب الوقف / مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ والعرف يصلح مخصصًا ٤/ ٤٤٥ كراچی، ٦/ ٦٦٥ زكريا)

في البحر: قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدة حياته وإن لم يشترطها. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: ولاية نصب القيم إلى الوقف ثم لوليه ثم للقاضي ٦/ ٦٣٣-٦٣٤ زكريا)

(۲) وقف میں کس طرح کی تبدیلی کی گئی ہے، اِس کی وضاحت کی جائے، اُس کے بعد ہی حکم واضح ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام مکان وقف کرکے تاحیات اُس میں رہنے کی شرط لگانا؟

سوال (۲۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد ابراہیم ولد محمد اسماعیل مرحوم نے اپنا رہائشی مکان جو اُس نے اپنے پیسے سے خریدا تھا، اور اپنے پیسے سے بنایا تھا، محمد ابراہیم نے بڑی مسجد اندرا نگر ہلدوانی ضلع نینی تال کے نام وقف کردیا تھا، محمد ابراہیم نے وصیت ۱۵/جون ۱۹۹۴ء میں تحریر کرادی تھی، وصیت کے مطابق محمد ابراہیم اور اُس کی زوجہ زینب بیگم تازیست اِس مکان میں مقیم رہیں گے، اور دونوں کا انتقال ہونے کے بعد یہ مکان بڑی مسجد اندرا کالونی ہلدوانی کی ملکیت ہوگا؛ کیوں کہ محمد ابراہیم لاولد تھے، ۱۹۹۸ء میں محمد ابراہیم اور اُن کی بیوی زینب بیگم کا انتقال ہوگیا، دونوں کے انتقال کے بعد ۱۹۹۸ء میں محمد ابراہیم کے چھوٹے بھائی شفیق احمد نے اس مکان پر قبضہ کرکے اس مکان کو کرایہ پر دے دیا ہے، اور جب سے برابر شفیق احمد کرایہ وصول کررہا ہے، شفیق احمد نے اب تک جو کرایہ کی رقم وصول کی ہے، کیا شرع کے مطابق وہ رقم اس کے لئے جائز ہے؟ جب کہ کرایہ کی وہ رقم بڑی مسجد کو ملنا چاہئے تھی؛ کیوں کہ اس مکان کا وقف بورڈ میں اندراج ہوچکا ہے، اِس کے خلاف شفیق احمد نے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا ہے، وصیت کی نقل وقف بورڈ میں درج ہے، یہ ملک موروثی نہیں تھا؛ بلکہ محمد ابراہیم کی ذاتی ملک تھا،

Marfat.com

ایسی صورتِ حال میں ابراہیم کے اس مکان پر اس کے چھوٹے بھائی شفیق احمد کا حق شرعی ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف نامہ کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ واقف محمد ابراہیم نے مذکورہ مکان اپنی زندگی ہی میں بڑی مسجد اندرانگر ہلدوانی کے نام وقف کردیا تھا، اور خود تاحیات اپنی اور اپنی بیوی کے لئے رہائش کی شرط لگادی تھی، تو اِس شرط کے ساتھ یہ وقف شرعاً معتبر اور نافذ ہوچکا ہے؛ لہٰذا محمد ابراہیم اور اُن کی بیوی کے انتقال کے بعد یہ مکان بڑی مسجد اندرانگر کے قبضہ میں آنا چاہئے، مسجد خود فائدہ اٹھائے یا کرایہ پر دے کر کرایہ وصول کرے وغیرہ، اِس مکان پر مرحوم کے بھائی کا قبضہ کرکے اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۲۳۳-۶۱۳ ڈابھیل، فتاویٰ رحیمیہ ۹/۴۴ کراچی)

في الذخيرة: إذا وقف أرضًا أو شيئًا اٰخر وشرط الكل لنفسه أو شرط البعض لنفسه ما دام حيا وبعده للفقراء، قال أبو يوسفؒ: الوقف صحيح، ومشائخ بلخ أخذوا بقول أبي يوسف وعليه الفتوىٰ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الرابع ٢/٣٩٧، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٢/٥٧٤ ديوبند)

وإن جعل الواقف غلة الوقف لنفسه أو جعل الولاية إليه صح، أي لو شرط عند الإيقاف ذٰلك، اعتبر شرطه، أما الأول فهو جائز عند أبي يوسفؒ ......، فإذا شرط البعض أو الكل لنفسه فقد جعل ما صار مملوكًا للّٰه تعالىٰ لنفسه ......، وهٰذا جائز ...... والفتوىٰ على قول أبي يوسف. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٢٠٢ كوئٹه، تبيين الحقائق / كتاب الوقف ٤/٢٦٨ زكريا)

الواقف إذا شرط لنفسه شيئًا ما دام حيًّا ...... صح هٰذا الشرط. (الفتاوىٰ السراجية ٤٠١ دار العلوم أفريقيا)

إنما يملك الإجارة المتولي أو القاضي، ونقل عن الفقيه أبي جعفر إن

Marfat.com

كان الأجر كله للموقوف عليه. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٢١٩/٥، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٤/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۴/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چک بندی کے وقت مسجد کے لئے چھوڑی گئی زمین وقف شرعی ہے یا مسجد کی ملکیت؟

سوال (۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسہ انوار القرآن نعمت پور ضلع سہارن پور کے احاطہ کی دیوار سے ملحق تقریباً تین بیگھہ خام اراضی کاشت کی ہے، جو کم وبیش ۴۰ ؍ سال قبل جب یوپی میں سرکاری طور پر عام چک بندی آراضی ہوئی تھی، تو اُس وقت اِس بستی کے کاشت کاروں کی طرف سے گاؤں کی قدیم مسجد کے لئے چھڑوائی گئی تھی، جیسا کہ قبرستان، مدرسہ، کھاد کے گڈھے، پنچایت گھر وغیرہ کے لئے چھڑوائی گئی۔ کسی ایک شخص کی طرف سے نہ مسجد کو دی گئی نہ ہی وقف کی گئی، محض اِس لئے چھڑوائی گئی تھی کہ اِس کی آمدنی مسجد کی ضروریات میں کام آتی رہے اور اب تک ہو بھی ایسا ہی رہا ہے۔

اب روئے شرع دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ آراضی مدرسہ مذکور کوئی اہم ضروریات کے لئے مدرسہ کو درکار ہے، چوں کہ مدرسہ کی حدودِ اربعہ میں کوئی اور ایسی زمین نہیں ہے جو مدرسہ کی ضروریات میں کام آسکے، چوں کہ مدرسہ کی مشرقی سمت میں پختہ سڑک شمال میں عوام الناس اور قبرستان کا راستہ ہے، مغرب میں اہل بستی کا قبرستان ہے، یہ تینوں سمتیں مدرسہ کی تعمیرات سے بالکل ملحق ہیں، ایسی صورت میں کیا اِس زمین کے عوض مدرسہ کی کاشت کی ہی زمین جو مسجد کی دوسری زمین سے بالکل متصل یعنی قطعی ملی ہوئی ہے، اور پیداوار میں بھی مسجد کی زمین سے کافی اچھی ہے، مدرسہ اور مسجد کی اِن زمینوں کا کیا آپس میں تبادلہ ہوسکتا ہے، یا پھر جو بھی صورت اِس تبادلہ کی شرعی اعتبار سے ہوسکتی ہو، تحریر فرمائیں؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چک بندی کے وقت مسجد کے لئے چھوڑی گئی زمین وقف شرعی نہیں ہے؛ بلکہ مسجد کی ملکیت ہے؛ لہٰذا حسبِ ضرورت اِس ملکیت والے زمین کے تبادلہ کی اجازت ہے، بشرطیکہ اِس سے مسجد کا کوئی نقصان نہ ہو، اور تبادلہ میں زمین کی پیمائش کا نہیں؛ بلکہ قیمت کا لحاظ رکھا جائے؛ کیوں کہ محل وقوع کے اعتبار سے زمین کی قیمتوں میں کافی فرق ہوجاتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۶/۴۰۹، عزیز الفتاویٰ ۵۹۴)

وفي القنية: مبادلة دار الوقف بدار أخرىٰ إنما تجوز إذا كانتا في محلة واحدة أو تكون المحلة المملوكة خيرًا من المحلة الموقوفة، وعلىٰ عكسه لا يجوز. (مجمع الأنهر / كتاب الوقف ۷۳۶/۱)

وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلىٰ أقرب مسجدٍ أو رباطٍ أو بئرٍ أو حوضٍ إليه (الدر المختار) وفي شرح الملتقىٰ: يصرف وقفها لأقرب مجانس لها. (شامي، كتاب الوقف / فيما لو خرب المسجد أو غيره ۵۴۹/۶ زكريا)

سئل الحلواني عن أوقاف المسجد إذا تعطّلت وتعذر استغلالها هل للمتولي أن يبيعها ويشتري بثمنها أخرىٰ، قال: نعم. (البحر الرائق ۲۰۲/۵، الفتاوىٰ الهندية ۴۷۸/۲ زكريا)

يصرف وقفها لأقرب مجانس لها. (شامي ۵۴۹/۶ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱۱/۲۲ھ

رشتہ داروں کی طرف سے تیمارداری کی شرط پر مسجد کے نام مکان وقف کرنا؟

سوال (۲۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: عبدالحیٔ عرف نتھا کے کوئی اولاد نہیں تھی، جب وہ ضعیف العمر ہو گئے تو انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو جو قریب ہی رہتے ہیں، بلایا، اور مسجد کے کچھ لوگوں نے جو ان کی ہی برادری کے تھے، یہ کہا کہ ہم نتھا صاحب کی خدمت اور تیمارداری اس شرط پر کریں گے کہ وہ اپنا مکان و جائیداد مسجد کے نام لکھ دیں، انہوں نے اپنی جائیداد اور مکان مسجد میں لکھ دی، مگر کچھ عرصہ بعد جب اُن کی طبیعت خراب ہوئی تو کسی نے اُن کی طرف کوئی توجہ نہ دی، یہاں تک کہ اُنہوں نے رشتہ داروں کو بلایا اور کہا کہ اگر تم لوگ ہماری خدمت نہیں کروگے، تو ہم مسجد کو یا تم کو کوئی بھی حصہ اپنی جائیداد میں سے نہیں دیں گے۔ برادری کے لوگ اور رشتہ داروں نے جواب دیا کہ ہم آپ کی خدمت نہیں کر سکتے، مجبوراً اُنہوں نے پڑوس کے ایک دوسرے برادری ہی کے ایک شخص کی اہلیہ جو قریب ہی ملے ہوئے مکان میں رہتی تھی، اُس نے اُن کی خدمت کا ذمہ لیا، اور وہ اُن کی خدمت، دل و جان سے بخوبی دوا علاج کرتی رہی، پھر اُنہوں نے مکان کا ایک کمرہ اس شخص کی اہلیہ کے نام باقاعدہ کورٹ میں دے کر رجسٹری بھی کر دی، جب مسجد و وارثان کو پتہ چلا، تو اُنہوں نے کہا کہ نتھا صاحب کو کوئی اختیار نہیں ہے، وہ خاتون جس نے خدمت کی ہے اُس نے ۱۲ ہزار روپئے مسجد کو دئے، اِس پر نتھا صاحب نے کہا کہ بیٹا تم ایک پیسہ نہ دینا، مگر خاتون نے زور زبردستی کی وجہ سے ۱۲ ہزار روپئے دے دئے، اور نتھا صاحب متعدد لوگوں کے سامنے برابر کہتے رہے کہ اب ہم سب خدمت کرنے والے کو دیں گے، وارثان و مسجد کو کچھ نہ دیں گے، بیٹا تم میری ڈیگ اور دوسرا سامان بیچ کر ہمارا علاج کرو، مگر خاتون نے کہا کہ چچا آپ میرے باپ کے برابر ہیں، میرا شوہر جو سعودی عرب میں کام کرتا ہے، وہ آپ کی ہر ممکن خدمت جو ہم کر سکتے ہیں کریں گے، وہ برابر خدمت کرتی رہی، اور پھر نتھا کا انتقال ہو گیا، اب وارثان و مسجد والے گھر میں آئے اور کہتے ہیں کہ مکان خالی کرو، جب کہ مکان وہ دے گئے ہیں۔ نیز ڈیگ، پنکھا، گھڑی، دریاں، برتن تانبہ وغیرہ سب اٹھا کر لے گئے ہیں، اور مکان زبردستی خالی کرانے پر آمادہ ہیں، نتھا کی اہلیہ کے پوتے ہوتے ہیں، منیر صاحب اُنہوں نے خاتون پر پانچ سو روپئے قرض نکالا اور وصول کیا، اِس وقت بھی اُنہوں نے

Marfat.com

کہا کہ اب ہم صرف خاتون کو جو ہماری خدمت کر رہی ہیں، سب اُسی کو دیں گے، یوں وارثان خاتون کو رہنے دینے پر آمادہ نہیں ہیں، آپ بتائیں کہ ۷-۸ر برس سے خدمت اور تیمار داری کرنے والی اس خاتون کا کوئی حق شرعی بنتا ہے یا نہیں کہ جس نے اپنی اَنتھک کوششوں اور ہزاروں روپئے دوا علاج پر لگا کر اُن کی خدمت کی ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ فتویٰ تحریر فرما کر مسئلہ کو حل ہونے میں تعاون فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں عبدالحیٔ صاحب نے اپنی برادری کے بعض لوگوں کی طرف سے اُن کی تیمار داری کی یقین دہانی کرائے جانے پر اپنی جائیداد مع مکان اِس شرط کے ساتھ مسجد کے لئے وقف کی تھی کہ برادری کے لوگ اُن کی خدمت کریں گے، یہ وقف اُن لوگوں کی خدمت پر موقوف تھا، اور جب اُنہوں نے بر وقت خدمت اور تیمار داری کی شرط پوری نہیں کی، تو عبدالحیٔ کا مسجد کو وقف کر دینا شرعاً باطل ہوگیا، اور اُن کی جائیداد و مکان میں مسجد کا کوئی حق نہ رہا؛ لہٰذا بعد میں اُنہوں نے اپنی تیمار داری کرنے پر محلّہ کی جس خاتون کے نام اپنے مکان کا ایک کمرہ رجسٹری کر دیا ہے، وہ شرعاً نافذ ہوگیا؛ کیوں کہ اُنہوں نے اپنی ملکیت میں سے ہبہ کیا ہے، اس کمرہ کے بدلہ میں ذمہ دارانِ مسجد کا مذکورہ خاتون سے ۱۲ر ہزار روپئے لینا شرعاً ناجائز ہے، اور یہ رقم اسے واپس کرنا لازم ہے، اس کمرہ کے علاوہ بقیہ جتنی چیزیں عبدالحیٔ صاحب نے چھوڑی ہیں، خواہ جائیداد ہوں یا دیگر اشیاء، وہ سب اُن کے شرعی وارثوں کا حق ہے، جو حسبِ حصصِ شرعیہ تقسیم ہونا چاہئے، مسجد والوں کا اس میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵ار۳۲۰ زکریا قدیم، امداد المفتیین ۲ر۸۸۸، امداد الفتاویٰ ۲ر۴۷)

وشرطه – أي شرط الوقف – شرط سائر التبرعات، وأن يكون منجزاً لا معلقًا (الدر المختار) كقوله: إذا جاء غد أو إذا جاء رأس الشهر، أو إذا كلمت فلانًا فأرضي هٰذه صدقة موقوفة أو إن شئت أو أحببت يكون الوقف باطلاً؛ لأن

Marfat.com

الوقف لا يحتمل التعليق بالخطر. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة ٥٢٣/٦ زكريا، ٣٤٠/٤-٣٤١ دار الفكر بيروت)

ولو نحل بعضًا وحرم بعضًا جاز من طريق الحكم؛ لأنه تصرف في خالص ملكه لاحق لأحد فيه. (بدائع الصنائع، كتاب الهبة / قبيل فصل وأما حكم الهبة الخ ١٨٢/٥، الفتاوى الهندية، كتاب الهبة / الباب الثاني ٣٩١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۲/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختم تراویح پر آمدنی صرف کرنے کی شرط پر زمین مسجد کے نام وقف کرنا؟

سوال (۲۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مسجد میں اِس شرط پر زمین وقف کرنا کہ اُس زمین کی پیداوار رمضان میں ختم تراویح پر صرف کی جائے، تو اِس طرح وقف کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں اُس کا مصرف کیا ہوگا؟ تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو اُس زمین کی آمدنی سے رقم دینا اور اُن کے لئے لینا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ختم تراویح پر آمدنی صرف کرنے کی شرط، مفسد وقف ہے؛ لہٰذا اِس آمدنی سے حافظ تراویح کو اُجرت اور نذرانہ وغیرہ دینا سب ناجائز ہے۔

ولو وقف على قراء القرآن والفقراء فالوقف باطل. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٣٢/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۲/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نابالغ بہن کی طرف سے بھائی بہنوں کے نام وقف کرنا؟

سوال (۲۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: سکینہ بیگم نے اپنی جائیداد ۱۹۳۳ء میں وارثان کے نام وقف کردی تھی، اس جائیداد میں بلقیس نابالغہ تھی، اُن کا حصہ بھی اُن کے بھائی بہنوں نے وقف کردیا تھا، اِس جائیداد کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ وقف صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نابالغ کی طرف سے وقف صحیح نہیں ہے؛ لہٰذا بلقیس کی طرف سے اُن کے بھائی بہنوں نے جو وقف کی کاروائی کی ہے وہ درست نہیں ہوئی، اب اُس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد بلقیس بانو اِس وقف کی تائید کردے، یا اُس کے بھائی بہن بلقیس کے حصے کی قیمت اُسے ادا کردیں۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۱۵/۳۰۳، ۳۳۱ ڈابھیل)

قوله: وشرطه شرط سائر التبرعات، أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكه وقت الوقف ملكًا باتا ولو بسبب فاسد، وأن لا يكون محجورًا عن التصرف. (شامي، كتاب الوقف / مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة ٦/٥٢٣ زكريا)

قوله: من أهلها، وهو المسلم العاقل، وأما البلوغ فليس بشرطٍ لصحة النية والثواب بها؛ بل هو شرط هنا لصحة التبرع. (الرد المحتار / كتاب الوقف ٤/٣٣٩ كراچی)

وأما الذي يرجع إلى الواقف فأنواع: منها: العقل، ومنها: البلوغ، فلا يصح الوقف من الصبي والمجنون؛ لأن الوقف من التصرفات الضارة، لكونه إزالة الملك بغير عوض؛ والصبي والمجنون ليسا من أهل التصرفات الضارّة، ولهٰذا لا تصح منهما الهبة والصدقة والإعتاق ونحو ذلك. (بدائع الصنائع / كتاب الوقف والصدقة ٨/٣٩٥ دار الكتب العلمية بيروت، ٥/٣٢٧ زكريا)

أما شرائطه، فمنها: العقل والبلوغ، فلا يصح لوقف من الصبي والمجنون، كذا في البدائع. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الأول في تعريفه وركنه وشرائطه ٢/٣٥٢ زكريا)

Marfat.com

شرائطه أهلية الواقف للتبرع من كونه حرًا عاقلاً بالغًا ...... ومن شرائطه الملك وقت الوقف. (البحرالرائق / كتاب الوقف ۱۸۸/۵)

قال ابن الهمام: وأما شرطه فهو الشرط في سائر التبرعات من كونه حرًا بالغًا عاقلاً. (فتح القدير / كتاب الوقف ۲۰۰/۶ مصطفى البابي الحلبي مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۳ھ

موجودہ زمانے میں مکانات اور جائیداد کو اَولاد پر وقف کرنا؟

سوال (۲۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) کیا مکانات اور جائیداد کا وقف علی الاولاد کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) وقف جائیداد کا انتظام وقف نامہ میں لکھی گئی ہدایات اور قانون کو مانتے ہوئے کرنا ہے، یا واقف کی اولاد اپنے مفاد کو دیکھتے ہوئے چلے گی؟

(۳) اگر وقف جائیداد آبادی میں آ گئی ہو اور کسی دوسرے کا قبضہ ہو، اور اُس کے قبضہ میں ہونے کی وجہ سے انتظام میں مشکل آ رہی ہو، تو کیا کریں فروخت کر دیں یا غیر آدمی کا قبضہ رہنے دیں؟

(۴) کیا وقف جائیداد کو واقف کی اولاد بغیر بیع نامہ کے کسی سے پہلے لے کر دے سکتی ہے، یا فروخت کر سکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) مکانات اور جائیداد کا وقف علی الاولاد اگرچہ جائز ہے؛ لیکن موجودہ دور میں اوقاف کا تحفظ ایک سنگین مسئلہ ہے، اور وقف علی الاولاد جائیدادوں میں مستقبل میں میں سخت دشواریاں، اور پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اس لئے نفس جواز کے باوجود اس عمل کی حوصلہ افزائی نہیں کی جا سکتی۔

Marfat.com

عن ابن طاؤس عن أبيه أن رجلاً تصدق بأرض له على بنيه وبني بنيه، وجعل للمساكين فيها شيئًا، وكان والي القضاء معاذ بن جبل فأجازه. (إعلاء السنن، كتاب الوقف / باب جواز لوقف على النفس وعلى الأولاد الخ ١٣/ ١٩٢ رقم: ٤٥٣٣ دار الكتب العلمية بيروت)

ولو قال: وقفت على أولادي دخل فيه الذكر والأنثى والخنثىٰ. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث في المصارف / الفصل الثاني في الوقف على نفسه وأولاده ٢/ ٣٧١)

(۲) جائیداد موقوفہ کے انتظام میں واقف کی شرائط کا لحاظ رکھنا لازم ہے، موقوف علیہم اِس میں اپنی من مانی نہیں کرسکتے۔

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤/ ٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/ ٦٤٩ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ٢/ ١٠٦ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١/ ١٢٦ المكتبة الميمنية مصر)

(۳) وقف شدہ جائیداد کی بیع جائز نہیں، اگر اُس پر کسی کا ناجائز قبضہ ہو تو اُس سے چھڑانے کے لئے قانونی کاروائی کرنی چاہئے۔

عن ابن عمر أن عمر رضي الله عنهما أن عمر بن الخطاب أصابَ أرضًا بخيبر، فأتى النبيَّ صلى الله عليه وسلم يستامِره فيها، فقال: يا رسول الله! إني أصبت أرضًا بخيبر لم أُصب مالاً قطُّ أنفسَ عندي منه فما تأمرني به؟ قال: إن شئت حبَّستَ أصلها وتصدقت بها، قال: فتصدق بها عمر أنه لا يباع ولا يوهب ولا يورث، وتصدق بها في الفقراء وفي القربىٰ وفي الرقاب وفي سبيل الله وابن السبيل والضيف، لا جناح على من وليها أن ياكلها منها بالمعروف ويُطعم غير متمول، قال: فحدَّثتُ به ابن سيرين فقال: غير متأثل مالاً. (صحيح البخاري، كتاب الشروط / باب الشروط في الوقف رقم: ٢٧٣٧ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ٢/ ٤١ رقم: ١٦٣٢،

Marfat.com

سنن أبي داؤد رقم: ۲۸۷۸، سنن الترمذي ۲۵٦/۱ رقم: ۱۳۷۵، إعلاء السنن، كتاب الوقف / باب مشروعية الوقف وأنه لا يباع ولا يورث ولا يوهب ۱۳۷/۱۳ رقم: ٤٤٩۳ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه وتمليكه. (الهداية ٦٤٠/۳)

(۴) وقف جائیداد کو واقف کی اولاد یا کوئی دوسرا شخص فروخت نہیں کرسکتا۔

عن هشام بن عروة عن أبيه عن الزبير بن العوام رضي الله عنه أنه جعل دوره على بنيه لا تباع ولا تورث ولا توهب، وأن للمردودة من بناته أن تسكن غير مضرة ولا مضر بها، فإذا استغنت بزوج فليس لها حق. (إعلاء السنن، كتاب لوقف / باب جواز الوقف على النفس وعلى الأولاد الخ ۱۹٤/۱۳ رقم: ٤٥۳٥ دار الكتب العلمية بيروت)

متولي الوقف باع شيئًا منه أو رهن فهو خيانة، فيعزل، أو يضم إليه ثقة. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس في ولاية الوقف الخ ٤١۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۸/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَولاد دراَولاد پر وقف شدہ جائیداد میں واقف کی حیات میں مرنے والوں کو حصہ ملے گا یا نہیں؟

سوال (۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک جائیداد مکان محمد ظہیر الدین کی طرف سے وقف علی الاولاد ہے، اس کے وقف نامہ میں وارثین میں ایک بیوی حمد السبحان اور دو بڑے لڑکے (۱) اختیار الدین (۲) مختار الدین، دولڑکیاں: (۱) جمیلہ (۲) شکیلہ کا ذکر ہے؛ اِن ورثہ میں سے ایک لڑکا اختیار الدین اور لڑکی جمیلہ کا محمد ظہیر الدین واقف کی حیات میں انتقال ہوگیا تھا، محمد ظہیر الدین کے انتقال کے وقت صرف ایک بیوی حمد السبحان ایک لڑکا مختار الدین اور ایک لڑکی شکیلہ موجود تھی۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ واقف کے ترکہ وقف شدہ مکان میں بھی حق دار ہوں گے یا

Marfat.com

صرف جو ورثہ موجود تھے، اُنہیں ترکہ میں سے ملے گا، شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف نامہ میں واقف نے پہلی شرط کے ضمن میں یہ بات لکھی ہے، کہ وہ خود تا حیات اس موقوفہ جائیداد کا منتظم ومتولی رہے گا، اور اُس کی آمدنی سے اپنے گھر کا خرچ چلاتا رہے گا، اِس سے معلوم ہوا کہ اُس نے اپنی زندگی میں کسی بھی اولاد کو آمدنی میں سے کوئی حق متعین طور پر نہیں دیا، پھر تیسری شرط میں یہ لکھا ہے کہ جائیداد موقوفہ کی آمدنی حصصِ شرعیہ کے بموجب تقسیم کی جائے گی؟ اور چوتھی شرط میں یہ تحریر ہے کہ استحقاق کا یہ سلسلہ اولاد در اولاد نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن جاری رہے گا، اِن تمام شرائط کی روشنی میں آپ کے سوال نامہ کا جواب یہ ہے کہ واقف ظہیر الدین کی حیات میں اُن کے جس لڑکے اور لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے، اُن کی اولادوں کو واقف کی وفات کے بعد اُس وقت تک مذکورہ موقوفہ جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ملے گا جب تک واقف کی صلبی اولاد یعنی مختار الدین اور شکیلہ باحیات رہیں گی، اِن دونوں کی وفات ہوجانے کے بعد میت کے تمام پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں خواہ وہ واقف کی وفات کے وقت موجود لڑکے لڑکی کی اولاد ہوں، یا اُس کی زندگی میں فوت شدہ لڑکے لڑکی کی نسل سے ہوں، ان سب کو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے حساب سے وقف کی آمدنی میں حصہ دیا جائے گا، اور اس وقف پر کسی ایک وارث کا تنہا قابض رہ کر دوسرے حصہ داروں کو منافع سے محروم کرنا قطعاً درست نہیں ہے؛ بلکہ سب حق داروں کو اُن کا حق پہنچانا لازم ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾

[النساء، جزء آیت: ۵۸]

عن أبي جحفة عن أبيه رضي الله عنه في حديث ...... فأعط كل ذي حق حقه. (صحيح البخاري، كتاب الصوم / باب من أقسم على أخيه ليفطر في التطوع، ولم ير عليه قضاءً إذا كان أوفق له ١/ ٢٦٤ رقم: ١٩٦٨ دار الفكر بيروت)

Marfat.com

وقف علی أولاده وأولاد أولاده وذريته على أن يبدأ بالبطن الأعلى، ثم وثم قلنا: لا شيء للبطن الثاني ما دام واحد من الأعلى. (الأشباه والنظائر ۳۶۸/۱ زكريا)

وإذا قال في وقفه على أن يبدأ في ذلک بالبطن الأعلى منهم، ثم بالبطن الذي يليهم، فإن قال على هذه الصفة، فمات البطن الأعلى إلا واحد كانت الغلة كلها لهذا الباقي وحده دون البطن الذي يليه. (الفتاوىٰ التاتارخانية / كتاب الوقف ۷۷۲/۵ إدارة القرآن كراچی)

إلا أن يذكر مايدل على الترتيب بأن يقول: الأقرب فالأقرب، أو يقول: على ولدي، ثم على ولد ولدي، أو يقول: بطناً بعد بطن، فحينئذ يبدأ بما بدأ به الواقف. (شامي / فصل فيما يتعلق في وقف الأولاد ۶۹۷/۶ زكريا)

ولو قال: على أولادي وأولادهم كان ذلک لكلهم يدخل فيه ولد الإبن وولد البنت، والصحيح ما قال هلال رحمه الله تعالىٰ: أن اسم ولد الولد كما يتناول أولاد البنين يتناول أولاد البنات. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية، كتاب الوقف / فصل في الوقف على الأولاد الخ ۳۲۴/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

واقف کی زندگی میں مرنے والی لڑکی کا وقف علی الاولاد میں حصہ؟

سوال (۲۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی جائیداد کی بابت ایک وقف علی الاولاد کا وقف نامہ تحریر کیا، جس میں جائیداد موقوفہ کی آمدنی کی تقسیم کے بارے میں تحریر کیا کہ جو کچھ آمدنی ہو وہ ورثہ شرعی میں اُن کے شرعی حصص کے بموجب تقسیم ہوگی، بروقت تحریر وقف نامہ واقف کے دو پسر اور ایک دختر حیات تھیں؛ لیکن بعد میں دختر کا انتقال واقف کی حیات میں ہوگیا اور واقف نے وقف کی آمدنی کی تقسیم کے سلسلہ میں وقف

Marfat.com

نامہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور فوت ہوگئے، کیا ایسی صورت میں مرحومہ دختر کی اولادیں محجوب ہوجانے کی وجہ سے جائیداد موقوفہ کی آمدنی میں سے کوئی حصہ پانے کی حق دار ہیں؟

یہ کہ اسی وقف نامہ میں واقف نے تولیت کی بابت یہ شرط تحریر کی کہ واقف کے بعد واقف کے وارثان شرعی اپنے اپنے حصے شرعی کے متولی ہوں گے، مزید وقف نامہ کی دفعہ ۳ اِس طرح تحریر کی:

''اگر خدانخواستہ پسران ودختر واقف مذکورین میں کوئی اولاد فوت ہوجاوے، تو جائیداد متوفی کی بابت حق تولیت بہ مناسبت حصصِ شرعی پسر یا پسران یا دختر مذکور یا پسر ودختر مذکور باقی فائدہ کو حسبِ صورت ہو حاصل ہوگا''۔

چوں کہ واقف کی دختر کا انتقال واقف کی حیات میں ہوچکا تھا؛ لہٰذا واقف کے بعد جائیداد موقوفہ واقف کے دو پسران میں برابر برابر تقسیم ہوگئی اور ان دونوں پسران کے انتقال کے بعد اُن کی جائیداد اُن کے ورثہ میں چلی گئی، حق پر وہ لوگ بحیثیت متولی قابض ہوگئے، کیا ایسی صورت میں واقف کی مرحوم دختر کی اولاد کو جائیداد موقوفہ کے کسی حصہ کا متولی بننے کا حق ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: واقف نے چوں کہ حصصِ شرعیہ کے بموجب آمدنی اپنے وارثین میں تقسیم کرنے کی ہدایت کی ہے، اور وقف علی الاولاد کا حکم واقف کے انتقال کے بعد جاری ہوتا ہے؛ لہٰذا اِس آمدنی اور تولیت میں صرف زید کے لڑکوں اور لڑکوں کے بعد اُن کی اولادوں ہی کا حق ہوگا، لڑکی چوں کہ زید کی زندگی میں وفات پاچکی ہے، اس لئے اُس کی اولاد آمدنی اور تولیت میں کسی حصہ کی حق دار نہیں ہے۔

بناء على أن المتوفى في حياة والده لا يسمى موقوفًا عليه، ولا من أهل الوقف. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في مسئلة السبكي الواقعة في الأشباه في نقض القسمة والدرجة الجعلية ٦/٦٩٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۵/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

واقف کا مسجد تعمیر کرا کے وقف ہونے کا اعلان کرنا، اور بیوی کا اُس کے وقف ہونے کی تردید کرنا؟

سوال (۲۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شہر کھرگون میں ۴-۵ رسال قبل مسجد شکور تعمیر کی گئی تھی، تعمیر شدہ مسجد کو حاجی عبدالشکور صاحب نے تن تنہا اپنی رقم سے تعمیر کرائی تھی، پچھلے وقتوں میں حاجی عبدالشکور صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، مرحوم کی ۲ ربیویاں حیات ہیں، مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے، مرحوم نے اپنی ورثہ املاک کروڑوں روپے کی قیمتی زراعت ومکانات چھوڑے ہیں۔

مرحومہ کے ذریعہ قائم شدہ مسجد کی زمین سرکاری نیلامی کے ذریعہ حاصل کی تھی، نیلامی کے موقع پر مرحوم نے دیگر مسلم ضرورت مند حضرات کو نیلامی میں حصہ لینے سے یہ کہہ کر روکا تھا کہ نیلامی والی زمین پر مسجد تعمیر کرنا مقصود ہے، اس وجہ سے مسلم حضرات نے نیلامی میں حصہ لیا تھا، اس کے برعکس نیلام شدہ زمین بیش قیمتی تھی۔

مسجد شکور کی تعمیر مکمل ہونے پر مرحوم حاجی صاحب نے نماز جمعہ میں مفتی رفیق صاحب قاسمی کو بیان کے لئے مدعو کیا تھا، بعد بیان کے مرحوم نے مجلس عام میں یہ واضح کردیا تھا کہ مسجد کا انتظام عوام کے سپرد ہے، اور دیگر موقع پر بھی اِس اعلان کو دوہرایا گیا تھا، نظام مسجد عوام اور مرحوم کے فردِ مخصوص کے ذریعہ انجام دیا جارہا تھا، اور جمعہ پیٹی اور مقامی افراد کے گھروں سے ماہانہ ۱۰۰ ارروپے وصول یابی کی جارہی تھی، یہ سلسلہ ۴ رسالہ مدت تک چلتا رہا ہے۔

ماہِ رمضان میں پیش امام صاحب کے علاوہ دیگر خادم حافظ صاحب کو برطرف فردِ مخصوص نے کردیا، عوامی افراد نے ناراضگی کی بنیاد پر استعفیٰ دے دیا؛ کیوں کہ فرد مخصوص کا مزاج حاکمانہ منوانے کا ہے، فرد مخصوص نے یہ بات واضح کردی کہ انتظام مسجد کے مکمل اختیارات صرف فردِ مخصوص ہی انجام دے گا، وغیرہ وغیرہ۔

یہ واقعہ کے بعد بتاریخ ۱۰ راگست ۲۰۱۲ء نماز جمعہ عوام کے ذریعہ طے شدہ ناموں کا اعلان

Marfat.com

سرائے نئی انتظامیہ کی شکل میں پیش کئے گئے، جس کے ردِعمل میں مرحوم حاجی صاحب کی بیوی حجانی محترمہ نے اُسی وقت مسجد میں داخل ہو کر ممبر کے پاس اعلان کیا کہ مسجد شکور کے مالکانہ دستاویزات حجانی کو حاصل ہیں، مسجد وقف نہیں کی گئی، نماز ادا کرنے کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے، مسجد میں نمازی آئیں یا نہیں؟ اس سے کوئی فرق نہیں، عوامی تعاون چندہ وغیرہ بند کیا جاتا ہے، اخراجات حجانی کے ذریعہ نامزد فرد انجام دے گا، اور بھی اسی طرح سے وضاحت کی گئی تھی، حجانی کے خاندان کے افراد نے عوامی طے شدہ ناموں پر یہ تنقید کی کہ عوام مرحوم حاجی صاحب کی دولت پر نظر رکھ رہی ہے، اور آئندہ مرحوم کی وراثت کی مانگ کرے گی، وغیرہ وغیرہ۔

اِس کے ردِعمل تنقید کے متعلق طے شدہ ناموں میں ملی فرد انور بانوں نے یہ کہا کہ عوام کو صرف انتظام مسجد سے مقصد ہے، اخراجات کی تکمیل عوامی تعاون سے پورے کئے جائیں گے، رہا مرحوم حاجی صاحب کی دولت کا "عوام کی نگاہ میں اس قسم کی دولت صرف نجس پیشاب سے زیادہ کی اہمیت نہیں ہے" حجانی کے اعلان سے عوام بے قابو ہوگئی خدا خیر فرمائے، بڑا حادثہ کو دفعہ کیا گیا، ورنہ آنجہانی واقعہ غیر متوقعہ عوام کے ذریعہ حجانی محترمہ کے ہمنواؤں کے درمیان پیش آجاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ کہ مرحوم حاجی صاحب نے سرکاری نیلامی سے عوام کو یہ کہہ کر روکا کہ زمین پر مسجد بنانی ہے، مرحوم نے مسجد شکور کے نام کو عوام کے ذریعہ انتخاب کرنے کا رد پیش نہیں کیا، مرحوم نے مسجد کے افتتاح کے موقع پر قابل قدر مفتی رفیق احمد صاحب قاسمی کے خطاب کے بعد فوراً یہ اعلان کیا کہ مسجد کا انتظام عوام کے ذریعہ کیا جائے گا، مرحوم کی حیات میں عوامی چندہ کے ذریعہ وضوخانہ، جانمازیں، جمعہ پیٹی، مقامی باشندوں سے ماہانہ فی گھر ۱۰۰ روپئے دستیاب کرنا، ۴ رسالہ مدت تک، مرحوم کے فردِ مخصوص کے شامل میں عوامی افراد کا انتظامیہ میں موجود رہنا، مرحوم کے اعلان کے ذریعہ انتظام عوام کے سپرد یہ سلسلہ ۴ رسالہ مدت تک قائم رہا، اِن وجوہات کے باوجود حجانی نے مرحوم کی حیات میں مالکانہ حق کا اعلان نہیں کیا، اس لئے مرحوم نے اول تا آخر حیات میں جو اعلان کیا تھا، اس میں تبدیل وترمیم نہیں فرمائی، اول موقف پر مرحوم قائم ودائم رہے، ان بنیادوں

Marfat.com

پر مرحوم کے اعلان کی تائید میں مسجد شکور کو وقف کی شرعی حیثیت حاصل ہے یا نہیں؟

فی الوقت مرحوم لا اولاد ہیں اور وفات بعد مرحوم کی بیوی حجانی کا جدید ممبر کے پاس یہ دوبارہ اعلان کرنا کہ مسجد وقف نہیں ہے، عوامی چندہ وتعاون بند کرنا، تن تنہا اخراجات کی تکمیل نامزد کے ذریعہ انجام دیئے جانے کا اعلان کرنے کی وجہ سے مرحوم شوہر حاجی صاحب کے ذریعہ کئے گئے اعلان وقف کا شرعی حکم منسوخ ہوجائے گا؟ شریعتِ مطہرہ کے ذریعہ مرحوم شوہر حاجی عبد الشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول وفعل مانا جائے گا، یا بعد وفات کہ حجانی محترمہ کے ذریعہ مرحوم شوہر کے ردعمل میں جدید اعلان کے رد کی شکل میں مانا جائے گا؟

نوٹ:- مسئلہ نازک ہے، اولیت میں جواب عنایت فرمائیں، خدشہ ممکن ہے اُمت میں یہ معاملہ نازک شکل اختیار ہونے سے قبل جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب کہ بانی مسجد وواقف عبد الشکور مرحوم نے مسجد کی تعمیر کر کے اس میں نماز شروع کروائی، اور اُس کے وقف ہونے کا اعلان کردیا، تو اب بعد میں اُن کی اہلیہ محترمہ کی طرف سے وقف کے انکار کردینے سے وقف کی اَصل شرعی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، یہ مسجد بدستور وقف رہے گی، اور اس پر کسی بھی شخص کو مالکانہ حقوق حاصل نہ ہوں گے۔ اب رہ گیا مسجد کے انتظام کا معاملہ تو اگر واقف نے اپنی زندگی میں کسی شخص کو یا بعض اشخاص کو انتظامی ذمہ داری دے دی تھی، جیسا کہ سوال سے واضح ہے، تو ان افراد متعینہ کو متولی قرار دیا جائے گا، اور ان کی مرضی کے بغیر دوسرے افراد کو مسجد کے انتظامی معاملات میں کسی بھی طرح کی مداخلت کا کوئی حق نہ ہوگا؛ لہٰذا جو لوگ واقف کی زندگی سے مسجد کا انتظام کرتے آئے ہیں، ان کی مرضی کے بغیر کوئی دخل اندازی ہرگز نہ کی جائے۔

أخبرني غير واحد من آل عمر وآل علي أن عمر ولي صدقته حتى مات، وجعلها بعده إلي حفصة، وولي علي صدقته حتى مات، ووليها بعده الحسن بن

Marfat.com

علي، ذكره الإمام الشافعي في الأم. (۲۸۱/۳) معلقًا. (إعلاء السنن، كتاب الوقف / باب لا يجعل المتولي من الأجانب ما دام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف ذكرًا كان أو أنثىٰ ۲۱۲/۱۳ رقم: ٤٥٤٨ دار الكتب العلمية بيروت)

وفي الذخيرة: وبالصلاة بجماعة يقع التسليم بلا خلاف، حتى أنه إذا بنى مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فيه جماعة، فإنه يصير مسجدًا. (شامي / مطلب في أحكام المسجد ٥٤٥/٦ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٥٦/٨ زكريا، الهداية / كتاب الوقف ٦٤٤/٢، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٣٣/٦ دار الفكر بيروت)

جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع، وكذا لو لم يشترط لأحد فالولاية له عند الثاني ...... ثم لوصيه إن كان. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في اشتراط الولاية لنفسه ٥٧٧/٦ زكريا)

وفي الخلاصة: إذا شرط الواقف أن يكون هو المتولي فعند أبي يوسف الوقف والشرط كلاهما صحيحان. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٢٧٧/٥ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس الخ ٤٠٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۱۱/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''اِسلامک دعوۃ اکیڈمی'' کو مکان وقف کرکے ضرورت پر فروخت کرنے کا اختیار دینا؟

سوال (۳۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نے چند سال پہلے اپنی حیات میں ایک مکان ایک اِدارے کو وقف کردیا، اِس وقف کے گواہ اِدارے کے ذمہ دار اور ایک دوسرے صاحب ہے۔ واقف نے وقف کرتے وقت استبدال کی گنجائش ہونے نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی تصریح نہیں کی تھی؛ البتہ قرائن سے معلوم ہوتا

Marfat.com

ہے کہ یہ بات اُن کے ذہن میں ضرور تھی کہ اِس مکان سے اِدارہ جس طرح چاہے فائدہ اُٹھائے، اور اِدارے کے مصالح کے پیشِ نظر اِدارہ اگر مکان کو بدلنا چاہے تو اِس کی بھی گنجائش ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِدارے کے ذمہ دار اور جو صاحب دوسرے گواہ تھے، اُن کے واقف سے پرانے تعلقات تھے، وہ اُن کے عزائم کو جانتے تھے، اِدارے سے اُن کا بھی قلبی تعلق تھا، وہ اِدارے کا اپنی حیات میں بھی تعاون کرتے رہتے تھے، اور اِس مکان کو وقف کرنے سے سے بھی اُن کا منشاء اِدارے کو فائدہ پہنچانا ہی تھا، اور اپنے لئے ثوابِ جاریہ حاصل کرنے کا تھا، اُنہوں نے خود وقف ہو جانے کے بعد جو صاحب دوسرے گواہ تھے، اُن کے سامنے اِن الفاظ میں اپنے عندیہ کا اظہار بھی کیا تھا کہ اِدارہ اِس گھر کو باقی رکھ کر کیا کرے گا؟ وہ تو اِس مکان کو بیچ کر کوئی اور مکان خرید لیں گے؛ لیکن واقف چوں کہ شرعی مسائل سے واقف نہیں تھے، اور اِدارے کے ذمہ دار کے ذہن میں بھی عین وقت پر یہ بات نہیں آئی کہ استبدال کی اِجازت تحریراً یا قولاً لے لے؛ لہٰذا اِس بات کی وقف کے وقت تصریح نہ ہو سکی، اِدارے کے ذمہ دار اور دوسرے گواہ دونوں کو سو فیصد یقین ہے کہ اگر اُس وقت اُن کو استبدال کے مسئلہ کی طرف متوجہ کیا جاتا، تو وہ ضرور اُس وقت وقف کی شرائط میں اِس کو شامل کر لیتے۔

اَب واقف کا انتقال ہو چکا ہے، ورثہ میں اَولاد نہیں ہے، بیوی اور بھتیجے مرحوم کے مال کے وارث بن رہے ہیں، اُن حضرات کو اِدارے سے اتنا تعلق نہیں ہے جتنا مرحوم کو تھا، مرحوم کے وقف کرنے کا علم اُن ورثہ میں سے کسی کو بھی نہیں تھا، اَب اُن حضرات کی قلبی خواہش یہ ہے کہ مکان اُنہیں کے پاس رہے اور اِدارہ اِس کا بدل قبول کر لے۔ اِدارہ الگ شہر میں ہے اور مکان الگ شہر میں، اور اِس صورت میں مرحوم کے موجودہ ورثہ کی ناراضگی سے بھی حفاظت ہوگی اور بدل نہ قبول کرنے کی صورت میں اُن کی ناراضگی کا قوی اندیشہ بھی ہے۔

اِن مذکورہ اَحوال کے پیشِ نظر واقف کا عندیہ سامنے رکھتے ہوئے موجودہ وقف مکان کو بیچ کر متبادل مکان خریدنے کی گنجائش ہوگی یا نہیں؟ اگر گنجائش ہو تو اس کی قیمت طے کرنے میں کیا ہدایات ہیں؟ بینوا و توجروا، والسلام علیکم۔

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

التنقیح: (۱) کیا یہ مکان مدرسہ کو دیتے وقت مذکورہ شخص نے کوئی تحریر لکھی ہے، اگر لکھی ہو تو اُسے پیش کیا جائے۔

(۲) مدرسہ کو دینے کی دو شکلیں ہوتی ہیں: ایک ملکیت میں دینا، دوسرے وقف کر دینا۔ مذکورہ شخص نے وقف کیا ہے یا مدرسہ کی ملکیت میں دیا ہے، اِس کی وضاحت ہونی چاہئے، اُس کے بعد ہی اصل حکم واضح ہو پائے گا۔

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱۱/۱۱ھ

جواب التنقیح: جی ہاں مذکورہ شخص نے تحریر لکھی ہے، تحریر میں وقف کی صراحت موجود ہے، اصل تحریر گجراتی زبان میں ہے، ذیل میں اس کا ترجمہ لفظ بہ لفظ پیش خدمت ہے:

تاریخ ۱۱/۵/۱۹۹۷ میں احمد آ کوجی کرولیا اور میری بیوی فاطمہ احمد کرولیا، ہمارا مکان جس کا پتہ حسبِ ذیل ہے: ۱۲۵/ نورمن ایونیو وارو کشائر یو کے، آج کے روز مذکورہ ذیل میں دستخط کرنے والے گواہ کی حاضری میں نیچے لکھی ہوئی شرطوں کے مطابق ''اِسلامک دعوۃ اکیڈمی'' ۱۲۰/ ملبورن روڈ لیسٹر یو کے کو اپنی خوشی سے کسی دباؤ کے بغیر تندرستی اور ہوش وحواس کی حالت میں وقف کر رہا ہوں:

(۱) جب تک ہم دونوں یا ہم میں سے کوئی ایک زندہ رہیں، وہاں تک اس مکان میں رہنے اور اُس سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل رہے گا۔

(۲) کسی بھی وجہ سے ہم دونوں یا کسی ایک کی حیات میں ہمیں کسی اور جگہ جا کر رہنے کا اتفاق ہو، تو اس مکان کے کرائے کی آمدنی سے فائدہ اُٹھانے کا حق حاصل رہے گا۔

(۳) ہم دونوں میں سے کسی ایک کی وفات کے بعد جو پیچھے رہ جائے، وہ اگر دوسرا نکاح کرے تو اُس کو (اِس دوسرے شوہر یا بیوی کو بھی) اس مکان میں اُس کی آخری زندگی تک رہنے کا حق حاصل رہے گا۔

(۴) اُوپر کی تحریر کے مطابق جو بھی اِس مکان سے فائدہ اٹھائے گا، وہ اس گھر کے نباہ کے

Marfat.com

خرچ کا ذمہ دار ہوگا۔

نوٹ:- وقف کیا ہوا گھر دراصل بھائی احمد آ کو جی صاحب ہی کا تھا، قانونی کارروائی کے لئے میاں بیوی دونوں کے نام لکھ دئے گئے تھے؛ تاہم وقف کے وقت دونوں نے متفق ہو کر اس کو وقف کیا تھا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں احمد آ کو جی کرولیا صاحب اور اُن کی اہلیہ کی طرف سے مذکورہ مکان ''اِسلامک دعوۃ اکیڈمی'' کے لئے وقف ہو چکا ہے، اور حسبِ تحریر سوال چوں کہ خود واقف نے اپنے عندیہ کا اظہار اِن الفاظ میں کیا تھا کہ ''اِدارہ اس گھر کو باقی رکھ کر کیا کرے گا؟ وہ تو اِس مکان کو بیچ کر کوئی اور مکان خرید لیں گے'' یہ جملہ اِس بات کی طرف مشیر ہے کہ واقف کی طرف سے استبدال کی اجازت پہلے ہی سے پیش نظر تھی، اور خاص کر اِس لئے بھی کہ ''اِسلامک دعوۃ اکیڈمی'' اور [illegible] مکان دونوں الگ الگ شہر میں واقع ہیں، تو واقف کے پیشِ نظر یقیناً وہی بات ہوگی جس کا ذکر اوپر کیا گیا کہ اِدارہ حسبِ منشاء اسے بدل بھی سکتا ہے۔ بریں بناء ''اِسلامک دعوۃ اکیڈمی'' کو یہ حق ہوگا کہ وہ موقوفہ مکان کو مناسب قیمت میں فروخت کرکے اس کے بدلے میں ادارہ کے لئے کوئی اور جگہ خرید لے۔ (فتاویٰ دار العلوم ۱۴/۱۳۵، فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۵۳ میرٹھ)

إذا وقف أرضًا أو شيئًا آخر وشرط الكل لنفسه أو شرط البعض لنفسه ما دام حيًا وبعده للفقراء، قال أبو يوسف رحمه اللّٰه تعالىٰ: الوقف صحيح، ومشائخ بلخ رحمهم اللّٰه تعالىٰ، أخذوا بقول أبي يوسف، وعليه الفتوىٰ ترغيبًا للناس في الوقف، وهكذا في الصغرىٰ والنصاب، كذا في المضمرات. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الرابع فيما يتعلق بالشرط في الوقف ۲/۳۹۷-۳۹۸ زكريا)

وفي القنية: مبادلة دار الوقف بدار أخرىٰ إنما تجوز إذا كانتا في محلة واحدة أو تكون المحلة المملوكة خيرًا من المحلة الموقوفة، وعلىٰ عكسه لا

Marfat.com

يجوز. (مجمع الأنهر / كتاب الوقف ١/٧٣٦)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.
(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤/٤٣٣–٤٣٤ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ٢/١٠٦ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١/١٢٦ المكتبة الميمنية مصر)

وجاز جعل غلة الوقف أو الولاية لنفسه عند الثاني وعليه الفتوىٰ، وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخرىٰ حينئذ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في اشتراط الغلة لنفسه ٦/٥٨٢ زكريا، كذا في الهداية / كتاب الوقف ٢/٦٢٠ مكتبة بلال ديوبند)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ. (شامي، كتاب لوقف / مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ والعرف يصلح مخصصًا ٤/٤٤٥ كراچی، ٦/٦٦٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱/۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام موقوفہ زمین میں والدین کی وصیت کے مطابق اُن کی تدفین کرنا؟

سوال (۳۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: واقف یا مالک زمین وقف شدہ زمین میں باپ کی وصیت کے مطابق باپ کی پھر ماں کی تدفین کرسکتا ہے یا نہیں؟ شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی وقف شدہ زمین میں قبر بنانے کی وصیت باطل ہے؛ لہٰذا اُس جگہ میں واقفین یا کسی بھی شخص کو اپنی اموات کی قبریں بنانے کی قطعاً اجازت نہیں؛ بلکہ یہ جگہ مصالح مسجد ہی میں صرف کی جائے گی، اور جو قبر مسجد کی موجودہ جگہ میں بن چکی ہے، تو

Marfat.com

جب مسجد کو اُس کی ضرورت ہوگی تو اُس پر پرانی قبر کو برابر کرکے اس جگہ کو مسجد کی ضرورت میں استعمال کرلیا جائے گا، اس پر صاحبِ قبر کے وارثین کو کسی اعتراض کا حق حاصل نہ ہوگا۔

أوصى بأن يدفن في داره فوصيته باطلة إلا أن يوصي أن يجعل داره مقبرة للمسلمين. (الفتاوى الهندية، كتاب الوصية / الباب الثاني في بيان الألفاظ التي تكون وصية الخ ٩٥/٦ زكريا)

ولا يخرج منه بعد إهالة التراب إلا لحق آدمي كأن تكون الأرض مغصوبة أو أخذت بشفعة، ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض كما جاز زرعه والبناء عليه إذا بلي وصار ترابًا. (تنوير الأبصار مع الدر المختار / باب صلاة الجنائز، مطلب في دفن الميت ١٤٥/٣ زكريا)

ولا يخرج من القبر إلا أن تكون الأرض مغصوبة، فيخرج لحق صاحب إن شاء، وإن شاء سواه مع الأرض وانتفع به ذراعة أو غيرها. (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة / باب الجنائز ٥٨٨/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عوامی کنویں کی جگہ مسجد میں دینا؟

سوال (۳۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بستی کے اندر ایک پانی کا کنواں رفاہِ عام کے لئے تھا، وہ کنواں خراب ہوگیا، اور اَٹ گیا، تقریباً بستی کے کئی کنویں خراب ہوگئے ہیں، اور ختم ہوگئے ہیں، اب اِس کنویں کی زمین کو محلّہ کے اکثر لوگ چاہتے ہیں کہ محلّہ کی مسجد کو دے دیا جائے؛ تاکہ مسجد کی آمدنی میں اِضافہ ہوجائے، تو اِس رفاہِ عام کنویں کی جگہ مسجد میں دے دینا کیسا ہے؟ جو اس زمین کے قریب ہیں وہ اِس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ بالا زمین اگر کسی کی مملوک نہیں ہے؛ بلکہ رفاہِ عام کے لئے ہے، تو لوگوں کے باہمی مشورے سے مسجد میں دینا درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۱۴۸ میرٹھ، کفایۃ المفتی ۷/۴۵)

وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلىٰ أقرب مسجدٍ أو رباطٍ أو بئرٍ أو حوضٍ إليه (الدر المختار) وفي شرح الملتقىٰ: يصرف وقفها لأقرب مجانس لها. (شامي، كتاب الوقف / فيما لو خرب المسجد أو غيره ٦/٥٤٩ زكريا)

ولا سيما في زماننا المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل يأخذ أنقاضه اللصوص والمتغلبون. (شامي، كتاب لوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٤/٣٦٠ دار الفكر بيروت، كذا في المحيط البرهاني، كتاب الوقف / الفصل الرابع والعشرون الخ ٧/١٥١ رشيديه)

رباط بعيد استغنى عنه المارّة وبجنبه رباط آخر، قال السيد الإمام أبو الشجاع: يصرف غلته إلى الرباط الثاني كالمسجد إذا خرب واستغنى عنه أهل القرية، فرفع ذٰلك إلى القاضي، فباع الخشب وصرف الثمن إلى مسجد آخر، جاز. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / فصل في المقابر والرباطات ٣/٣١٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۷/۶/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زید نے مسجد کیلئے رقم دی؛ لیکن تعمیر سے قبل زید کا انتقال ہو گیا؟

سوال (۳۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی زندگی میں کچھ رقم اپنی یا اہل خیر سے لے کر ایک متعینہ مسجد کی تعمیر کے لئے

Marfat.com

مالکانِ اینٹ کے پاس جمع کردی کہ بوقتِ ضرورت اُس رقم سے خرید کردہ اینٹیں تعمیر مسجد میں صرف کی جائیں گی، مگر ابھی مسجد کی تعمیر شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ زید کا انتقال ہوگیا۔

اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قریبی یا بعیدی وارثین میں سے کوئی اِس اینٹ کو اس متعین مسجد کے علاوہ دوسری مسجد یا کسی اور جگہ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے جس متعین مسجد کی تعمیر میں اینٹیں لگانے کے لئے جو رقم جمع کرائی ہے، یہ وصیت کے درجہ میں ہے؛ لہٰذا زید کے انتقال کے بعد اِس رقم کو اُسی متعین مسجد میں صرف کرنا ضروری ہے، دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

المستفاد: لا یجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر. (البحر الرائق، کتاب الوقف / فصل في أحکام المسجد ۲۵۱/۵ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱۱/۲۸ھ

سرکاری اسٹامپ پر وقف نامہ لکھوا کر حقِ وراثت کا دعویٰ کرنا؟

سوال (۳۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: وقف نامہ سرکاری اِسٹامپ پر لکھوا کر رجسٹری کرانے کے بعد واقف کے لڑکے اس جگہ پر حق وراثت کا دعویٰ کرنے کے حق دار ہوں گے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف نامہ سرکاری اِسٹامپ پر لکھوا کر رجسٹری کرانے کے بعد کوئی شخص اِس وقف شدہ زمین میں حق وراثت کا دعویٰ کرنے کا حق دار نہیں ہوگا، اور نہ ہی کسی کو وراثت دی جائے گی۔

فیزول ملک الواقف عنه إلی اللّٰه تعالیٰ علی وجه تعود منفعته إلی العباد،

Marfat.com

فيلزم، ولا يباع ولا يوهب ولا يورث. (الهداية / كتاب الوقف ٦١٥/٢ المكتبة النعيمية ديوبند)

فإذا تم ولزم لايملك ولا يملک ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار)

قوله: لا يملک أي لا يكون مملوكا لصاحبه، ولا يملک: أي لا يقبل التمليک لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليک الخارج عن ملكه، ولا يعار ولا يرهن لاقتضائهما الملک. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی، كذافي الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول من كتاب الوقف ٣٥٠/٢، فتح القدير / كتاب الوقف ٢١٨/٦ زكريه الهداية / كتاب الوقف ٦٥١/٢ مكتبه بلال ديوبند، ٦٢٢/٢ المكتبة النعيمية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''مجلس دعوۃ الحق'' سے ملحق ہونے کے زمانے میں خریدی گئی زمین مجلس کی ہے یا مدرسہ کی؟

سوال (۳۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور علاقہ کے دیگر لوگوں نے ''مجلس دعوۃ الحق'' سے اپنے مکتب کے الحاق کی درخواست دی، اِس پر دستور دعوۃ الحق کی دفعہ ۲۸؍ کے تحت اجراء الحاق ''مجلس دعوۃ الحق'' کا فارم دیا گیا، جس کو پڑھ کر اُس کی تمام باتوں کو قبول کر کے سب لوگوں نے دستخط ثبت کئے، اس کا عکس بغرض ملاحظہ ہمراہ (استفتاء) ہذا بھی ہے، ناظم صاحب ''مجلس دعوۃ الحق'' نے اس کی منظوری عنایت فرمادی، مکتب کا کام زیرنگرانی دعوۃ الحق چلتا رہا اور ایک طویل زمانہ تک چلا، چندہ وغیرہ رسیدات ''مجلس دعوۃ الحق'' پر کیا گیا، مکتب کے لئے زمین بھی خریدی گئی جو کہ ''مجلس دعوۃ الحق'' کے نام ہے، مکتب کے مدرس ومعاونین نے کچھ اُصولیاں کرنا شروع کر دیا کہ اجتماع ماہانہ کے موقع پر مرکز نہ آنا باوجود اطلاع کے، نیز مرکز سے تعلق نہ رکھنا اجراء الحاق از ''مجلس دعوۃ الحق'' کی دفعات کی پابندی نہ کرنا،

Marfat.com

اِن بے اُصولیوں کے پیشِ نظر مکتب کا الحاق دعوۃ الحق سے موجودہ ناظم صاحب نے ختم کر دیا، جس کا عکس بغرضِ ملاحظہ ہمراہ (استفتاء) ہٰذا مرسل ہے۔ تو اَب دریافت طلب بات یہ ہے کہ موجودہ زمین جو کہ دعوۃ الحق کے نام ہے، جس کا عکس بھی ہمراہ ہٰذا مرسل ہے، اِس پر موجودہ مکتب والوں کا تعمیرات کرانا شرعاً کیسا ہے؟ مرکز دعوۃ الحق کو اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دفعات برائے اجرائے الحاقِ مدارس ''مجلس دعوۃ الحق'' کے مطالعہ سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ ملحقہ مدارس کا ''مجلس دعوۃ الحق'' سے تعلق ملکیت کا نہیں ہے؛ بلکہ صرف انتظام کا ہے، اسی وجہ سے ''مجلس دعوۃ الحق'' کی وصولی کی رسید میں ملحقہ مدرسہ کا نام ضرور درج رہتا ہے، جو اِس بات کی دلیل ہے کہ ملحقہ مدرسہ کی اپنی حیثیت جداگانہ برقرار رہتی ہے، اور جس مدرسہ کے لئے جو رقم وصول ہوتی ہے وہ اسی پر خرچ کی جاتی ہے، نیز وقتی عطایا کا کچھ فیصد حصہ مرکز میں داخل کرنے کے بعد بقیہ رقم اسی مدرسہ میں صرف کرنے کا اُصول ہے، جیسا کہ دفعہ ۳ ر سے واضح ہے، اور دفعہ ۵ ر کے اعتبار سے صرف ناقابلِ تحمل مصارف ہونے کی صورت میں مدرسہ کو بند کرنے یا منتقل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، جو اُسی وقت تک ہے جب تک کہ الحاق باقی ہو۔ اِسی طرح الحاق باقی رہنے کی شکل میں معاونین میں تبدیلی کا حق بھی مرکز کو رہتا ہے؛ لیکن الحاق ختم ہوجانے کے بعد خود بخود مجلس کے انتظامی اختیارات ختم ہوجاتے ہیں، اور ایسے مدرسہ کی مملوکہ اشیاء میں ''مجلس دعوۃ الحق'' کو تصرف کا حق باقی نہیں رہتا؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں جو زمین زمانۂ الحاق میں مدرسہ مذکورہ کے لئے خریدی گئی، وہ اس مدرسہ کی ملک ہے، اور اس میں ''مجلس دعوۃ الحق'' یا حضرت ناظم صاحب کا جو نام درج ہے وہ بحیثیت مالک نہیں؛ بلکہ بحیثیت منتظم ہے، اور جب الحاق ختم کر دیا گیا تو انتظامی تعلق بھی خود بخود ختم ہوگیا، اَب موجودہ انتظامیہ یا علاقہ کے معزز حضرات جن لوگوں کو بحیثیت منتظم متعین کریں، وہ مذکورہ مدرسہ کو چلانے اور اس میں تصرف کا حق رکھتے ہیں، الحاق ختم ہونے کے بعد ''مجلس دعوۃ الحق'' کو اس مدرسہ کے

Marfat.com

کام کاج میں دخل نہیں دینا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۲۷۴ ڈابھیل)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الغصب / مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير ۲۹۱/۹ زكريا)

متولي وقف عليه مشرف ليس للمشرف أن يتصرف في أمور الوقف. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٦/٨ رقم: ١١٢٢١ زكريا)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يعار ولا يرهن. (تنوير الأبصار) وفي الشامي: قوله لا يملك: أي لا يكون مملوكًا لصاحبه ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (شامي، كتاب الوقف / قبيل مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۵/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

متولی اَوقاف: شرائط واَحکام

موقوفہ زمین میں واقف کا حق تولیت؟

سوال (۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا وقف کردہ چیز میں واقف کا حق باقی رہتا ہے، یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف کرنے کے بعد موقوفہ زمین پر سے واقف کا حق ملکیت ختم ہوجاتا ہے؛ البتہ حق تولیت حاصل رہتا ہے۔

فإذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن. (الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبو یوسف بین قوله موقوفة الخ ۳۵۲/٤ دار الفکر بیروت، ٦/۵۳۹ زکریا)

جعل الواقف الولایة لنفسه جاز بالإجماع. (الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب في اشتراط الواقف الولایة لنفسه ۳۷۹/٤ دار الفکر بیروت، ٦/۵۷۷ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۱۲/۹/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موقوفہ مکان میں اَولاد دراَولاد کو تولیت کی وصیت کرنا؟

سوال (۳۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عمارت جو آٹھ مکانات پر مشتمل ہے، والدین صاحبان نے وقف علی الاولاد کرایا تھا، اور اُس میں مندرجہ ذیل شرطیں لگائی تھیں، شرائط یہ ہیں: ہر ایک اپنے مکان کا متولی رہے گا، اگر وہ چاہیں تو خود اس میں قیام کریں یا اس کو کرایہ پر دے دیں؛ لیکن مکان کرایہ پانچ سال سے زائد

Marfat.com

ایڈوانس نہیں لے گا، دوکان کو کسی بھی طرح منتقل نہیں کرسکتا ہے، مکان کو نہ فروخت کرسکتا ہے نہ مکان کو رہن پر رکھا جاسکتا ہے، اور نہ ہی اُس پر قرض لیا جاسکتا ہے، نہ ٹھیکہ پر دیا جاسکتا ہے، اگر کسی پر قرض ہے، تو اُس مکان کے ذریعہ وصول نہیں کیا جاسکتا، ہر متولی کے انتقال کے بعد اس کی بڑی اولاد متولی بننے کا حق دار رہے گی، اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا، مکان میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اگر کسی بھی مکان میں کوئی جدید تعمیر ہوتی ہے، تو وہ بھی وقف میں شامل ہوجائے گی۔ کافی عرصہ سے اِسی طرح یہ سلسلہ چلا آرہا ہے، اور اُن کی اولادیں رہائش پذیر ہیں، آٹھ بھائی بہنوں میں سے ایک بھائی اور دو بہن اب بھی بقید حیات ہیں، اِن آٹھوں اولادمیں سے ایک لڑکی سردار جہاں کے نام سے بھی مکان تھا، اُن کی شادی ہوگئی تھی، اور وہ اپنے شوہر کے مکان میں رہتی تھی، اُنھوں نے اپنے میکہ کا مکان خورشید نامی ایک شخص کو کرایہ پر دے رکھا تھا، سردار جہاں بعد میں بیوہ ہوگئیں اور اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، ضروریاتِ زندگی اور بیماری وغیرہ تنگ آکر اُنھوں نے کرایہ دار خورشید ہی سے گاہ بگاہ کچھ روپئے ایڈوانس کے طور پر لئے، جو اُلٹے سیدھے طریقہ سے ایک بڑی رقم ہوگئی، کرایہ دار خورشید نے اپنی رقم نکالنے کے لئے دوسرے شخص شکیل احمد سے بڑی رقم لے کر مکان دے دیا، اِسی دوران سردار جہاں کا انتقال ہوگیا، شکیل احمد اپنی رقم نکالنے کے لئے وہ مکان فروخت کرنے کی کوشش میں تھے، مکان کو بچانے کی نیت سے صدر متولیہ گوہر جہاں نے اپنے بھائی کی اولادوں سے (جو اِس مکان کے بالکل نیچے والے مکان کے متولی ہیں) مبلغ ستر ہزار روپئے لے کر شکیل احمد کو دے کر مکان آزاد کرالیا، اور مبلغ تین سو روپئے ماہوار کرایہ نامہ لکھ کر اُن کی سپردگی میں دے دیا، جب کہ اِس مکان کی مالیت تقریباً پندرہ سو روپئے ماہوار کی ہے، یہ بڑی رقم لینا اور دینا اور کرایہ دار کا مکان میں زبردست تبدیلی کرلینا؛ بلکہ مکان کا نقشہ ہی بدل دینا، بہر حال یہ سب باتیں وقف نامہ کے شرائط کے خلاف ہیں، مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ مندرجہ مکان کا وارث کون ہوگا، جب کہ اِس وقت ایک بھائی اور دو بہنیں حیات ہیں؟

نوٹ:- تین سو روپئے ماہوار کرایہ دینے کا سلسلہ صرف سردار جہاں کی حیات تک رہا،

Marfat.com

اُس کے بعد وہ بھی بند ہوگیا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر شرائطِ وقف نامہ مسئولہ صورت میں ہر مستحق اولاد کی سب سے بڑی اولاد اپنے حصہ کی تولیت کی مستحق ہوگی، اور اگر اولاد نہ ہو تو واقف کی بڑی اُولاد کی سب سے بڑی اولاد مستحق تولیت ہوگی، اور کسی بھی متولی کو شرائط وقف کے خلاف کسی سے عقد ومعاہدہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا معاہدہ کسی بھی حصہ کے بارے میں کیا ہے، تو وہ قابلِ عمل اور نافذ نہیں ہے، اسے جلد از جلد منسوخ کر کے شرائط کے مطابق معاملات طے کرنا لازم ہے۔

وما خالف شرط الواقف فهو مخالف للنص، وهو حكم لا دليل عليه، سواء كان نصه في الوقف نصًا أو ظاهرًا، وهذا موافق لقول مشايخنا كغيرهم: شرط الواقف كنص الشارع، فيجب اتباعه الخ. (شامي، كتاب الوقف / مطلب ما خالف شرط الواقف فهو مخالف للنص الخ ۶/۷۳۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نسلاً بعد نسلٍ اَولادِ ذکور کو تولیت کی وصیت کرنا؟

سوال (۳۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے دادا منشی محمد جان صاحب مرحوم نے اپنی جائیداد وقف علی الاولاد کیا تھا، جس میں آٹھ قطعہ مکان بھی شامل ہے، جو اُنہوں نے اپنی آٹھ اولادوں کی سکونت کے واسطے ایک تا آٹھ وقف نامہ درج کیا، جس کی تفصیل وقف نامہ کے دفعہ نمبر دس وگیارہ میں درج ہے، اور اس میں ہر اولاد کی فوت ہونے پر اُس کی بڑی اولاد کو متولی مقرر کیا ہے کہ ہر متولی کے فوت ہونے پر اُس کی بڑی اولاد اِس مکان کا متولی مقرر ہوگی، اور اُس کو اِس میں سکونت رکھنے یا کرایہ پر اُٹھا کر اس کی آمدنی کو اپنے صرفہ میں کرنے کا حق حاصل ہوگا، اور یہ سلسلہ اِسی طرح نسل بعد نسل بطن بعد بطن چلتا رہے گا، مزید ہدایت وقف نامہ کی دفعہ ۹-۱۱-۲۶/ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

اِس میں میرے بھائی حصہ مانگ رہے ہیں، جب کہ وقف نامہ میں بڑی اولاد کو متولی مقرر کیا ہے، اور اِس سلسلہ نسل بعد نسل وبطن بعد بطن چلنے کی ہدایت کی گئی ہے، تو کیا اِس رو سے بھائی کو مکان میں حصہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہم رشتہ وقف نامہ کی شرط نمبر ۱۰؍ میں یہ عبارت درج ہے کہ ''ہمیشہ اَولادِ اکبر کو اولادِ اصغر پر ترجیح ہوگی'' اور دفعہ ۱۱؍ میں یہ عبارت ہے کہ ''ہر متولی کے فوت ہونے پر اُس کی اولادِ ذکور الی آخرہ متولی کی تولیت والے مکان پر نسلاً بعد نسل، بطناً بطناً متولی مقرر ہوگی، اور اُس متولی کو اِس مکان میں سکونت رکھنے یا اُس کو کرایہ پر اٹھا کر اُس کی آمدنی اپنے مصرف میں کرنے کا اختیار ہوگا''۔ اِن درج بالا عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقف کی منشاء ہر بطن میں اولادِ اکبر کو متولی بنا کر اسے مستقل بلا شرکت غیر تصرف کا اختیار دینے کی رہی ہے۔ بریں بناء مذکورہ وقف نامہ کی دفعات کے مطابق آپ اپنے حصہ وقف کے بااختیار متولی ہیں، آپ کے دیگر بھائیوں کا اس میں حق نہیں ہے؛ البتہ آپ اپنی مرضی سے اُنہیں کچھ عطاء کردیں تو یہ آپ کا اختیار ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۳۵۹ ڈابھیل)

شرط الواقف كنص الشارع (الدر المختار) على أنهم صرحوا بأن مراعاة الواقفين واجبة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع ٤/٤٤٥ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا)

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء ما لم يكن معصية. (شامي، كتاب الوقف / مطلب شرائط الوقف معتبرة ٦/٥٢٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۵/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تولیت وقف کی وصیت بڑے بیٹے کے نام کرنا؟

سوال (۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: ایک شخص محمد مستقیم خاں نے ایک قطعہ آراضی اُمورِ خیر کے لئے وقف کیا، اور یہ شرط لگائی کہ جیتے جی میں اُس کا متولی رہوں گا، میرے انتقال کے بعد میرے دولڑکے: ابراہیم خاں اور عبد الرحیم خاں متولی ہوں گے، اور اُن کے انتقال کے بعد اُن دونوں کی اولاد میں بڑے لڑکے متولی ہوں گے۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ عبدالرحیم خاں کے تین لڑکے ہوئے، سب سے بڑے عبدالحکیم خاں، منجھلے عبدالقیوم خاں اور چھوٹے عبدالسلام خاں۔ عبدالحکیم خاں کا انتقال عبدالرحیم کی زندگی میں ہوگیا تھا، عبدالحکیم خاں کے ایک لڑکے محبوبِ الٰہی خاں ہیں، عبدالحکیم خاں کے انتقال کے بعد اُن کی اہلیہ نے عبدالقیوم سے شادی کرلی تھی، اب عبدالقیوم خاں کا بھی انتقال ہوگیا، اُن کے بڑے لڑکے عزیز الٰہی خاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں حق تولیت محبوب الٰہی خاں کو پہنچتا ہے یا عزیز الٰہی خاں کو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہم رشتہ سوال وقف نامہ بغور پڑھا، اس میں مکتوب واقف کے یہ الفاظ: ”بعد اُن ہر دو متولیان کے ہمیشہ زمانہ آئندہ کو بڑا بیٹا ہر ایک متولی کا مستحق تولیت اس جائیداد کا ہوگا“، اِس امر پر دال ہیں کہ ہر دو متولی کے بڑے بیٹے پھر اُس کے بڑے بیٹے الیٰ آخرہ موقوفہ جائیداد کے متولی ہوتے رہیں گے۔ بریں بنا واقف کی اِس شرط کی ہر ممکن حدتک رعایت رکھی جائے گی، اور موجودہ حالت میں حق تولیت عبدالحکیم خاں کے بڑے لڑکے محبوب الٰہی خاں کو ملے گا۔

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤/٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ٢/١٠٦ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١/١٢٦ المكتبة الميمنية مصر)

وفي الشامي: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ. (شامي،

Marfat.com

کتاب الوقف / مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ والعرف يصلح مخصصًا ٤/٤٤٥ كراچی، ٦/٦٦٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۲/۱۴۱۲ھ

متولی کی طرف سے اگر زندگی میں انتقالِ تولیت کا ثبوت نہ ملے تو متولی کی اَولاد کو تولیت کا حق ہوگا؟

سوال (۴۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: وقف نامہ شرط ۶ / کے بموجب متولی دوم مکان وقف علی الاولاد کو حقِ انتقال تولیت تو حاصل تھا؛ البتہ انتقالِ تولیت وقف کا پوری بازیابی کا کوئی ثبوت فراہم نہیں ہے، اِس صورتِ حال میں وقف نامہ کی شرط ۶ / کی اِفادیت تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف نامہ کی شرط نمبر ۶ / بالکل واضح ہے کہ متولی کو اپنی زندگی میں بھی حسبِ شرائط وقف دوسرے کو متولی نامزد کرنے کا حق حاصل ہے، اور اگر وہ زندگی میں مقرر نہ کرسکے، تو اُس کی اولادِ اکبر ذکور، اور وہ موجود نہ ہو تو اولادِ اِناث کو متولی بنایا جائے گا، اِس شرط کی روشنی میں صورتِ مسئولہ میں اگر اسی متولی کی طرف سے ان کی زندگی میں انتقالِ تولیت کا ثبوت فراہم نہ ہو، تو مذکورہ دفعہ کے موافق متولی کی اَولاد ذکور یا اولادِ اِناث کو مذکورہ جائیداد موقوفہ کی تولیت کا حق حاصل ہوگا۔

على أنهم صرحوا بأن مراعاة الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع ٤/٤٤٥ كراچی، ٦/٦٤٩ زکریا)

لأن شرط الواقف يجب اتباعه لقولهم شرط الواقف كنص الشارع أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة؛ لأن مخالفته كمخالفة النص.

Marfat.com

(الأشباه والنظائر، الفن الثاني / کتاب الوقف ۱۰۶/۲ زکریا، ۱۹۲ قدیم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۰/۲۶ھ

کیا واقف کی وصیت کے بغیر اَولاد کو وراثۃً متولی بنایا جاسکتا ہے؟

سوال (۴۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: وقف نامہ میں تولیت کی تصریح نہ ہونے کی صورت میں سابق متولی مرحوم کی جگہ اُس کی اولاد وراثۃً متولی ہوسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ واقف مرحوم نے خود کسی شخص یا اولاد کی تولیت کی صراحت نہیں کی ہے، تو اب اُس کی اولاد کو محض وراثۃً متولی قرار نہیں دیا جاسکتا؛ بلکہ متولی مقرر کرنے کا حق قاضی کو حاصل ہے، قاضی نہ ہو تو دین دار صاحب رائے معتبر حضرات متولی مقرر کریں۔

فإن کان الواقف میتًا فوصیه أولیٰ من القاضي، فإن لم یکن أوصیٰ إلی أحد فالرأي في ذٰلک إلی القاضي. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب القسمة / الباب الثالث عشر في المتفرقات ۲۳۲/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۶/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَولاد کی عدمِ موجودگی میں عصبہ کیلئے تولیت کی وصیت کرنا؟

سوال (۴۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اسحٰق بیگ نے اپنی تمام جائیداد وقف کی، جس میں اُنہوں نے یہ وضاحت کی کہ میری اَولادِ ذکور یا اِناث نہ ہونے کی صورت میں میرے عصبات میں سے جو اَولاد ذکور یا اِناث رکھتا ہو، اُس کو بھی یہی حقوق حاصل ہوں گے، اب اسحٰق بیگ واقف کے بعد اُن کے چچازاد بھائی مرزا حسین یار بیگ کے دو بیٹے مرزا احسان یار بیگ بڑے بیٹے سلیم یار بیگ چھوٹے بیٹے نواسی رضیہ بیگم نواسی

Marfat.com

حبیبہ بیگم موجود ہیں، حق تولیت کس کو ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف نامہ بغور پڑھا گیا، اُس میں یہ الفاظ موجود ہیں ”اور بحالت نہ ہونے اولادِ ذکور یا اِناث پسر من مقر مرزا اِسحٰق بیگ کے جو لوگ کہ پسر من مقر کے عصابات میں سے اولاد ذکور یا اِناث رکھتا ہو، اُس کو بھی یہی حقوق حاصل ہوں گے، اور اُن میں ذکور و اکبر کو ترجیح ہوگی“۔

اِس وضاحت سے ثابت ہوا کہ مذکورہ نقشہ کے مطابق مرزا اِسحٰق بیگ کے عصبات میں سے اُن کے چچازاد بھائی مرزا حسین یار بیگ کے بڑے بیٹے احسان یار بیگ جو زندہ موجود ہیں مرزا اِسحٰق بیگ کے بعد حسبِ شرط واقف اُنہیں اِس وقف کی تولیت کا حق پہنچتا ہے۔

شرط الواقف كنص الشارع (الدر المختار) لأنهم صرحوا بأن مراعاة الواقفين واجبة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع ٤/٤٤٥ كراچی، ٦/٦٤٩ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۲/۱ھ

اَولادِ در اَولاد کی عدمِ موجودگی میں صحیح العقیدہ عالم کو متولی بنانے کی وصیت کرنا؟

سوال (۴۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرزا خسرو بیگ نے ایک قطعہ مکان واقع مغل پورہ کو وقف علی الاولاد فی سبیل اللہ کر دیا، اور اپنی حیات میں خود متولی رہے، اور اپنے بعد تولیت کے سلسلہ میں وقف نام میں لکھا کہ: ”بعد من مقر زوجہ من مقر مسماۃ بگا بیگم متولیہ مکان مذکورہ ہوگی“ آگے لکھا کہ ”بعد مسماۃ مذکورہ کے مرزا اسحٰق بیگ پسر من مقر متولی ہوگا“ اور بعدہ مرزا اسحٰق اگر اَولادِ ذکور میں جو اکبر ہوگا، وہ متولی ہوا کرے گا“۔

Marfat.com

آ گے لکھا کہ ''اگر خدانخواستہ اسحٰق بیگ کی نسل میں اولا دذکورنہ ہوتو اولادِ اناث پسر من مقر کی طرح سے حق تولیت حاصل ہوگا اور بحالت نہ ہونے اولادذکور واناث پسر من مقر مرزا اسحٰق بیگ کے جو لوگ کہ پس من مقر کی حیات میں سے اولادِ ذکور یا اِناث رکھتا ہو، اُس کو وہی حقوق حاصل ہوں گے، اور اُن میں ذکور و اکبر کو ترجیح ہو، اور اگر کسی وقت میں کوئی بحق تولیت نہ رہے، تو حاکم وقت کسی عالم ہم عقیدہ علماء دیوبند کو اُس کا متولی کر دے۔ تو اَب دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ وقف نامہ تحریر کی رو سے شرعاً اِس موقوفہ مکان کی تولیت کا حق کس کو پہنچتا ہے؟ اب اسحٰق بیگ کی نسل میں کوئی اولاد نہیں ہے، وہ لاولد فوت ہوگئے، اس وقت مرزا خسرو بیگ کے بھائی اسفندیار کے پوتے مؤمن یار نے وقف بورڈ سے تولیت حاصل کر لی ہے، جو وقف نامہ کی شرائط کے خلاف ہے، تو شرعاً اسفندیار کے پوتے مؤمن یار کا تولیت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو وقف نامہ کی تحریر کے مطابق کسی عالم متقی ہم عقیدہ علماء دیوبند کو متولی بنانا جائز ہوگا یا نہیں؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔ کیا ایسے حالات میں مرزا اسحاق بیگ کی بیوی حسنی بیگم جو کہ حیات ہیں، اُنہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اِس مکانِ موقوفہ کو مدرسہ شاہی مرادآباد یا دارالعلوم دیوبند کی تولیت میں دے دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف نامہ کی تحریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ واقف مرزا خسرو بیگ نے اپنے لڑکے اسحٰق بیگ کے علاوہ کسی اور کی اُولاد کو تولیت کا مستحق قرار نہیں دیا ہے؛ لہٰذا جب کہ اسحٰق بیگ لاولد فوت ہوگئے ہیں، تو اب مرزا خسرو بیگ کے اور کسی قریب یا بعید رشتہ دار کو تولیت کا حق نہیں ہے؛ بلکہ حسبِ تحریر وقف نامہ کسی دیوبندی مسلک کے عالم کو اس جائیداد کا متولی بنانا چاہئے، وقف بورڈ نے دوسرے شخص کو متولی بنا کر شرائط وقف کی خلاف ورزی کی ہے، اُس کی اصلاح لازم ہے، اور اسحٰق بیگ کی بیگم حسنیٰ کو خود یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ مدرسہ کو دے دیں؛ البتہ کارروائی کر کے وقف بورڈ کے ذریعہ شرطِ واقف کے مطابق دیوبندی عالم کو متولی بنانے کی کوشش کر سکتی ہیں۔

فإن شرائط الوقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع. (شامي، كتاب الوقف / مطلب:

Marfat.com

شرائط الواقف ٦/٥٢٧ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۴/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو موقوفہ مکان کا متولی بنانا؟

سوال (۴۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا میں اپنی موجودہ بیوی کو پہلا متولی بنا سکتا ہوں؛ کیوں کہ موجودہ بیوی کا بعد میرے مرنے کے بسر اوقاتِ زندگی مشکل نظر آرہی ہے؛ لہٰذا اپنے بعد پہلا متولی تمام زندگی کے لئے بنانا چاہتا ہوں، کیا یہ صحیح ہے؟ بعدہ بڑا لڑکا بعدہ بڑی لڑکی اس کی اولاد بعدہ دوسری بیوی مطلقہ کی اولاد میں لڑکا بقیہ ترتیب وار اُن کی نسل سے متولی بنتے رہیں گے، کیا یہ درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ بشمول اپنی بیوی کے حسبِ صواب دید جس کو چاہیں بالترتیب متولی بننے کی صراحت کر سکتے ہیں، اس ترتیب کی بہر حال رعایت رکھی جائے گی۔

فإن شرائط الوقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: شرائط الواقف ٦/٥٢٧ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۵/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

واقف کی اَولادِ ذکور نہ رہنے کی صورت میں حاکم شہر کا کسی دوسرے کو اَوقاف کا متولی بنانا؟

سوال (۴۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: برائے کرم منسلک وقف نامہ کی شرط ۴ رکی روشنی میں بحالتِ موجودہ نسل واقف میں بوجہ ذکور اکبر ہونے کے خود کو تولیت وقف متعلقہ کا حامل خیال کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف نامہ سے یہ معلوم ہوا کہ مرزا خسرو بیگ واقف

Marfat.com

نے تولیت کی شرط اپنے بیٹے مرزا اسحٰق اور اُس کی اولادِ ذکور کے لئے خاص کی ہے، اور حسبِ تحریر سوال چوں کہ مرزا اسحٰق بیگ لا ولد فوت ہوگئے، اِس طرح واقف مرزا خسرو بیگ کی نسل میں کوئی ولد ذکر باقی نہیں رہا، اِس لئے وقف نامہ کی شرط ۴ر کے مطابق متولی مقرر کرنے کا حق حاکم شہر کو حاصل ہوگا، اور وہ حسبِ شرط واقف کسی سنی مسلمان کو مکان مذکور کا متولی بنائے گا، اور متولی وقف نامہ کی شرائط کے مطابق اُس میں تصرف کا مجاز ہوگا، اور سائل رحمان یار بیگ کو وقف نامہ کے اعتبار سے تولیت کا حق حاصل نہیں ہے۔

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء ما لم يكن معصية. (شامي، كتاب الوقف / مطلب شرائط الوقف معتبرة ٥٢٧/٦ زكريا)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوى الحامدية ١٢٦/١ المكتبة الميمنية مصر)

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۸/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

متولی کا وقف کی آمدنی سے اپنی اُجرت لینا؟

سوال (۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا متولی اپنی محنت کے بقدر آمدنی وقف میں سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنی محنت کے بقدر کچھ لینے کی اِجازت ہے؛ لیکن تصرف بے جا کی ہرگز اجازت نہ ہوگی؛ بلکہ ایسا کرنے پر وہ مستحق عزل ہوگا۔

قال في الدر: ومر أيضًا أن للمتولي أجر مثل عمله. وفي الشامي: ولم

Marfat.com

يشترط له الواقف شيئًا كما قدمناه. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في تحرير حكم ما يأخذه المتولي الخ ٤٥١/٤ كراچی، ٦٧٢/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۴/۱ھ

مسجد کمیٹی اور متولی کا لاپرواہ اِمام کو برخاست کرنا؟

سوال (۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: متولی مسجد اور مسجد کمیٹی کو کیا یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کسی اِمام کو اُس کی اِمامت میں لاپرواہی اور اکثر وبیشتر غیر حاضری اور غیر ذمہ دارانہ فعل کرنے کی بناپر اِمامت سے دست بردار کر سکے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کمیٹی اور متولی کو یہ حق ہے کہ معقول سبب کی بناپر امام کو خدمت سے معزول کردے؛ لیکن بہر حال فتنہ اور انتشار سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔
(مستفاد: کفایت المفتی ۱۵۳/۷)

قال في البحر: واستفيد من عدم صحة عزل الناظر بلا جنحة عدمها لصاحب وظيفة في وقف بغير جنحة، وعدم أهلية. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: لا يصح عزل صاحب وظيفة بلا جنحة أو عدم أهلية ٥٨١/٦ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٢٢٧/٥ كراچی، ٣٨٠ دار الكتاب ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۲/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

واقف کا متولی وقف کو معزول کرنا؟

سوال (۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: واقف نے اپنے بھائی کو موقوفہ مکان کا متولی بنایا تھا، اب واقف اپنی حیات میں اُس کو تولیت سے ہٹا سکتا ہے یا نہیں؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: واقف کو اپنی زندگی میں اختیار ہے کہ وہ اپنے مذکورہ بھائی کے علاوہ کسی اور کو موقوفہ مکان کا متولی بنادے یا خود اُس کا انتظام کرے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۱۶۵/۷)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنہما قال: کان یولي أقوامًا کثیرًا ولذي القربیٰ صدقة عمر، فإذا رآی منہم خیرًا أقرہم، وإن کان غیر ذٰلک عزلہم. (إعلاء السنن، ولایة الوقف / باب لا یولي إلا أمین عادل ذو رأي ۲۱۵/۱۳ رقم: ٤٥٥٣ دار الکتب العلمیة بیروت)

أما الواقف فلہ عزل الناظر مطلقًا بہٖ یفتیٰ. (شامي، کتاب الوقف / مطلب في عزل الناظر ۳۸۲/٤ کراچی، ٥٨٠/٦ زکریا)

قال أبو یوسفؒ: الولایة للواقف، ولہ أن یعزل القیم في حیاتہٖ ویولي غیرہ أو یرد النظر إلی نفسہٖ. (البحر الرائق / کتاب الوقف ۱۹۷/٥ کراچی، ۳۲۹/٥ دار الکتاب دیوبند، فتح القدیر / کتاب الوقف ۲۰۹/٦ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۲/۳/۲۳ھ

متولی کی مرضی کے بغیر موقوفہ جائیداد پر قبضہ کرنا؟

سوال (۴۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید جو کہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے اور بلند آواز سے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے، اُس نے عمر کی وقف زمین پر زبردستی ڈنڈے کے بل پر قبضہ کرلیا، اس جگہ پر جو کہ وقف ہے، متولی کی مرضی کے بغیر کاروبار کرنا چاہتا ہے، کیا اُس کا یہ عمل شرعی طور پر درست ہے؟ اللہ کے دربار میں اُس کا روزہ، نماز اور تلاوت قابل قبول ہے؟ عمر ہی مذکورہ زمین کا متولی ہے، یہ زمین عمر کے والد نے وقف علی الاولاد کی ہے اور لکھنؤ میں رجسٹرڈ ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں عمر چوں کہ جائیداد موقوفہ علی الاولاد

Marfat.com

کاواقف کی شرط کے مطابق باضابطہ متولی ہے؛ لہٰذا اُس کی مرضی کے بغیر زید کا مذکورہ جائیداد پر جبراً قبضہ کرنا شرعاً ہرگز درست نہیں، اور اِس عمل کی بنا پر زید سخت گنہگار ہے، اگر قبضہ نہ چھوڑے اور گناہ سے توبہ نہ کرے، تو آخرت میں شدید عذاب کا مستحق ہوگا، مگر اِس ناجائز قبضہ کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُس کی دیگر عبادتیں قبول نہیں ہیں۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

عن سعيد بن زيد بن عمرو ابن نفيل، أن أروى خاصمته في بعض داره، فقال: دعوها وإيّاها، فإني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من أخذ شبرًا من الأرض بغير حقه طوقه في سبع أرضين يوم القيامة. (صحيح مسلم، كتاب المساقات / باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها ٣٣/٢ رقم: ١٦١٠ بيت الأفكار الدولية)

وينعزل المتولي من قبل الواقف بموت الواقف ...... إلا إذا جعله قيما في حياته وبعد موته. (شامي، كتاب الوقف / مطلب فيما يعزل به الناظر ٣٨٠/٤ كراچی، ٥٧٨/٦ زكريا)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الغصب / مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير ٢٩١/٩ زكريا، الأشباه والنظائر / الفن الثاني ٤٤٤/٢ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۶/۱/۲۸ھ

Marfat.com

اَوقاف میں تصرف کرنا

کیا واقف وقف کو ختم کر کے مالکانہ تصرف کرسکتا ہے؟

سوال (۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد حسین نے اپنا ایک مکان وقف علی الاولاد کیا، اور اپنے چھوٹے بھائی کو متولی بنایا، اور وقف نامہ میں یہ لکھا کہ اُسے اپنی حیات میں وقف کی تنسیخ کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ اِس وقف کو توڑ کر مذکورہ مکان فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ وقف مذکور تام اور لازم ہو چکا اور خود واقف نے وقف نامہ میں لکھ دیا ہے کہ اسے اپنی حیات میں وقف کی تنسیخ کا کوئی حق نہ ہوگا، تو اب واقف محمد حسین کو مذکورہ مکان کا وقف ختم کرنے یا اُس میں مالکانہ تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

فإذا تم ولزم لايملک ولا يملَّک ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار) قوله: لا يملک أي لا يكون مملوكًا لصاحبه، ولا يملَّک: أي لا يقبل التمليک لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليک الخارج عن ملكه، ولا يعار ولا يرهن لاقتضائهما الملک.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا ٣٥٢/٤ كراچی، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول من كتاب لوقف ٣٥٠/٢، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفكر بيروت، الهداية / كتاب الوقف ٦٥١/٢ مكتبه بلال ديوبند) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۳/۱۴۱۲ھ

Marfat.com

وقف کی زمین فروخت کرنا؟

سوال (۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس آراضی کے بارے میں کہ جو زید نے اپنے بھائی عمر سے تبادلہ کر کے مسجد کے لئے وقف کی ہے، اور اب زید اُس کو فروخت کرنا چاہتا ہے، تو کیا زید اپنے بھائی عمر کے اقتصادی حالات کے دباؤ کے تحت دی ہوئی آراضی مذکورہ کو واپس لے کر فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے جو جگہ مسجد کے لئے وقف کردی ہے اور وقف کی کاروائی مکمل ہو چکی ہے، یعنی اُسے ذمہ دارانِ مسجد کے حوالے کردیا گیا ہے، یا قانوناً وقف کے طور پر رجسٹرڈ کرالیا ہے، تو اب زید اس جگہ کو واپس لے کر فروخت نہیں کرسکتا ہے۔

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار) قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكا لصاحبه، ولا يملك: أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه، ولا يعار ولا يرهن لاقتضائهما الملك. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی، كذافي الفتاویٰ الهندية / الباب الأول من كتاب الوقف ٣٥٠/٢، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفكر بيروت، الهداية / كتاب الوقف ٦٥١/٢ مكتبه بلال ديوبند، ٦١٩/٢ المكتبة النعيمية ديو بند) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۲/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موقوفہ زمین کو کسی وارث کا فروخت کرنا؟

سوال (۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آراضی کی مالک مسماۃ زینب زوجہ کریم اللہ تھی، اُنہوں نے اِس جائیداد کو چند شرطوں کے

Marfat.com

ساتھ اپنی حیات ہی میں وقف کر دیا تھا، جو حسبِ ذیل ہیں:

جب تک میں زندہ رہوں گی اِس موقوفہ جائیداد کی متولیہ رہوں گی، میرے مرنے کے بعد میری لڑکی جعفری زوجہ عنایت اللہ اِس موقوفہ زمین کی متولیہ ہوگی، جعفری زوجہ عنایت اللہ کے مرنے کے بعد اِس موقوفہ آراضی کا متولی جعفری بیگم کا لڑکا محمد اسحٰق یعنی ہمارا نواسہ ہوگا، اور محمد اسحٰق کی وفات کے بعد اُس کی اَولاد دَر اَولاد دسلسلہ بسلسلہ ہوتی رہے گی؛ لیکن جعفری بنت زینب کے شوہر عنایت اللہ کا انتقال ہوگیا، تو جعفری نے دوسری شادی عبد القیوم شخص سے کر لی اور اُس سے ایک لڑکی شفیق النساء پیدا ہوئی، شفیق النساء نے آراضی موقوفہ جس کے متولی شرائط کے مطابق محمد اسحٰق تھے، ۶۸ رگز زمین فروخت کر دی۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ شفیق النساء کا زمین فروخت کرنا جائز ہوا یا نہیں، صورتِ مذکورہ میں موقوفہ آراضی کا کس کو متولی ہونا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: موقوفہ زمین کا بیچنا شرعاً جائز نہیں ہے؛ لہٰذا شفیق النساء نے جو موقوفہ زمین بیچ دی ہے، وہ بیع صحیح نہیں ہوئی، اور حسبِ تصریح وقف نامہ اس جائداد کا متولی محمد اسحٰق ہے، شفیق النساء کا تولیت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملّك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی، كذا في الفتاوى الهندية / الباب الأول من كتاب الوقف ٣٥٠/٢)

فإن شرائط الوقف معتبرة إذا لم تخالف الشرط. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: شرائط الوقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ٣٤٣/٤ كراچی، ٥٢٧/٦ زكريا، الهداية / كتاب الوقف ٦٣٧/٢ إدارة المعارف ديوبند، فتح القدير ٢٢٠/٦ بيروت)

أهل الجماعة والمتولي لو رهنوا الوقف لم يصح، وعلى المرتهن أجرة الدار، سواء كانت معدة للغلة أو لا، كذا إذا باع المتولي وسكن المشتري الدار، هو المختار للفتوى. (الفتاوى السراجية، كتاب الوقف / باب إجارة الوقف وبيعه ٤٠٠ دار العلوم أفريقيا)

Marfat.com

ولاية نصب القيّم إلى الواقف (الدر المختار) قال في البحر: قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدة حياته وإن لم يشترطها، وأن له عزل المتولي. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الوقف ٦/٦٣٣-٦٣٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں کے قبضے سے بچانے کیلئے مسجد اور قبرستان کو فروخت کرنا

سوال (۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قصبہ سیانہ ضلع بلند شہر کے قریب میں ایک دیہات مسلمانوں سے بالکل خالی ہوچکا ہے، وہاں کے مسلمان مختلف مقامات پر جاکر بس گئے، اَب وہاں کی حالت یہ ہے کہ قبرستان کے کافی حصہ پر غیر مسلم لوگ قابض ہوچکے ہیں، اور مسجد بھی اُن کے قبضہ میں آچکی ہے، لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اگر اُن کا حل تلاش نہ کیا گیا، تو دونوں مسجد وقبرستان پر غیر مسلم لوگ قابض ہوجائیں گے۔

اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں جگہوں کو فروخت کردیا جائے، اگر فروخت کرنا جائز ہے تو کیا مذکورہ رقم مدرسہ یا اسکول میں لگاسکتے ہیں، یا مسجد کی رقم مسجد میں اور قبرستان کی رقم قبرستان میں صرف کی جائے، یا شرعاً جو بھی حل ہو جلد از جلد مطلع کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موقوفہ جگہ کو فروخت کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، مسجد کی جگہ کو گھیر کر مقفل کردیا جائے، اور دیگر جگہوں سے کرایہ کی کوئی شکل نکل سکتی ہو، تو اُسے اپنا کر اُس کی آمدنی متعلقہ مصارفِ خیر میں لگائی جائے۔ (مستفاد: انوار رحمت ۱۲۸-۱۳۲)

ولو خربَ ما حوله واستغنى عنه، ويبقى مسجدًا عند الإمام، والثاني أبدًا إلى قيام الساعة، وبه يفتىٰ حاو القدسي. وتحته في الشامية: قوله: "عند الإمام والثاني" فلا يعود ميراثًا، ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا

Marfat.com

يصلون فيه أولا، وهو الفتوىٰ حاوى القدسي، وأكثر المشايخ عليه. (شلمي ٥٤٨/٦ زكريا)

وأما المسجد فليس له أن يرجع فيه ولا يبيعه ولا يورث عنه؛ لأن الوقف اجتمع فيه معنيان: الحبس والصدقة. (حاشية حلبي على فتح القدير ٢٣٢/٦، دار الفكر)

يصرف وقفها لأقرب مجانس لها. (شلمي ٥٤٩/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۹/۶/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقف علی اللہ یا وقف علی الاولاد کو فروخت کرنا؟

سوال (۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبدالرشید مرحوم نے اپنے ایک مکان کو وقف کیا ہے، جو کہ فتویٰ کے ساتھ رجسٹرڈ وقف نامہ منسلک ہے، واقف نے وقف نامہ میں چند الفاظ استعمال کئے ہیں، اُن کی تشریح فرما کر سمجھا دیجئے، وہ الفاظ درج ذیل ہیں:

''مکان موقوفہ کو اپنے قبضہ مالکانہ سے خارج کر کے ملکیت خدائے تعالیٰ مالک دو جہاں حی قیوم میں دے دیا''۔ کیا اِس عبارت بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس وقف علی الاولاد کو واقف کے ورثہ فروخت کر سکتے ہیں، جب کہ واقف نے اپنے وقف نامہ میں شرط ۲ر میں یہ شرط لگائی ہے کہ مکان مذکورہ موقوفہ کو کسی بھی نوعیت سے نہ منتقل کرنا اور نہ ہی کسی مطالبہ میں زر بار کرنا وغیرہ، نیز واقف نے وقف نامہ میں اور مصارفِ خیر کو بھی لکھا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ عبارت بالا وقف نامہ کو زید یہ کہتا ہے کہ وقف علی الخیر کو نہیں بیچ سکتے؛ کیوں کہ اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، اور وقف علی الاولاد کو فروخت کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ اولاد اُس کی مالک ہے۔ براہِ کرم وضاحت کے ساتھ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں بیان فرمائیں کہ کیا وقف علی الاولاد ملکیتِ خداء تعالیٰ مالک دو جہاں حی قیوم کو فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص یا ان کا وارث فروخت کر دے تو اُس کا کیا حکم ہے، اور وقف شیٔ موقوف اگر کوئی

Marfat.com

مسلمان خرید لے، تو اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب، وباللّٰہ التوفیق: جو جائیداد باقاعدہ وقف کردی گئی، خواہ وہ وقف علی اللہ ہو یا وقف علی الاولاد، بعد میں اُس کی خرید وفروخت کسی کے لئے جائز نہیں ہے، وقف علی الاولاد میں اولاد کو صرف نفع اٹھانے اور کرایہ وغیرہ کی آمدنی حسبِ صراحت وقف اپنے صرف میں لانے کا اختیار ہوتا ہے، بیچنے کا حق نہیں ہوتا، اور ہم رشتہ وقف نامہ میں چوں کہ خو واقف نے صراحۃً جائیداد مذکورہ کو نہ بیچنے کی شرط لگادی ہے؛ لہٰذا اُسے بیچنے کی گنجائش نہیں ہے، یہ بیع شرعاً منعقد ہی نہیں ہوگی، اور مقبوضہ زمین متولی کو واپس کرنی ہوگی۔

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملّك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول من كتاب الوقف ٣٥٠/٢)

وفي جامع الفتاوىٰ: استبدال الوقف ولا بيعه بعد صحته؛ لأنه لا يقبل الملك كالحر لا يقبل الرق. (مجموعة رسائل ابن عابدين / الرسالة التاسعة ٨٥ المكتبة الأشرفية لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جائیداد موقوفہ کو از روئے شرعِ محمدی فروخت کرنا؟

سوال (۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا جائیداد موقوفہ کو از روئے شرعِ محمدی فروخت کیا جاسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موقوفہ جائیداد کو فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

لا يـمـلـک أي لا يقبل التمليک لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليک الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱/۶/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقف کی جائیداد کو متولی کی ملکیت سمجھ کر فروخت کرنا؟

سوال (۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جناب عبدالہادی صاحب نے اپنی پوری جائیداد وقف کردی ہے، اپنی اولاد کی عدمِ موجودگی میں اور اُس کے مرنے کے بعد اُس جائیداد کے متولی اُن کے بڑے لڑکے ہوئے، اِس کے بعد اُس کے چھوٹے بھائی متولی بنے، اُن کے بڑے لڑکے نے اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر اُس میں سے کچھ فروخت کردی اور تقسیم نہ ہونے کی صورت میں حفاظت کے واسطے اُس کی تقسیم ہوسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف کی جائیداد کو نہ تو فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اُس کو ذاتی ملکیت کی حیثیت سے واقف کے ورثہ میں تقسیم کرنا جائز ہے؛ بلکہ وقف باقی رکھ کر حسبِ شرائط اُس کی آمدنی صرف کرنا لازم ہے، جو وقف کا حصہ بیچ دیا گیا ہے اُس کی بیع فسخ کر کے وقف میں واپسی ضروری ہے۔

فإذا تـم ولـزم لايـملک ولا يملّک ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار)
قولـه: لا يـملک أي لا يكون مـمـلـوكًا لصـاحبه، ولا يملّک: أي لا يقبل التـمـليک لـغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليک الخارج عن ملكه، ولا يعار ولا يـرهن لاقتضائهما الملک. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول

Marfat.com

من كتاب الوقف ٢/ ٣٥٠، الهداية / كتاب الوقف ٢/ ٦٥١ مكتبه بلال ديو بند)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه، أما امتناع التمليك فلما بينا من قوله عليه السلام: تصدق بأصلها، لا يباع ولا يورث ولا يوهب. (الهداية / كتاب الوقف ٢/ ٦٤٠ إدارة المعارف ديوبند، كذا في فتح القدير / كتاب الوقف ٦/ ٢٢٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/۱۱/۱۴۲۱ھ

موقوفہ زمین کو بیچنا جائز نہیں

سوال (۵۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری پردادی مسماۃ صغریٰ بیگم بیوی مرزا نثار علی بیگ ساکن کہنہ مغل پورہ مرادآباد نے اپنی ملکیت تین قطع مکانات ۱۱/۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو بذریعہ وقف نامہ وقف رجسٹرڈ کرائے تھے، جو باقاعدہ طور پر وقف رجسٹرار دفتر مرادآباد میں درج ہے۔ صغریٰ بیگم کے چار پسران: انور علی بیگ، احمد علی بیگ، واجد علی بیگ، عابد علی بیگ وتین دختران تھیں، صغریٰ بیگم نے وقف نامہ میں چاروں پسران کی اَولاد در اَولاد، نسل در نسل، بطن بعد بطن کے لئے سکونت قائم کی تھی، انور علی بیگ اور واجد علی بیگ وطن ترک کر گئے۔ عابد علی کی صرف ایک دختر تھی، اُن کی شادی ہوگئی۔ اَب مرزا احمد کے سات پسران اور دو دختران پورے طور پر سکونت پذیر رہ گئے، دونوں دختران بیاہ دی گئیں۔ شاہد علی اپنی فیملی کو لے کر پاکستان چلے گئے، چھ بھائیوں نے آپسی رضامندی سے مکانات میں اپنے اپنے حقوق مقرر کر کے تعمیرات کرالیں، سبھی فوت ہوگئے، اُن کی اَولادیں قیام پزیر ہیں۔ وقف نامہ کے مطابق مکانات میں دیوار وغیرہ کرنے بیع، ہبہ، رہن، انتقالِ ضمانت وانتقالِ دوامی وعارضی سے منتقل کرنے کی پابندی عائد ہے۔ پھر بھی صابر علی اپنے حقوق رہائش غیر شخص سے کچھ رقم لے کر منتقل کر کے چلے گئے جس میں وہ غیر شخص آباد ہے۔ اب مرحوم امجد علی اور صابر علی مرحوم کی اولاد اپنی اپنی رہائش حدودِ مقررہ فروخت کر رہے ہیں، کوئی باضابطہ تحریر یا تقسیم نہیں ہے، اور نہ ہی حدود مقررہ

Marfat.com

مساوی ہے، کسی کی جگہ سڑک کے کنارے ہے، تو کسی کی جگہ کم اندر کی طرف ہے، بہرحال آپسی رہائش ہے، اگر وقف نامہ کی خلاف ورزی میں مکانات فروخت کیے جاتے ہیں، تو زائد جگہوں کی کیا نوعیت ہوگی؟ شاہد علی کی ایک دختر پاکستان سے مرادآباد میں بیاہ دی گئی ہیں، اُس کا حق بنتا ہے یا نہیں؟ عابد علی اور احمد علی بیگ کی دختر ان کا حق بنتا ہے یا نہیں؟ وقف مکانات کو فروخت کرنے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم اُوپر کے حالات پر غور فرما کر شرعی فیصلہ صادر فرمانے کی زحمت گوارہ کریں؛ کیوں کہ ساجد علی اور امجد علی کی رہائشی جگہ باہر کی طرف زائد ہے اور احمد اور زاہد کی رہائشی جگہ اندر کی طرف کم ہے، جب وقف سے سبک دوشی ہوئی ہے، تو اپنا جائز حق لینا چاہئے یا نہیں؟ کیوں کہ یہاں وقف کا منشاء ہی فوت ہو رہا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو جگہ وقف علی الاولاد رجسٹرڈ ہے، اُس کو بیچنے کا کسی کو اختیار حاصل نہیں ہے، اگر اُس کو فروخت کر دیا جائے، تو شرعاً اُس کا نفاذ نہیں ہوگا؛ لہٰذا واقفہ مسماۃ صغریٰ بیگم نے جو اَراضی/مکانات اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے نام کیے ہیں، وہ کسی بیٹے یا اُن کی اولاد کو اس موقوفہ اراضی کو فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں، جن لوگوں نے ناحق طور پر اَپنا حصہ سمجھ کر کوئی جزو بیچ دیا ہے، وہ سخت مؤاخذہ دار ہوں گے، اُن پر لازم ہے کہ بیع کو کالعدم کریں اور سب حق داروں کو انصاف کے ساتھ اپنے حق کے مطابق جائداد مذکورہ سے نفع اُٹھانے کا موقع عطا کریں، اور مستحقین میں جو لوگ پاکستان چلے گئے یا جا کر واپس آگئے ہیں، اُن کو بھی حسبِ شرائط وقف انتفاع کا حق ہے، جو لوگ بھی اِس بارے میں کوتاہی کریں گے، وہ عنداللہ مؤاخذہ دار ہوں گے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۳۴۱ ڈابھیل)

فیہ: حدیث عمر رضي اللّٰہ عنہ مرفوعًا: تصدق بأصلہ لا یباع ولا یوھب ولا یورث. (إعلاء السنن، کتاب الوقف / باب إذا خرب المسجد أو الوقف لم یعد إلی ملك الواقف ولا یباع ۲۴۳/۱۳ رقم: ۴۵۷۱ دار الکتب العلمیة بیروت)

Marfat.com

قال الموفق في المغني: إن الوقف إذا خرب وتعطلت منافعه كدار انهدمت أو أرض خربت وعادت مواتًا ولم تكن عمارتها، أو مسجد انتقل أهل القرية عنه، وصار في موضع لا يصلي فيه، أو قاض بأهله ولم يمكن توسيعه في موضعه، أو تشعب جميعه فلم تمكن عمارته، ولا عمارة بعضه إلا ببيع بعضه جاز بيع بعضه لتعمر به بقيته، وإن لم يمكن الانتفاع بشيء منه بيع جميعه، قال أحمد في رواية أبي داؤد: إذا كان في المسجد خشبتان لهما قيمة جاز بيعهما وصرف ثمنها عليه. لا نزاع فيه؛ فإن بيع الآلات المستغني عنها يجوز اتفاقًا. (إعلاء لسنن، كتاب الوقف / باب إذا خرب المسجد أو الوقف لم يعد إلى ملك الواقف ولا يباع ۲۴۳/۱۳ تحت رقم: ۴۵۷۱ دار لكتب العلمية بيروت)

فإذا تم ولزم لايملك ولا يملّك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار) قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكًا لصاحبه، ولا يملّك: أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه، ولا يعار ولا يرهن لاقتضائهما الملك. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ۵۳۹/۶ زكريا، ۳۵۲/۴ كراچی، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول من كتاب الوقف ۳۵۰/۲، فتح القدير / كتاب الوقف ۲۰۰/۶ دار الفكر بيروت، الهداية / كتاب الوقف ۶۵۱/۲ مكتبه بلال ديو بند ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۸/۷/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کو زمین دے کر واپس لینا؟

سوال (۵۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص نے اپنی زمین کسی مدرسہ کو دے دی اور اُس پر سال گذر گیا اور اُس پر تعمیر کر کے مدرسہ کے احاطۂ زمین میں شامل وداخل کرلیا گیا ہو، تو وہ زمین والا اُس زمین کو شرعاً واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف تام ہونے کے بعد اُس کو زمین والا شرعاً واپس نہیں لے سکتا، اور نہ اُس میں کسی قسم کا مالکانہ تصرف کرسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۸۸/۱۴ ڈابھیل)

فلا یجوز له إبطاله ولا یورث عنه. (الدر المختار مع الشامي / مطلب: لو وقف علی الأغنیاء وحدهم لم یجز ۵۲۱/۶ زکریا)

فإذا تم (الوقف) ولزم، لا یملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرهن. (الدر المختار) قوله: لا یملک أي لا یکون مملوکًا لصاحبه، ولا یملّک: أي لا یقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه، لاستحالة تملیک الخارج عن ملکه، ولا یعار ولا یرهن لاقتضائهما الملک. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة لـخ ۵۳۹/۶ زکریا، ۳۵۲/۴ کراچی، کذا في الفتاوی الهندیة / الباب الأول من کتاب الوقف ۳۵۰/۲، فتح القدیر / کتاب الوقف ۲۲۰/۶ دار الفکر بیروت، لهدایة / کتاب لوقف ۶۵ ۱/۲ مکتبه بلال دیوبند)

والوصیة هي تملیک مضاف إلی ما بعد الموت عینًا کان أو دینًا. (الدر المختار / کتاب الوصایا ۶۴۷/۶-۶۴۸ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مشترکہ زمین مسجد کے نام وقف کرکے کسی ایک شریک کا اپنے حصہ کی زمین واپس لینا؟

سوال (۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) زید کی زمین ہے عمر، بکر، خالد نے زید کی زمین سے آج سے تقریباً ۲۵/ سال قبل ۷-۷/ سو روپئے میں خرید کر اور خود زید نے ایک بسوہ زمین اپنے پاس سے اس طرح کل ۴/ بسوہ زمین مشترکہ طور پر وقف کی تھی، جس میں مسجد بنی ہوئی ہے، اور مسجد کا حصہ جہت قبلہ ہونے کی وجہ سے کتر

Marfat.com

گئی تھی۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آپسی رقابت وباہمی نزاع کی وجہ سے عمر، بکر خالد میں سے کوئی اپنے ۷؍سو روپے جو مسجد کی زمین کی خریداری میں دیئے تھے، واپسی کا مطالبہ کرے یا زید واپس کرے اور اپنا حق ملکیت جتائے؟ یا عمر، بکر، خالد مسجد کی زمین اپنے استعمال میں لائیں؟ شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) باقی ماندہ زمین جو بسبب جہتِ قبلہ کتر گئی تھی، اس کتری ہوئی زمین کو زید معاوضہ دے کر واپس لینا چاہے، جب کہ مسجد کو ضرورت ہے، تو عند الشرع کیا حکم ہے؟

نوٹ:- زید کی مجبوری یہ ہے کہ زید کے لئے شارع عام پر جانے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) حسبِ تحریر سوال مذکورہ زمین چوں کہ عمر، بکر، خالد اور زید نے مشترکہ طور پر وقف کی ہے، اور اس جگہ مسجد بن چکی ہے، گویا وقف تام ہو چکا ہے؛ لہٰذا اَب اُن میں سے کسی بھی شخص کو اپنا حق واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں رہا، اور اس جگہ کو یا اُس کے کسی حصہ کو اُن میں سے کسی کے لئے اپنی ذاتی استعمال میں لانا قطعاً جائز نہیں ہے۔

فإذا تم (الوقف) ولزم، لا يملك أي لا يكون مملوكًا لصاحبه، ولا يملك: أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی، كذا في الفتاویٰ الهندية / الباب الأول من كتاب الوقف ٣٥٠/٢، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفكر بيروت، الهداية / كتاب الوقف ٦٥١/٢ مكتبه بلال ديوبند)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفكر بيروت)

من اتخذ أرضه مسجدًا لم يكن له أن يرجع فيه ولا يبيعه ولا يورث عنه؛ لأنه يحرز عن حق العباد، وصار خالصًا لله تعالیٰ. (فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦)

Marfat.com

(۲) جو جگہ مسجد کے لئے وقف ہو چکی ہے، اور مسجد کو اس کی ضرورت بھی ہے، اسے زید کے لئے معاوضہ دے کر لینا جائز نہیں ہے، اور یہ مجبوری بیان کرنا کہ اس کے لئے شارع عام پر جانے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے، تو سوال یہ ہے کہ جب یہ جگہ وقف کی جا رہی ہے تھی، اور زید خود واقفین میں شامل ہے، تو اُس نے اِس وقت اِس بات کا لحاظ کیوں نہیں کیا؟

وکذا یکرہ أن یتخذ طریقًا. (البحر الرائق / فصل في أحکام المسجد ۲۵۱/۵)

إذا لزم الوقف فإنہ لا یجوز بیعہ ولا ہبتہ ولا التصرف فیہ بأي شيء یزیل وقفیتہ. (فقہ السنۃ ۳۸۰/۳، دار الکتاب العربي بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کے لئے وقف کردہ زمین کو تین سال بعد واپس لینا؟

سوال (۶۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی زمین عیدگاہ میں ہمیشہ کے لئے وقف کردی، اور اِس کا برسرعام بعد نماز جمعہ اعلان بھی کیا، جس پر گاؤں والے گواہ ہیں، اب زید اس کو واپس لینا چاہتا ہے جب کہ تین سال تک اُس میں عیدین کی نماز ادا کی جاتی رہی ہے، نیز گاؤں والوں نے اس کی پٹائی اور بونڈری وغیرہ میں تقریباً پانچ لاکھ روپئے صرف کئے ہیں، زید اپنی وقف کردہ زمین کو واپس لینا چاہتا ہے، اب زید کے لئے اِس زمین کو واپس لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی صورت جواز کی نظر آتی ہے تو جو عیدگاہ میں روپئے خرچ ہوئے ہیں، اُس کو واپس کرے گا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب زید نے اپنی زمین عیدگاہ کے نام ہمیشہ کے لئے وقف کردی اور اُس پر گاؤں کے لوگوں کو گواہ بنایا، اور تین سال تک اُس میں عید کی نماز بھی ہوتی رہی ہے، تو یہ وقف تام اور لازم ہوگیا، اَب زید کے لئے عیدگاہ کے نام وقف کردہ

Marfat.com

زمین کوواپس لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

فإذا تم ولزم لایملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرهن. (الدر المختار) قوله: لا یملک أي لا یکون مملوکًا لصاحبه، ولا یملّک: أي لا یقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه، لاستحالة تملیک الخارج عن ملکه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ ۵۳۹/۶ زکریا، ۳۵۲/۴ کراچی، کذا في الفتاوی الهندیة / الباب الأول من کتاب الوقف ۳۵۰/۲، فتح القدیر / کتاب الوقف ۲۰۲/۶ دار الفکر بیروت، الهدایة / کتاب الوقف ۶۵۱/۲ مکتبه بلال دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱۱/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کیلئے زمین دینے والوں سے راستہ کیلئے زمین طلب کرنا؟

سوال (۶۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں میں ایک مسجد دوستک (ڈیڑھ کٹھا زمین) پر وقف ہے، اِس جگہ کے علاوہ دوسری اور کوئی زمین نہیں ہے، نہ مسجد کا اپنا کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی گلی ہے، اِس مسجد کے سامنے کچھ زمینیں ہیں جس میں چند آدمی شریک ہیں، اسی زمین سے مسجد میں مصلیوں کی آمد ورفت ہوتی ہے، اس زمین کو اُن شرکاء نے ایسا ہی چھوڑ رکھا ہے یعنی وقف نہیں کیا؛ کیوں کہ اُن ہی شرکاء نے مسجد کو دوستک (ڈیڑھ کٹھا) جگہ دے کر وقف کر دیا؛ لیکن راستہ اور نل وغیرہ کی جگہ مسجد کے نام پر وقف نہیں کیا ہے؛ لہٰذا مصلیوں کا اِن شرکاء سے کہنا ہے کہ تم اِس زمین کو مسجد کے نام تحریری طور پر وقف کر دو، ورنہ بیچ دو ہم خرید لیں گے۔

اب شرکاء کا کہنا ہے کہ نہ ہم تحریری طور پر وقف کریں گے اور نہ بیچیں گے؛ بلکہ ہم نے جو مصلیوں کی آمد ورفت کے لئے چھوڑ رکھا ہے ویسا ہی رہنے دو، اِس بارے میں مصلیوں اور شرکاء کے درمیان جھگڑا ہوتا رہتا ہے کہ یہ شرکاء ہوسکتا ہے بعد میں اپنی زمین واپس لے لیں، ایسے سنگین

Marfat.com

حالات میں شرکاء کو کیا کرنا چاہئے؟ اِس زمین کو وقف کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور مصلیوں کو کیا کرنا چاہئے؟ شریعت کا جو فیصلہ ہو اُسے قلم بند فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مالکین شرکاء پر شرعاً جبر نہیں کیا جاسکتا؛ لیکن شرکاء کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ مسجد کے نام راستہ یا تو وقف کردیں یا فروخت کردیں؛ تاکہ آپس کی چپقلش ختم ہوجائے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۴؍۷؍۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کیلئے زمین وقف کرکے اُس کا معاوضہ طلب کرنا؟

سوال (۶۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم باشندگانِ مفتی والا باغ قدوائی نگر نے رہائش کے لئے اس کالونی میں زمین خریدی، اس زمین کے مالک مفتی حضرات تھے، اور اُنہوں نے عبداللطیف انصاری کو زمین بیچنے کا مجاز کیا تھا، عبداللطیف انصاری چوں کہ ناخواندہ تھے، اِس لئے اُنہوں نے حنیف انصاری کو اپنا چوتھائی حصہ میں حصہ دار بنایا، اُن لوگوں نے اصل مالک مفتی حضرات کی رضامندی سے ضرورت کے مدنظر اور جلدی زمین بیچنے کے مقصد سے ۹۲۵ رگز زمین مسجد، اور مدرسہ کے نام سے ۵۰۰ رگز مسجد، ۴۲۵ رگز مدرسہ کے لئے فی سبیل اللہ چھوڑی تھی، ۱۹۸۵ء میں اہل محلہ نے ان لوگوں کی تحریک پر ایک میٹنگ

Marfat.com

کی جس میں حاجی عبداللطیف انصاری اور حنیف انصاری نے اپنی موجودگی میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل کی اور اِس کمیٹی کا صدر خلیق الرحمٰن انصاری کو بنایا گیا، اِس میٹنگ میں عبداللطیف نے اپنی طرف سے مسجد کی تعمیر کے لئے ۵۰/ ہزار روپئے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا، اسی میٹنگ میں اہل محلّہ نے چندہ کیا۔

واضح رہے کہ چندہ میں ایک صاحب نے زیور اور ایک صاحب نے گھر کے برتن تک دئے تھے، اور چھ ہزار اینٹ منگا کر مسجد کا سنگ بنیاد مولانا حکیم محمد اِسلام صاحب دامت برکاتہم کے دست مبارک سے ہوا، مسجد کی دو طرف کی بنیاد بھر دی گئی، دونوں ساجھے داروں نے سوٹرک پیلی میٹی اور املیان والی مسجد کی مرمت کا ملبہ مسجد کی زمین میں بھراؤ کے لئے اپنے خرچ پر ڈلوایا، اسی دوران کچھ اسباب فساد کی بنا پر تعمیری کام رک گیا، ان لوگوں نے مسجد کی زمین لکھوانے کے لئے کئی بار اہل محلّہ سے وعدہ کیا؛ لیکن مصروفیت ہونے کی وجہ سے کچہری تک جانے کے باوجود زمین نہ لکھ سکے، اس بیچ دونوں حصہ داروں میں باہمی تنازع پیدا ہوا، حنیف نے بے ایمانی کر کے اہل محلّہ کی مخالفت کے باوجود جو ۴۲۵/ گز زمین مدرسہ کی تھی، دوسرے آدمی کو فروخت کر دی، ۲۵/ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں عبداللطیف انصاری کا انتقال ہوا، ۵۰/ ہزار روپئے دینے کا اپنا وعدہ وہ کچھ اسباب کی بنا پر پورا نہ کر سکے، ۲۵/ دسمبر سے مسجد کی عمارت کی تعمیر شروع ہوئی، نئی انتظامیہ کمیٹی نے عبداللطیف مرحوم کے صاحب زادے محمود سے رجوع کیا اور کہا کہ میرے والد وعدہ کے مطابق ۵۰/ ہزار روپئے نہیں دے سکے، میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں جو اتنی بڑی رقم دے سکوں، انہوں نے ۱۳/ ہزار روپئے دینے کا وعدہ کیا اور اب تک تقریباً ۴۵ سو روپئے دے چکے ہیں، حنیف کے دل میں دوبارہ بے ایمانی آئی، وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی زمین مسجد کے لئے نہیں دی، مجھے اس زمین کے دام چاہئے جب کہ مفتی حضرات اور عبداللطیف کے وارثین اس زمین کو مسجد کی زمین ہی مانتے ہیں، ماشاءاللہ مسجد اب تقریباً مکمل ہو چکی ہے، شب برأت سے اس مسجد میں نماز پنج گانہ پابندی سے ادا کی جا رہی ہے، براہِ کرم اوپر لکھے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔ کیا اس زمین

Marfat.com

پر بنی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین مذکورہ کے اصل مالک مفتی حضرات تھے، اور اُنہوں نے ہی وہ زمین مسجد کے لئے وقف کی تھی اور وہ آج تک اِس اقرار پر قائم ہیں؛ لہٰذا جب وہ جگہ مسجد بنادی گئی اور باقاعدہ اس میں نماز ادا کی جانے لگی، تو بلا شبہ وہ شرعی مسجد ہوگئی ہے، اب کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کی مسجدیت میں شک کرے یا اس کا معاوضہ طلب کرے، وہاں نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور حنیف کا اس جگہ کے دام کا مطالبہ کرنا قطعاً بے معنی ہے۔

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملّك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار)

قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكًا لصاحبه، ولا يملّك: أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول من كتاب الوقف ٣٥٠/٢، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفكر بيروت، الهداية / كتاب الوقف ٦٥١/٢ مكتبه بلال ديوبند)

ولا يتم الوقف حتى يقبض لم يقل للمتولي؛ لأن تسليم كل شيء بما يليق به، ففي المسجد بالإفراز وفي غيره بنصب المتولي وبتسليمه إياه ويفرز. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب شروط الوقف على قولهما ٣٤٨/٤ دار الفكر بيروت)

وعندهما حبس العين على حكم ملك الله تعالىٰ على وجه تعود منفعته إلى العباد، فيلزم ولا يباع ولا يوهب ولا يورث، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية / أول كتاب الوقف ٣٥٠/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۱/۱۴۱۳ھ

Marfat.com

مرکزی اِدارہ کا ملحقہ مدارس کو بطور تبرع زمین دے کر واپس لینا؟

سوال (۶۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مرکزی ادارہ رجسٹرڈ ہے، جس کے اغراض ومقاصد میں تعلیم کو عام کرنا ہے، اِس تعلیم میں بچوں اور بچیوں کو صحت وتجوید کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھانا اور دینیات اور حکومت سے منظور شدہ نصاب پرائمری درجات از درجہ اطفال تا درجہ پنجم کا نظم کرنا شامل ہے، مرکزی ادارہ سے خواہش مند حضرات اپنے علاقہ کے لئے اجراء مکاتب والحاق مکاتب کی درخواست کرتے ہیں، تو حسبِ اُصول منظوری کے بعد اُن مکاتب کا مکمل نظم مرکزی ادارہ کی جانب سے کیا جاتا ہے، نیز اس الحاق کے بعد فراہمی مالیہ کی پوری سعی مرکزی ادارہ کی جانب سے جاری کردہ رسیدات ہی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ علاقہ کی ضرورت وحالات کے لحاظ سے ان رسیدوں سے حاصل شدہ رقم سے زمین خریدی جاتی ہے، یا کوئی صاحبِ خیر اپنی ذاتی زمین مرکزی ادارہ کے نام منتقل کرتے ہیں، پھر معاونین کی جانب سے مرکزی اِدارہ کے اُصول وہدایات کی خلاف ورزی کی وجہ سے اس ملحقہ مکتب کا مرکز سے الحاق ختم کیا جاتا ہے، اور علاقائی حالات کے اعتبار سے مرکزی ادارہ کے لئے وہاں متبادل تعلیمی نظم قائم کرنا ممکن نہیں ہے، تو ایسی صورت میں اَب دریافت طلب بات یہ ہے کہ:

علاقہ کے کسی دینی ادارہ کو وہ زمین دینا مرکزی ادارہ کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

مرکزی ادارہ کے لئے اس زمین کا فروخت کرنا اور حاصل شدہ رقم دیگر مکاتب میں استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعی اعتبار سے ہر قومی وملی اِدارہ حکماً ایک شخص کے مانند ہوتا ہے، جو اپنے لئے ملکیت قبول کرنے کا اہل سمجھا جاتا ہے، اس طرح کا کوئی ادارہ اگر پہلے سے قائم ہو، اور پھر کوئی رجسٹرڈ مرکزی ادارہ اس کو اپنے سے ملحق کرے، تو اس الحاق کی وجہ سے اصل ادارہ کی اپنی حیثیت ختم نہیں ہو جاتی؛ بلکہ صرف انتظامی طور پر تبدیلی واقع ہوتی ہے، اب اس

Marfat.com

زمانہ الحاق میں اس ادارہ کے نام پر جو بھی سرمایہ کی فراہمی ہوگی اگر چہ وہ مرکزی ادارہ کے زیرنگرانی اوراُس کی طرف سے جاری کردہ رسیدوں پر ہی ہو، پھر بھی اصلاً وہ سب آمدنی ملحقہ ادارہ ہی کی ملکیت سمجھی جائے گی، اور مرکزی ادارہ پر دیانۃً لازم ہوگا کہ وہ ہر ادارہ کی آمدنی اسی ادارہ کی ضروریات میں صرف کرے اور دورانِ الحاق مرکزی ادارہ کی طرف سے تعمیری مد یا زمین کی خریداری وغیرہ میں جو رقم دی جائے گی، وہ ادارہ کے لئے ہبہ اور تبرع ہوگا، جس میں الحاق باقی رہتے ہوئے حسبِ شرائط مرکزی ادارہ کو تصرف وانتظام کا حق حاصل ہے؛ لیکن الحاق ختم ہوجانے کے بعد اس جگہ پر مرکزی ادارہ کا کوئی حق باقی نہیں رہ جاتا: لہٰذا مرکزی اِدارہ اپنی عطا کردہ زمینوں یا تعمیرات کو فروخت کر کے دوسری جگہ صرف کرنے کا مجاز نہیں ہے؛ البتہ اگر مرکزی اِدارہ خود ابتداءً اپنے ماتحت کسی نئے ادارہ کو قائم کرے، تو اس پر مالکانہ حقوق مرکزی ادارہ کو حاصل رہیں گے، اُس کا حکم پہلے سے چلنے والے ملحقہ اِداروں کی طرح نہیں ہوگا۔

المستفاد: لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الغصب / مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير ٢٩١/٩ زكريا)

متولي وقف عليه مشرف ليس للمشرف أن يتصرف في أمور الوقف. (الفتاوى التاتارخانية ٨٦١/٥)

فإذا تم ولزم لايملك ولا يعار ولا يرهن. (تنوير الأبصار) وفي الشامي: قوله لايملك: أي لايكون مملوكًا لصاحبه ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (شامي، كتاب الوقف / قبيل مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن ٥٣٩/٦ زكريا، ٣٥٢/٤ كراچی)

ويتصرف القيم في الوقف بما فيه من النفع للوقف. (تنقيح الفتاوى الحامدية ٢٠٩/١، بحواله حاشية: فتاوى محموديه ٣٤٣/١٤ ڈابھیل)

المتولي: في اصطلاح الفقهاء هو من فوّض إليه التصرف في مال الوقف

Marfat.com

وقام بتدبيرها. (الموسوعة الفقهية ۹۹/۳٦ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۵/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی موقوفہ زمین کی بولی لگا کر زیادہ کرایہ پر دینا؟

سوال (۶۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے جس کی موقوفہ ۱۰ ربیگھہ زمین آمدنی کے واسطے موجود ہے، اب مسجد کی کمیٹی وذمہ داران سال کے شروع میں اس ۱۰ ربیگھہ زمین کو اِس طرح لوگوں کو کھیتی باڑی کرنے کے لئے دیتے ہیں کہ کون اِس زمین کو کتنے روپے سے کھیتی کے لئے لے گا، ایک کھڑے ہوکر کہتے ہیں کہ میں اتنے مثلاً ۲۰ ر ہزار روپے میں لوں گا۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں ۲۵ ر ہزار روپے میں لوں گا، اب کمیٹی اُس آدمی کو دیتی ہیں جو زیادہ دیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسجد کی موقوفہ زمین ایک سال یا دو سال مدت متعینہ کے طور پر اس طرح کھیتی کے لئے دینا ولینا درست ہے یا نہیں؟ مدتِ متعینہ ختم ہوتے ہیں دوبارہ اس طرح معاملہ طے کرتے ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زیادہ کرایہ کی بولی لگانے والے کو سال دو سال کے لئے مسجد کی کھیتی کو زمین کرایہ پر دینا درست ہے، اور بہتر ہے کہ کرایہ داری کا معاہدہ تین سال سے زائد نہ ہو؛ تاکہ قبضہ وغیرہ کا احتمال نہ رہے۔

ولا تجوز الإجارة الطويلة على الوقف، ولو احتيج إليها فالوجه في ذلك أن يعقد عقودًا متفرقة مترادفةً كل عقد على سنة، فيكتب في الصك، استأجر فلان بن فلان كذا ثلاثين عقدًا، كل عقدٍ على سنة، فيكون العقد الأول لازمًا، ويكون العقد الثاني غير لازم. وفي الذخيرة: وبعض المشايخ زيفوا هٰذه الحيلة، وفي الخانية: وذكر شمس الأئمة السرخسي أن الإجارة المضافة تكون لازمة

Marfat.com

في إحدى الروايتين، وهو الصحيح. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / الفصل السابع في تصرف القيم في الأوقاف ۸/ ۶۸ رقم: ۱۱۲۳۰ زكريا)

إلا أن في الأوقاف لا يجوز الإجارة الطويلة كي لا يدعي المستأجر ملكها، وهي ما زاد على ثلث سنين وهو المختار. (الهداية / كتاب الاجارات ۲/ ۲۹۷ مكتبه بلال ديوبند، ۳/ ۲۹٤ الأمين كتابستان ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/ ۸/ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَجرِ مثل سے کم پر اَوقاف کی آراضی کرایہ پر نہیں دی جائے گی؟

سوال (۶۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلّہ میں کوئی دینی اِدارہ قائم نہیں ہے، اِس وجہ سے چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں دور دوسرے مدرسہ میں جاتے ہیں، تو بازار راستہ میں پڑتا ہے، بایں وجہ اہل محلّہ نے ایک مکان جو مسجد کے لئے وقف ہے، اس کو کرایہ پر لے کر دینی اِدارہ قائم کر کے چلانے کا عزم مصمم کیا ہے اور فی الحال تعلیمی سلسلہ کو مسجد کے اندر شروع کر دیا ہے، جس میں تقریباً ۸۰/ بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں، نیز مقامی بچوں کے ساتھ ساتھ بیرونی چار پانچ بچے بھی زیر تعلیم ہیں، جن کا فی الحال انتظام اہل محلّہ ہی کر رہے ہیں، اب آپ سے استفسار یہ ہے کہ مسجد کا جو موقوفہ مکان ہے، کیا اس جگہ کو کرایہ پر لے کر مدرسہ بنانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے مکان کو کرایہ پر لے کر اُس میں مدرسہ چلانا درست ہے، مگر شرط یہ ہے کہ کرایہ اَجر مثل سے کم نہ ہونا چاہئے۔

ويؤجر بأجر المثل فلا يجوز بالأقل. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب: فلا يصح إيجار الوقف بأقل من أجرة المثل ٤/ ٤٠٢ كراچی، ٦/ ٦٠٨ زكريا، كذا في الفتاوىٰ السراجية /

Marfat.com

باب إجارة الوقف وبيعه ۳۹۹ مكتبة دار العلوم زكريا أفريقيا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۷/۱۱/۱۴۱۰ھ

وقف کی جائیداد سینما چلانے کے لئے کرایہ پر دینا؟

سوال (٦٦): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں صلاح الدین خلف محی الدین صاحب مرحوم ایک وقف قائم کردہ حاجی کریم اللہ ومسماۃ خیر النساء محلہ مان پور مرادآباد کا متولی ہوں، یہ وقف ۱۹۳۶ء میں کیا گیا تھا، وقف قائم ہونے سے قبل ہی ایک آراضی ۱۹۳۲ء یعنی وقف کئے جانے سے چار سال قبل تھیٹر یعنی سینما بنانے کے لئے چالیس روپئے ماہوار کرایہ پر ۲۰/سال کی مدت کے لئے پٹہ پر دی تھی، ۱۹۵۲ء میں ۲۰/سال کی میعاد ختم ہونے پر میرے دادا مرحوم نظام الدین صاحب متولی اور حاجی عبداللہ صاحب نے جو ایک دوسرے وقف کے متولی ہیں، اور اس آراضی میں شریک ہیں، ۲۵/سال کے واسطے پھر سینما چلانے کے لئے ۳۰۰/روپئے ماہوار کرایہ پر پٹہ پر دی، ۲۵/سال کی میعاد ۱۹۶۷ء میں ختم ہونے سے قبل میرے موجودہ متولی اور حاجی عبداللہ صاحب کے ذریعہ پٹہ کی میعاد میں ۲۰/سال کی توسیع کر ۲۲۰۰/روپئے ماہوار کرایہ پر دے دی تھی، خیال ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں سینما کی آمدنی جائز نہیں ہے۔

وہی فریق جو کہ ۱۹۳۲ء سے اِس آراضی پر قابض ہے، اب پھر پٹہ کی میعاد بڑھا کر خاطر خواہ کرایہ دینے کو تیار ہے، اب تک ۵۰/سال پرانے کرایہ دار ہیں، پانچ روپئے سات روپئے ماہانہ کرایہ دیتے ہیں، وہ فریق اندازہ ہے کہ ۱۵/ہزار روپئے ماہانہ کرایہ دے دے گا، تو ہندوستان میں مسلمانوں کے موجودہ حالات اور اوقاف کی ناگفتہ بہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے سینما چلانے کے لئے یہ آراضی اس فریق کو کرایہ پر دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: وقف کی جائیداد کو سینما کے لئے کرایہ پر دینا اعانت

Marfat.com

علی المعصیۃ ہونے کی بنا پر صحیح نہیں ہے، کسی اور جائز کام کے لئے کرایہ پر دیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸۸/۶، ۲۹۸/۱۲ زکریا قدیم)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۲]

لا یجوز الاستئجار علی الغناء والنوح وقراءۃ الشعر. (الفتاویٰ السراجیۃ، کتاب الإجارۃ / باب الإجارۃ الفاسدۃ ٤٦٤ دار العلوم زکریا افریقیا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۶/۵/۲۹ھ

دینی تعلیم کے اِدارہ کی موقوفہ زمین کو آئی ٹی آئی کیلئے کرایہ پر دینا؟

سوال (٦٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے علاقہ کا ایک مشہور دینی اِسلامی ادارہ ہے، جہاں پر الحمد للہ شعبۂ دینیات وحفظ و درجہ عالمیت کی مکمل تعلیم ہورہی ہے، اور تقریباً ۲۵؍سال سے یہ اِدارہ قائم ہے، اِس اِدارہ کے لئے صرف دینی تعلیم وتربیت کے تقریباً ۱۸؍ ایکٹر موقوفہ (وقف شدہ) زمین ہے، اور واقفین نے بھی اِسی نیت سے وقف کی ہے، اسی زمین پر یہ ادارہ قائم ہے جس میں ایک بڑی وسیع مسجد، درس گاہ، بلڈنگ، مطبخ، دار الطعام، مہمان خانہ، بیت الخلاء اور حمامات وغیرہ تعمیر شدہ عمارتیں موجود ہیں، اِسی طرح ایک بڑی وسیع (تقریباً ۱۸؍ ہزار اسکوائر فٹ پر محیط) دومنزلہ نامکمل عمارت مدرسہ کی اسی موقوفہ زمین میں فی الحال موجود ہے، جو درس گاہ کے لئے چند سال پہلے مدرسہ کے تعمیری فنڈ (چندہ) سے زیر تعمیر تھی؛ لیکن تعمیری خرابی اور دیگر حالات کے پیشِ نظر تعمیر موقوف کردی گئی ہے، باوجود اس کے عمارت فی الحال قابل استفادہ ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ کچھ ٹرسٹیاں وذمہ دارانِ مدرسہ اِس پوری عمارت کو جنرل آئی ٹی آئی کے لئے دوسرے کسی شخص کو بطور اُجرت کرایہ دینا چاہتے ہیں، (جس میں جنرل یعنی ہر کسی کو اڈمیشن لے کر عصری تعلیم حاصل کرنے کی اِجازت ہوگی) تو آیا اِس عمارت کو بطور کرایہ (اُجرت) دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر دے سکتے ہیں تو جو شخص

Marfat.com

اس کو بطور کرایہ لے رہا ہے، وہ اس میں تبدیلی مثلاً سلیپ، پلاسٹر وغیرہ مختلف اہم تعمیری کام کی زیادتی اپنی جانب سے کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو کس حد تک؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور ہمارے اسلاف واکابر کا اس سلسلہ میں کیا نظریہ رہا ہے؟ تصریح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو زمین صرف دینی تعلیم وتربیت کے لئے وقف کی گئی ہے، اور اُس میں سردست دینی تعلیم کا اِدارہ جاری ہے، اس جگہ کو ''آئی، ٹی، آئی'' کے لئے کرایہ پر دینا شرعاً جائز نہیں؛ اِس لئے کہ اس سے واقف کے منشاء کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، اس کی شرعاً اجازت نہیں۔

شرط الواقف كنص الشارع فيجب اتباعه. (شامي / مطلب: ما خالف شرط الواقف فهو مخالف للنص والحكم به حكم بلا دليل ٥/٦ ٧٣ زكريا)

سئل القاضي الإمام شمس الإسلام محمود الأوزجندي عن أهل المسجد تصرفوا في أوقاف المسجد يعني آجروا المستغل، وله متول، قال: لا يصح تصرفهم. (الفتاویٰ الهندية / مطلب: فی بیان الفاضل من وقف لمسجد ٢/ ٤٦٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقف بورڈ کی زمین لمبے پٹے پر دینا اور پگڑی لینا؟

سوال (۶۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نے مسجد تعمیر کی اور ایک مکان اور کچھ زمین وقف کردی، جس کی ۴۵ رفیصد آمدنی مسجد کے اخراجات کے لئے اور بقیہ ۵۵ رفیصد آمدنی اپنے خاندان کے لوگوں اور متولی کے لئے مقرر کی، چوں کہ واقف کے خاندان کے لوگ ہندوستان چھوڑ کر چلے گئے، اس لئے وقف بورڈ نے مسجد اور وقف جائیداد کو آفیشل متولی کے زیر انتظام کردیا، آفیشل متولی نے مکان اور زمین وقف بورڈ کی اجازت سے ۷۵ رسال کے لئے پٹے پر دے دی، زمین اور مکان پٹے پر دیتے وقت تقریباً

Marfat.com

۶۲ / ہزار روپئے پگڑی، سلامی کے طور پر آفیشل متولی نے وصول کئے، وقف بورڈ کے حکم پر پچاس ہزار روپیہ وقف بورڈ کے نام بینک میں فکس ڈپازٹ کردئے گئے، اب ہر سال فکس ڈپازٹ سے جو سود ملتا ہے اس میں سے وقف بورڈ نے فیصد سالانہ عطیہ کاٹ کر بقیہ سود کی رقم متولی کو مسجد کے اخراجات کے لئے دے دیتا ہے۔ کیا وقف بورڈ کو زمین پٹے پر دے کر سلامی لینا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف کی زمین کو لمبے پٹے پر دینا ہی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس طرح پٹے پر لینے والا چند دنوں میں خود ہی اس زمین کا مالک بن بیٹھتا ہے، اور وقف کا اختیار اُس پر سے ختم ہو جاتا ہے؛ لہٰذا جب پٹے پر دینا جائز نہیں، تو اس پر سلامی و پگڑی لینا بھی جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۱۶۷، فقہی مقالات ۲۰۷ تا ۲۱۷)

ما ذكره الصدر الشهيد من أن المختار أنه لا يجوز في الدور أكثر من سنة، إلا إذا كانت المصلحة في الجواز؛ وفي الضياع يجوز إلى ثلاث سنين، إلا إذا كانت المصلحة في عدم الجواز، وهٰذا أمر يختلف باختلاف المواضع واختلاف الزمان. وعزاه المصنف إلى أنفع الوسائل، وأشار الشارح إلى أنه لا يخالف ما في المتن؛ لأن أصل عدول المتأخرين عن قول المتقدمين بعدم التوقيت إلى التوقيت إنما هو بسبب الخوف على الوقف، فإذا كانت المصلحة الزيادة أو النقص اتبعت وهو توفيق حسن. (شامي، كتاب الوقف / فصل يراعي شرط الواقف في إجارته ٦/ ٦٠٦ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/ ۸/ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

وقف کی جائیداد کو سنی وقف بورڈ سے منسوخ کرانا؟

سوال (۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: جائیدادہائے موقوفہ حاجی کلن مرحوم کے متعلق میں نے چند مدارس سے فتاویٰ اس امر کے لے لئے ہیں کہ وقف جائیداد کو فروخت کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ اَب متولی وقف جائیداد کو منسوخ کرانے کے لئے سنی وقف بورڈ مجھے بھیجنا چاہتے ہیں، کیا میرے لئے وقف کو منسوخ کرانے کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس خلافِ شریعت کام میں کسی طرح کا تعاون جائز نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۲]

فإذا تم ولزم لا یملک ولا یعار ولا یرہن. (تنویر الأبصار مع الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب مہم فرّق أبو یوسف ۵۳۹/۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۱۱/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام پر چھوڑی گئی زمین فروخت کرنا؟

سوال (۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چند لوگوں نے کچھ زمین مسجد بنانے کے اِرادے سے چھوڑی تھی؛ لیکن ابھی مسجد بنائی نہیں گئی، اب وہ لوگ کسی وجہ سے اُس زمین کو فروخت کر کے دوسری جگہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ اِس جگہ کو فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ اُس جگہ مسجد نہیں بنائی گئی ہے اور وقف بھی نہیں ہے، تو اُس جگہ کے مالکان اُسے فروخت کر کے دوسری جگہ خرید سکتے ہیں۔

وأما الثاني وھو شرائط النفاذ فإثنان: الملک أو الولایۃ. (شامي، کتاب البیوع / مطلب: شرائط البیع أنواع أربعۃ ۵۰۵/۴ کراچی، ۱۵/۷ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳/۲۸ھ

Marfat.com

جس زمین کو مدرسہ کیلئے وقف کرنے کی نیت کی ہو اُس کو فروخت کرنا؟

سوال (۷۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ایک قطعہ آراضی واقع دیہات ایک مدرسہ کو دینے کی نیت کی؛ لیکن کسی قسم کی کاغذی کارروائی نہیں کی تھی، اب کچھ شرپسند عناصر نے اس قطعہ پر قبضہ کرلیا، جس سے اب یہ نہ تو زید کے پاس رہی اور نہ مدرسہ کو ہی کچھ مل سکتا ہے، ایسی حالت میں کیا اس آراضی کو فروخت کیا جاسکتا ہے؛ تاکہ اس رقم کو فی سبیل اللہ کسی مد میں خرچ کیا جاسکے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ سوال اگر صرف نیت کی ہے اور باقاعدہ تحریری یا زبانی طور پر وقف کی نوبت نہیں آئی، تو زید کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی مملوکہ زمین کو فروخت کرکے کسی بھی خرچ میں لے آئے۔

المالک هو المتصرف في الأعیان المملوکة کیف شاء. (بیضاوي ۷)

الوقف إخراج المال عن الملک علی وجه الصدقة، فلا یصح بدون التسلیم کسائر التصرفات. (بدائع الصنائع / کتاب الوقف ۳۲۸/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۲/۶/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام پلاٹ بک کرنے کے بعد آبادی نہ ہونے کی وجہ سے فروخت کرنا؟

سوال (۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے شہر سے باہر کھیت خریدا اور پلاٹ بناکر مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کئے، اس غرض سے کہ یہاں پر مسلم آبادی ہوجائے گی، اور اس میں ایک پلاٹ مسجد ومکتب کے لئے بھی چھوڑ دیا کہ مسجد تعمیر ہوکر کچھ حصہ میں مکتب بھی قائم ہوجائے گا؛ لیکن مصلحۃً دستاویز میں اُس کو مدرسہ

Marfat.com

کے نام سے لکھوایا؛ لیکن وہاں قریب مدت میں آبادی کی کوئی صورت نہیں ہے، کچھ لوگوں نے پلاٹ رہائش کی ضرورت سے لیا تھا؛ لیکن وہاں آبادی نہ ہونے کی وجہ سے وہ پلاٹ فروخت کر کے آبادی میں لینا چاہتے ہیں، اور بعض پلاٹ غیر مسلم نے خرید لئے اور بھی کچھ پلاٹ غیر مسلم خریدنا چاہتے ہیں، ایسی صورت میں اگر وہاں پر مسلمانوں نے پلاٹ فروخت کردئے تو مسجد کی جگہ فروخت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ مسجد کی جگہ مستقبل کی ضرورت سے لے کر چھوڑ دی گئی تھی، ابھی نہ مسجد کی بنیاد بھری گئی نہ مسجد تعمیر ہوئی، نہ نماز ہوئی، اگر فروخت کرسکتے ہیں تو اس کی رقم کا مصرف کیا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ ابھی مسجد اور وقف کی تکمیل نہیں ہوئی ہے، اس لئے اس مقررہ پلاٹ کو فروخت کر کے اس کی رقم دیگر کسی ضرورت مند مسجد میں لگادی جائے، یا جہاں مسجد کی ضرورت ہو، اس کے لئے زمین خرید کردے دی جائے۔

والملک یزول عن الموقوف بأربعة: بإفراز مسجد کما سیجيء. (الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب شرائط الواقف معتبر إذا لم تخالف الشرع ۵۲۷/۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۱۰/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اہلِ مسجد کا موقوفہ مکان کو فروخت کرنا؟

سوال (۷۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد والے اس مکان کو فروخت کرسکتے ہیں، جب کہ واقف حیات ہے؟ جواب موصول ہونے تک اگر واقف کا انتقال ہوگیا، تو پھر ایسی صورت میں ذمہ دارانِ مسجد کے لئے مسجد کی ضرورت کے پیش نظر اس مکان کو فروخت کرنا جائز ہے؟ اگر فروخت کرنا جائز ہو اور واقف یا اُس کے رشتہ دار اس مکان کو خریدنا چاہتے ہوں، تو کیا وقف شدہ زمانہ کی قیمت کا اعتبار ہوگا یا موجودہ زمانہ کی قیمت کا؟ واقف کی خواہش ہے کہ مکان اپنے ہی بھانجے کو دیں؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ مکان جب تک بھی کسی درجہ میں نفع بخش رہے، یعنی اس کا معتد بہ کرایہ وغیرہ آ تا رہے، اہل مسجد یا واقف کو اُسے فروخت کرنے کا قطعاً اختیار نہیں ہے، ہاں کرایہ کم ہو تو اُسے بڑھانے کی کوشش کی جائے۔

فإذا تم ولزم لایملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرهن. (الدر المختار) قوله: لا یملک أي لا یکون مملوکًا لصاحبه، ولا یملّک: أي لا یقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه، لاستحالة تملیک الخارج عن ملکه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زکریا، ٣٥٢/٤ کراچی، کذا في الفتاویٰ الهندیة / الباب الأول من کتاب الوقف ٣٥٠/٢، فتح القدیر / کتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفکر بیروت، الهدایة / کتاب الوقف ٦٥١/٢ مکتبه بلال دیوبند)

وعندهما حبس العین علی حکم ملک اللّٰه تعالیٰ علی وجهٍ تعود منفعته إلی العباد فیلزم، ولا یباع ولا یوهب ولا یورث، کذا في الهدایة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الوقف / الباب الأول في تعریفه ورکنه الخ ٣٥٠/٢ زکریا)

قوله: لم یجز بیعه ولا تملیکه، هو بإجماع الفقهاء ...... أما امتناع التملیک، فلما بیّنا من قوله علیه السلام: تصدق بأصلها، لا یباع ولا یورث ولا یوهب. (فتح القدیر / کتاب الوقف ٢٢٠/٦ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر، وکذا في البحر الرائق / کتاب الوقف ٣٤٢/٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۱/۶/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے کرایہ کے موقوفہ مکانات کو فروخت کرنا؟

سوال (۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: کچھ اراضی مسجد کے نام وقف ہے، جس میں مکانات تعمیر ہیں، اب سے ۲۰-۳۰ سال پہلے اس زمین پر اپنے پیسہ سے کرایہ داروں نے مکانات تعمیر کرلئے تھے، جن کا اس وقت کے لحاظ سے پانچ دس روپئے سال طے ہوگیا تھا، اُسی وقت کسی سے دس کا کسی سے بیس سال کا کرایہ طے کرلیا گیا تھا، اس کے بعد وہ کرایہ دار نہ کرایہ دیتے ہیں اور نہ ہی وہ اراضی چھوڑتے ہیں اور نہ کرایہ بڑھاتے ہیں۔ کیا اس صورت میں وہ اراضی کرایہ داروں کو فروخت کی جاسکتی ہے یا نہیں؛ تاکہ وہ پیسہ مسجد کی ضرورت میں کام آئے ؟ یا اس پیسہ سے کوئی اور اراضی مسجد کے لئے خریدلی جائے جس سے آمدنی زیادہ ہو۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل محلّہ کے باہمی مشورہ سے مسجد کے فائدہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کرایہ کے موقوفہ مکانات کو بیچ کر اُن کے ذریعہ زیادہ آمدنی کے قابل زمین یا مکان مسجد کے لئے خریدنا درست ہے۔

ثم قال: والظاهر عدم اشتراط اتحاد الجنس في الموقوفة للاستغلال؛ لأن المنظور فيها كثرة الريع، وقلة المرمة والمؤنة، فلو استبدل الحانوت بأرض تزرع ويحصل منها غلة قدر أجرة الحانوت كان أحسن. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في شروط الاستبدال ٤/٣٨٦ كراچی، ٦/٥٨٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۹/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی موقوفہ زمین مدرسہ کو فروخت کرنا؟

سوال (۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محلّہ محی الدین پور قصبہ ملانواں ضلع ہردوئی میں ایک مسجد ہے، تقریباً دس سال قبل مدرسہ فتح العلوم کے منتظمین حضرات نے مسجد کی خالی پڑی زمین خریدلی، اور وہاں دو ہال، بیت الخلاء، غسل خانہ، استنجاء خانہ تعمیر کرائے، غسل خانہ کے قریب ایک کنواں ہے، جس میں اب ہینڈ پائپ لگا کر

Marfat.com

کنویں کو اوپر سے پاٹ دیا ہے، مذکورہ کنواں فروخت شدہ زمین میں ہے؛ مگر پائپ مسجد کے نام پر مسجد کے روپیوں سے لگا ہے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد کی خالی پڑی زمین جو مسجد کی ضرورت سے زائد تھی، اس کی بیع درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو منتظمین مدرسہ نے جو اس جگہ تعمیر کرادی ہے، اُس کا کیا ہوگا؟ مسجد کی جگہ بلا معاوضہ خالی کرنے میں مدرسہ کا نقصان ہے، آپ سے اُمید ہے کہ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں حل فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ جگہ مسجد کے لئے پہلے سے وقف ہے، تو اُس کو مدرسہ کے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ موقوفہ زمین کو بیچا نہیں جاسکتا؛ اس لئے لازم ہے کہ مدرسہ کی طرف سے جو رقم ادا کی گئی ہے وہ مدرسہ کو واپس کی جائے اور زمین مسجد کے حوالہ کی جائے؛ البتہ اہل مسجد اپنے زیر انتظام اس جگہ پر مسجد کے ماتحت مدرسہ قائم کرسکتے ہیں، اور مسجد کی طرف سے پاٹے ہوئے کنویں پر جو ہینڈ پمپ لگایا گیا، اس سے پانی وغیرہ لینا اور نمازیوں کا اس سے استعمال کرنا سب درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۴۹ ڈابھیل، انوار رحمت ۱۴۸)

وفي البحر: الثامنة في وقف المسجد: أيجوز أن يبنى من غلته منارة، قال في الخانية معزيا إلى أبي بكر البلخي: إن كان ذلك من مصلحة المسجد بأن كان أسمع لهم فلا بأس به. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٢١٥ كراچی، ٥/٣٦٠ دار الكتاب)

وفي تقريرات الرافعي تحت قول المصنف لمصالحه: ليس بقيد؛ بل الحكم كذلك إذا كان ينتفع به عامة المسلمين على ما أفاد في غاية البيان حيث قال: أورد الفقيه أبو الليث سؤالاً وجواباً فقال: فإن قيل: أليس مسجد بيت المقدس تحته مجتمع الماء والناس ينتفعون به، قيل: إذا كان تحته شيء ينتفع به عامة المسلمين يجوز؛ لأنه إذا انتفع به عامتهم صار ذلك لله تعالیٰ

Marfat.com

أيضًا، ومنه يعلم حكم كثير من مساجد مصر التي تحتها صهاريج ونحوها.
(التقريرات الرافعي على الشامي ٦/٨٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

متولی کا مدرسہ کے لئے خریدی گئی زمین کو مسجد کے نام کرنا؟

سوال (۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گولر والی مسجد سے متصل آراضی تھی، آراضی کے مالک اور گولر والی مسجد کے بیچ ساڑھے تین سو روپئے میں سودا ہوگیا، جب رجسٹری کرانے گولر والی مسجد کے لوگ گئے، تو پیسے نہیں لے گئے، ان لوگوں میں ایک حاجی صاحب تھے، اُنہوں نے کہا پیسہ ہم دے دیں رجسٹری ہم اپنے نام کرالیں، جب مسجد ہم کو پیسہ دے دے گی، تو ہم رجسٹری مسجد کے نام کردیں گے، رجسٹری حاجی صاحب نے اپنے نام کرالی، جب جب گولر والی مسجد والے لوگ حاجی صاحب سے آراضی مسجد کے نام کرنے کو کہتے تو حاجی صاحب ٹال دیتے تھے۔ سننے میں آیا ہے کہ حاجی صاحب نے کہہ دیا ہے کہ آراضی ہم نے اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی، حاجی صاحب نے اپنی زندگی میں مسجد کے نام نہیں کی اور اللہ کو پیارے ہوگئے، اس بیچ مسجد چار کھمبا میں ''مدرسہ احسن العلوم'' قائم کیا گیا، گولر والی مسجد کے متولی صاحب کو ''مدرسہ احسن العلوم'' کا صدر بنایا گیا، مدرسہ اللہ کے فضل وکرم سے چلنے لگا، مدرسہ کی کوئی جگہ نہیں تھی، مدرسہ کے لئے حاجی مرحوم کے ورثہ پر زور دیا گیا کہ جگہ مذکورہ مدرسہ کو دے دیجئے، حاجی صاحب مرحوم کے ورثہ اور مدرسہ کے بیچ ۵/ہزار روپئے میں سودا طے ہوگیا، آراضی خریدنے کے لئے اراکین ''مدرسہ احسن العلوم'' ودیگر مخصوص حضرات نے ہنگامی چندہ شہر میں کیا، چندہ کا پیسہ صدر مدرسہ کے حوالہ کردیا، رجسٹری کراتے وقت متولی گولر والی مسجد نے اپنے نام بحیثیت متولی کرالی۔ اراکین مدرسہ کو رجسٹری کا علم نہیں ہوا، کافی وقت گذر جانے کے بعد علم ہوا کہ رجسٹری متولی گولر والی مسجد کے نام ہے، تو متولی مسجد صدر مدرسہ سے کہا گیا کہ آپ نے رجسٹری

Marfat.com

''مدرسہ احسن العلوم'' کے نام نہ کرا کر اپنے نام کیوں کرائی؟ متولی صدر نے کہا کہ وکیل نے کہا تھا کہ مسجد کے نام کرالو، مدرسہ کا ٹھیک نہیں چلے یا بند ہو جائے، اس لئے مسجد کے نام رجسٹری کرالی جب کہ آج ''مدرسہ احسن العلوم'' کو چلتے ہوئے بیس سال ہو گئے، رجسٹری کے بعد سے ایک صاحبہ اس آراضی کے کچھ حصہ پر اپنا مالک ہونے کا دعویٰ کرتی رہیں، اِدھر حال ہی میں ان صاحبہ کو بھی ''مدرسہ احسن العلوم'' کا کہہ کر آٹھ ہزار روپئے دے کر عارضی تحریر لے لی گئی، متولی مسجد صدر مدرسہ نے بتایا کہ رجسٹری کے وقت کل چھ ہزار روپئے خرچ میں آئے تھے، پانچ ہزار روپئے حاجی صاحب کے ورثہ کو دیئے، اور ایک ہزار لکھائی وغیرہ میں، جس میں چار ہزار روپئے مدرسہ کے اور دو ہزار روپئے گولر والی مسجد کے خرچ ہوئے، اِدھر حال میں ان صاحبہ کو جو پیسہ دیا گیا اس میں پانچ ہزار روپئے مدرسہ کے، تین ہزار ایک دوسری مد کے مدرسہ کے فنڈ سے دیئے، آپ کے پاس مدرسہ کا فنڈ موجود ہے، اس پر متولی صدر نے کوئی معقول جواب نہیں دیا، اور بولے مدرسہ تعمیر کیجئے آراضی مدرسہ کے لئے ہے، بس نام مسجد کے ہے، متولی صدر کہتے ہیں کہ مدرسہ کی آراضی ہے، اور برابر یہی کہتے رہے۔ اور رمضان المبارک کے اشتہارات میں بھی ہر سال اپیل شائع کرتے رہے کہ مدرسہ کی زمین خرید کر عارضی سائبان کا انتظام کر کے مدرسہ کی ایک شاخ قائم کر دی گئی ہے۔ (تعمیر میں تعاون فرمائیں) گولر والی مسجد کے لوگ کہتے ہیں کہ آراضی مسجد کی ہے، جس وقت پہلی رجسٹری ہوئی اس وقت مدرسہ نہیں تھا، اس لئے آراضی مسجد کی ہے، اور مدرسہ والے کہتے ہیں کہ جس وقت رجسٹری حاجی صاحب نے کی اس وقت مسجد نے پیسہ نہیں دیا تھا، حاجی صاحب نے اپنا پیسہ دے کر رجسٹری اپنے نام کرالی، مسجد کو آراضی نہیں ملی، جس وقت حاجی صاحب کے ورثہ سے آراضی لی گئی اس وقت مدرسہ قائم ہو چکا تھا، اور باقاعدہ حاجی صاحب کے ورثہ اور ''مدرسہ احسن العلوم'' کے بیچ سودا طے ہوا تھا، اور کئی گنا زیادہ مدرسہ نے پیسہ چندہ کر کے دیا، جس کے کافی گواہ موجود ہیں۔ اور رمضان المبارک کے اشتہارات بھی گواہ ہیں کہ آراضی ''مدرسہ احسن العلوم'' کے لئے خریدی گئی مدرسہ کے حوالہ آراضی لکھت میں دی جائے؛ تاکہ مدرسہ کی تعمیر کی جائے؛ کیوں کہ مدرسہ کے پاس

Marfat.com

کوئی جگہ نہیں ہے، مدرسہ کو شدید ضرورت ہے، بغیر لکھت کے مدرسہ تعمیر نہیں ہوگا۔ آج مدرسہ تعمیر ہو آگے چل کر پھر یہی دقت پیش آئے، تو اس وقت مدرسہ کہاں جائے گا؟ مسجد و مدرسہ کے بیچ یہ طے ہوا کہ علماء حضرات سے رابطہ قائم کیا جائے، علماء حضرات کا فیصلہ مانا جائے گا؛ لہٰذا ساری تفصیل غور سے پڑھ کر اس مسئلہ کا حل مدلل و مفصل فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرحوم حاجی صاحب نے جب اپنی رقم دے کر اپنے نام سے زمین خریدی تھی، تو وہ اُنہیں کی ملکیت ہوگئی تھی، اب اُن پر زندگی میں یہ لازم تھا کہ اپنے وعدہ کے مطابق مسجد سے رقم لے کر وہ زمین مسجد کے نام کردیتے؛ لیکن جب وہ انتقال تک ایسا نہیں کر سکے، تو اب اس زمین کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں رہا، اور بعد میں اُن کے ورثہ نے وہ زمین مدرسہ کے ذمہ داروں کے ہاتھ فروخت کی ہے اور اس خریداری میں رقم بھی زیادہ تر مدرسہ ہی کی صرف ہوئی ہے، تو اب زمین کا مالک مدرسہ ہے، مذکورہ متولی صاحب کے اپنے نام کرالینے سے زمین پر اُن کی ملکیت ہرگز ثابت نہ ہوگی، اُن پر لازم ہے کہ وہ جلد از جلد مذکورہ زمین کی رجسٹری مدرسہ کے نام کردیں؛ البتہ اِس خریداری میں مسجد کے فنڈ سے جو رقم لگائی گئی ہے اس کو اہل مدرسہ سے واپس لے لیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲۲۹/۹-۲۳۷، فتاویٰ محمودیہ ۳۴۳/۱۵)

اشترىٰ شيئًا وقبضه ومات مفلسًا قبل نقد الثمن، فالبائع أسوة للغرماء ولو لم يقبضه المشتري، فإن البائع أحق به (الدر المختار) الظاهر إن المراد أنه أحق بحبسه عنده حتى يستوفى الثمن من مال الميت أو يبيعه القاضي ويدفع له الثمن.

(شامي، كتاب لبيوع / مطلب لو اشترىٰ شيئًا ومات مفلسًا قبل قبضه لخ ۹۹/۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زمین مسجد کے نام وقف کردینے کے بعد اُس کو خریدنا؟

سوال (۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: ایک شخص نے اپنی زمین مسجد کے لئے وقف کردی، اور مسجد کے ذمہ داران نے اس زمین کے کچھ حصہ پر تعمیر مکمل کرادی، اب کچھ زمین بچی ہوئی ہے، تو کیا وہ شخص جس نے مسجد کے لئے زمین وقف کی تھی، اِس بقیہ زمین کو خرید سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو زمین مسجد کے لئے وقف کردی گئی ہے یا مسجد کے نام ہوگئی ہے، وہ موقوفہ ہے، اب اس کا خریدنا اور بیچنا درست نہیں ہے۔

فإذا تم ولزم لا یملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرهن. (الدر المختار)

قوله: لا یملک أي لا یکون مملوکًا لصاحبه، ولا یملّک: أي لا یقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه، لاستحالة تملیک الخارج عن ملکه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زکریا، ٣٥٢/٤ کراچی، کذا في الفتاویٰ الهندیة / الباب الأول من کتاب الوقف ٣٥٠/٢، فتح القدیر / کتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفکر بیروت، الهدایة / کتاب الوقف ٦٥١/٢ مکتبہ بلال دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۶/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اہلِ مدرسہ کا مسجد کی زمین غصب کرنا؟

سوال (۷۸): -کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم حقیقی چار بھائی ہیں، ہماری آبائی سکنائی آراضی ہے، یہ آراضی جامع مسجد کے متصل جانب جنوب ہے، اس مشترکہ آراضی کے چوتھائی حصہ کی بات جامع مسجد کی ضرورت کے لئے دس سال سے چل رہی تھی، اپریل ۱۹۸۹ء میں ناظم تعمیرات جدید جامع مسجد نے آراضی مذکورہ کا چوتھائی حصہ خرید لیا، اور اقرار نامہ بھی تحریر کرالیا، آراضی مذکورہ کا ۴-۳ حصہ باقی رہا، کچھ دنوں کے بعد بقیہ حصہ ۴-۳ اراکین مدرسہ نے خرید لیا، اراکین مدرسہ نے چوتھائی کے لئے زور دیا کہ یہ حصہ بھی

Marfat.com

مدرسہ ہی کو دے دو، مسجد کو مت دو، جب کہ پہلا حق مسجد کا ہے اور سب سے پہلے مسجد کی بات تھی، اراکین مدرسہ کو انکار کر دیا گیا، جون ۱۹۹۰ء میں اراکین مدرسہ نے مدرسہ کی تعمیر شروع کرادی اور بغیر اجازت خریدار کے چوتھے حصہ پر بھی قبضہ کر لیا، مسجد کی ضرورت باقی رہ گئی، اس غاصبانہ قبضہ کا اسلام کی رو سے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہلِ مدرسہ کو مسجد کے حصہ پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، اور مسجد کی جتنی زمین پر اُنہوں نے قبضہ کیا ہے اسے مسجد کو لوٹانا واجب ہے، اِس جگہ پر مدرسہ کی تعمیر ہرگز درست نہیں ہے۔

ومن غصب أرضًا فغرس فيها أو بنیٰ، قيل له أقلع البناء والغرس وردها، لقوله عليه السلام: ليس لعرق ظالم حق؛ ولأن ملك صاحب الأرض باق؛ فإن الأرض لم تصر مستهلكة، والغصب لا يتحقق فيها. (الهداية / كتاب الغصب ۳۷۹/۳ الأمين كتابستان ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۶/۱۴۱۱ھ

سرحدی علاقہ میں واقع مسجد کو حکومت کے باڑ میں لینے کی وجہ سے ویران چھوڑ دینا؟

سوال (۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضرت والا ہمارا محلّہ سرحدی علاقہ میں واقع ہے، اور محلّہ کی مسجد ہندوستان و بنگلہ دیش کو باٹنے والی ندی کے ساحل پر واقف ہے، جواب ٹوٹی ہوئی ہے؛ کیوں کہ مرکزی حکومت کی ایک اسکیم کے ماتحت سرحد پر تار کی باڑ لگائی گئی ہے، اور محلّہ کی یہ مسجد باڑ کے باہر چلی گئی، اب مسجد میں رات کے وقت تو آنا جانا ممنوع ہے؛ البتہ دن کے وقت اِجازت کے ساتھ آمدورفت کی گنجائش ہے، ایسے

Marfat.com

محلّہ میں کچھ لوگوں نے مسجد کو منتقل کرنے کا فیصلہ لیا ہے، اور چوں کہ سرکاری ضابطہ کے مطابق باڑ کے باہر چلی جانے والی مسجد یا مندر کا کچھ معاوضہ نہیں ملتا؛ اس لئے اُنہوں نے مقامی افسروں سے مل کر مسجد کی عمارت اور اُس کی زمین عام اور مملوک بتا کر اس کا معاوضہ حاصل کرلیا ہے، بعد میں اُنہوں نے معاوضہ کی رقم سے دوسری جگہ زمین خرید کر اُسی پر جدید مسجد کی بنیاد ڈالی ہے، اور رجسٹری فیس سے رہائی حاصل کرنے کی غرض سے اصلی قیمت کے بجائے فرضی اور معمولی قیمت لکھوا کر اسے اپنے نام رجسٹری کرائی ہے، اور وقف کردینے کے فیصلہ کرلینے پر محلّہ کے بعض لوگوں نے ناراضی سے پھر قدیم مسجد کے اوپر دروازہ اور کھڑکیاں توڑ پھوڑ کر جدید مسجد میں لگادی۔

(۱) اب سوال یہ ہے کہ کیا مذکورہ صورت میں ساحل والی مسجد کو غیر آباد اور ویران چھوڑنا، اور اُس کے دروازہ اور کھڑکیاں وغیرہ کو منتقل کرنا درست ہے؟

(۲) مسجد کو عام گھر وغیرہ بتا کر اُس کا معاوضہ حاصل کرنا اور اُس سے جگہ خرید کر اُس پر مسجد بنانا جائز ہے؟ (اس پر شرعی مسجد ہوگی یا نہیں؟)

(۳) کیا ایسے معاوضہ کی رقم سے کسی زمین کو مسجد کے واسطے بغیر عمومی رضامندی کے اپنے نام پر خریدنا درست ہے؟

(۴) کیا جماعت خانہ کی چھت پر سائرن لگا سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حکومت نے مذکورہ مسجد کو باڑھ کے اندر لے کر گوکہ ظلم کیا ہے؛ لیکن حکومت کے قبضہ کے باوجود مذکورہ مسجد کی جگہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی، اس جگہ کو کسی اور استعمال میں لانا درست نہیں؛ البتہ اس مسجد کی کھڑکیوں دروازوں اور دیگر اشیاءِ منقولہ کو دوسری مسجد میں لگانے کی اجازت ہے۔

إن المسجد إذا خرب یبقی مسجدًا أبدًا، لکن علمت أن المفتي به قول أبي یوسف أنه لا یجوز نقله. (شامي، کتاب لوقف / مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره ٦/٥٤٩ زکریا)

Marfat.com

ولـو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيـام الساعة، وبه يفتى. (الـدر الـمـخـتـار، كتـاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٤٢٩/٦ بيروت، ٥٤٨/٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤٥٨/٢ زكريا)

ونـقـل فـي الذخيرة عن شمس الأئمة الحلواني: أنه سئل عن مسجد، أو حـوض خرب ولا يحتاج إليه لتفرق الناس عنه هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلى مسجد، أو حوض آخر؟ قال: نعم. (شـامي، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٤٣٠/٦ بيروت، ٥٥٠/٦ زكريا)

(۲-۳) حسبِ تحریرِ سوال چوں کہ سرکاری ضابطہ کے مطابق مسجد پر سرکاری قبضہ کا کچھ معاوضہ نہیں ملتا؛ اس لئے بہتر تو یہی تھا کہ سرکار سے کسی طرح بھی معاوضہ نہ لیا جائے؛ لیکن بعض جزئیات اِس بات کی طرف مشیر ہیں کہ اگر کوئی غاصب وقف کی زمین غصب کرلے، اور وہ زمین ضائع ہو جائے تو غاصب سے ضمان لیا جاسکتا ہے؛ اس لئے مسئولہ صورت میں مسجد کے سرکاری طور پر غصب کر لینے کے بدلہ میں کسی بھی حیلہ سے ضمان کی رقم لے کر دوسری جگہ مسجد بنائی جائے، تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

الـوقف يقبـل الانتـقـال من أرض إلـى أرض، فإن أرض الوقف إذا غصبها غـاصب وأجرىٰ عليها الماء، حتى صارت بحرًا لا تصلح للمزارعة يضـمن قيمتها، ويشتري بها أرضًا أخرى فتكون وقفًا مكانها. (فتح القدير / كتاب الوقف ٢١١/٦)

(۴) افطار وسحر کے وقت کو بتانے کے لئے مسجد کی چھت پر سائرن لگانا درست ہے۔ (کفایت المفتی ۲۱۰/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۱۱/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جو جگہ مسجد کیلئے کار آمد نہ ہو اس کو فروخت کر کے مسجد میں پیسہ لگانا؟

سوال (۸۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: ایک مسجد کے پاس تین بھائی رہتے تھے، اور وہ جگہ بہت تھوڑی تھی جس میں ایک ہی بھائی کا گزارا ہوسکتا تھا، چھوٹے دونوں بھائیوں نے اپنے دونوں حصے بڑے بھائی کو نہ دے کر مسجد کو فروخت کردئے، اور وہ جگہ مسجد کے علاوہ ہے، جو نہ مسجد کے کام آرہی ہے اور نہ ہی وہ کام کی ہے، اب اس جگہ کو بڑے بھائی اعجاز حسین جو زیادہ مستحق ہے، اور جگہ تنگ ہونے کی بنا پر بہت پریشان ہے؛ لہٰذا یہ جگہ اس کو واپس دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ نیز یہ جگہ متولی کے بغیر مشورہ اور رائے کے خریدی گئی ہے، یہاں تک کہ متولی کے علم میں بھی نہیں آئی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی جگہ جو مسجد کے لئے کارآمد نہیں ہے اور نہ آئندہ اُس کے کارآمد ہونے کی اُمید ہے، اُسے متولی اور بستی کے معزز حضرات کے مشورہ سے بیچ کر حاصل شدہ رقم سے مسجد کی آمدنی کے لئے کوئی اور مناسب جگہ خریدنے کی گنجائش ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر اعجاز حسین مذکورہ جگہ پوری قیمت پر خریدنا چاہے تو متولی کی اِجازت سے ایسا کرنا جائز ہوگا، اور متولی کی اِجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

إذا كان الأمر كذلك صح بيعه بأمر الحاكم، ويشتري بثمنه وقفًا مكانه. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في الوقف إذا خرب ولم يمكن عمارته ٣٧٦/٤، ٥٧٣/٦ زكريا)

وشرط في البحر: خروجه عن الانتفاع بالكلية، وكون البدل عقارًا، والمستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل. (الدر المختار / كتاب الوقف، مطلب في اشتراط الإدخال والإخراج ٣٨٦/٤ دار لفكر بيروت، كذا في لبحر الرائق / كتاب الوقف ٥٨٦/٦-٥٨٧ زكريا)

والمعتمد أنه يجوز للقاضي بشرط أن يخرج عن الانتفاع بالكلية، وأن لا يكون هناك ريع للوقف يعمر به. (الفتاوى الهندية / الباب الرابع من كتاب الوقف ٤٠١/٢ زكريا، كذا في النهر الفائق / كتاب الوقف ٣٢٠/٣ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۱۸ھ

Marfat.com

جس زمین کی آمدنی مسجد کے لئے وقف ہو اُسے فروخت کرکے مسجد میں لگانا؟

سوال (۸۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: والد محترم شرافت خان کے نام ایک زمین ہے، جس کے متعلق اُنہوں نے اپنی حیات ہی میں یہ وصیت کی تھی کہ اس زمین کی آمدنی کو فلاں مسجد میں صرف کیا جائے، اب اس مسجد کی تعمیر چل رہی ہے، اور مسجد کے پاس اتنا بجٹ موجود نہیں ہے جس سے تعمیر کی جاسکے، تو کیا اس زمین کو بیچ کر اس کی آمدنی مسجد کی تعمیر میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے لئے جس زمین کی آمدنی کی وصیت کی گئی ہے، یہ بھی ایک طرح کا وقف ہے، اس میں زمین کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ زمین کو کرایہ پر یا کھیتی وغیرہ کے لئے دے کر اس کی آمدنی مسجد کی تعمیر وغیرہ میں خرچ کی جاسکتی ہے۔

أوصی بغلة بستانه له الغلة ما عاش. (بزازية على هامش الهندية، كتاب الوصايا / نوع في ألفاظها ٦/٤٣٥ زكريا)

الوقف هو حبس العين على ملك الواقف و التصدق بالمنفعة. (تبيين الحقائق / أول كتاب الوقف ٤/٢٥٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۷/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کا موقوفہ مکان فروخت کرکے لڑکوں کو کاروبار کرانا؟

سوال (۸۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسہ میں تعمیر کے سلسلہ میں وقف مکان کی فروختگی کا روپیہ اپنے پاس خزانچی ہونے کے ناطے

Marfat.com

اپنے کھاتہ میں جمع کرالیا، اور اس رقم سے لڑکوں کو کاروبار کرایا، کمیٹی کے کچھ ارکان کے اعتراض کرنے پر اُن کی غیر موجودگی میں میٹنگ کرکے اُن کو کمیٹی سے نکلوادیا، اور اب مدرسہ کی حالت ابتر ہے، ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مدرسہ اور کمیٹی کے ذمہ داروں کے پاس جمع شدہ رقم اَمانت ہے، اُنہیں اِس رقم میں بے جا طریقہ پر یا اپنے ذاتی فائدہ میں تصرف کا حق نہیں ہے، جو شخص ایسا کرے گا وہ رقم کا ضامن اور گنہگار ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اَمانت میں خیانت کرنا نفاق کی علامت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالیٰ عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب علامة المنافق ١/ ١٠ رقم: ٣٣، مرقاة المفاتيح / باب الكبائر وعلامات النفاق ١/ ٢١١ رقم: ٥٥ دار الكتب العلمية بيروت)

اِس لئے ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ پوری رقم مدرسہ اور کمیٹی کو اَدا کرے اور اِس گناہ سے توبہ واستغفار کرے۔

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولايجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (روح المعاني ٢٨/ ١٠٩ بيروت، شرح النووي على مسلم ٢/ ٣٥٤)

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجة، كتاب الزهد / باب ذكر التوبة ٣١٣ رقم: ٤٢٥٠ دار الفكر بيروت، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح رقم: ٢٣٦٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۶/۵/۱۴۱۴ھ

Marfat.com

موقوفہ خانقاہ میں غسل میت کے لئے جگہ بنانا؟

سوال (۸۴):-کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ۱۹۱۷ء میں ہمارے شہر وانمباڑی میں ایک ذکر خانہ بنام ''خانقاہ قادریہ باقیات الصالحات'' قائم ہوا، اُس زمانہ میں وہ علاقہ غیر آباد تھا، مگر اب یہ خانقاہ تین چار ہزار مکانات کے درمیان آ گئی ہے، مذکورہ ذکر خانہ ۱۳؍ ہزار مرتبہ قدم کے میدان میں اور اُس کے درمیانی حصہ میں ایک ہزار مربع قدم پر عمارت مشتمل ہے، خانقاہ کے اطراف واکناف میں جو آبادی ہوئی ہے، وہ اکثر غرباء کی ہے، جن کے مکانات اوسطاً ساڑھے بارہ بائی چالیس ۵۰۰؍ مربع قدم کے ہیں، جب اُن کے یہاں اموات ہوتی ہیں، تو میت رکھنے کے لئے اور غسل دینے کے لئے ایک صاحب خیر کے کارشیڈ کو استعمال کیا جاتا ہے، کئی سالوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے، اب مذکورہ صاحب خیر نے یہ تجویز رکھی ہے کہ خانقاہ کے میدان کے ایک حصہ میں وہ اپنی ذاتی صرفہ سے اس مقصد کے لئے ایک عمارت بنوادیں گے؛ تاکہ غرباء کا یہ مسئلہ آسان ہو جائے۔

خانقاہ کے دستور کے مطابق واقف نے مذکورہ جگہ ذکر اور اُس کے متعلقات کے لئے عنایت کیا ہے، شرعی رو سے خانقاہ کی جگہ میدان میں ایک عمارت بنوا کر میت رکھنے وغسل میت کے لئے غرباء کو سہولت بہم پہنچانا کیسا ہے؟ از راہِ کرم فوراً جواب عنایت فرمائیں؛ اس لئے کہ خانقاہ کا مجلس منتظمہ کی میٹنگ بتاریخ ۳۰؍۴؍۲۰۱۲ء کو منعقد ہو گیا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر یہ خانقاہ کا حصہ آباد ہے، اور وہاں ذکر کی مجالس قائم ہوتی ہیں، اور تعلیم وتربیت اور سلوک وتصوف کا سلسلہ جاری ہے، تو اُس کے احاطہ میں غسل اُموات کے لئے کوئی عمارت بنانا شرط واقف کے خلاف ہونے کی وجہ سے جائز اور درست نہ ہوگا؛ لیکن اگر یہ جگہ ویران پڑی ہوئی ہے، اور تعلیم وتربیت کے مصرف میں مستعمل نہیں ہے، تو علاقہ کے ذمہ دار حضرات کے مشورہ سے اس کے کسی حصہ میں غرباء کی ضرورت کے لئے غسل اُموات کی جگہ

Marfat.com

بنائی جاسکتی ہے۔

مستفاد: لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنیٰ قومٌ عليها مسجدًا لم أر بذٰلک بأسًا، وذٰلک لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لا يجوز لأحد أن يملكها؛ فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المسجد؛ لأن المسجد أيضًا وقف من أوقاف المسلمين. (عمدة القاري ١٧٩/٢ دمشق)

وفي الشامي: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف ليصلح مخصصًا ٦٦٥/٦ زكريا)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ ٣٥٢/٤ دار الفكر بيروت، ٥٣٩/٦ زكريا)

الفاضل من وقف المسجد هل يصرف إلى الفقراء؟ قيل: لا يصرف وأنه صحيح. (الفتاوىٰ الهندية / مطلب في بيان الفاضل من وقف المسجد ٤٦٣/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۶/۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدارس کے لئے موقوفہ قرآنِ کریم کو فروخت کرکے دینی ودرسی کتب خریدنا؟

سوال (۸۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اکثر مدارس میں عامۃ المسلمین برائے ایصالِ ثواب قرآنِ پاک دیتے ہیں، بسا اوقات ضرورت سے زیادہ ہوجاتے ہیں، اُن کی حفاظت بھی مشکل ہوجاتی ہے، تو ایسی صورت میں اُن کو فروخت کرکے اُس کے عوض کتبِ فقہیہ اور کتبِ حدیث وتفسیر وافتاء حاصل کی جاسکتی ہیں؟ کیوں کہ واقف کا مقصد حصولِ ثواب ہے، اِس طرح بھی واقف کے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے، کیا یہ جائز ہے؟ اگر شرعاً گنجائش نہیں تو کیا مہتمم مدرسہ دوسری مسجد میں یا دیگر مدارس کے طلبہ کو دے دے؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موقوفہ قرآنِ کریم کوفروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ منشاء واقف کے خلاف ہے، ہاں اگر قرآنِ کریم زیادہ ہوجائیں تو دیگر مسجدوں اور مدارس میں بطورِ وقف بھیجے جاسکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۷۷)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار) قوله لا يملك: أي لا يكون مملوكا لصاحبه. ولا يملك: أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه، لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الشامي ٣٥١/٤-٣٥٢ کراچی، الهداية / كتاب الوقف ٦٤٠/٢ مكتبه شركت علمية ملتان، وكذا في فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

وقف مصحفًا على أهل مسجد للقراءة إن يحصون جاز، وإن وقف على المسجد جاز ويقرأ فيه، ولا يكون محصورًا على هذا المسجد، وبه عرف حكم نقل كتب الأوقاف من محالها للانتفاع بها، والفقهاء بذلك مبتلون. فإن وقفها على مستحقي وقفه لم يجز نقلها. (الدر المختار / كتاب الوقف ٣٦٥/٤ کراچی، وكذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٣٨/٥ زکریا)

لا يجوز تغيير الوقف عن هيئته. (الفتاوىٰ الهندية ٤٩٠/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۵/۴/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ کریم خریدنے کیلئے دی گئی رقم سے دینی کتابیں خریدنا؟

سوال (۸۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ قرآنِ پاک کی قیمت دیتے ہیں کہ اُس سے قرآنِ کریم خرید کر ایصالِ ثواب کے لئے رکھ دیں، تو کیا بجائے قرآنِ پاک کے دوسری کتب خرید سکتے ہیں؟ کیا اس طرح واقف کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دینے والے کی اجازت کے بغیر قرآنِ کریم کے لئے خاص کی گئی رقم سے دیگر کتابیں خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤/٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ٢/١٠٦ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١/١٢٦ المكتبة الميمنية مصر)

لكن في القنية: سبل مصحفًا في مسجد بعينه للقراءة، ليس له بعد ذٰلك أن يدفعه إلى آخر من غير أهل تلك المحلة للقراءة ...... مما قدمه عن الخلاصة من حكاية القولين: من أنه لو وقف المصحف على مسجد: أي بلا تعيين أهله، قيل: يقرأ فيه: أي يختص بأهله المترددين إليه، وقيل: لا يختص به: أي فيجوز نقله إلى غيره، وقد علمت تقوية القول الأول بما مر عن القنية. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: متى ذكر للوقف مصرفًا، لا بد أن يكون فيهم تنصيص على الحاجة، مطلب في نقل كتب الوقف من محلها ٤/٣٦٦ كراچی، وكذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٨١-٣٨٢ زكريا)

إذا ذكر للوقف مصرفًا لا بد أن يكون فيهم تنصيص على الحاجة حقيقةً.

(رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: متى ذكر للوقف مصرفًا لا بد أن يكون الخ ٤/٣٦٥ كراچی)

إذا قصر المتولي في شيء من مصالح الوقف هل يضمن؟ قلت: إن كان في عينٍ ضمنها، وإن كان فيما في الذمة لا يضمن. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٤٠١ زكريا)

ولو اشترى بغلته ثوبًا ودفعه إلى المساكين يضمن ما نقد من مال الوقف لوقوع الشراء له. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٤٠٦ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۴/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

Marfat.com

اَنجمنِ اسلامیہ کے اَوقاف کہاں کہاں خرچ کیے جاسکتے ہیں؟

سوال (۸۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: انجمنِ اسلامیہ کے نام کچھ املاک وقف ہیں، مثلاً قبرستان کی دوکانیں اور مسجد کی دوکانیں دیگر مکانات امام باڑہ وغیرہ اِن سب کی انجمن ایک ہی ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ قبرستان کی دوکانوں کی آمدنی کن کن جگہوں پر لگائی جاسکتی ہے، اور دیگر املاک کی آمدنی کہاں صرف ہوسکتی ہے؟ نیز سڑکیں اونچی ہوجانے کی وجہ سے برسات میں ہر قسم کی گندگی جمع ہوجاتی ہے، تو کیا قبرستان میں مٹی کا پٹاؤ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریرِ سوال جو اَملاک انجمنِ اسلامیہ کے نام وقف ہیں، اِن کی آمدنی انجمن کے مقررہ دستور کے موافق اُن تمام سرگرمیوں میں صرف کی جاسکتی ہے، جہاں انجمن کے بااختیار ذمہ داران مناسب سمجھیں اور قبرستان میں ضرورت کی وجہ سے مٹی کا پٹاؤ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاویٰ الحامدية ١٢٦/١ المكتبة الميمنية مصر)

مسجد له أوقاف مختلفة لابأس للقيم أن يخلط غلتها كلها، وإن خرب حانوت منها فلا بأس بعمارته من غلة حانوت آخر؛ لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفا؛ لأن المعنى يجمعهما. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٥٥١/٦ زكريا)

واليوم اعتادوا التسنيم باللبن صيانة للقبر عن النبش ورأوا ذلك حسناً،

Marfat.com

وقال صلى الله عليه وسلم: ما راٰه المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن. (شامي، كتاب الصلاة / باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت ۱٤٤/۳ زكريا، المستدرك للحاكم ٦٤/۳)

وقد اعتاد أهل مصر وضع الأحجار حفظا للقبور عن الاندراس والنبش ولا بأس به. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ۳۳٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

درگاہوں اور مزارات کے نام وقف زمینوں کی آمدنی کا مصرف؟

سوال (۸۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قدیم مسلم بادشاہوں اور ہندو راجاؤں نے بہت سی جگہوں پر درگاہوں مزارات اور مندروں کے لئے زمینیں الاٹ کی ہیں، نیز مذکورہ مقامات کے جو خادم ہوا کرتے تھے، وہ زمینیں اُن کے استعمال میں رہتی تھیں، اُن کی گذر بسر اِسی آراضی کی آمدنی سے ہوا کرتی تھی، کچھ اِسی طرح کے ہمارے یہاں ایک بزرگ دبیاں پور اندور میں گذرے ہیں، جن کی وفات کو تقریباً ساڑھے چار سو سال ہو چکے ہیں، اُن کے لئے تقریباً سولہ بیگھہ زمین الاٹ کی گئی تھی، پر ہمارے آباء واجداد زراعت کیا کرتے تھے، اور بحیثیت خادم ومجاور خدمت بھی کیا کرتے تھے، پھر ۱۹۲۶ء کے ہولکر اسٹیٹ میں اُس وقت کی حکومت نے تحقیقات کر کے نوٹس دے کر درگاہوں کے خادمین کو بلوایا اور اُن تمام مجاورین کو بطور سند ایک ایک پرچہ دیا گیا۔ (ہولکر اسٹیٹ کی دی ہوئی نوٹس اور سند جو انعام یعنی مذکورہ آراضی کو قائم رکھنے کی تھی اور گزٹ اِن سب کی فوٹو کاپی ساتھ میں منسلک ہے)

(۱) جس میں لکھا کہ ۱۹۲۶ء کے انعام انکوائری رولز دفعہ ۲۰؍ کے مطابق آفیسر کے حکم سے یہ انعام (آراضی وغیرہ) تمہارے نام قائم رکھا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ درگاہوں کے توسط سے ملی ہوئی آراضی وغیرہ کے ان کے مجاورین وخادمین مالک ہیں یا نہیں؟ جب کہ ہم اب بھی وہاں کی خدمت کر رہے ہیں، دوسری بات موجودہ وقت میں

Marfat.com

وقف بورڈ سرکاری کاغذات میں اس انعام کو وقف اندراج کرا کے اُسے نیلام کرنا چاہتا ہے، یعنی قیمت لے کر کسی کو ایک سال اور پھر سال پورا ہونے پر قیمت لے کر اسی کو یا دوسرے کو مذکورہ مدت تک کے لئے دیتا رہے گا، اور ہمیں اس سے دست بردار کرنا چاہتا ہے، کیا یہ انعام بطورِ حق الخدمت ہماری ملکیت نہیں ہے؟ یا ہے، جب کہ کاغذات میں بطور انعام اس آراضی کی سند ہمیں دی جا چکی ہے، نیز وقف اور انعام میں کیا فرق ہے؟ شرعی اعتبار سے وضاحت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں مزارات کی دیکھ ریکھ کے لئے یا اُن کو آباد رکھنے کے لئے کسی طرح کے وقف کا کوئی ثبوت نہیں ملتا؛ لیکن ہندوستان کے بادشاہوں نوابوں اور راجاؤں نے اُسے ایک کارِ خیر سمجھ کر زمین الاٹ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، اور اِس طرح کے اَوقاف کی تحریری شرائط میں مزارات کے اِردگرد رہنے والے بے سہارا لوگوں کی ضروریات میں صرف کرنے کی بات لکھی گئی، اس لئے مذکورہ جائیدادوں کو اَوقاف کے حکم میں قرار دے کر اُن سے ہونے والی آمدنی غریب خدام اور دیگر فقراء و مساکین، قریبی قبرستانوں کی ضروریات اور مزید آمدنی بچنے پر مساجد و مدارس میں صرف کی جائے گی، اور ان زمینوں کا فروخت کرنا یا دوسروں کی طرف ہبہ وغیرہ کے ذریعہ منتقل کرنا وقف بورڈ یا خدام کے لئے جائز نہیں ہے۔ (مستفاد از: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۳۷۰-۳۷۱ ڈابھیل، انوارِ رحمت ۱۵۳-۱۵۴، فتاویٰ دارالعلوم ۱۴/ ۱۶۹، ۱۸۵)

سئل نجم الدين في مقبرة فيها أشجار، هل يجوز صرفها إلى عمارة المسجد؟ قال: نعم إن لم تكن وقفًا على وجه آخر، قيل له: فإن تداعت حيطان المقبرة إلى الخراب يصرف إليها أو إلى المسجد، قال: إلى ما هي وقف عليه إن عرف، وإن لم يكن للمسجد متول ولا للمقبرة فليس للعامة التصرف فيها بدون إذن القاضي. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / تبيل الباب الثالث عشر في الأوقاف التي يستغني عنها الخ ٢/ ٤٧٦-٤٧٧ زكريا)

Marfat.com

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ ٣٥٢/٤ دار الفكر بيروت، ٥٣٩/٦ زكريا)

فيزول ملك الواقف عنه إلى الله تعالىٰ على وجه تعود منفعته إلى العباد، فيلزم ولا يباع ولا يوهب ولا يورث. (الهداية / كتاب الوقف ٦٤٠/٢ إدارة المعارف ديوبند، الفتاوىٰ التاتارخانية ٣/٨ رقم: ١١٠٥٩ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الأول من كتاب الوقف ٣٥٠/٢ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٤٢/٥ زكريا، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قومی اِدارے کی آمدنی کہاں خرچ کی جائے؟

سوال (۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عثمان یا پھر زید، بکر وغیرہ مل کر کوئی اِسکول یا اِدارہ (قومی) ٹرسٹ یا سوسائٹی کے ذریعہ چلاتے ہیں، یہ ٹرسٹ یا سوسائٹی بعض مرتبہ صرف نام کی ہوتی ہے یعنی تمام سوسائٹی کے ممبر یا تمام ٹرسٹی عملی اور مالی طور پر اِس ادارے یا اسکول کے کاموں میں حصہ نہیں لیتے، صرف ایک عثمان ہی تمام اِخراجات اور کاموں کو دیکھتا اور کرتا ہے۔ مندرجہ بالا اِدارے یا اِسکول سے ہونے والی زائد آمدنی فیس اور ڈونیشن کے ذریعہ کسی فرد یا سوسائٹی یا ٹرسٹ کی ملکیت ہوسکتی ہے؟ اگر نہیں ہوسکتی تو کیا اِس زائد آمدنی کو اپنے ذاتی مصرف میں لانے کا حق سوسائٹی کے ممبر یا ٹرسٹی کو ہوسکتا ہے؟ اِس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں، یہ عام دوسری تجارت کی طرح ہے یا قومی ملکیت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو اِدارہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو؛ بلکہ قومی وملی اِدارے کے بطور اُسے قائم کیا جائے، تو اُس کے ٹرسٹی اور ممبران شرعاً اس کے مالک نہیں ہوتے

Marfat.com

ہیں؛ بلکہ اِدارے کی تمام آمدنی کا مالک خود اِدارہ ہوتا ہے جو بجائے خود ایک شخص کے حکم میں ہے، اِس لئے مسئولہ صورت میں مذکورہ اِدارے یا اِسکول کی ہر طرح کی آمدنی کسی خاص فرد کی نہیں؛ بلکہ اِدارے کی ملک ہوگی، اور اِس آمدنی کو اِدارے کا کوئی بھی ممبر اُصول وضوابط کے بغیر اپنے ذاتی مصرف میں خرچ کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ اِدارے کوئی تجارتی کمپنی نہیں ہیں؛ بلکہ قوم وملت کی ملکیت ہیں، اُن کی آمدنی صرف اُنہی جگہوں پر خرچ ہوگی جن سے اِدارے کی ضرورت وابستہ ہو۔

ليس للمتولي أخذ زيادة على ما قرّر له الواقف أصلاً، ويجب صرف جميع ما يحصل من نماء وعوائد شرعية وعرفية لمصارف الوقف الشرعية.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب إذا كان الناظر مفسدًا لا يقبل قوله بيمينه ٦٧٢/٦ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۵/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

اَوقاف کی زمینوں کا تبادلہ

آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے موقوفہ زمین کا تبادلہ کرنا؟

سوال (۸۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج سے تقریبا ۵۰-۶۰ رسال پہلے ایک صاحبِ خیر نے ہمارے گاؤں کے مدرسہ مظاہر العلوم کے لئے گاؤں سے قریب ایک کھیت تقریبا ڈھائی بیگھہ بطور وقف دیا تھا، اس وقت بھی اس میں کوئی خاص آمدنی نہیں ہوتی تھی، اسی وجہ سے آخری ۳۵ رسال سے زمین کی نیلامی موقوف ہے؛ بلکہ اس کا محصول مدرسہ ادا کرتا ہے۔ یعنی نقصان ہی نقصان ہے، اس وقت اس کھیت کے اطراف میں لوگوں نے مکانات بنا کر رہنا بھی شروع کر دیا ہے، جس کی وجہ سے وقف کی حفاظت بھی مشکل ہو رہی ہے۔ اگر اس زمین کو بیچ دیا جائے تو اُمید ہے کہ پچاس سے پچپن لاکھ روپئے آسکتے ہیں، اور اس رقم سے دوسری ملکیت مدرسہ کے لئے بسا کر کافی آمدنی ہوسکتی ہے، واقف کا کئی سالوں سے انتقال ہو چکا ہے؛ لیکن اُن کے وارثین نے اگر شریعتِ مطہرہ اِجازت دے اس کھیت کو بیچ کر دوسری ملکیت بسانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں بتائیں مدرسہ کمیٹی یا گاؤں کے لوگ مشورے سے اُس کو بیچ کر زیادہ آمدنی والی ملکیت خرید سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریرِ سوال چوں کہ مدرسہ کے لئے مذکورہ موقوفہ زمین سے فی الحال کوئی نفع نہیں ہے؛ بلکہ اس پر سرکاری محصول اَدا کرنے کی وجہ سے مزید نقصان ہی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اِس لئے مدرسہ کمیٹی اور گاؤں کے ذمہ دار حضرات سے مشورہ کر کے اُس

Marfat.com

جگہ کو فروخت کردیا جائے اور اُس کے بدلے میں دوسری نفع بخش جگہ لے لی جائے؛ تاکہ مدرسہ کی وقف کی آمدنی زیادہ سے زیادہ حاصل ہوسکے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

وكذلك سائر الوقوف عنده إلا أنها إذا خرجت عند انتفاع الموقوف عليهم به جاز استبدالها بأذن الحاكم بأرض أو دور آخر تكون وقفًا مكانها.

(إعلاء السنن / كتاب الوقف ۱۱۲/۱۳)

وحكى أنه وقع مثله في زمن سيدنا الإمام الأجل في رباط بعض الطرق خرب ولا ينتفع المارة به، وله أوقاف عامرة فسئل، هل يجوز نقلها إلى رباط آخر ينتفع الناس به، قال نعم؛ لأن الواقف غرضه انتفاع المارة ويحصل ذلك بالثاني. (شامي / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ۵۵۰/٦-۵۵۱ زكريا، ۳۶۰/٤ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۶/۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کیلئے متعین کردہ زمین کے بدلے دوسری زمین وقف کرنا؟

سوال (۹۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی جائیداد زمین سے ایک قطعہ مسجد کی تعمیر کے لئے وقف کی چند سالوں کے بعد اس زمین سے قریب دوسری مسجد بن جانے کی وجہ سے زید چاہتا ہے کہ اتنے ہی رقبہ کی زمین کا ایک حصہ دوسری جانب وقف کرکے اُس پر مسجد کی تعمیر کرے اور پہلی زمین اپنے استعمال میں لے لے، کیا اِس شرعی مصلحت کے پیش نظر زید اپنی موقوفہ (متعینہ) زمین سے رجوع کرکے اُسی جیسی دوسری زمین وقف کرسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی زمین جو مسجد کی تعمیر کے لئے وقف کی گئی اور اس

Marfat.com

میں ابھی تعمیر نہیں ہوئی تھی کہ اُسی کے قریب دوسری مسجد بنادی گئی، تو اب مسجد کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے واقف کے لئے جائز ہے کہ اس موقوفہ زمین کا تبادلہ دوسری ایسی زمین سے کردے جہاں مسجد کی تعمیر کی ضرورت ہو اور اس سابقہ موقوفہ زمین کو اپنے استعمال میں لے لے۔

وفي القنية: مبادلة دار الوقف بدار أخرىٰ إنما تجوز إذا كانتا في محلة واحدة أو تكون المحلة المملوكة خيرًا من المحلة الموقوفة، وعلىٰ عكسه لا يجوز. (مجمع الأنهر / كتاب الوقف ۷۳٦/۱)

وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلىٰ أقرب مسجدٍ أو رباطٍ أو بئرٍ أو حوضٍ إليه (الدر المختار) وفي شرح الملتقىٰ: يصرف وقفها لأقرب مجانس لها. (شامي، كتاب الوقف / فيما لو خرب المسجد أو غيره ٥٤٩/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۲/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقف علی الخیر جائیداد کو فروخت کر کے دوسری خریدنا؟

سوال (۹۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حاجی کمن صاحب مرحوم ساکن گلشہید مرادآباد نے اپنی حیات میں کل جائیداد کو ۱۹۳۲ء اور ۱۸۳۵ء میں وقف علی الاولاد وعلی الخیر کیا، ان دونوں وقف ناموں کی نقلیں حاضر خدمت ہیں، اس وقت وقف جائیداد قدیم اور جدید کرایہ اٹھی ہوئی ہیں، جن کا ماہانہ کرایہ اِس وقت ۴۶/۲۵ ۲۸/ روپئے ہوتے ہیں، اِسی آمدنی کرایہ میں سے وقف جائیداد کے اخراجات جیسے واٹر ٹیکس، ہاؤس ٹیکس، مقدمہ بازی وعطیہ مساجد بھی ہیں، اِس وقت وارثان کی تعداد ۲۹ نفر پر مشتمل ہے، جن کو بالفاظ دیگر قدرے سہام حصہ کرایہ آمدنی ملتی ہے، چوں کہ پرانے وارثان کے انتقال پر اُن کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے، اور کرایہ آمدنی بھی اِسی لحاظ سے کم ہوتی جاتی ہے، اس لئے وارثان وقف

Marfat.com

جائیداد کو اُٹھا کر زیادہ آمدنی کرایہ حاصل ہو سکے۔ کیا اِس طرح وقف جائیداد کو فروخت کرنا اور دوسری جائیداد خرید کر اس کو وقف کرنا از روئے قرآن وحدیث شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ وقف سے چوں کہ آمدنی کا سلسلہ بدستور جاری ہے؛ لہٰذا اُسے فروخت کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

وشرط في البحر: خروجه عن الانتفاع بالكلية. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في اشتراط الإدخال والإخراج ٥٨٥/٦ زكريا، كذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٤٥/٥ زكريا، كذا في النهر الفائق / كتاب الوقف ٣٢٠/٣ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۹/۹/۹ھ

آمدنی بڑھانے کیلئے موقوفہ جائیداد کو فروخت کر کے دوسری خریدنا؟

سوال (۹۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: وقف جائیداد کی آمدنی بہت کم ہونے کی صورت میں اس کی آمدنی بڑھانے کی غرض سے وقف جائیداد کو بیچ کر اگر دیگر جائیداد خریدی جائے، تو وہ وقف معتبر ہوگا یا نہیں؟ اور ایسا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کیا وقف کی جائیداد فروخت کرنے کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض آمدنی بڑھانے کی غرض سے موقوفہ جائیداد اور عمارات کو بیچنے یا تبدیلی کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

والثالث: أن لا يشرطه ولكن فيه نفع في الجملة وبدله خير منه ريعًا ونفعًا وهٰذا لا يجوز استبداله على الأصح المختار ...... بخلاف الدار إذا ضعفت بخراب بعضها ولم تذهب أصلاً فإنه لا يجوز حينئذ الاستبدال على كل

Marfat.com

الأقوال . (شامي، كتاب الوقف / مطلب في استبدال الوقف وشروطه ٥٨٤/٦ زكريا، كذا في مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٥٧٦/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۲/۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موقوفہ زمین کا کرایہ کم ہونے کی وجہ سے فروخت کرکے دوسری خریدنا؟

سوال (۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ۱۹۳۲ء میں ہندو پاک کی تقسیم سے قبل مراد آباد میں تقریباً تین ہزار مربع گز آراضی اسٹیشن روڈ پر محمد اخلاق کو تھیٹر لگانے کے لئے ۲۰؍سال کی مدت کے واسطے ۴۰؍روپے ماہوار کرایہ پر پٹہ پر دی گئی تھی، ۱۹۳۲ء میں حاجی کریم اللہ اور مسماۃ...... نے ایک وقف کیا، جس میں اور دیگر جائیداد کے علاوہ یہ تھیٹر (سینما) کی آراضی بھی شامل کی گئی، ۱۹۴۷ء میں محمد اخلاق پاکستان چلے گئے، اور پاکستان سے آئے ایک شرنارتھی، جرنجیت لال پی پڑا نے یہ آراضی اپنے نام الاٹ کرالی، اور ۴۰؍روپے ماہوار کرایہ ہمارے دادا کو دیتا رہا، ۱۹۵۲ء میں یہ ۲۰؍سال کی میعاد ختم ہونے پر جرنجیب لال پی پڑا میرے دادا نظام الدین متولی (وقف علی الاولاد حاجی کریم اللہ محلہ مان پور، مرادآباد) سے تین سو روپے ماہوار کا دوسرا پٹہ ۲۵؍سال کی مدت کے لئے کیا، ۱۹۷۸ء میں ۲۵؍سال کی مدت ختم ہونے پر میں صلاح الدین اور حاجی عبد اللہ اس شخص جرنجیت لال پی پڑا سے ۲۰؍سال کی میعاد میں توسیع کرلی، اور دو ہزار دو سو روپے ماہوار کرایہ طے کیا، جس کی میعاد ۳۱؍جنوری ۱۹۹۸ء کو ختم ہوگئی ہے، اب میعاد ختم ہونے کے بعد ہم لوگ اپنی آراضی خالی کرانا چاہتے ہیں، چوں کہ پٹہ میں یہ شرط ہے کہ میعاد ختم ہونے پر وہ اپنا عملہ اٹھاکر لے جاوے گا، اور ہماری آراضی ہموار کرکے ہم کو دیدے گا) جس کے لئے وہ بالکل تیار نہیں ہے، ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ۵-۷؍ ہزار روپے ماہانہ کرایہ دینے کو تیار ہے، بازاری قیمت کے لحاظ سے موجود دور میں اس جگہ کی قیمت ۱۰-۱۲؍کروڑ روپے بنتی ہے، اگر یہ جگہ آج خالی ہوجائے تو ہمارے وقف کی آمدنی ایک لاکھ روپے ماہانہ تک ہوسکتی ہے،

Marfat.com

مرادآباد کی ایک بہت بڑی پارٹی ہم سے یہ آراضی ۵۰-۶۰ رہزار روپئے ماہانہ کرایہ پر لینے کو تیار ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ پوری آراضی اس کو تعمیر کرنے کی اجازت کے ساتھ دی جائے ، یعنی ہمیشہ کے لئے جرنجیت لال پی پڑاسے خالی کرانے کی ذمہ داری اُسی کی ہوگی ، وکیلوں سے اور وقف بورڈ لکھنؤ سے مشورہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ تین سال سے زیادہ کے لئے کرایہ پر دی ہی نہیں جاسکتی ، اور اگر جرنجیت لال پی پڑا سے خالی کرانے کے لئے مقدمہ بازی کی جائے ، تو اُس میں وقت اور کتنے روپئے خرچ ہوں گے ، کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ، ۱۰-۲۰ رسال بھی لگ سکتے ہیں ، اس وقت پی پڑا اُس پر بنائے گئے سینما اور چائے کے اسٹال اور سائیکل کے ٹھیکہ سے کل ملا کر ایک لاکھ روپئے ماہانہ کی آمدنی کررہا ہے۔

اِسی طرح پر ایک دوسری آراضی تقریباً ۴-۵ رسو مربع گز ۱۹۳۵ء میں لالہ بلبل پرشاد کو واقف حاجی کریم اللہ نے ۷۵ رروپئے ماہوار کرایہ پر ۹۸ رسال کے واسطے فیکٹری لگانے کے لئے دی تھی ، جس میں پٹہ کی شرائط کے مطابق کاروبار کرنے کے لئے دوکان گودام رہائش کے لئے مکان بنانے کی اِجازت دی گئی تھی ، دوکانیں بناکر وہ ۵۰-۶۰ رہزار روپئے ماہانہ کی آمدنی کررہا ہے ، اور ہم لوگوں کو آج بھی صرف ۷۵ رروپئے دیتا ہے ، پٹہ کی میعاد ختم ہونے میں ابھی ۲۵ رسال کا ٹائم باقی ہے ، پٹہ کی کمزور شرائط کے سبب ہم لوگ کوئی قانونی چارہ جوئی کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں جائیدادوں سے غیر مسلم لوگ بھرپور فائدہ حاصل کررہے ہیں ، اور واقف کے خاندان کے مستفیض الیہ (BENEFICIRIES) دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں ، جس مقصد کے تحت وقف کیا گیا تھا کہ واقف کے خاندان کے لوگ نسل درنسل اور بطناً بعد بطن فیض اُٹھاتے رہیں گے ، بالکل فوت ہوگیا ہے ؛ بلکہ اِس کے برخلاف غیر مسلم لوگ جن کے قبضہ اور تصرف میں یہ آراضی ہے ، خوب فائدہ حاصل کررہے ہیں ، اُن کی نسلوں کا سدھار ہوجائے گا ، ہم لوگ اگر مقدمہ بازی شروع کرتے ہیں ، تو کئی نسلیں گذرجائیں گی ، روپئے علیحدہ پانی کی طرح بہانا پڑے گا ، پھر بھی کوئی فائدہ حاصل ہونے کی اُمید نہیں کی جاسکتی ، یہ جائیدادیں اُن لوگوں کے قبضہ

Marfat.com

میں مستقل طور پر چلی جائیں گی، موجودہ قانون بھی ہمارے موافق نہیں ہے۔

مندرجہ بالا واقعات اور موجودہ مسلمانوں کی پستی اور ناموافق حالات کے پیشِ نظر وقف جائیداد بچانے اور محفوظ کرنے کی غرض سے اِس جائیداد کو فروخت کر کے دوسری جائیداد خرید لی جائے، تو وہ وقف متصور ہوگی یا نہیں؟ ایسا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا وقف جائیداد اِس طرح پر منتقل کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ سوال میں جب کہ اتنی بڑی جائیداد کی آمدنی کل ۲۲/سو روپئے اور دوسری جائیداد کی آمدنی صرف ۷۵/روپئے ہے، یہ آمدنی جائیداد کی مرمت وغیرہ کے لئے بھی کافی نہیں ہوسکتی، اور قانوناً قابضین سے لینا بھی ممکن نہیں؛ لہٰذا ایسی ضرورت کے پیشِ نظر اس جائیداد کو فروخت کر کے دوسری جائیداد وقف کے نام سے لینا جائز ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اُن پرانی جائیدادوں کو فروخت کرنے کے ساتھ ہی جو اُس کی رقم موصول ہو اُس سے فوراً دوسری زمین کا وقف کے نام سے بیع نامہ کرالیں، ورنہ اُس کی رقم کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، اور دوسری خرید کردہ زمین بھی وقف ہی شمار ہوگی اور اُس کے مصارف بھی وہی ہوں گے جو وقف اول کی آمدنی کے ہیں۔

والثاني أن لا يشترطه سواء عدمه أو سكت لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بأن لا يحصل منه شيءٌ أصلاً أو لا يفي بمؤنته فهو أيضًا جائز على الأصح إذا كان بإذن القاضي ورأيه المصلحة فيه. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: في استبدال الوقف وشروطه ٥٨٣/٦ زكريا، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٨/٦ دار الفكر بيروت، كذا في الفتاوى الهندية / الباب الرابع من كتاب الوقف ٤٠١/٢ زكريا)

فإن أرض الوقف إذا غصبها غاصب وأجرى عليها الماء حتى صار بحرًا لا يصلح للزراعة يضمن قيمتها ويشتري بقيمتها أرضًا فتكون الثانية وقفًا على

Marfat.com

وجه الأولیٰ. (فتاویٰ قاضي خان علی الهندیة / فصل في مسائل الشرط في الوقف ۳۰۶/۳ زکریا)

ولو صارت الأرض بحال لا ینتفع بها والمعتمد أنه بلا شرط یجوز للقاضي بشرط أن یخرج عن الانتفاع بالکلیة، وأن لا یکون هناک ریع للوقف یعمر به. (البحر الرائق / کتاب الوقف ۲۲۳/۵ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ضیاع کے اندیشہ سے موقوفہ آراضی کو فروخت کر کے دوسری زمین خریدنا؟

سوال (۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی وقف شدہ آراضی ہے، جو غیر مسلمین کے درمیان میں ہے، جس کے کچھ حصہ پر انہوں نے قبضہ بھی کرلیا ہے، نیز مسجد کی زمین کو نقصان بھی پہنچاتے رہتے ہیں، اور اُس کی فصل سے مسجد کو کوئی خاص فائدہ بھی نہیں ہے؛ اِس لئے ذمہ دارانِ مسجد چاہتے ہیں کہ اس زمین کو فروخت کر کے اُس کی رقم سے دوسری زمین جو محفوظ ہو اور اس سے مسجد کو آمدنی بھی زیادہ ہو، خرید لی جائے۔ واضح رہے کہ واقف کے ورثہ میں اُن کے حقیقی بھتیجے ہیں، اُن کی بھی رائے ہے کہ وقف شدہ زمین کو فروخت کر کے اُس کی رقم سے دوسری زمین خرید لی جائے؛ اس لئے کہ آئندہ بھی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ وقف شدہ آراضی کو فروخت کر کے اس کی رقم سے دوسری زمین خریدی جاسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ اندیشہ واقعی ہو کہ آئندہ موقوفہ زمین پر غیر مسلمین قبضہ کرلیں گے، اور بچانا مشکل ہو جائے گا، تو ایسی صورت میں مذکورہ خطرات کے پیشِ نظر اس زمین کو فروخت کرنا جائز ہے، اور فروخت کرنے کے بعد فوراً دوسری زمین اس آمدنی سے خرید کر وقف

Marfat.com

رجسٹرڈ کرالی جائے؛ تاکہ آمدنی ضائع ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۱۸۳/۹)

والثاني أن لا يشترطه سواء شرط عدمه أو سكت؛ لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بأن لا يحصل منه شيءٌ أصلاً أو لا يفي بمؤنته فهو أيضًا جائز على الأصح إذا كان بإذن القاضي ورأيه المصلحة فيه. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في استبدال الوقف وشروطه ٥٨٣/٦ زكريا، فتح القدير ٢٢٨/٦)

وشرط في الإسعاف أن يكون المستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل ...... وأنت خبير بأن المستبدل إذا كان هو قاضي الجنة، فالنفس به مطمئنة ولا يخشى الضياع معه ولو بالدراهم والدنانير، والله الموفق. (النهر الفائق / كتاب الوقف ٣٢٠/٣ رشيدية)

وقد اختلف كلام قاضي خان ففي موضع جوّزه للقاضي بلا شرط الواقف حيث رأى المصلحة فيه، وفي موضع منعه منه، ولو صارت الأرض بحال لا ينتفع بها، والمعتمد أنه يجوز للقاضي بشرط أن يخرج عن الانتفاع بالكلية، وأن لا يكون هناك ريع للوقف يعمر به، وأن لا يكون البيع بغبن فاحش، كذا في البحر الرائق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الرابع فيما يتعلق بالشرط في الوقف ٤٠١/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت)

فإن أرض الوقف إذا غصبها غاصب وأجرىٰ عليها الماء حتى صار بحرًا لا يصلح للزراعة يضمن قيمتها، ويشتري بقيمتها أرضًا أخرىٰ فتكون الثانية وقفًا على وجه الأولىٰ. (فتاوىٰ قاضي خانٰ على الهندية / فصل في الشرط وفي لوقف ٣١٤/٣ مكتبه اتحاد ديوبند، شلمي، كتاب الوقف / مطلب: لا يستبدل العامر إلا في أربع ٥٨٨/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

سرکاری تحویل میں گرفتہ موقوفہ زمین کو بیچ کر دوسری لینا؟

سوال (۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نے اب سے تقریباً ۲۰ رسال قبل جامعہ اسلامیہ عربیہ رحمانیہ ٹانڈہ کے نام زمین وقف کی، جس کے وہ مکمل طور پر مالک تھے، واقف بے اولاد اور نابینا تھے، اُن کا کوئی وارث بھی نہیں تھا، وقف کنندہ نے بجائے وقف نامہ کے مدرسہ کے نام بیع نامہ کرایا؛ تاکہ آئندہ کوئی اُن کا جھوٹا وارث بن کر مدرسہ کو پریشان نہ کرے؛ لیکن ہوا یہی کہ ایک شخص نے اُن کا جھوٹا وارث بن کر مدرسہ کے خلاف مقدمہ کر دیا، اُس شخص نے اپنے انتقال سے قبل کسی دیگر شخص کے نام فرضی بیع نامہ کرایا، اب وہ شخص مدرسہ کے خلاف مقدمہ لڑ رہا ہے، مدرسہ اِس زمین کا مقدمہ کئی بار جیت چکا ہے؛ لیکن مدرسہ کا قبضہ نہیں ہوا ہے، اور آئندہ بھی قبضہ کے امکان نہیں ہیں، فی الحال وہ زمین سرکاری تحویل میں ہے جس کی وجہ سے اُس میں کاشت بھی نہیں ہو رہی ہے اور مقدمہ پر مدرسہ کا کافی پیسہ بھی خرچ ہو رہا ہے۔ اس لئے دریافت یہ کرنا ہے کہ اس زمین کو فروخت کر کے اس کی رقم سے مدرسہ کے لئے دوسری زمین برائے کاشت خرید لی جائے؛ تاکہ اس کی آمدنی یا غلہ مدرسہ کے کام آسکے اور واقف کو بھی اس کی نیت کے مطابق ثواب پہنچتا رہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کے نام کی گئی، مذکورہ زمین سے سردست مدرسہ کے نفع اٹھانے کی کوئی شکل نہیں ہے، اس لئے ضرورت اور مجبوری کے تحت اس جگہ کے بدلہ اگر کوئی اور زمین خرید کر یا تبادلہ میں حاصل کر لی جائے، تو اس کی گنجائش ہوگی؛ تاکہ نفع رسانی کے راستے کھل سکیں۔ (فتاوی محمودیہ ۱۵/۵۱۰ ڈابھیل)

اعلم أن الاستبدال علی ثلاثة وجوہ: الثاني أن لا یشترطه، سواء شرط عدمه أوسکت لکن صار بحیث لا ینتفع به بالکلیة، بأن لا یحصل منه شيء أصلاً ولا یفي بمؤنته فهو أیضًا جائز علی الأصح إذا کان بإذن القاضي ورأیه المصلحة

Marfat.com

فيه. (شامي / مطلب في استبدال الوقف وشروطه ٦/٥٨٤ زكريا)

وقف موضعها في حياته وصحته، وأخرجه من يده فاستولى عليه غاصب وحال بينه وبينه تؤخذ من الغاصب قيمته، ويشترى بها موضع آخر فيوقف على شرائطه؛ لأن الغاصب لما جحد صار مستهلكًا، والشيء المسبل إذا صار مستهلكًا وجب الاستبدال به. (الفتاوى الهندية / الباب التاسع في غصب الوقف ٢/٤٤٩-٤٥٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۱۱/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آبادی سے دور مدرسہ کی مملوکہ زمین کو بیچ کر آبادی میں جگہ لینا؟

سوال (۹۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عربیہ مدرسہ قائم کرنے چلانے اور اُس میں دنیوی و دینی حفظ وتجوید کے لئے زمین خریدی گئی کہ اِس میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ چلایا جائے گا؛ لیکن وہ زمین شہر سے ۹-۱۰ رکیلومیٹر دور واقع ہے، وہ زمین ابھی افتادہ پڑی ہے، اس میں نہ بنیاد رکھی گئی، نہ تعمیرات ہوئیں، اگر چہ وہاں دیگر مکاتب اور مساجد پہلے سے موجود ہیں؛ لیکن یہ زمین ابھی وقف نہیں کی گئی ہے، اب اصحابِ ارکان کی رائے ہے کہ اس زمین کو فروخت کر کے دوسری جگہ جو شہر کے قریب یا شہر کی آبادی سے متصل ہو خریدی جائے، کیا اَرکان وممبرانِ کمیٹی (جو ابھی مدرسہ کی زمین کو رجسٹری نہ کرا سکی) کو شرعاً اختیار ہے کہ وہ مذکورہ کام انجام دیدے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ زمین چوں کہ مدرسہ کی مملوکہ ہے، موقوفہ نہیں ہے، اِس لئے ذمہ دارانِ مدرسہ اور کمیٹی کے مشورہ سے اُسے فروخت کر کے آبادی کے قریب مناسب جگہ خریدنے کی اِجازت ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۶۷ ڈابھیل)

Marfat.com

فإذا عادت ملكًا يجوز أن يبنى موضع المسجد دارًا أو موضع المقبرة مسجدًا، وغيره ذلك. (مستفاد: عمدة القاري ١٧٩/٤)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودًا مالاً متقومًا مملوكًا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه. (شامي / مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة ١٥/٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۱/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی ڈیڑھ گٹھہ موقوفہ زمین کے بدلہ ۱۲/ گٹھہ زمین کا تبادلہ کرنا؟

سوال (۹۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ڈیڑھ گٹھا زمین مسجد کے نام وقف کی، اور یہ شرط لگائی کہ اس سے جو پیداوار ہوگی وہ مسجد کے اِخراجات پر صرف ہوگی، اور میرے مرنے کے بعد کوئی اُس زمین کا وارث نہ ہوگا سوائے مسجد کے، اور اس زمین سے مسجد کا کوئی فائدہ نہ ہو رہا تھا، اب اُس مسجد کا جو متولی بنا، تو اُس نے اس ڈیڑھ گٹھا زمین کا بدلہ بارہ گٹھا سے کرلیا، اور اب اِس زمین سے تقریباً دس سال سے اچھی خاصی آمدنی ہو رہی ہے، اور مسجد کا فائدہ ہو رہا ہے، تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر اس ڈیڑھ گٹھ زمین سے مسجد کو تھوڑا بہت بھی نفع ہو رہا ہو، تو اُسے فروخت کرنے کی اِجازت نہیں ہے، ہاں جب نفع کی بالکل امید ہی نہ رہے، تو اہل مسجد کے مشورہ سے فروخت کی گنجائش ہے۔

وإن كان لا لذلك؛ بل اتفق أنه أمكن أن يؤخذ بثمنه ما هو خير منه مع كونه منتفعًا به، فينبغي أن لا يجوز؛ لأن الواجب إبقاء الوقف على ما كان عليه دون زيادة؛ ولأنه لا موجب لتجويزه. (شامي، كتاب الوقف / مطلب لا يستبدل العامر إلا في أربع ٣٨٨/٤ كراچی، ٥٨٩/٦ زكريا)

Marfat.com

قال: إذا ضعفت الأرض الموقوفة عن الاستغلال والقيم يجد بثمنها أرضًا أخرىٰ هي أكثر ريعًا كان له أن يبيع هٰذه الأرض ويشتري بثمنها ما هو أكثر ريعًا. (الفتاویٰ التاتارخانية ٦٣/٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کی غیر مستعملہ زمین کوفروخت کرکے دوسری زمین لینا؟

سوال (۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسہ کی ایک زمین غیر مستعملہ میں نالہ ہے، اور دن بدن نالہ کے پانی کے بہاؤ کی وجہ سے زمین کونقصان ہورہا ہے، اور اُس کو روکنے میں مدرسہ کو بہت بڑا خرچ کرنا پڑتا ہے، اگر اُس زمین کو بیچ دیا جائے اور اس رقم سے قریب کی کارآمد زمین خرید لی جائے، تو مدرسہ صرف نقصان سے نہیں بچتا؛ بلکہ اُس میں اور فائدہ ہے، ایسی صورت میں شریعت کی روشنی میں کیا عمل کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زمین مدرسہ کی طرف سے خریدی گئی تھی، تو اُس کو بیچ کر دوسری زمین خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر زمین وقف شدہ ہے، تو غرض واقف کے مطابق جب تک اُس کا استعمال کرنا ممکن ہو، بیچنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اصل موقوفہ زمین کو باقی رکھنا ضروری ہے۔

الثالث: أن لا يشرطه أيضًا ولكن فيه نفع في الجملة وبدله خير منه ريعا ونفعًا، وهٰذا لا يجوز استبداله على الأصح المختار، كذا حرره العلامة قنالي زاده. (شامي ٣٨٤/٤ كراچی، ٥٨٤/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۴/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

تالاب کی زد میں آنے کی وجہ سے ایک مسجد کی جگہ فروخت کرکے دوسری زمین خریدنا

سوال (۹۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لال مسجد محلّہ پڑاؤ قصبہ ٹانڈہ ضلع رامپور کی دو قطعہ آراضی ہے، جو نواب صاحب رامپور کی طرف سے مسجد کے مصارف کے لئے دی گئی تھی، چک بندی میں کسی غلطی کی وجہ سے دونوں زمینوں کے ٹکڑے ایک شخص زید کے نام درج ہوگئے ہیں، اُن کے فوت ہونے کے بعد وہ زمین اُن کی اولاد کے نام آگئی ہے؛ البتہ زید کی اولاد کا مسجد کے مقتدیوں سے یہ کہنا ہے کہ اگرچہ یہ زمین ہمارے نام آگئی ہے؛ لیکن حقیقۃً یہ زمین مسجد ہی کی ہے، اور مسجد ہی اُس کی مالک ہے، اور اب تک اُس کی پیداوار سے جو آمدنی ہوئی ہے وہ بھی مسجد ہی کو آتی ہے۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ اِن دونوں زمینوں کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا پانی کے تالاب سے متصل ہے، پانی کی وجہ سے یہ ٹکڑا برابر کٹ رہا ہے، اور کافی زمین پانی میں چلی گئی ہے، جس کی وجہ سے اس ٹکڑے سے کوئی آمدنی پیداوار وغیرہ کی نہیں ہورہی ہے، اب کمیٹی اور مقتدیانِ مسجد اِس ٹکڑے کو فروخت کرکے یہ چاہتے ہیں کہ جو رقم حاصل ہو اس کے ذریعہ سے جو دوسرا ٹکڑا ہے، وہ آبادی سے متصل ہے، اس پر کچھ رہائشی کمرے تعمیر کردیئے جائیں، تو کیا اہل محلّہ اور کمیٹی کو ازروئے شرع ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ چوں کہ دونوں ہی ٹکڑے مسجد کے نام نہیں ہیں، تو کیا کمیٹی اور اہل محلّہ اِس بات کے شرعاً مجاز ہیں کہ دونوں ہی زمین کے قطعہ فروخت کرکے اس کی رقم سے مسجد کے نام سے کسی اور جگہ پر زمین خرید لی جائے، جس کی پیداوار وغیرہ سے مسجد کو آمدنی ہوتی رہے، جو حکم بھی ازروئے شرع ہو مطلع فرماکر ممنون فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ دونوں زمینیں لال مسجد کی ملکیت ہیں، اگرچہ ان

Marfat.com

پر کسی اور شخص کا نام درج ہو گیا ہو، اب جو زمین تالاب کے کنارے آ کر ضائع ہو رہی ہے، اس کے تبادلہ میں دوسری جگہ برائے آمدنی مسجد خریدی جاسکتی ہے؛ لیکن وہ جگہ بیچ کر دوسری زمین کی تعمیرات میں لگانا درست نہ ہوگا۔

لكن صار بحيث لاينتفع به بالكلية، بأن لا يحصل منه شيء أصلا، أو لا يفي بمؤنته، فهو أيضًا جائز على الأصح. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في استبدال الوقف وشروطه ٥٨٤/٦ زكريا)

وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلىٰ أقرب مسجدٍ أو رباطٍ أو بئرٍ أو حوضٍ إليه (الدر المختار) وفي شرح الملتقىٰ: يصرف وقفها لأقرب مجانس لها. (شامي، كتاب الوقف / فيما لو خرب المسجد أو غيره ٥٤٩/٦ زكريا)

البتہ جس زمین سے آمدنی حاصل ہو رہی ہے اس کو بیچ کر دوسری جگہ لینا درست نہ ہوگا۔

والثالث أن لا يشترطه أيضًا، ولكن فيه نفع في الجملة، وبدله خير منه ريعًا ونفعًا، وهٰذا لا يجوز استبداله على الأصح المختار. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في استبدال الوقف وشروطه ٥٨٤/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے ناقابلِ استعمال مکان کو فروخت کرکے دوسری جگہ خریدنا؟

سوال (۱۰۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا ایک بہت قدیم مکان ہے، جس کی کڑی وغیرہ بھی بوسیدہ ہو چکی ہے اور کچھ ٹوٹ بھی گئی ہیں، ۲۵-۳۰ رگز میں ہے، وہ بھی اندر گلی میں، نہ دکان وغیرہ کے مطلب کا ہے اور نہ اس کو کوئی کرائے پر رہنے کے لئے لے سکتا ہے، بہر حال اِس وقت مسجد کے کسی فائدے کا نہیں ہے، ذمہ دارانِ

Marfat.com

مسجد یہ چاہتے ہیں کہ اس مکان کو بیچ کر اور کچھ رقم اور ڈال کر کوئی دوسری جگہ خرید کر وہاں کوئی مکان یا دکان وغیرہ بنا کر اسے کرائے پر دے دیا جائے؛ تاکہ مسجد کی آمدنی میں کچھ اضافہ ہو جائے، اس سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ذمہ دارانِ مسجد کا یہ عمل درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر واقعۃً مسجد پر وقف شدہ قدیم مکان ایسا بوسیدہ ہوگیا ہے کہ اس سے مسجد کے لئے کسی آمدنی کی اُمید نہیں ہے، تو ذمہ دارانِ مسجد کے لئے اس مکان کو فروخت کر کے حاصل شدہ رقم سے دوسری جگہ خرید کر اُس سے مسجد کے لئے آمدنی حاصل کرنے کی گنجائش ہوگی۔

وشرط في البحر خروجه على الانتفاع بالكلية وكون البدل عقارًا. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في اشتراط الإدخال والإخراج ٦/٥٨٥ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٤٥ زكريا)

قول الشارح: وشرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية، قال العلامة الرافعي تحته: بأن لا يحصل منه شيء أصلاً أو لا يفي بمؤنته. (التقريرات الرافعي على الرد المحتار ٦/٨٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۸/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام متعینہ جگہ خرید کر دوسری جگہ پر مسجد بنانا؟

سوال (۱۰۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ”تنظیم علماء اہلِ سنت والجماعت“ کے زیر اہتمام مختلف دینی اُمور انجام پاتے ہیں، اور دار القضاء بھی، تنظیم کی اپنی کوئی مستقل جگہ نہیں ہے، دفتر اور دار القضاء کرایہ کی جگہ پر ہے، اراکینِ تنظیم نے باہمی مشورہ سے ایک ایسے علاقے میں، جہاں مسجد کی سخت ضرورت تھی، مسجد کے لئے چند جھونپڑوں پر مشتمل بارہ سو مربع فٹ زمین کا سودا ایک کروڑ دس لاکھ روپئے میں کیا، قیمت کی

Marfat.com

ادائیگی کی مدت ایک سال طے پائی؛ لیکن کچھ دنوں بعد صاحب معاملہ (بائع نے چھ ماہ کی مدت میں مبلغ ۸۰/لاکھ روپے کی ادائیگی کا مطالبہ شروع کردیا، تنظیم چھ ماہ کی مدت میں ۸۰/لاکھ روپے جمع نہیں کرسکی، تو مالک مکان نے تنظیم سے مسجد کا سودا ختم کرتے ہوئے تحریری معاہدہ نامہ واپس لے لیا، اور ایک مجلس میں یہ بھی کہا کہ ہمیں لوگوں نے بتایا تھا کہ تنظیم زمین کی خریداری مسجد کے لئے نہیں؛ بلکہ اپنے آفس کے لئے کررہی ہے، اِسی دوران کچھ دوسرے لوگ نمودار ہوئے، جس میں صاحب معاملہ کے سالے بھی شامل ہیں، اُن لوگوں نے مطالبہ کیا کہ جو رقم آپ لوگوں نے مسجد کے نام پر جمع کی ہے، وہ ہمارے حوالے کردو؛ کیوں کہ ہم لوگ وہی جگہ اُسی قیمت پر اُنہیں صاحب سے مسجد کے لئے خرید رہے ہیں، اور اُن لوگوں نے الگ سے کمیٹی بھی تشکیل دے دی ہے، جس میں تنظیم کا کوئی رکن شامل نہیں ہے؛ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) اب جب کہ تنظیم پر اعتماد کرتے ہوئے مسجد کے نام پر جو چندہ اب تک جمع ہورہا ہے، اس کا وکیل کون ہوگا؟ تنظیم علماء اہل سنت والجماعت یا نئی کمیٹی؟

(۲) کیا موجودہ صورتِ حال میں تنظیم کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ سابقہ سودا خود بیچنے والے کی طرف سے رد کردینے کے بعد اس جمع شدہ رقم سے مسجد کے لئے دوسری جگہ خرید سکے۔

(۳) یا تنظیم پر لازم ہوگا کہ جو بھی شخص مذکورہ جگہ کا سودا مسجد کے لئے کرے، تنظیم جمع شدہ رقم ان کے حوالہ کردے؟

(۴) ہزاروں چندہ دہندگان سے اُن کی آراء اور نیتوں کا حال دریافت کرنا تقریباً ناممکن ہے؛ کیوں کہ بہت سے لوگوں نے چندہ کی جھولی میں بے نام عطیہ کیا ہے؟

(۵) خدشہ اس بات کا ہے کہ لوگ تنظیم سے سوال کریں کہ ہم نے تمہارے اعتماد پر مسجد کے نام پر چندہ دیا تھا، تو تم نے اس رقم کو دوسرے کے حوالہ کیوں کیا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ ''تنظیم علماء اہل سنت والجماعت'' نے اپنے

Marfat.com

اعتماد پر لوگوں سے سخت ضرورت کے علاقہ میں مسجد کی تعمیر کے لئے زرتعاون جمع کیا ہے؛ لہٰذا یہی تنظیم اِس پوری رقم کی وکیل ہے، پس اگر پہلی جگہ پر کسی وجہ سے مسجد تعمیر نہ ہوسکے، تو اس تنظیم کو دوسری جگہ خرید کر مسجد تعمیر کرنے کا حق حاصل ہے؛ تاہم اِس اقدام کے بعد اخبار وغیرہ میں اعلان کردیا جائے کہ اب تنظیم فلاں جگہ پر مسجد تعمیر کررہی ہے؛ تاکہ تنظیم کا اعتماد بحال رہے اور اس تنظیم کو اپنی حاصل کردہ رقم نئی کمیٹی کو دینے کا اختیار نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۲۸۲ میرٹھ، باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ ۳۵۱)

ومنه أن كل عقد لا يحتاج فيه الوكيل إلى إضافته إلى المؤكل، ويكتفي بالإضافة إلى نفسه كالبيعات والأشربة والإجارات والصلح الذي هو في معنى البيع، فحقوقه راجعة إلى الوكيل، ويكون الوكيل في هذه الحقوق كالمالك والمالك كالأجنبي. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الوكالة ۳/۵٦۷ زكريا)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ۱/٦۱، رقم المادة: ۹٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۱۱/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مامون علاقہ سے مسجد کی زمین فروخت کرکے دوسری جگہ لینا؟

سوال (۱۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک قطعہ اراضی مدرسہ، مسجد اور اسکول کے لئے شہر سے ۱۰ ر کلومیٹر دور خریدی گئی، اب درمیان میں غیر مسلم بستیاں پڑتی ہیں، راستہ امن کا نہیں ہے، طلبہ اور اساتذہ شہر سے بھی جائیں گے، ابھی کچھ تعمیر نہیں ہوئی۔ کیا اُسے فروخت کرکے دوسری جگہ اُس کام کے لئے خریدی جاسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ صورت میں مذکورہ زمین کو بیچ کر

Marfat.com

اُن پیسوں سے دوسرے مامون علاقہ میں مذکورہ مقاصد کے لئے زمین خریدنا جائز ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۶۲/۷، امداد الفتاویٰ ۵۹۳/۲)

وکذلک سائر الوقوف عنده إلا أنها إذا خرجت عند انتفاع الموقوف عليهم به جاز استبدالها بإذن الحاكم بأرض او دورٍ أخرىٰ تكون وقفًا مكانها.

(إعلاء السنن ۱۱۲/۱۳ کراچی، ۲٤۷/۱۳ بیروت)

ونقل في الذخيرة عن شمس الأئمة الحلواني أنه سئل عن مسجدٍ أو حوض خربَ، ولا يحتاج إليه لفرق الناس عنه، هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلىٰ مسجدٍ أو حوضٍ آخر؟ فقال: نعم! ومثله في البحر عن القنية الخ. (شامي، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٥٥٠/٦ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۵/۶/۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹرسٹ کا مسجد کے نام زمین لے کر اُس کو دوسری زمین سے بدلنا؟

سوال (۱۰۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک ٹرسٹ نے مسجد ومدرسہ کے لئے عوامی چندے سے ایک دوکان خریدی ہے، اور اس جگہ کا ماحول ناموافق ہے، اس وجہ سے ٹرسٹ کی یہ نیت ہے کہ اگر اس سے بہتر کوئی مناسب جگہ ہم کو مل گئی تو اس دوکان کو فروخت کر کے اس جگہ کو خرید لیا جائے گا، اس لئے اس کو مسجد کا نام نہ دیتے ہوئے مدرسہ کیا جائے؛ تاکہ ضرورت پڑنے پر اس مکان کو فروخت کیا جاسکے۔ تو معلوم یہ کرنا ہے کہ عوام نے تو مسجد کے لئے چندہ دیا ہے؛ لیکن ٹرسٹ نے مسجد کی نہیں؛ بلکہ مدرسہ کی نیت کرلی ہے، تو کیا ٹرسٹ کی نیت کی بنیاد پر اس مذکورہ بالا مکان کے لئے مسجد کا حکم نہیں رہے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ٹرسٹ نے جو جگہ خریدی ہے اُسے اس وقت تک مسجد کا

Marfat.com

حکم نہیں دیا جائے گا، جب تک کہ وہاں مسجد کی نیت سے تعمیر یا نماز شروع نہ کردی جائے، اب اگر وہ جگہ ناموافق ماحول میں پڑتی ہے، تو ٹرسٹ کو یہ حق حاصل ہے کہ اُسے فروخت کر کے اس کے بدلہ میں مناسب جگہ مسجد کے لئے حاصل کرلے، اور وہاں مسجد تعمیر کرے اور جس غرض سے چندہ وصول کیا گیا ہے، وہ صرف اِسی غرض میں استعمال کرے۔

ویزول ملکه عن المسجد والمصلي بالفعل أي بالصلاة فيه، وبقوله: جعلته مسجدًا عند الثاني. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب إذا وقف كل نصف على حدة صارا وقفين ٥٤٤/٦–٥٤٥ زكريا)

وإذا بنى مسجدًا لا يصير مسجدًا حتى يقر بلسانه أنه مسجد لا يباع ولا يوهب ولا يرهن ولا يورث، وفتح الباب وأذن فيه وأقيم وأذن للناس بالدخول فيه عامة، فيصير مسجدًا إذا صلى بجماعة فيه، وقال أبو يوسف: يصير مسجدًا بقوله: جعلته مسجدًا، وفي الخانية: وفي رواية أخرىٰ عن أبي حنيفة: إذا صلى واحد فيه بإذنه يصير مسجدًا، إلا أن بعضهم قال: إذا صلى فيه واحد بأذان وإقامة، وفي ظاهر الرواية لم تذكر هذه الزيادة، والصحيح رواية الحسن وهو أنه يشترط أداء الصلاة بالجماعة من اثنين فصاعدًا بإذنه كما قال محمد. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / الفصل الحادي والعشرون في المساجد ١٥٦/٨ رقم: ١١٤٩٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد یا وقف کی آراضی کو منتقل کرنا؟

سوال (۱۰۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد اور وقف کی آراضی نہ تو منتقل کی جاسکتی ہے اور نہ فروخت کی جاسکتی ہے، کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد اور وقف کی آراضی بلا شدید ضرورت کے منتقل اور فروخت نہیں کی جاسکتی۔

فإذا تم ولزم لایملک ولا یملّک ولا یعار ولا یرهن. (الدر المختار) قوله: لا یملک أي لا یکون مملوکًا لصاحبه، ولا یملّک: أي لا یقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه، لاستحالة تملیک الخارج عن ملکه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ ٥٣٩/٦ زکریا، ٣٥٢/٤ کراچی، کذا في الفتاویٰ الهندیة / الباب الأول من کتاب الوقف ٣٥٠/٢، فتح القدیر / کتاب الوقف ٢٢٠/٦ دار الفکر بیروت، الهدایة / کتاب الوقف ٦٥١/٢ مکتبه بلال دیوبند)

أما بدون الشرط أشار في السیر أنه لا یملک الاستبدال إلا القاضي إذا رأی المصلحة في ذلک. (فتاویٰ قاضي خان علی هامش الهندیة ٣٠٦/٣ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴؍۱۰؍۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عارضی بنائی گئی مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا

سوال (۱۰۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں لوگ پنج گانہ نماز پڑھنے کے لئے کچی مسجدیں تعمیر کرتے ہیں (یعنی ٹین اور تختہ وغیرہ سے) پھر بوقت ضرورت مسجد دوسری جگہ منتقل کردیتے ہیں، اور مسجد کی پرانی جگہ کو حسبِ ضرورت دوسرے کام میں لگایا جاتا ہے، ایسا ہی ہمارے گھر میں بھی ایک پرانی مسجد ہے؛ لیکن دن بدن گھر میں مکانات بڑھنے کی وجہ سے مسجد بالکل گھر کے اندر ہوگئی، اور گھر کا مطبخ بھی مسجد کے محراب سے ملا ہوا ہے، عورتوں کی باتیں مسجد میں سنائی دیتی ہیں، مزید برآں عورتوں کے پردے میں خلل واقع ہوتا ہے، مذکورہ وجوہات کی وجہ سے اب گھر والے مسجد سڑک پر منتقل کرنا

Marfat.com

چاہتے ہیں، تو کیا مسجد کے احترام کے لئے مذکورہ جگہ سے سڑک پر منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی پرانی جگہ کو دوسرے کام میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ مساجد جو محض عارضی طور پر جماعت خانہ کی نیت سے بنائی جاتی ہیں، اُن کو بعد میں ضرورت کی بنا پر دوسری جگہ منتقل کرنا درست ہوسکتا ہے؛ لیکن اگر مستقل طور پر کسی جگہ مسجد بنائی جائے، تو پھر وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہوجاتی ہے، اُس کو منتقل کرنا قطعاً جائز نہ ہوگا۔

ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتىٰ (الدر المختار) قوله: عند الإمام والثاني: فلا يعود ميراثًا، ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد اٰخر، سواء كانوا يصلون فيه أولا وهو الفتوىٰ، وأكثر المشائخ عليه. (شامي / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٨/٦ زكريا، كذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / أحكام المساجد ٤٢١/٥ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب الوقف / وأما حكم الوقف الجائز ٢٢١/٦ كراچی)

لو كان مسجدٌ في محلة ضاق على أهله، ولا يسعهم أن يزيدوا فيه، فسألهم بعض الجيران أن يجعلوا ذٰلك المسجد له ليدخله في داره، ويعطيهم مكانًا عوضًا ما هو خير له، فيسع فيه أهل المحلة، قال محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ: لا يسعهم ذٰلك، كذا في الذخيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٤٥٧/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱۱/۲۵ھ

غیر مسلموں کے غلبہ کی وجہ سے گاؤں اور مسجد چھوڑنا؟

سوال (۱۰۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: ایک گاؤں میں غیر مسلموں کی تعداد زیادہ ہے اور مسلمانوں کی تعداد کم ہے، اور ہر سال کوئی نہ کوئی خطرہ ہوتا رہتا ہے، اور اس گاؤں میں مسجد بھی ہے، اگر گاؤں چھوڑتے ہیں تو مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، ایسی صورت میں مسلمان کیا کریں گے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حوصلہ مندی کے ساتھ حتی الامکان اُسی بستی میں جمے رہیں اور رفتہ رفتہ اپنی آبادی بڑھانے کی سعی کرتے رہیں، اور جہاں تک ممکن ہو مسجد کی بے حرمتی اور غیروں کے ہاتھ میں جانے سے روکنے کا انتظام کریں، ایسی صورت میں وہ انشاء اللہ عند اللہ ماجور اور مستحق ثواب ہوں گے، ہاں اگر وہاں رہ کر جان وایمان بچانا دشوار ہو تو اس بستی کو چھوڑ کر دوسری محفوظ جگہ منتقل ہونے کی بھی گنجائش ہے، ایسی صورت میں مسجد کا سامان وغیرہ منتقل کر کے دوسری آباد مسجد میں لگا دیا جائے۔ (شامی ۴/۳۵۹ کراچی، ۶/۵۴۹ زکریا)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ۱۹۵]

فمقتضاه أن من قدر على عبادة اللّٰه في أي موضع اتفق لم تجب عليه الهجرة منه وإلا وجبت، ومن ثم قال الماوردي إذا قدر على إظهار الدين في بلدة من بلاد الكفر، فقد صار البلد به دار الإسلام، فالإقامة فيها أفضل من الرحلة منها لما يترجى من دخول غيره في الإسلام. (فتح الباري ۷/۲۲۹)

الثالثة: أن يجحده الغاصب، ولا بينة: أي وأراد دفع القيمة، فللمتولي أخذها ليشتري بها بدلاً. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: لا يستبدل العامر إلا في أربع ۴/۳۸۸ كراچی، وكذا في فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية / كتاب الوقف ۳/۳۰۶ زكريا)

سئل الحلواني عن أوقاف المسجد إذا تعطلت وتعذر استغلالها، هل

Marfat.com

للمتولي أن يبيعها ويشتري بثمنها أخرىٰ؟ قال: نعم. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٥/ ٤٢٢ زكريا، وكذا في فتح القدير، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٦/ ٢٣٧ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

رجل وقف موضعًا في صحته، وأخرجه عن يده، فاستولى عليه غاصب، وحال بين الوقف وبينه، قال الشيخ الإمام أبوبكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالىٰ: يأخذ من الغاصب قيمتها ويشتري بها موضعًا آخر، فيقفه على شرائط الأول. قيل له: أليس بيع الوقف لا يجوز؟ فقال: إذا كان الغاصب جاحدًا أو ليس للوقف بينة يصير مستهلكًا، والشيء المسبل إذا صار مستهلكًا يجب له الاستبدال. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / فصل في وقف المنقول ٣/ ٣١٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گاؤں اُجڑ جانے کی وجہ سے مسجد فروخت کرکے دوسری مسجد بنانا؟

سوال (۱۰۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک گاؤں کے اندر مسجد تھی اور مسجد کے نام سے کچھ زمین تھی؛ لیکن فساد کے موقع پر مسلمانوں نے گاؤں کو چھوڑ دیا، اور اب وہاں ایک بھی مسلمان نہیں رہتا ہے؛ اور مسجد میں اذان بھی نہیں ہوتی، اس لئے مسلمانوں نے سوچا ہے کہ مسجد اور مسجد کی زمین کو فروخت کرکے دوسری مسجد بنادی جائے، یا دوسری مسجد میں اس رقم کو صرف کیا جائے، اس طرح کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت میں اصل مسجد کو تو منتقل کرنا اور فروخت کرنا تو جائز نہیں ہے؛ البتہ مسجد کی موقوفہ زمینوں سے اگر انتفاع کی کوئی شکل نہ ہو اور وہاں چھوڑے

Marfat.com

رکھنے میں ناجائز قبضہ کا اندیشہ غالب ہو تو انہیں فروخت کرکے دوسری محفوظ جگہ مسجد کے لئے زمین خریدی جائے بعض فقہی جزئیات سے اس حکم کی تائید ہوتی ہے۔

ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتىٰ (الدر المختار) قوله: عند الإمام والثاني: فلا يعود ميراثًا، ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد اٰخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا وهو الفتوىٰ، وأكثر المشائخ عليه. (شامي / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٨/٦ زكريا، كذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / أحكام المساجد ٤٢١/٥ زكريا، بدائع الصنائع، كتاب الوقف / وأما حكم الوقف الجائز ٢٢١/٦ كراچی)

ونقل في الذخيرة عن شمس الأئمة الحلواني أنه سئل عن مسجد أو حوض خرب، ولا يحتاج إليه لتفرق الناس عنه، هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلى مسجدٍ أو حوضٍ آخر؟ فقال: نعم. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٥٩/٤ كراچی، وكذا في فتح القدير، كتاب الوقف / أحكام المساجد ٢٣٦/٦ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

سئل الحلواني عن أوقاف المسجد إذا تعطلت وتعذر استغلالها، هل للمتولي أن يبيعها ويشتري بثمنها أخرىٰ؟ قال: نعم. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤٢٢/٥ زكريا، وكذا في فتح القدير، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٢٣٧/٦ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

رجل وقف موضعًا في صحته، وأخرجه عن يده، فاستولى عليه غاصب، وحال بين الوقف وبينه، قال الشيخ الإمام أبوبكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالىٰ: يأخذ من الغاصب قيمتها ويشتري بها موضعًا آخر، فيقفه على شرائط الأول. قيل له: أليس بيع الوقف لا يجوز؟ فقال: إذا كان الغاصب جاحدًا أو

Marfat.com

ليس للوقف بينة يصير مستهلكًا، والشيء المسبل إذا صار مستهلكًا يجب له الاستبدال. (فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / فصل في وقف المنقول ۳۱۲/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۱۱/۱ھ

Marfat.com

اَحکامِ مساجد

Marfat.com

مسجد کی بناء وتعمیر

بلاضرورت مسجد کی تعمیر؟

سوال (١٠٨):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک ہی محلّہ میں بالکل متصل دو مساجد قائم ہیں، یہ دونوں مساجد نمازیوں سے پُر نہیں ہوتیں، اَب اِسی محلّہ میں متصل ہی تیسری مسجد تعمیر کرنے کے لئے لوگ تیار ہیں، اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر پہلے سے وہاں دومسجدیں موجود ہیں اورنمازیوں کے لئے کافی ہیں، تو بلاضرروت تیسری مسجد بنانا مناسب نہیں ہے۔

فالعجب من المشايخين المتعصبين في زماننا يبنون في كل ناحية مساجد طلبًا للإسم والرسم، واستعلاءً لشانهم واقتداءً بآبائهم، ولم يتأملوا ما في هٰذه الآية والقصة من شناعة حالهم وسوء أفعالهم. (تفسير أحمدي ٤٧٨ المكتبة الحقانية پشاور)

وعن عطاء: لما فتح اللّٰه تعالىٰ الأمصار على يد عمر رضي اللّٰه عنه أمر المسلمين أن يبنوا المساجد، وأن لا يتخذوا في مدينة مسجدين يضارّ أحدهما صاحبه.

(الكشاف ٢/ ٣١٠ التوبة: ١٠٧ دار الكتاب العربي بيروت، وكذا في روح المعاني ١١/ ٢١ دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في تفسير معالم التنزيل للبغوي ٢/ ٣٢٧ إدارة تاليفات رشيدية ملتان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

آبادی کی کثرت کی وجہ سے گاؤں میں دوسری مسجد بنانا؟

سوال (۱۰۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِس وقت ہماری بستی آبادی کے لحاظ سے کافی بڑی ہے، جب کہ پوری بستی میں صرف ایک ہی مسجد ہے جو نمازیوں کے لئے تنگ پڑ رہی ہے، تنگی کے مدنظر ذمہ دارانِ مسجد مسجد کی توسیع کرنا چاہتے ہیں، دوسری طرف بستی کے اندر ہی ایک اور جگہ مسجد کے واسطے خریدی گئی، کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ پرانی مسجد کو ہی ڈبل منزلہ کردی جائے، جب کہ دوسرے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کے لئے جو دوسری جگہ خریدی گئی ہے، وہاں پر نئی مسجد تعمیر کی جائے، شرعی لحاظ سے کون سا کام زیادہ مفید ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال چوں کہ مذکورہ بڑی بستی میں صرف ایک مسجد بنی ہوئی ہے جو نمازیوں کے لئے تنگ پڑ چکی ہے اور ضرورت کی بنا پر دوسری مسجد کے لئے جگہ خریدی جاچکی ہے، اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اِسی خریدی ہوئی جگہ پر نئی مسجد بنائی جائے؛ تاکہ اس جگہ کے قریب رہنے والوں کے لئے سہولت ہوسکے، پھر جب بعد میں جب ضرورت ہو تو پرانی مسجد کو دومنزلہ بنانے کی کوشش کی جائے۔

عن عطاء: لما فتح اللّٰہ تعالیٰ الأمصار علی ید عمر رضي اللّٰہ عنه أمر المسلمین أن یبنوا المساجد، وأن لا یتخذوا في مدینة مسجدین یضارّ أحدهما صاحبه. (الکشاف ۲/ ۳۱۰ التوبة: ۱۰۷ دار الکتاب العربي بیروت، وکذا في روح المعاني ۱۱/ ۲۱ دار إحیاء التراث العربي بیروت، وکذا في تفسیر معلم التنزیل للبغوي ۲/ ۳۲۷ إدارة تالیفات رشیدیة ملتان)

یجب بناء المساجد في الأمصار والقریٰ والمحال – جمع محلة – ونحوها حسب الحاجة وهو من فروض الکفایة. (الموسوعة الفقهیة ۳۷/ ۱۹۵ بیروت)

فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۷/۷/ ۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

Marfat.com

نمازیوں کے بڑھنے کی وجہ سے دوسری مسجد تعمیر کرنا؟

سوال (۱۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک گاؤں میں ایک مسجد تقریباً ۲۰/فٹ لمبی اور ۱۰/فٹ چوڑی ہے، اور اُس کے سامنے کھلا صحن ہے، گاؤں کی آبادی تقریباً ۵۰۰/سوافراد پر مشتمل ہوگی، اور ۱۰-۱۵/گھروں کے علاوہ سبھی مسلمان ہیں، رمضان المبارک میں نمازی زیادہ ہونے کی بناپر مسجد تنگ پڑجاتی ہے، جب کہ رمضان میں تقریباً ۲۵/فیصد ہی نمازی ہوتے ہیں؛ لیکن اگر پورے گاؤں کے لوگ نمازی ہوجائیں اور پورے سال نماز پڑھیں تو واقعی پہلی مسجد کی توسیع کی ضرورت پیش آئے گی، یا دوسری مسجد تعمیر کی جائے، گاؤں کے لوگ رمضان کے بعد بہت کم نماز پڑھتے ہیں، مشکل سے ۱۰-۱۵/لوگ نماز پڑھتے ہیں، تو بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دوسری مسجد کی تعمیر سے پہلی مسجد کے نمازی بٹ جائیں گے، اس لئے مسجد تعمیر نہ کی جائے؛ لیکن دوسری مسجد کی تعمیر کرانے والے حضرات دوسری مسجد کی تعمیر مرکز کی حیثیت سے کرانا چاہتے ہیں؛ تاکہ وہاں جماعتیں آئیں اور گاؤں واطراف میں تبلیغی کام کریں اور نمازی بڑھیں، اور جو نوجوان دین سے بیزار ہورہے ہیں، اُن کے اندر دینی جذبہ پیدا ہو اور سو فیصد نمازی ہوجائیں، انشاء اللہ دونوں مسجدیں اپنی ہیں، دونوں کو نمازیوں سے بھرنے کی سعی وکوشش اپنا فریضہ تصور کریں گے، مقصد دوسری مسجد کو ویران کرنا (العیاذ باللہ) نہیں ہے، آپ سے درخواست ہے کہ مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بتلائیں کہ مذکورہ بالا حالات میں دوسری مسجد کی تعمیر درست ہے یا نہیں؟

نوٹ:- پہلی مسجد گاؤں کے پچھّم میں ہے اور دوسری نئی مسجد گاؤں کے پوربی جانب بنے گی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ نئی مسجد دوسرے محلہ میں بنائی جارہی ہے، اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ نئی مسجد کی تعمیر سے دونوں مساجد میں نمازیوں کے بڑھنے کی امید ہے؛ لہٰذا نئی مسجد بنانے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے، اِس تعمیر پر اعتراض کرنے والے حق بجانب نہیں

Marfat.com

ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاوی ۲/۶۶۹)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تتخذ المساجد في الدور وأن تطهر وتطيب. (سنن ابن ماجة، أبواب المساجد / باب تطهير المساجد وتطييبها رقم: ۷۵۹ دار الفكر بيروت)

يجوز لأهل المحلة أن يجعلوا المسجد الواحد مسجدين. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۲/۶۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۳/۱۰/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی بزرگ کے نام پر مسجد کا نام رکھنا؟

سوال (۱۱۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ایک مسجد تعمیر کروائی ہے اور اس کا نام ''مسجد رشیدیہ'' بیادگار حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ رکھا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ نام رکھنا درست ہے؟ جواب باصواب سے رہنمائی فرمائیں، کرم ہوگا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعارف اور امتیاز کے لئے کسی بزرگ کے نام کی طرف مسجد کے انتساب کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ کی مسجدِ نبوی کو اپنی ذاتِ عالی کی طرف منسوب فرمایا ہے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة الرجل في بيته بصلاة، وصلاته في مسجد القبائل بخمس وعشرين صلاة، وصلاته في المسجد الذي يجمّع فيه بخمس مائة صلاة، وصلاته في المسجد الأقصى بخمسين ألف صلاة، وصلاته في مسجدي بخمسين ألف صلاة،

Marfat.com

وصلاته في المسجد الحرام بمائة ألف صلاة. (سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة / باب ما جاء في الصلاة في المسجد الجامع رقم: ١٤١٣ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي الله عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم سابق بين الخيل التي أُضمرت من الحفياء وأمدُها ثنيةُ الوداع، وسابق بين الخيل التي لم تُضمر من الثنية إلى مسجد بني زُريق، وأن عبد اللّٰه بن عمر كان فيمن سابق بها. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة / باب هل يقال: مسجد بني فلان رقم: ٤٢٠ دار الفكر بيروت)

ويستفاد منه جواز إضافة المساجد إلى بانيها أو المصلي فيها، ويلتحق به جواز إضافة أعمال البر إلى أربابها. (فتح الباري / باب هل يقال مسجد بني فلان ٧٧/٢ رقم: ٤٢٠ نزار مصطفىٰ الباز مكة المكرمة، ٥١٥/١ دار الفكر بيروت، عمدة القاري / باب هل يقال مسجد بني فلان ١٥٩/٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۴/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ میں مسجد بنانا اور اَیامِ تعطیل میں اُسے آباد رکھنا؟

سوال (۱۱۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلّہ میں ایک مسجد تھی سارے محلّہ والے اُسی میں نماز پڑھتے ہیں، محلّہ کے ایک کنارے پر مدرسہ ہے، مدرسہ والوں نے مدرسہ کے بچوں کے لئے مدرسہ ہی میں مسجد بنالی، محلّہ والوں نے بھی تعاون کیا، اب با قاعدہ اس مدرسہ والی مسجد میں بھی جماعت ہونے لگی، اور محلّہ کے بھی کچھ لوگ اسی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، جب مدرسہ کی کوئی چھٹی ہوتی ہے تو طلبہ اور اَساتذہ گھر چلے جاتے ہیں، اور یہ مسجد بند ہوجاتی ہے، نہ اس میں اذان ہوتی ہے نہ نماز ہوتی ہے۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا مدرسہ کی اس مسجد میں چھٹیوں کے دنوں میں اذان ونماز بند ہونے کا وبال اہل محلّہ یا اُن گھروں پر جو اس مسجد کے قریب ہیں تو نہیں پڑے گا؟ جب کہ اہل محلّہ اپنے محلّہ

Marfat.com

کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، جوشکل ازروئے شرع بہتر ہو، فیصلہ فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مدرسہ میں جومسجد بنائی گئی ہے وہ بھی مسجد شرعی ہے، اور بہتر یہ ہے کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ تعطیلات کے زمانہ میں بھی وہاں نماز پابندی سے جاری رہے، اور اگر بالفرض ایسا ممکن نہ ہوتو اس مسجد میں نماز نہ ہونے کی وجہ سے اہل محلّہ سے کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔

دار فيها مسجد إن كانت الدار إذا أغلقت كان للمسجد جماعة ممن كان في الدار، فهو مسجد جماعة يثبت فيها أحكام المسجد من حرمة البيع وحرمة الدخول للجنب، إذا كانوا لا يمنعون الناس من الصلاة فيه. (الفتاوى التاتارخانية ۱۵۹/۸ رقم: ۱۱۵۰٤ زكريا)

فعلى هذا المساجد التي في المدارس بِجُرجَانِيةَ خوارزم مساجد. لأنهم لا يمنعون الناس من الصلاة فيها، وإذا أغلقت يكون فيها جماعة من أهلها. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل لما اختص المسجد بأحكام تخالف أحكام مطلق الوقف الخ ۲٤۹/٥ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/۴/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیچے کے حصہ میں ذاتی کاروبار کرکے اُوپر مسجد تعمیر کرنا؟

سوال (۱۱۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب جو سرتاج نام کے ہیں، اِس طور پر مسجد کے لئے تیار ہیں کہ زمین کے نیچے کے حصہ کو وہ اپنے استعمال میں لائیں گے، اور اپنے کام کاروبار کے لئے ہال بنائیں گے یا دوکانیں وغیرہ ہوں گی، اور اس کی چھت پر مسجد تعمیر ہو، تو کیا ایسا ہوسکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ طریقہ کہ نیچے کا حصہ اپنی ملکیت میں رہے اور اوپر کی

Marfat.com

منزل میں مسجد بنادی جائے، اس سے اوپری منزل مسجد شرعی نہیں بن سکتی؛ بلکہ وہ جگہ محض جماعت خانہ کے حکم میں ہوگی جس میں نماز پڑھنا تو جائز ہے؟ لیکن مسجد شرعی کا ثواب نہیں ملے گا، مسجد شرعی اُس وقت بنے گی جب کہ اوپر اور نیچے دونوں حصے مسجد ہی پر وقف ہوں، اور مسجد کے مصالح کے لئے استعمال کیا جائے۔

بخلاف ما إذا كان السرداب، أو العلو موقوفًا لمصالح المسجد، فإنه يجوز إذ لا ملك فيه لأحد؛ بل هو من تميم مصالح المسجد، فهو كسرداب مسجد بيت المقدس هٰذا هو ظاهر المذهب. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ۱/۵ ۲۵ کوئٹہ، شامي / مطلب في أحكام المسجد ۶/۵۴۷ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۶/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیچے دوکانیں اُوپر مسجد بنانا؟

سوال (۱۱۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک زمین میں دوکانیں تھیں، دوکانوں کے مالک نے دوکانوں کے اُوپر لکڑی کی چھت ڈلوا کر مسجد بنادی؛ کیوں کہ دوسری مسجد دور پڑتی تھی، مسجد اس طرح ایک صدی سے زیادہ زمانہ سے چلی آرہی ہے، ان دوکانوں کے پیچھے کچھ خالی زمین تھی، جس میں وہ دوکان والے اپنی دوکانوں کا سامان وغیرہ رکھ لیا کرتے تھے، گویا گودام تھے، اس مسجد کے آس پاس مسلمان نہیں ہیں، دوکانوں سے مسجد آباد رہتی ہے اور محفوظ بھی رہتی ہے، فسادات میں غیر مسلم مسجد پر حملہ بھی کردیتے ہیں، اب موجودہ کمیٹی مسجد اور دوکانوں کو توڑ کر نئے سرے سے سلیقہ کے ساتھ نیچے کے پورے حصہ میں (جہاں مسجد سے قبل دوکانیں تھیں وہاں بھی اور دوکانوں اور مسجد کے پیچھے جو گودام وغیرہ تھے، وہاں بھی) دوکانیں اور اُن کے اوپر مسجد تعمیر کرنا چاہتی ہے؛ کیوں کہ نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی ہے، مختصر یہ کہ:

الف:- پہلے دوکانیں تھیں بعد میں ان پر مسجد تعمیر کی گئی۔

Marfat.com

ب:- ایک صدی سے زیادہ سے مسجد اوپر چلی آرہی ہے۔

ج:- پیچھے سامان وغیرہ رکھنے کی جگہ تھی۔

د:- اَب نیچے کے پورے حصہ میں مارکیٹ اور اُوپر مسجد بنانا چاہتے ہیں، جب کہ پیچھے جہاں گودام تھے، اُس کے اوپر مسجد کے لئے چھت ڈال دی گئی ہے، اور فی الحال وہاں نماز ہورہی ہے، اور اس کے نیچے دو دو کانیں بھی اِس وقت چل رہی ہیں۔ تو اب مذکورہ تفصیلی حالات میں نیچے مارکیٹ بنا کر اوپر مسجد مندرجہ بالا طریقہ پر بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ دوکانیں مسجد ہی کی ہیں اور اُن کا کرایہ مسجد کو آتا ہے، تو اِس طریقہ پر مسجدِ شرعی کی تعمیر درست ہے۔ شامی کی درج ذیل عبارت سے اس مسئلہ پر پوری روشنی پڑتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أي المسجد جاز كمسجد القدس ولو جعل لغيرها أو جعل فوقه بيتًا ...... لا يكون مسجدًا (الدر المختار) وفي الشامي: ظاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد أو لا، إلا أنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه مسجدًا فيما إذا لم يكن وقفًا على مصالح المسجد، وبه صرح في الإسعاف، فقال: وإذا كان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو كان وقفًا عليه صار مسجدًا، شرنبلاليه. قال في البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سلفه وعلوه مسجدًا ينقطع حق العبد عنه لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ [الجن: ١٨] (الدر المختار مع الشامي / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٧/٤ دار الفكر بيروت، ٥٤٧/٦ زكريا، كذا في البحر الرائق / فصل في أحكام المساجد ٢٥١/٥ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۴/۱۰/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

اُوپر مسجد نیچے دوکان جس میں غیر مسلم مورتی کی پوجا کرے؟

سوال (۱۱۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک دومنزلہ مسجد ہے، نیچے دوکانیں ہیں، اُن میں سے ایک دوکان مسلم کے قبضہ میں ہے، جس میں تصویر کا کام ہوتا ہے، اور بقیہ دوکانیں غیر مسلم کے قبضہ میں ہیں، جس میں مورتیاں رکھ کر اُس کی پرستش کی جاتی ہے؛ لہٰذا مسجد کے بالائی حصہ پرنماز پڑھنے میں کوئی قباحت تونہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں مسجد کے بالائی حصہ پرنماز پڑھنا اور غیر مسلم کو دوکان کرایہ پر دینا درست ہے، اگرچہ وہ غیر مسلم اُس میں مورتیاں رکھے؛ اس لئے کہ دوکان خاص اس مقصد سے کرایہ پر نہیں دی گئی ہے؛ لیکن یہ حکم اُسی وقت ہے جب کہ اس کرایہ دار کے رہنے سے مسجد کو کوئی نقصان نہ ہو۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۲]

وهو الذنب والمعصية، وهي كل ما منعه الشرع، أو حاك في الصدر وكرهت أن يطلع عليه الناس. (التفسير المنير ٥/ ٦٩ بيروت)

ولا بأس بأخذ أجر على حمل خمر الذمي خلافًا لهما، رجل آجر بيتًا ليتخذ فيه نارًا وبيعة أو كنيسة أو يباع فيه الخمر، فلا بأس به. وكذا كل موضع تعلقت المعصية بفعل فاعل مختار. (خلاصة الفتاوىٰ / الفصل التاسع من كتاب الكراهية ٤/ ٣٧٦ امجد اکیڈمی لاهور)

إذا استاجر الذمي من المسلم دارًا يسكنها فلا بأس بذٰلك، وإن شرب فيها الخمر أو عبد فيها الصليب أو أدخل فيها الخنازير ولم يلحق المسلم في ذٰلك بأس؛ لأن المسلم لا يؤاجرها لذٰلك، إنما أجرها للسكنىٰ. كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الإجارة / الفصل السادس ٤/ ٤٥٠ زكريا)

Marfat.com

لو جعل تحته حانوتًا وجعله وقفًا على المسجد، قيل: لا يستحب ذلك، ولكنه لو جعل في الابتداء هٰكذا صار مسجدًا وما تحته صار وقفًا عليه. (حاشية لشلبي على تبيين الحقائق / كتاب الوقف ٢١٧/٤ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٧١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۹/۶ھ

عام گذرگاہ کے اُوپر لینٹر ڈال کر مسجد بنانا؟

سوال (۱۱۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک محلّہ میں جس کوڈالیا والی گلی کہا جاتا ہے، مسلم آبادی ہے، اُس محلّہ میں جانے کے واسطے ایک اونچا وسیع دروازہ ہے، اس میں عام راستہ نہیں ہے؛ بلکہ محلّہ والے ہی آتے جاتے ہیں، اس نکلنے کی جگہ کے اُوپری حصہ کو وقف کر دیا گیا ہے، اس دروازہ پر وسیع چھت ہے، اور قریب میں کوئی مسجد نہیں ہے، نالہ کے قریب یہ جگہ واقع ہے، بارش میں کیچڑ کی وجہ سے نکلنے میں دشواری ہوتی ہے؛ لہٰذا اہلِ محلّہ جو اِس کے اندر رہتے ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اس دروازہ پر مسجد تعمیر کر دی جائے، اس پر بالاتفاق سب راضی ہیں، اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس دروازہ پر اگر جگہ بنا کر نماز پڑھ لی جائے، تو نماز تو درست ہو جائے گی، مگر یہ جگہ شرعی مسجد نہ بنے گی؛ اس لئے کہ نیچے عام راستہ ہونے کی وجہ سے حق العبد منقطع نہ ہوگا اور راستہ کے مصالح مسجد میں شامل نہ ہونے کی بنا پر مسجد کی صحت کی شرط نہ پائی جائے گی۔

قال في البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ بخلاف ما إذا كان السرداب والعلو موقوفًا لمصالح المسجد. (شامي ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٧/٦

Marfat.com

زكريا، كذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤٢١/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۲/۳ ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد قدیم کو شہید کر کے نیچے مکتب اُوپر مسجد بنانا؟

سوال (۱۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے، اَب اُس کو شہید کر کے نیچے مدرسہ ومکتب بنانا چاہتے ہیں، اور اُس کے اوپر مسجد، تو کیا اِس طرح سے تعمیر صحیح ہے کہ پہلے نیچے جو مسجد تھی اُس کو مدرسہ یا مکتب بنالیا جائے، اور اوپر مسجد بنوائی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قدیم مسجد کو شہید کر کے نیچے مدرسہ یا مکتب تعمیر کرنا درست نہیں، مسجد شرعی کے فوقانی اور تحتانی حصہ کا مسجد ہی کے لئے متعین کرنا لازم ہے۔

لأنه مسجد إلى عنان السماء. (الدر المختار) وكذا إلى تحت الثرىٰ.

(شامي ٦٥٦/١ كراچی، ٤٢٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱۱/۲۰ ۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے بالائی حصہ پر محراب بنانا

سوال (۱۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد موضع بھڑا میں بنی ہوئی ہے؛ لیکن اب نمازیوں کی زیادتی کی وجہ سے جگہ تنگ پڑجاتی ہے، اسی وجہ سے اب دوسری منزل کی تعمیر ہورہی ہے، اور دوسری منزل پر بھی محراب بنایا جارہا ہے، اس غرض سے کہ سخت گرمی میں تراویح وغیرہ پڑھنے میں سہولت رہے گی، تو اس ضرورت کے تحت اوپر نیچے دونوں منزلوں میں محراب بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوسری منزل پر محراب بنانا درست ہے، اور گرمی یا حبس کے عذر کی بنا پر دوسری مسقف منزل کی محراب پر جماعت فرائض وتراویح ادا کی جاسکتی ہے؛ البتہ بلا ضرورت پہلی منزل کو خالی نہ چھوڑا جائے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۳/۱۵۹، فتاویٰ دار العلوم حاشیہ ۴/۱۵۰، احسن الفتاویٰ ۳/۲۸۷)

البتہ اگر کھلی چھت ہو تو اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔

الصعود على السطح كل مسجد مكروه؛ ولهٰذا إذا اشتد الحرّ يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذٍ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / آداب المسجد ۵/۳۲۲ دار الفکر بیروت) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۰/۷/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعزیہ رکھنے کی جگہ پر مسجد بنانا؟

سوال (۱۱۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شہر کھر گون میں ایک بنگلہ ہے، یعنی پنچایتی ایک عمارت، جس میں کئی سالوں سے تعزیہ وغیرہ بنتا ہے اور سال بھر اسی کے کام میں لیا جاتا ہے، اب اس محلّہ میں مسجد نہ ہونے کی وجہ سے اہل محلّہ کا اس جگہ پر مسجد بنانے کا اِرادہ ہے، جب کہ اسی میں سے ایک کمرہ تعزیہ کے لئے بھی نکالنا چاہتے ہیں، تو ایسی جگہ پر مسجد تعمیر کر سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعزیہ بنانا جائز نہیں ہے، یہ کھلی ہوئی بدعت ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں جس عمارت میں تعزیہ رکھا جاتا ہے، اگر اُس عمارت کے مالکین ومتصرفین راضی ہوں، تو اُس جگہ مسجد بنانا شرعاً جائز ہے اور مسجد بنے یا نہ بنے تعزیہ کا سلسلہ بہر صورت ختم ہونا

Marfat.com

چاہئے۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۴۲۰ ڈابھیل)

فلو جعل وسط داره مسجدًا وأذن للناس في الدخول والصلاة فيه، إن شر معه الطريق، صار مسجدًا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الأول ٢/ ٤٥٤ زكريا)

رجل له ساحة لا بناء فيها، أمر قومًا أن يصلوا فيها بجماعة ...... إن أمرهم بالصلاة فيها أبدًا ...... صارت الساحة مسجدًا، لو مات لا يورث عنه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد ٢/ ٤٥٥ زكريا، كذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا الخ ٣/ ٢٩٠ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / أحكام المسجد ٨/ ١٥٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے صحن میں بوسیدہ ہڈیاں نکلنا؟

سوال (۱۲۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں میں ایک مسجد بننے جارہی ہے، اس مسجد کا جو صحن ہے اس میں ایک دوجگہ مردوں کی ہڈیاں نکلی ہیں، اس جگہ پر فی الحال کوئی قبر موجود نہیں ہے، بوڑھے لوگ بتاتے ہیں کہ تقریباً ۵۰/ سال پہلے یہاں قبریں تھیں، تو شاید انہیں میں سے یہ ہڈیاں نکلی ہوں؛ لیکن دوچار ہڈیوں کے علاوہ اور کوئی ہڈی نہیں ملی، اور نہ وہاں اب قبروں کے نشانات ہیں، تو اس جگہ کو مسجد کے صحن میں شامل کرسکتے ہیں؟ اور وہاں پر نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اور جس جگہ مسجد کا صحن ہوگا، وہ گرام سماج کی ملکیت میں ہے قبرستان نہیں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر گرام سماج والے اپنی زمین مستقل طور پر مسجد کو دے

Marfat.com

دیں، تو اس حصہ پر مسجد کا صحن بنانا درست ہے، زمین میں چند ہڈیوں کے برآمد ہونے سے اس حکم میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی اور اس جگہ نماز پڑھنے میں کوئی خرابی نہ ہوگی۔

ولو بلى الميت وصار ترابًا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه، كذا في التبيين. (الفتاویٰ الهندية / الباب الحادي والعشرون في الجنائز ١/١٦٧ زكريا، كذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة / باب الجنائز ١/٥٨٩ زكريا، عمدة القاري / باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد ٤/١٧٩ إدارة الطباعة المنبرية دمشق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے موقوفہ مکان کو مسجد بنانا؟

سوال (۱۲۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کھجور والی محلّہ بارہ دری میں آبادی اور مصلین کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے ناکافی ہوتی جارہی ہے، مزید ایک مسجد کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے، مسجد ہذا کا ایک وقف مکان جو محلّہ میں ہی مسجد سے کچھ فاصلے پر واقع ہے، اُسے مسجد ہذا کی کمیٹی مسجد بنانا چاہتی ہے، شریعتِ مطہرہ کی رو سے ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ مطلع فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مسجد پر وقف شدہ مکان کو اہل محلّہ کی رضامندی سے مسجد بنانا درست ہے؛ لیکن دونوں مسجدوں کی انتظامیہ کمیٹی ایک ہی رہے گی۔

اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه (الدر المختار) قال الشامي: بأن وقف وقفين على المسجد، أحدهما على العمارة والآخر إلى إمامه أو مؤذنه، والإمام والمؤذن لايستقر لقلة المرسوم للحاكم الدين أن يصرف من فاضل وقف المصالح والعمارة إلى الإمام والمؤذن باستصواب أهل الصلاح من أهل المحلة

Marfat.com

إن كان الوقف متحدًا. (مستفاد: الدر المختار مع الشامي / مطلب في نقل أنقاض المسجد و نحوه ۱/٦ ۵۵۰ زكريا، كذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ۳٦۲/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۵/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قدیم مسجد کو مکتب بنا کر بڑی مسجد تعمیر کرنا؟

سوال (۱۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک مسجد نزول کی جگہ پر ۲۳/ سال سے بنی ہوئی ہے، نماز بھی ہوتی چلی آرہی ہے، اَب مسجد کی پورب سائڈ میں ایک دوسری زمین خرید لی گئی ہے، ذمہ دارانِ مسجد دوسری والی جگہ پر مسجد بڑی سائز کی بنانا چاہتے ہیں، پہلی والی مسجد کو مکتب بنانے کا عزم ہے۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ پہلی مسجد کو مکتب بنانا اور نئی جگہ پر بڑی مسجد بنانے کی شرعاً گنجائش ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس مسجدِ شرعی میں ۳۲/ سال سے نماز ہورہی ہے، اُسے مسجد کے بجائے مکتب بنا دینا جائز نہیں ہے، اُسے مسجد ہی کے طور پر برقرار رکھنا ضروری ہے، اگر نئی مسجد بنانے کی ضرورت ہوتو نئی جگہ پر نئی مسجد بنالی جائے، یا اگر ممکن ہوتو بیچ کا راستہ ختم کر کے دونوں مسجدوں کو ملا دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۲ ۲۷ میرٹھ)

ولو خرب ما حوله، واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتیٰ. (الدر المختار / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ۵٤۸/٦ زكريا)

قال أبو يوسفؒ: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثًا، ولا يجوز نقله، ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا وهو الفتویٰ. (البحر الرائق / فصل في أحكام المساجد ۲۵۱/۵ كوئٹه، شامي ۵٤۸/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۴/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے مینار بنانے کا حکم؟

سوال (۱۲۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے لئے مینار بنانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی علامت کے طور پر مینار بنانا بہتر ہے؛ تاکہ آنے جانے والوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مسجد ہے؛ لیکن مینار بنانا شرعاً واجب یا ضروری نہیں ہے، بغیر مینار کے بھی مسجد کا تحقق ہو جاتا ہے اور مینار کی تعمیر میں فضول خرچی نہ کرنی چاہئے؛ بلکہ صرف ضرورت کے بقدر بنایا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۴۵۴ ڈابھیل)

ولا بأس بنقشه خلا محرابه بجصٍ وماء ذهب لا من مال الوقف؛ فإنه حرام، وضمن متوليه لو فعل (الدر المختار) وأما من مال الوقف، فلا شك أنه لا يجوز للمتولي فعله مطلقًا؛ لعدم الفائدة فيه، خصوصًا إذا قصد به حرمان أرباب الوظائف، كما شاهدناه في زماننا. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره لخ ٦٥٨/١ كراچی، البحر لرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها فصل: كره استقبال القبلة ٦٥/٢ زكريا، وكذا في الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة / فصل: كره غلق المسجد ١٠٩/١ زكريا)

ويجوز أن يبنى منارة من غلة وقف المسجد إن احتاج إليها. (الفتاویٰ الهندية، الباب الحادي عشر / الفصل الثاني الخ ٤٦٢/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۷/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد سے متصل جماعت خانہ پر مینار اور رہائش کی تعمیر؟

سوال (۱۲۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ضرورت پڑنے کی بنیاد پر جماعت خانہ کے اوپر رہائشی تعمیر کر سکتے ہیں یا پھر وہ جگہ مسجد کے

Marfat.com

حکم میں آجائے گی؟

مسجد کی خوبصورتی کے لئے دوکانوں کے اوپر مینار کی تعمیر کرنے کی شریعت میں اجازت ہے، یا پھر مینار مسجد کے ساتھ ہی خاص ہے؟ براہ کرام جلد جواب عنایت فرمائیں؛ کیوں کہ تعمیر ان سوالات کے جوابات پر موقوف ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ جماعت خانہ مسجد کی حدود میں داخل نہیں کیا گیا ہے، اِس لئے اس پر مزید تعمیرات کی گنجائش ہے، اوراس پر مینار بھی بنایا جاسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲۱/۱۵، احسن الفتاویٰ ۴۵۹/۶)

ولا بأس بنقشه خلا محرابه بجص وماء ذهب لا من مال الوقف؛ فإنه حرام، وضمن متوليه لو فعل (الدر المختار) وأما من مال الوقف، فلا شك أنه لا يجوز للمتولي فعله مطلقًا؛ لعدم الفائدة فيه، خصوصًا إذا قصد به حرمان أرباب الوظائف، كما شاهدناه في زماننا. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره الخ ٦٥٨/١ كراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ٦٥/٢ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / فصل: كره غلق المسجد ١٠٩/١ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۵/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مسجد کے اندر کسی کے نام کا کتبہ لگانا؟

سوال (۱۲۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب کا لڑکا ایک سال قبل بازار کے اندر دکانوں میں آگ لگنے کی وجہ سے نذر آتش ہوگیا، حکومت کی طرف سے معاوضہ کے طور پر مبلغ ۵۰/ ہزار روپئے اُن صاحب کو ملے تھے، اُس

Marfat.com

نے اس روپئے کو مسجد کی تعمیر میں لگادیا، اب ان صاحب کی خواہش ہے کہ اپنے بچے کی یاد تازہ رکھنے کے لئے مسجد کے اندر ایک پتھر اس مرحوم کے نام سے نصب کردیں، تو شرعاً ان روپیوں کا لگانا کیسا ہے؟ اور مسجد کے اندر کسی کے نام کا پتھر لگانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ روپئے مسجد میں لگانا درست ہے، اور کتبہ لگانے سے اگر شہرت اور ریاکاری مقصود نہ ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

عن علقمة بن وقاص الليثي يقول: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه على المنبر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئٍ ما نوى؛ فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها، أو إلى امرأةٍ ينكحها، فهجرته إلى ما هاجر إليه. (صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي / باب كيف كان بدءُ الوحي إلى رسول الله ﷺ رقم: ١ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ١٩٠٧ بيت الأفكار الدولية)

فيه أن التعاون في بنيان المسجد من أفضل الأعمال أنه مما يجري للإنسان أجره بعد موته. (عمدة القاري / باب بنيان مسجداً ٢٠٩/٤ بيروت)

والمراد بوجه الله ذات الله وابتغاء وجه الله في العمل هو الإخلاص وهو أن تكون نيته في ذٰلك طلب مرضاة الله تعالىٰ من دون رياء وسمعة، حتى قال ابن الجوزي: من كتب اسمه على المسجد الذي يبنيه كان بعيداً من الإخلاص.

(عمدة القاري ٢١٣/٤ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کے بعد دروازہ پر نام کا پتھر نصب کرنا؟

سوال (۱۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: کسی مسجد یا مدرسہ وغیرہ کی عمارت یا تعمیرِ جدید کرنے کے بعد اُس کی دیوار یا دروازہ پر بنوانے والے کا نام لکھنا یا جس متولی وٹرسٹی کے زمانہ میں اُس کی تعمیر ہوئی ہے، اُس کا نام لکھنا درست ہے یا نہیں؟ اِس طرح کے ناموں کا مقصد عموماً اپنی شہرت اور ریا ہوتی ہے، تو کیا اِس کے بعد بھی اجر وثواب کامل ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایصالِ ثواب کے لئے مسجد بنوادینا اور اِس نیت سے پتھر کھدوا کر لگانا کہ دوسروں کو اِس قسم کے کاموں کی رغبت ہو یا کوئی شخص اِس پتھر کو دیکھ کر میت کے لئے خصوصیت سے ایصالِ ثواب کرے تو درست ہوسکتا ہے، اور شہرت کی بنا پر نام کھدوانا درست نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۱۵۱ ڈابھیل)

عن سلمة قال: سمعت جُندبًا رضي الله عنه يقول: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من سمّع سمّع الله به، ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري، كتاب الرقاق / باب الرياء والسمعة رقم: ٦٤٩٩ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٢٩٨٦ بيت الأفكار الدولية)

عن علقمة بن وقاص الليثي يقول: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه على المنبر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئٍ ما نوى؛ فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها، أو إلى امرأةٍ ينكحها، فهجرته إلى ما هاجر إليه. (صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي / باب كيف كان بدءُ الوحي إلى رسول الله ﷺ رقم: ١ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ١٩٠٧ بيت الأفكار الدولية)

فيه أن التعاون في بنيان المسجد من أفضل الأعمال أنه مما يجري للإنسان أجره بعد موته. (عمدة القاري / باب بنيان مسجداً ٤/٢٠٩ بيروت)

والمراد بوجه الله ذات الله وابتغاء وجه الله في العمل هو الإخلاص وهو أن تكون نيته في ذلك طلب مرضاة الله تعالىٰ من دون رياء و سمعة، حتى قال

Marfat.com

ابن الجوزي: من كتب اسمه على المسجد الذي يبنيه كان بعيداً من الإخلاص.
(عمدة القاري ٢١٣/٤ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

درس گاہ میں مسجد کے صحن کی طرف کھڑکی کھولنا؟

سوال (۱۲۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسہ سے متصل مسجد ہے، مسجد کے صحن کی جانب درس گاہ ہے، اس میں دو کھڑکی روشنی وہوا کی وجہ سے لگی ہوئی ہیں، محلّہ کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد کی جانب کھڑکی نہیں ہونی چاہئے، اُن کو بند کرادیا جائے، مدرسہ والے کہتے ہیں کہ اس سے طلبہ کو پریشانی ہوجائے گی، بعض اوقات بجلی غائب ہوجاتی ہے، حبس وگرمی ہوجاتی ہے، پڑھنا پڑھانا مشکل ہے، ایسی صورت میں مدرسہ والے کیا کریں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے خیال اور معلومات میں مسجد کی جانب کھڑکی کھولنا جائز نہیں، اس لئے فتویٰ لے لیجئے، اگر جائز ہو تو مضائقہ نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد اور مدرسہ دونوں عام مسلمانوں کے دینی فائدہ کے لئے ہیں؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اہل مسجد کو دیوار میں ہوا کے لئے کھڑکی کھولنے پر اعتراض نہ کرنا چاہئے، اگر وہ اعتراض نہ کریں تو مدرسہ کی کھڑکی کھولنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

ويسع الذي محمله أن ينتفع به عالم يضر بالمسلمين؛ لأنه له حق المرور ولا ضرر فيه في معناه به إذ المانع متعنت، فإذا أضر بالمسلمين له كره له ذلک لقوله عليه السلام: "لا ضرر ولا ضرار في الإسلام". (الهداية ٥٧٥/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۲/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

MLA کا اپنے اِمدادی فنڈ سے عیدگاہ یا مسجد میں رقم دینا؟

سوال (۱۲۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے MLA نے اپنے فنڈ سے بطور امداد کچھ رقم عیدگاہ کو وسیع کرنے، فرش ڈالنے، یا پتھر بچھانے، یعنی اس کو خوب صورت بنانے کے لئے دیے ہیں، تو سوال یہ ہے کہ: کیا اِس رقم کو ہم اپنی عیدگاہ میں فرش ڈالنے یا پتھر بچھانے کے استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس پیسے سے بنائے گئے فرش پر عید کی یا جمعہ کی نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سرکاری ضابطہ کے مطابق MLA اپنے امدادی فنڈ سے عیدگاہ یا مسجد وغیرہ میں رقم دیتا ہے، تو اُس کی شرعاً گنجائش ہے، بشرطیکہ اس دینے کی وجہ سے آئندہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۳۵۶، ۲/۴۶۱، فتاویٰ رحیمیہ ۹/۲۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۸/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی دونوں جانب روشن دان اور کھڑکیوں کی جگہ چھوڑنا؟

سوال (۱۲۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں کی پرانی مسجد کافی بوسیدہ ہوچکی ہے، جس کو شہید کر کے از سرِ نو تعمیر کی ضرورت ہے، مسجد کے دائیں بائیں متصل گاؤں کی آبادی ہے، اِس لئے مسجد کی ضرورت کے پیشِ نظر مسجد کے دائیں بائیں کھڑکیاں اور روشن دان کے لئے تین چار فٹ جگہ چھوڑنے کی ضرورت ہے، کیا شریعت کی رو سے جو جگہ مسجد کی تحویل میں تھی، ایسی ضرورت کے پیشِ نظر اُس کو خالی چھوڑ دینا درست ہے؟ جب کہ اُس کا احاطہ کر دیا جائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں دائیں بائیں جانب جس حصہ کو

Marfat.com

چھوڑنے کا ارادہ ہے، اگر وہ پہلے ہی سے جماعت خانہ میں شامل نہیں تھا، یعنی مسجد شرعی کے حدود سے باہر تھا، تو اسے چھوڑنے میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر وہ حصہ پہلے سے مسجد کے اصل جماعت خانہ میں اور مسجد شرعی میں داخل ہے، تو اب اُسے مسجد سے باہر نہیں کیا جاسکتا، اَب کھڑکیاں اور دروازے آپ کہیں بھی لگائیں اُس حصہ کو مسجد سے باہر نہیں قرار دیا جائے گا، اور احترام بدستور ضروری ہوگا۔

وإن أرادوا أن يجعلوا شيئًا من المسجد طريقًا للمسلمين فقد قيل: ليس لهم ذلك وإنه صحيح. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الوقف / الفصل الحادي والعشرون في المساجد، نوع منه: في الإضافة إلى ما بعد الموت ۱۵۸/۸ رقم: ۱۱۵۰۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۲/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد مدرسہ کے پرانے تعمیری مٹیریل کوفروخت کرنا؟

سوال (۱۳۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد مدرسہ کا پرانا مٹیریل اینٹ، روڑی اور مٹی وغیرہ اگر ضرورت نہ ہو یا ضرورت سے زائد ہو، تو اس کو فروخت کرکے وہ رقم مسجد مدرسہ میں لگادی جائے تو کیا حکم ہے؟ مسجد مدرسہ کا مٹیریل مسجد مدرسہ کے فرش، راستے اور غسل خانہ وغیرہ میں لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کا پرانا یا زائد از ضرورت سامان فروخت کرکے مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔

سئل الحلواني عن أوقاف المسجد إذا تعطلت وتعذر استغلالها، هل للمتولي أن يبيعها ويشتري بثمنها أخرىٰ؟ قال: نعم. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ۴۲۲/۵ زكريا، وكذا في فتح القدير، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ۲۳۷/۶ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

Marfat.com

قال الموفق في المغني: إن الوقف إذا خرب وتعطلت منافعه كدار انهدمت أو أرض خربت وعادت مواتًا ولم تكن عمارتها، أو مسجد انتقل أهل القرية عنه وصار في موضع لا يصلى فيه، أو ضاق بأهله ولم يمكن توسيعه في موضعه، أو تشعب جميعه لم تمكن عمارته، ولا عمارة بعضه إلا ببيع بعضه جاز بيع بعضه لتعمر به بقيته، وإن لم يمكن الانتفاع بشيء منه بيع جميعه، قال أحمد في رواية أبي داؤد: إذا كان في المسجد خشبتان لهما قيمة جاز بيعهما وصرف ثمنهما عليه. لا نزاع فيه فإن بيع الآلات المستغني عنها يجوز اتفاقًا. (إعلاء لسنن / باب إذا خرب المسجد أو الوقف لم يعد إلى ملك الواقف ولا يباع ۱۳/۲۴۳ تحت رقم: ۴۵۷۱ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۵/۵/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجدِ ضرار کی تعریف

سوال (۱۳۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کے ہوتے ہوئے قریب ہی میں دوسری مسجد تعمیر کرنا مسجدِ ضرار کے حکم میں داخل ہوگی یا نہیں؟ نیز مسجدِ ضرار کی تعریف اور اُس کے شرائط کیا کیا ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ضرورۃً دوسری مسجد بنائی جائے، تو وہ مسجد؛ مسجدِ ضرار نہ کہلائے گی، مسجدِ ضرار کا اطلاق اصطلاحِ شرع میں اُس خاص مقام پر کیا جاتا ہے جو منافقین نے مسجدِ قبا کے مقابلہ میں مسلمانوں میں انتشار اور دشمنوں کو پناہ دینے کے لئے متعین کیا تھا، اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھانے کا حکم دیا تھا، آج کل جو مسجدیں مسلمان بناتے ہیں خواہ وہ دوسری مسجدوں کے قریب ہوں یا دور، وہ مسجدِ ضرار کی تعریف میں داخل نہیں ہیں؛ البتہ بلا ضرورت ایک مسجد کے رہتے ہوئے دوسری مسجد کی تعمیر نہ کرنی چاہئے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۴/۴۶۳)

Marfat.com

وقيل: كل مسجد بني مباهاةً أو رياءً وسمعةً، أو لغرض سوى ابتغاء وجه الله، أو بمال غير طيب، فهو لاحقٌ بمسجد الضرار. (تفسير المدارك، ٦٥١/١ التوبة: ١٠٧، وكذا في روح المعاني ٢١/١١ التوبة: ١٠٧ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱/ ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پرانی مسجد منہدم کر کے اُونچی بنانا؟

سوال (۱۳۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرزمین ادو بی شریف پر سڑک کے کنارے سوڈیڑھ سو سال پرانی ایک مسجد بنی ہوئی ہے، بستی کے کچھ افراد رائے دیتے ہیں کہ مسجد کو منہدم کر کے لیول اونچا کرلیا جائے، پھر فوری تعمیر جدید ہوجائے، کچھ افراد مسجد کے صحن پر سائبان (برآمدہ) بنانے کی رائے دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مسجد کو منہدم کر کے تعمیرِ جدید نہ کی جائے، ہم جملہ متعلقین مسجد انتظامیہ پس وپیش میں مبتلا ہوگئے ہیں کہ مسجد کی بقاء کے لئے کون سا راستہ اپنایا جائے؟ سڑک اور مسجد کے فرش کا لیول فی الحال برابر ہے؛ لیکن سڑک مزید اونچی ہوجائے کچھ نہیں کہا جاسکتا، مسجد کی تین دوکانیں بھی ہیں، جن کا فرش مسجد کے فرش سے اونچا ہے؛ لیکن رخ مسجد کی طرف نہیں ہے، مسجد کی نالی بہت کم گہری رہ گئی ہے، اس کے باعث وضو کرتے وقت چھینٹیں پڑتی ہیں، مسجد کے آس پاس مسلمانوں کے مکانات پیشتر پہلی ہی منزل پر مسجد کی چھت سے اونچے ہیں، مسجد کی کچھ رقم منتظمین کی تحویل میں موجود ہے، اگر پھر سے مسجد تعمیر ہوتو فوری تعمیر عمل میں آسکتی ہے، تیز ہوائیں چلنے پر گرد وغبار کوڑا کرکٹ اور غلاظت مسجد میں لیول نیچا ہونے کے باعث داخل ہوتی ہے، آیا مسجد منہدم کر کے اس کا لیول اونچا کر کے تعمیرِ جدید ہوسکتی ہے یا مسجد کی تعمیرِ جدید نہ کی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ضرورت کی بنا پر مسجد منہدم کر کے اُس کی کرسی اونچی

Marfat.com

بنا کر مسجد کی نئی تعمیر کرنا درست ہے۔

مسجد بابه علی مهب الريح فيصيب المطر باب المسجد فيفسد الباب ويشق على الناس الدخول في المسجد كان للقيم أن يتخذ ظلة على باب المسجد من غلة الوقف. (الفتاوىٰ الهندية، الباب لحادي عشر / الفصل الثاني من كتاب الوقف ۲/۴۶۱ زكريا)

ذكر ابن سماعة عن محمد رحمه الله في رجل بنى مسجدًا ثم مات فأراد أهل المسجد أن ينقضوه ويزيدوا فيه فلهم ذلك. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الحادي عشر من كتاب الوقف ۲/۴۵۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۴/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد سے ملحق مکانات کو مسجد میں شامل کرنا؟

سوال (۱۳۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلہ میں ایک مسجد ہے، محلہ میں مسلمانوں کی کافی تعداد ہے، اس محلہ کے دو حصے ہیں، ایک حصہ قدرے دوری پر ہے، اس حصہ کے لوگوں کو جانے میں پریشانی ہوتی ہے، اسی حصہ میں مسجد کے کچھ مکان ہیں، یہاں کے مسلمان چاہتے ہیں کہ کرایہ داروں سے مکان خالی کر کے یہاں ایک دوسری مسجد کی تعمیر کرلیں، متولی صاحب بھی رضا مند ہیں، از روئے شرع کیا ایسا کیا جاسکتا ہے؟ کیا پریشانی کے پیشِ نظر مسجد کے مکانوں کو مسجد کی شکل دی جاسکتی ہے، یعنی ان مکانوں کو منہدم کر کے مسجد بنائی جاسکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورت کے وقت اہلِ محلہ اور ذمہ دارانِ مسجد کے مشورہ سے ان مکانات کی جگہ نئی مسجد تعمیر کرنے کی گنجائش ہے؛ تاہم یہ نئی مسجد انتظام میں پہلی مسجد کے تابع رہے گی، یعنی دونوں مسجدوں کا متولی ایک ہی شخص ہوگا؛ تاکہ جہتِ وقف کی رعایت رکھی جاسکے۔

Marfat.com

في الفتح: ولو ضاق المسجد وبجنبه أرض وقف عليه أو حانوتٌ جاز أن يؤخذ ويدخل فيه، زاد في البحر عن الخانية: بأمر القاضي، وتقييده، بقوله: وقف عليه: أي على المسجد يفيد أنها لو كانت وقفًا على غيره لم يجز لكن جواز أخذ المملوكة كرها يفيد الجواز بالأولىٰ؛ لأن المسجد للّٰه تعالىٰ، والوقف كذلك.

(شامي، كتاب لوقف / مطلب في جعل شيء من لمسجد طريقًا ٥٧٦/٦-٥٧٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۹/۱۱ھ

مدرسہ کے کمرے کو مسجد میں شامل کرنا

سوال (۱۳۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم گاؤں والوں نے مشورہ کیا ہے کہ مدرسہ کے کمرہ کو شہید کر کے مسجد میں شامل کریں، اور مسجد میں ۲۰/ یا ۲۵/ فٹ کا اِضافہ کرنا ہے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ نقشہ میں مدرسہ کے نام سے جو کمرہ بنا ہوا ہے اگر یہ مسجد ہی کی ملکیت ہے تو اُس کو توسیع مسجد میں شامل کرنا بلاشبہ جائز ہے، شرعاً اُس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰۰/۱۰)

أرض وقف على مسجد، والأرض بجنب ذٰلك المسجد، وأرادوا أن يزيدوا في المسجد شيئًا من الأرض جاز. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الحادي عشر في المسجد ٤٥٦/٢، خلاصة الفتاوىٰ / الفصل الرابع في المسجد وأوقافه ٤٢١/٤ رشيدية، فتاوىٰ قاضي خان / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ٢٩٣/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

پرانی قبر کو برابر کر کے مسجد میں شامل کرنا؟

سوال (۱۳۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صوبہ راجستھان کی ایک تحصیل چھپا بڑود ضلع باران میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اور اب وہ نمازیوں کے لئے ناکافی ہے، اور مسجد کی دیوار سے متصل ایک پختہ قبر ہے، جو تقریباً سو سال سے ہے، اور موجودہ لوگوں میں کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کس کی قبر ہے، اور اب لوگ مسجد کو وسیع وکشادہ کرنا چاہتے ہیں کہ پختہ قبر کو توڑ کر مسجد کے احاطہ میں لے لیں، تو کیا از روئے شرع اِس طرح کر سکتے ہیں؟ اور مسجد کے احاطہ میں کر کے اس جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ مسجد کی تعمیر جلد ہونے والی ہے، جواب جلد مرحمت فرمادیں نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ قبر مسجد کی مملوکہ زمین کے اِحاطہ میں ہے یا مملوکہ قبرستان میں ہے اور مالکین اس کو مسجد کی حدود میں شامل کرنے پر راضی ہیں، تو اِس قدیم پختہ قبر کو برابر کر کے اُسے مسجد میں شامل کرنا اور اس جگہ نماز پڑھنا بلاشبہ درست ہے۔

قال ابن القاسم: لو أن مقبرةً من مقابر المسلمين عفت، فبنى قوم عليها مسجدًا، لم أر بذٰلک بأسًا، وذٰلک لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم، لا يجوز لأحد أن يملكها، فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها، جاز صرفها إلى المسجد؛ لأن المسجد أيضًا وقف من أوقاف المسلمين لا يجوز تمليكه لأحد، فمعناهما على هٰذا واحد. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري / باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد ١٧٩/٤ إدارة الطباعة المنيرية دمشق)

جاز زرعه والبناء عليه إذا بلى وصار ترابًا الخ. (الدر المختار ١٤٥/٣ زكريا)

ولو بلى الميت وصار ترابًا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه.

(تبيين الحقائق، كتاب الصلاة / باب الجنائز ٥٨٩/١ كراجي، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، الباب الجادي

Marfat.com

والعشرون في الجنائز / الفصل السادس في القبر والدفن الخ ۱/۱۶۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳؍۱؍۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پرانی قبروں پر لینٹر ڈال کر مسجد میں شامل کرنا؟

سوال (۱۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کے صحن میں کچھ پرانی قبریں ہیں، مگر اب نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ پڑنے لگی ہے، جس کی وجہ سے سبھی نمازیوں کی رائے یہ ہو رہی ہے کہ قبروں کے اُوپر لینٹر ڈال کر صحن کو کشادہ کرلیا جائے؛ تاکہ مسجد کی تنگی کی پریشانی ختم ہوجائے؛ کیوں کہ سال کے آٹھ مہینے ایسے گذرتے ہیں کہ چار یا تین وقت کی نماز صحن میں پڑھی جاتی ہے، تو مسجد کے نمازیوں کا یہ عمل درست ہوگا یا غلط؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصل مسئلہ یہ ہے کہ قبریں اگر پرانی اور بوسیدہ ہوجائیں اور مسجد میں توسیع کی ضرورت ہو، تو اُن قبروں کے آثار کو مٹا کر اُس جگہ کو مسجد میں شامل کرنے کی گنجائش ہے، یہ جزئیہ کتبِ فقہ میں موجود ہے، اِس پر قیاس کرتے ہوئے ضرورت کے وقت پرانی قبروں پر لینٹر ڈال کر اُس کے اوپر نماز پڑھنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۶/۴۰۹، عزیز الفتاویٰ ۱/۵۹۳)

قال ابن القاسم رحمه الله: لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت، فبنى قوم عليها مسجدًا لم أر بذلك بأسًا، وذلك لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لايجوز لأحد أن يملكها، فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المسجد؛ لأن المسجد أيضًا وقف من أوقاف المسلمين لا يجوز تملكه لأحد، فمعناهما على هذا واحد. (عمدة القاري / باب: هل تنبش قبور

Marfat.com

مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد ١٧٩/٤ إدارة الطباعة المنيرية دمشق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۸/۳/۱۴۲۶ھ

غسل خانہ کی جگہ کو صف میں شامل کرنا

سوال (۱۳۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی مسجد میں تین غسل خانے ہوں، اور اُن کا استعمال صحیح نہ ہوتا ہو، جیسے کہ لوگ اس کو کبھی کبھی پاخانہ کی جگہ بھی استعمال کسی کو بتائے بغیر چپکے سے کر جاتے ہوں، تو اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اُن میں سے دو غسل خانوں کو شہید کر کے اِس جگہ کو نمازیوں کے استعمال میں لانے کے لئے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت ہے؟ یا اس کو محلّہ والے ہی شہید کرا کر اپنی مرضی سے ٹھیک کرا سکتے ہیں؟ اور ایک ہی غسل خانہ سے کام چلا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اہلِ محلّہ اگر مناسب سمجھیں اور مسجد میں ضرورت بھی نہ ہو، تو آپسی مشورہ سے ضرورت کے مطابق مسجد کے غسل خانوں میں ترمیم کر سکتے ہیں۔

ثم ذكر الشرنبلالي أن هذا في المسجد بخلاف حوض وبئر، فقد ذكر في التاتارخانية وغيرها جواز نقلها. (شامي / مطلب في ما لو خرب المسجد أو غيره ٣٦٠/٤ كراچی، ٥٥٠/٦ زكريا)

أرض وقف على مسجد والأرض بجنب ذلك المسجد وأرادوا أن يزيدوا في المسجد شيئًا من الأرض جاز. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الحادي عشر ٤٥٦/٢ زكريا، البحر الرائق / فصل في أحكام المسجد ٢٥٦/٥ كوئٹه، الدر المختار مع الشامي / مطلب في جعل شيء من المسجد طريقًا ٣٧٩/٤ دار الفكر بيروت، ٥٧٦/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۲/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

کیا بیت الخلاء کو مسقّف کر کے مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے؟

سوال (۱۳۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلّہ میں ایک مسجد ہے، جس میں نیچے کی منزل مدرسہ کے ہال اور کمروں پر مشتمل ہے، بالائی منزل میں نماز پڑھتے ہیں، جمعہ کے دن مجمع کی کثرت کی وجہ سے کچھ لوگوں کو نماز دھوپ میں پڑھنی پڑتی ہے، اب بجائے آگے کے حصہ کے مسقّف کرنے کے مسجد کی داہنی طرف تقریباً ۱۲-۱۳/فٹ جگہ ہے، اور تقریباً ۸-۹/فٹ کی دوری پر بیت الخلاء واقع ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر مسجد کو بارہ یا تیرہ فٹ بڑھایا جاتا ہے تو اِس حالت میں بیت الخلاء مسجد کے نیچے کے حصہ میں آجاتی ہے، تو کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ یا پھر بیت الخلاء والی جگہ کو مسجد میں شامل نہ کرکے ۸/یا ۹/فٹ مسجد کو بڑھایا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کے بیت الخلاء کی چھت کو مسجد کی توسیع میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

لو جعل الواقف تحته بيتًا للخلاء هل يجوز؟ كما في مسجد محلة الشحم في دمشق لم أره صريحًا. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٦٥٦/١ كراچی، ٤٢٨/٢ زكريا) وقال الرافعي: ثم رأيت في غاية البيان ما يفيد الجواز. (تقريرات الرافعي ٨٥/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

استنجاء خانے کو توڑ کر مسجد کے صحن میں شامل کرنا؟

سوال (۱۳۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے صحن سے باہر ایک استنجاء خانہ ہے، جس کو توڑ کر کارکنان مسجد کے صحن کی توسیع کے

Marfat.com

لئے صحن میں داخل کرنا چاہتے ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: استنجاء خانہ کو توڑ کر صحن مسجد کی توسیع میں شامل کرنا شرعاً درست ہے؛ لیکن اِس بات کا ضرور لحاظ رکھا جائے کہ استنجاء خانہ کی جگہ پر بدبو وغیرہ بالکل باقی نہ رہے، مسجد میں شامل کرنے سے پہلے ہی اُس کو دور کرنا ضروری ہے۔

ولو ضاق المسجد وبجنبه أرض يدخل فيه. (شامي / مطلب في جعل شيء من المسجد طريقًا ٦/٥٧٦ زكريا)

وفي الكبرىٰ: مسجد أراد أهله أن يجعلوا الرحبة مسجدًا والمسجد رحبةً، وأرادوا أن يحدثوا له بابًا، وأرادوا أن يحولوا الباب عن موضعه، فلهم ذٰلک، فإن اختلفوا، نظر: أيهم اكثر وأفضل، فلهم ذٰلک، كذا في المضمرات.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٢/٤٥٦ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / أحكام المساجد ٥/٨٤١ إدارة القرآن كراچی، ٨/١٥٧ رقم: ١١٥٠٠ زكريا، وكذا في البزازية على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الربع في المسجد وما يتصل به ٦/٢٦٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۳/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رفاہِ عام کے کنویں کو مسجد میں شامل کرنا؟

سوال (۱۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد میں مصلیان کی ضرورت کے لئے کنواں تھا، سارے مصلی وضو غسل کی ضرورت پوری کرتے تھے، وہ تو بند کر کے نل لگوا دیا گیا، اس کنواں کے علاوہ ایک کنواں مسجد کے گیٹ کے سامنے تھا، اس سے محلہ کے افراد مسلم غیر مسلم اپنی اپنی ضرورت پوری کرتے تھے۔

Marfat.com

دریافت کرنا یہ ہے کہ کچھ حضرات یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ کنواں اور کنواں والی جگہ مسجد میں لے لی جائے اور کچھ حضرات منع کر رہے ہیں کہ نہیں اس جگہ کو مسجد میں نہیں لے سکتے؛ کیوں کہ مسجد کو ایسی جگہ نہیں چاہئے، اگر مسجد کی توسیع کرنی ہے تو ایک صاحب کی جگہ جو کہ مسجد کے برابر میں ہے، اس کو خریدلو، ہم برابر مسجد کا تعاون کرنے کو تیار ہیں، اور مسجد کی برابر والی جگہ اگر سبھی حضرات خریدنا چاہیں، تب مسجد کو جگہ مل جائے گی۔ معلوم کرنا یہ ہے کہ مسجد کے گیٹ کے سامنے جو کنواں ہے جس سے مسلم غیر مسلم اپنی اپنی ضرورت پوری کرتے تھے، وہ جگہ مسجد میں لے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو کنواں مسجد کی حدود کے اندر اور مسجد کی ملکیت میں تھا، اُسے پاٹ کر مسجد کی توسیع میں شامل کرنا بلا شبہ درست ہے، اور جو کنواں مسجد کے گیٹ کے باہر تھا جس سے عام لوگ بلا امتیاز پانی لیا کرتے تھے، اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کاغذات میں وہ مسجد کی ملکیت میں داخل ہو تو اُسے مسجد کے اندر شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ کاغذات میں مسجد کی ملکیت میں داخل نہ ہو تو بظاہر یہ جگہ میونسپلٹی یا گرام پنچایت کی ملکیت ہوتی ہے، تو اُس کی اِجازت کے بغیر اس جگہ کو مسجد کی توسیع میں شامل کرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱؍۲۰۰)

وفي الکبریٰ: مسجد أراد أهله أن یجعلوا الرحبة مسجدًا والمسجد رحبةً، وأرادوا أن یحدثوا له بابًا، وأرادوا أن یحولوا الباب عن موضعه، فلهم ذٰلک، فإن اختلفوا، نظر: أیهم اکثر وأفضل، فلهم ذٰلک، کذا في المضمرات.

(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما یتعلق به ۲/٤٥٦ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الوقف / أحکام المساجد ٥/٨٤١ إدارة القرآن کراچی، ٨/١٥٧ رقم: ١١٥٠٠ زکریا، وکذا في البزازیة علی هامش الفتاویٰ الهندیة، کتاب الوقف / الربع في المسجد وما یتصل به ٦/٢٦٨ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۵/۶/۳ھ

Marfat.com

مسجد کی توسیع کے بعد محراب کہاں بنائیں؟

سوال (۱۴۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محراب کو اپنی سابقہ جگہ سے ہٹا کر مسجد کے بیچ میں لانا پڑے گا یا داہنی جانب صفوں کے بڑے ہونے کی کوئی گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں محراب بدل کر بیچ میں بنانی چاہئے۔

السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف، ألا ترى أن المحاريب ما نصبت إلا وسط المساجد، وهي قد عينت لمقام الإمام. (شامي، كتاب الصلاة / باب الإمامة، مطلب في كراهية قيام الإمام في غير المحراب ٥٦٨/١ كراچی، ٣١٠/٢ زكريا، كذا في الفتاوى التاتارخانية / ما يكره للمصلي وما لا يكره ٥٦٨/٢ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۲/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قدیم مسجد میں قبلہ سے معمولی انحراف مضر نہیں

سوال (۱۴۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں کی جامع مسجد جو کہ قدیمی تعمیر ہے، گاہے بگاہے اس کی توسیع ہوتی رہی ہے، مگر موجودہ وقت میں جگہ کی قلت کی بنیاد پر پھر اُس کی توسیع کا مرحلہ درپیش ہے، قدیمی تعمیر میں قطب نما سے دیکھنے پر قبلہ تھوڑا داہنی طرف ہے، کیا قدیمی تعمیر کے رخ پر ہی اُس کی توسیع کر دی جائے یا درست کرلیا جائے، درستگی میں پوری مسجد شہید کر دی جائے، پھر اُس کی تعمیر جدید ہو یا جدید کی درستگی اور قدیم اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے، نچلے حصہ میں تہہ خانہ بنانے کا اِرادہ ہے، اور اوپر مسجد، کیا تہہ خانہ میں رہائشی کمرے، دوکانیں، گودام مدرسہ، پارکنگ، ہال اہلی یا عوامی ضرورت کے لئے یا کرایہ پر اور کسی ضرورت کے لئے تہہ خانہ کا استعمال درست ہے؟ اور مذکورہ ضرورتوں کے

Marfat.com

لئے مسجد کے نیچے تہہ خانہ بنایا جاسکتا ہے، مسجد کی بے حرمتی تو نہیں ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قطب نما کے اعتبار سے اگر مذکورہ مسجد کے قبلہ میں معمولی فرق ہے، تو اُس کی وجہ سے جہتِ قبلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا؛ لہٰذا اگر پرانی بنیادوں پر ہی مسجد کی جدید تعمیر کردی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر بآسانی قطب نما کے مطابق قبلہ کی جہت بنائی جاسکے تو اُس کی بھی گنجائش ہے، اور مسجد میں جو جگہ پہلے سے نماز پڑھنے کے لئے استعمال ہورہی ہے اُس کے نیچے اگر تہہ خانہ تعمیر کیا جائے تو لازم ہوگا کہ اُسے صرف نماز ہی کی ضرورت کے لئے استعمال کریں، پارکنگ، دوکان اور ہال وغیرہ کے لئے اُس تہہ خانہ کو استعمال نہیں کیا جاسکتا؛ البتہ اگر مسجد کے اِردگرد کی جگہ (جماعت خانہ کے علاوہ) کے نیچے تہہ خانہ بنایا جائے، تو اُسے مسجد کے مفاد میں مسجد کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۱۴۰، فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۲۵۱، کفایت المفتی ۷/ ۳۴، ۷/ ۲۸)

فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافًا لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز. (شامي، كتاب الصلاة / بحث استقبال القبلة ٢/ ١٠٩ زكريا)

قال في البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ بخلاف ما إذا كان السرداب والعلو موقوفًا لمصالح المسجد فهو كسرداب بيت المقدس، هذا هو ظاهر الرواية. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ٦/ ٥٤٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۷/ ۱۱/ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجدِ شرعی

مسجد کا اطلاق کن کن حصوں پر ہوتا ہے؟

سوال (۱۴۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کسے کہتے ہیں؟ اِحاطۂ مسجد کے مختلف حصوں کو الگ الگ ناموں سے موسوم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جماعت خانہ، صحن مسجد، متعلقاتِ مسجد، خارجِ مسجد وغیرہ، اگر کیا جاسکتا ہے، تو احکامِ مسجد کے پیشِ نظر داخلِ مسجد کی حدود متعین کرنا وہاں کوئی علامت اسٹیکر کالی یا ہری پٹی کے ذریعہ نشان دہی کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَصلاً مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں:

(۱) مسجدِ شرعی، جسے جماعت خانہ بھی کہا جاتا ہے اس سے مراد وہ پورا حصہ ہے، جہاں نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے، جس میں اندرونی وبیرونی سب حصے شامل ہیں۔

(۲) ملحقاتِ مسجد، جسے متعلقاتِ مسجد یا خارجِ مسجد وغیرہ بھی کہا جاسکتا ہے، اس سے مراد وہ تمام مسجد کے ملحق حصے ہیں، جو جماعت خانہ اور مسجدِ شرعی سے الگ ہیں، جن میں وضوخانہ، امام ومؤذن کے کمرے چٹائی وغیرہ رکھنے کے اسٹور اور جماعت وغیرہ سب شامل ہیں، اور مسجدِ شرعی کے امتیاز کے لئے کوئی بھی علامت لگانا شرعاً منع نہیں ہے؛ بلکہ بہتر ہے؛ تاکہ معتکفین کے لئے سہولت ہو۔ (امداد الفتاویٰ ۴/ ۶۳۷-۶۴۹، فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۲۱۸ ڈابھیل)

لا يظن أن ما حول بير زمزم يجوز الوضوء أو الغسل من الجنابة فيه؛ لأن حريم زمزم يجري عليه حكم المساجد، فيعامل بمعاملتها: من تحريم البصاق،

Marfat.com

والمكث مع الجنابة فيه، ومن حصول الاعتكاف فيه، واستحباب تقديم اليمنى، بناء على أن الداخل من المسجد لمسجد يسن له ذلك. (شامي، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في رفع الصوت بالذكر ۲/٤۳٤ زكريا)

يكره التوضوء في المسجد إلا إذا كان فيه موضع أعد لذلك؛ لأنه مستثنى منذ حينئذ. (الحلبي الكبير ٦١١ لاهور)

ولا بأس بأن يتخذ في المسجد بيت يوضع فيه الحصير، ومتاع المسجد به جرت العادة من غير نكير. (الحلبي الكبير ٦١٢ لاهور)

وكذا الخياطة فيه تكره إلا إذا كان لضرورة حفظه عن الصبيان ونحوهم. (الحلبي الكبير ٦١١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے دور ہونے کی وجہ سے عیدگاہ کو مسجد بنانا؟

سوال (۱۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں جس میں تقریباً تین ہزار لوگ زندگی بسر کرتے ہیں، اور اُس میں تین مسجدیں بھی ہیں؛ لیکن ہمارے محلہ سے وہ تینوں مسجدیں کافی دور ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے محلّہ کے تقریباً سبھی افراد اپنے گھروں میں نمازیں ادا کر لیتے ہیں، اور دور ہونے کی وجہ سے مسجد نہیں پہنچ پاتے ہیں، ہاں ہمارے محلّہ میں ایک عیدگاہ ہے جو اب آبادی میں آ گئی ہے، اور اس کو ہمارے محلّہ کے لوگ مسجد بنانا چاہتے ہیں، تو کیا اُس عیدگاہ کو مسجد بنانا جائز ہے، فی الحال پنجوقتہ نمازیں ادا کی جائیں گی اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں بھی اسی میں ادا کی جائیں گی تو کیا اِس طرح عیدگاہ کو مسجد بنانا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: عام اہلِ محلّہ واہلِ شہر کے مشورہ سے اُس عیدگاہ کو مستقل

Marfat.com

مسجد بنانے کی شرعاً گنجائش ہے۔

عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: أمر النبي صلى الله عليه وسلم ببناء المسجد، فقال: "يا بني النجار! ثامنوني بحائطكم هٰذا". قالوا: لا والله! لا نطلب ثمنه إلا إلى الله عز وجل. (صحيح البخاري، كتاب الوصايا / باب إذا وقف جماعة أرضًا مشاعًا فهو جائز ۱/۳۸۸ رقم: ۲۷۷۱ دار الفكر بيروت)

فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المسجد؛ لأن المسجد أيضًا وقف من أوقاف المسلمين، لا يجوز تملكه لأحد فمعناهما على هٰذا واحد. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري / باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية الخ ۴/۱۷۹ دمشق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۱/۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا عیدگاہ کا میدان مسجدِ شرعی کے حکم میں ہے؟

سوال (۱۴۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عیدگاہ کے میدان کو مسجد کہا جا سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: عیدگاہ کا اصل میدان شرعاً مسجد کے حکم میں ہے۔

إن مصلی العید له حکم المساجد. (شامي / مطلب في أحكام المسجد ۱/۶۵۷ کراچی، ۲/۴۳۰ زکریا)

اور وہ ملحقہ میدان جو اصلی حدود میں واقف نے شامل نہیں کیا ہے، اُس کا حکم مسجد کے مانند نہیں ہے، وہ فناء مسجد کے حکم میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانے سے مسجدِ شرعی بن جاتی ہے

سوال (۱۴۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک گاؤں میں ایک جگہ ایک شخص نے دینی کام کرنے کے لئے دی تھی، اس میں مدرسہ کا اجراء کردیا گیا، گاؤں میں ایک مسجد تھی، دوسری کی ضرورت بھی سمجھی گئی، تو اُس زمین میں آدھی میں مدرسہ اور آدھی میں مسجد بنادی گئی، سال دوسال نماز پڑھتے ہوئے اس مسجد میں ہوگئے، تو گاؤں والوں میں اختلاف ہوا، کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ جگہ صرف مدرسہ کے لئے ہے، مسجد دوسری جگہ بنالو، تو اب جب کہ اس میں سالوں سے نماز اور اذان جماعت امام رکھ کر نماز ہورہی ہے، اس جگہ کو مسجد سے خالی کیا جاسکتا ہے، یا وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہوگئی ؟ اس کو خالی نہ کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: یہ جگہ مسجد ہوگئی ہے اُسے خالی نہ کرایا جائے، مسجد بنانا مدرسہ کے وقف کے منافی نہیں ہے۔ (مستفاد: عینی بحوالہ فتاوی محمودیہ ۱۵/۴۸۷ ڈابھیل)

ویبدأ من غلته بعمارته، ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجد و مدرس مدرسة (الدر المختار) قوله: شرط الواقف أو لا، ثم ما هو أقرب إلى العمارة، وأعم للمصلحة، كالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة ......، ثم السراج والبساط، كذلك إلى آخر المصالح۔ (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب: يبدأ بعد العمارة الخ ٣٦٦/٤ كراچی، البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٥٦/٥ زكريا، وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٤٦٢/٢ زكريا)

مدرسة ما يبنى لكنى طلبة العلم ويجعل لها مدرس ومكان للدرس، لكن إذا كان فيها مسجد، فحكمه كغيره من المساجد، ففي وقف القنية: المساجد التي فيها المدارس مساجد؛ لأنهم لا يمنعون الناس من الصلاة فيها، وإذا أغلقت يكون فيها جماعة من أهليها. (شامي، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في أحكام

Marfat.com

المساجد ٤٣٠/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۱/۲۳ھ

مسجد کی دوکانوں کو مسجد میں شامل کرنے سے اُس پر بھی مسجدِ شرعی کے اَحکام جاری ہوں گے

سوال (۱۴۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک بڑی جامع مسجد ہے، جس کی حدود میں کئی دوکانیں قدیم زمانہ سے بنی ہوئی تھیں، اور اُن کا کرایہ مسجد میں آتا تھا، بعد میں مسجد کی توسیع ہوئی اور مسجد کے صحن میں قدیم تعمیر شدہ دوکانوں کی چھت کو بھی شامل کرلیا گیا۔ اَب سوال یہ ہے کہ یہ چھت کا حصہ مسجدِ شرعی میں شامل سمجھا جائے گا یا نہیں؟ مثلاً معتکف اگر وہاں تک آئے تو اس کا اعتکاف فاسد تو نہ ہوگا؟ اور کیا اس جگہ نماز پڑھنے سے مسجد کے ثواب میں کچھ کمی تو نہ آئے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں توسیع شدہ مسجد کا حصہ مسجدِ شرعی قرار دیا جائے گا؛ کیوں کہ نیچے کی دوکانیں پہلے سے مسجد پر وقف ہیں، اور مصالحِ مسجد کے لئے مستعمل ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۶۸۳/۲)

وإذا كان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو كانا وقفًا عليه صار مسجدًا. شرنبلاليه. (شامي / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٧/٤ كراجي، ٥٤٧/٦ زكريا)

بریں بنا اِس اِضافہ شدہ حصہ تک معتکف آسکتا ہے، اور وہاں نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۱/۵ھ

Marfat.com

مسجدِ شرعی قائم ہونے کے بعد اُس حصہ پر دوکان بنوانا؟

سوال (۱۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی زمین کو برائے مسجد وقف کیا، اور اس زمین پر چھپر پوش عمارت بنا کر لوگ ایک لمبے عرصہ تک نمازیں بھی پڑھتے رہے، درمیان میں اس جگہ نماز کا سلسلہ منقطع ہوگیا، اب لوگ چاہتے ہیں کہ مذکورہ زمین پر اچھی شکل میں مسجد قائم ہوجائے، چوں کہ اس جگہ مسجد کی اشد ضرورت ہے؛ لیکن اس محلّہ کے چند افراد یہ چاہتے ہیں کہ مذکورہ مسجد کی زمین سے متصل مکان مالک کے حوالے مسجد کی زمین کو کردیا جائے، اس طور پر کہ وہ شخص نیچے کے حصہ میں اپنی دوکان تعمیر کرلیں اور اس کے اوپر اس زمین کے عوض نماز گاہ بنادیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد کی مذکورہ زمین جس میں ایک لمبے عرصہ تک نمازیں بھی ہوئی ہیں، نیچے کے حصہ کو اس شخص کے حوالہ کردینا کہ وہ نیچے حصہ میں دوکان بنالیں، اور اوپر کے حصے کو اس کے عوض نماز گاہ بنادیں، شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ نیز مسجد کی زمین کو اس طرح لینا شرعاً کیسا ہے؟ جواب باصواب سے رہنمائی فرمائیں، کرم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو جگہ مسجد کے لئے وقف کی جاچکی ہے اور وہاں عرصۂ دراز تک نماز بھی ادا کی جاتی رہی ہے، اس جگہ کو کسی دوسرے شخص کے حوالہ کر کے وہاں دوکان وغیرہ بنانا قطعاً جائز نہیں ہے، اس جگہ اوپر سے نیچے تک مسجد ہی کے استعمال میں لانا لازم ہے، اُس حصہ میں دوکانیں بنانے کی اِجازت نہیں ہے۔

فإذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن. (الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب مهم فرق أبویوسف بین قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة علی فلان ۴/۳۵۱ کراچی، ۶/۵۳۹ زکریا)

قلت: وفي الذخیرة: وبالصلاة بجماعة یقیم التسلیم بلا خلاف حتی أنه إذا بنی مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فیه جماعة؛ فإنه یصیر مسجدًا. (شامي /

Marfat.com

مطلب في أحكام المسجد ٥٤٥/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳؍۱۰؍۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجدِ شرعی کے حصہ میں دوکان بنانا درست نہیں

سوال (۱۴۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد نئی بازار محمود آباد کی قدیم ایک چھوٹی سی مسجد تھی، جس میں چند دوکانیں تھیں، اور وہ دوکانیں کافی بوسیدہ ہوکر گر گئیں، چوں کہ مسجد تنگ ہونے کی وجہ سے اُن دوکانوں کی جگہ کو مسجد میں داخل کرلیا گیا ہے، اور اب مکمل طور پر اس حصہ میں نماز ہورہی ہے، کیا اب اس جگہ دوکانیں بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد سے ملحق دوکانیں چوں کہ اب مسجدِ شرعی میں داخل کرلی گئی ہیں، اور وہاں نماز بھی ہورہی ہے؛ لہٰذا اَب اس جگہ پر دوکانیں بنانا قطعاً جائز نہیں۔

أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٥٤٨/٦ زكريا)

قيم المسجد لا يجوز له أن يبني حوانيت في حد المسجد أو في فنائه؛ لأن المسجد إذا جعل حانوتًا ومسكنًا تسقط حرمته وهٰذا لا يجوز. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الحادي عشر / مطلب لوقف على عمارته ومصالحه سواء على الأصح ٤٦٢/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸؍۶؍۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نئی انتظامیہ کا مسجدِ شرعی کی متعینہ حدود میں ردوبدل کرنا جائز نہیں

سوال (۱۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: پنچایتی مسجد محلہ نیل گراں شہر جے پور کے تفصیلی حالات استفتاء لکھ کر مختلف معتبر دار الافتاء سے فتویٰ منگالیا گیا ہے، جس کی ایک فوٹو کاپی اس استفتاء کے ساتھ منسلک کی جارہی ہے؛ لیکن اس کے باوجود نیت پر بات اٹکادی گئی کہ گذشتہ انتظامیہ نے جب اصل مسجد تیرہ صفوں تک بنائی تھی، تو کیا داخل مسجد کی نیت کی تھی یا نہیں؟ جب کہ صورتِ حال یہ ہے کہ گذشتہ انتظامیہ کے اکثر لوگ اِس دنیا سے جاچکے ہیں، کچھ حضرات ابھی موجود ہیں، وہ حضرات ابھی تک کچھ واضح نہیں کرپارہے ہیں، جدھر کا دباؤ بڑھے گا، ادھر کی بات کہی جاسکتی ہے، جب کہ تیرہ صفوں تک متعینہ اصل مسجد وداخل مسجد ہونے پر عوام وخواص میں اتفاق رہا ہے، آج تک کسی نے اس پر انکار نہیں کیا، نہ پچھلی انتظامیہ نے نہ نئی انتظامیہ نے جو تین سال سے کام کررہی ہے، اور اعتکاف کرنے والوں کو تیرہ صفوں تک جانے سے کسی نے نہیں روکا اور یہ نہیں کہا کہ آٹھ صفوں تک تو داخل مسجد ہے اور باقی متعلقہ مسجد نہ پچھلی انتظامیہ نے جس نے مسجد بنائی تھی اور نہ نئی انتظامیہ نے جو مسجد تیرہ صفوں سے گھٹا کر آٹھ صفوں تک رکھنا چاہتی ہے، اور باقی پچھلی صفوں میں وضوخانہ وغیرہ بنانا چاہتی ہے، جب پچھلی انتظامیہ نے تیرہ صفوں تک مسجد بنائی تھی، تو سب نے ہی داخل مسجد تیرہ صفوں تک سمجھا تھا، انتظامیہ نے بھی اور عوام وخواص نے بھی، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ معتکفین کو تیرہ صفوں تک نفلی نمازوں اور کھانے پینے کے لئے آنے جانے پر کبھی روک نہیں لگائی گئی، اگر چہ پچھلی انتظامیہ نے تحریری طور پر اپنی نیت کا اظہار نہیں کیا تھا، اور نہ مائک پر اپنی نیت کا اعلان کیا تھا، اور نہ نیت بتانے کے لئے کسی تقریب ودعوت کا اہتمام کیا تھا؛ لیکن تیرہ صفوں تک اس طرح مسجد بنادی تھی کہ ہر عام وخاص مسجد دیکھ کر یہی سمجھے گا کہ تیرہ صفوں تک داخل مسجد ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ گذشتہ انتظامیہ کا تیرہ صفوں تک اصل مسجد بنادینا، اور عوام وخواص کا تیرہ صفوں تک داخل مسجد سمجھ لینا، اور اب تک انتظامیہ وغیرہ میں سے کسی کا اس پر انکار نہ کرنا، کیا اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ تیرہ صفوں تک اصل مسجد ہے، متعینہ مسجد ہے، داخل مسجد ہے، کیا نیت کا اعلان واہتمام یا تحریر ضروری ہے؟ دوسری بات یہ کہ مسجد کا واقف کون ہے کسی کو معلوم نہیں؟

Marfat.com

اور نہ کسی زمانے میں مسجدِ شرعی کا متولی رہا ہے، مسجد کی انتظامیہ بحیثیتِ خادم خدمت کرتی آرہی ہے جو بدلتی رہتی ہے، اب جب کہ نہ واقف معلوم ہے اور نہ متولی، تو اب داخلِ مسجد وخارجِ مسجد کی نیت کا حق کس کو حاصل ہے؟ کیا انتظامیہ کے ممبران کو یا عرفِ عام کو؟ اور جب کہ تیرہ صفوں تک اصل مسجد بنادی گئی اور عوام وخواص، انتظامیہ وغیر انتظامیہ نے عملاً تیرہ صفوں تک مسجد سمجھی، جو نیت کی واضح دلیل ہے، اس کے خلاف گذشتہ انتظامیہ کے کچھ ممبران جو زندہ ہیں، اگر وہ اب نیت کا اعلان کریں یا نیت بدل دیں کہ تیرہ صفوں تک مسجد نہیں مانتے؛ بلکہ آٹھ صفوں تک کی ہی ہم نیت کرتے ہیں، جب کہ اب تک سب کے سب عملاً مانتے رہے کہ تیرہ صفوں تک متعینہ مسجد ہے، تو کیا ایسے ممبران کی نیت کا کوئی اعتبار ہوگا؟

حضرت مفتی صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ تفصیلی سوال کی روشنی میں جو صورتِ حال کھل کر واضح ہوتی ہے، اس سے متعلق شریعت کی پوری رہنمائی مفصل اور واضح الفاظ میں فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن تیرہ صفوں تک مسجد مذکورہ میں عرصہ دراز سے مسجدِ شرعی والا معاملہ کیا جاتا رہا ہے، یعنی وہاں تک باقاعدہ نماز ہوتی ہے، اور معتکف حضرات بلا روک ٹوک وہاں آتے جاتے ہیں، تو یہ تعامل اس جگہ کے مسجدِ شرعی میں داخل ہونے کے لئے کافی ہے، نئی انتظامیہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اس جگہ یا اس کے کسی حصہ کو مسجد سے خارج قرار دے، احتیاط اسی میں ہے۔

أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع، ولو قال عنيت بذلك لم يصدق. (الدر المختار) أي بالقول على المفتى به أو بالصلاة فيه على قولهما.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام لمسجد ٥٤٨/٦ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

Marfat.com

مسجدِ شرعی میں دائیں بائیں خالی جگہ چھوڑ کر صف بچھانا؟

سوال (۱۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجدِ شرعی ہے، اگر اس مسجد کے اندر کے حصے میں یا مسجدِ شرعی کے کسی بھی حصہ میں دونوں طرف خالی چھوڑی جائے اور بیچ میں صف بچھادی جائے، تو ایسا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح صفیں بچھانے میں تو کوئی خرابی نہیں آئے گی؛ البتہ اگلی صفوں میں نماز پڑھنے کے ثواب میں مجموعی طور پر کمی آجائے گی؛ کیوں کہ اگر صفیں پوری بچھائی جائیں، تو اگلی صف میں نمازیوں کی تعداد بڑھ جائے گی، اور دونوں طرف جگہ چھوڑنے کی وجہ سے یہ تعداد کم ہوجاتی ہے۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "إن اللّٰه وملائكته يصلون على الصف الأول". قالوا: يا رسول اللّٰه وعلى الثاني؟ قال: "إن اللّٰه وملائكته يصلون على الصف الأول". قالوا: يا رسول اللّٰه! وعلى الثاني؟ قال: "وعلى الثاني". وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "سوُّوا صفوفكم، وحاذوا بين مناكبكم ولينوا في أيدي إخوانكم، وسدوا الخلل؛ فإن الشيطان يدخل فيما بينكم بمنزلة الحذف"، يعني أولاد الضأن الصغار. (رواه أحمد والطبراني، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الصلاة / الترغيب في الصف الأول وما جاء في تسوية الصفوف والتراص فيها الخ ص: ۱۱۸ رقم: ۷۰٦ بيت الأفكار الدولية)

وفي القنية: والقيام في الصف الأول أفضل من الثاني، وفي الثاني أفضل من الثالث هكذا؛ لأنه روي في الأخبار أن اللّٰه تعالىٰ إذا أنزل الرحمة على الجماعة ينزلها أولاً على الإمام، ثم تتجاوز عنه إلى من بحذائه في الصف الأول، ثم إلى

Marfat.com

الـميـامـن، ثـم إلـى المياسر، ثم إلى الصف الثاني، وروي عنه عليه السلام أنه قال: يـكتـب لـلـذي خـلف الإمـام بحذائه مائة صلاة وللذي في الجانب الأيمن خمسة وسبعون صلاة، ولـلـذي في الـجـانـب الأيسـر خمسون صلاة، وللذي في سائر الصفوف خمسة وعشرون صلاة. (لبحرالرائق / کتاب الصلاۃ ۳۰٤/۱ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۱۱/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے بالائی حصہ کا رقبہ اگر تحتانی حصہ سے زائد ہو، تو وہ مسجدِ شرعی میں داخل ہوگا یا نہیں؟

سوال (۱۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے جس کے نیچے کا حصہ ۳۰×۳۰ کا ہے، شمال اور جنوب میں ۲۰×۲۰ کے کمرے ہیں اور مسجد کا اوپر حصہ ۵۰×۵۰ کا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد کے اوپر کا حصہ ۵۰×۵۰ پورا مسجد میں شامل ہوگا یا نہیں؟ اور نیچے کے مقابلے میں اوپر کا جو حصہ زائد ۲۰×۲۰ ہے، اس میں اعتکاف کا کیا حکم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسجد کے اوپر منزل کے ۲۰×۲۰ زائد حصہ کے نیچے کا رقبہ مسجد ہی کی ملکیت میں داخل ہے یا مسجد پر وقف ہے اور اوپر کے پورے رقبہ کو مسجد کے متولی یا کمیٹی نے مسجدِ شرعی میں داخل کرلیا ہے، تو یہ پورا رقبہ اصل مسجد میں داخل مان لیا جائے گا اور معتکف کے لئے وہاں آنا جانا درست رہے گا؛ لیکن اگر اس زائد رقبہ کا نچلا حصہ مسجد کی ملکیت یا اس پر وقف نہیں ہے یا وقف تو ہے؛ لیکن ذمہ داران نے اوپر کے پورے حصے کے مسجد ہونے کی نیت نہیں کی ہے، تو ایسی صورت میں یہ زائد حصہ مسجدِ شرعی میں شامل نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۲/۱۷۵)

وإذا بـنـى مسـجـدًا لا يصير مسجدًا، حتى يقر بلسانه أنه مسجد لا يباع

Marfat.com

ولا يوهب ولا يرهن ولا يورث وفتح الباب وأذن فيه وأقيم وأذن للناس بالدخول فيه عامةً فيصير مسجدًا إذا صلى بجماعة فيه. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٥٦/٨ رقم: ١١٤٩٥ زكريا، ونحو ذلك في الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٥٤٥/٦-٥٤٦ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٥٩٣/٢، بدائع الصنائع / كتاب الوقف ٣٢٨/٥، البحر الرائق / كتاب الوقف ٢٤٨/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۷/۷/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عارضی جگہ پر نماز پڑھنے سے وہ مسجد کے حکم میں نہیں آتی

سوال (۱۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک جگہ میں عارضی طور پر نماز اور تراویح ہوتی رہی، پھر باقاعدہ مسجد بنانے کے لئے دوسری جگہ ملی اور وہاں مسجد بنالی گئی، اب مسجد میں نماز ہوتی ہے، تو کیا پہلی جگہ میں کوئی شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ رہ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی زمین پر عارضی طور پر چند ماہ نماز پڑھنے سے اس پر مسجد شرعی کے اَحکامات جاری نہیں ہوں گے؛ لہٰذا بعد میں اس جگہ کوئی شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۵۸/۲، کفایت المفتی ۵۵/۷)

وإما أن وقت الأمر باليوم أو الشهر أو السنة ففي هذا الوجه لا تصير الساحة مسجدًا. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الحادي عشر / الفصل الأول ٤٥٥/٢)

رجل له ساحة لا بناء فيها، أمر قومًا أن يصلوا فيها ...... وإن أمرهم بالصلاة شهرًا أو سنةً، ثم مات يكون ميراثًا عنه؛ لأنه لا بد من التأبيد، والتوقيت ينافي التأبيد. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره

Marfat.com

مسجدًا السخ ۳/ ۰ ۲۹-۲۹۱ زکریا، وکذا في الفتاویٰ الهندية، کتاب الوقف / الباب الحادي عشر، الفصل الأول ۲/ ۴۵۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱/۶ھ

فیکٹری کے ایک کمرہ کو مسجد کے نام سے موسوم کرنا؟

سوال (۱۵۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہاں ایک فیکٹری میں ایک کمرہ مسجد کے نام سے موسوم ہے اور نماز کے لئے خاص کردیا گیا ہے؛ لیکن اس کی چھت پر شعبۂ اَدویات قائم ہے، کیا یہ جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں فیکٹری میں نماز کے لئے مخصوص کمرہ مسجد شرعی کے حکم میں نہ ہوگا، وہاں نماز پڑھنا اگرچہ بلا کراہت درست ہے؛ لیکن اُسے مسجدِ شرعی نہیں کہا جائے گا اور وہاں اعتکاف بھی درست نہ ہوگا۔

ولا يكره ما ذكر فوق بيت جعل فيه مسجد بل ولا فيه؛ لأنه ليس بمسجد شرعًا. (الدر المختار، کتاب الصلاة / مطلب: في أحكام المسجد ۱/ ۶۵۷ کراچی، ۲/ ۴۲۹ زکریا)

قال في الدر: ولو جعل لغيرها أو جعل فوقه بيتًا وجعل باب المسجد إلى طريق وعزله عن ملكه لا يكون مسجداً ......، كما لو جعل وسط داره مسجدًا وأذن للصلاة فيه حيث لايكون مسجدًا. (الدر المختار على الشامي، کتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ۴/ ۳۵۸ کراچی، ۶/ ۵۴۷ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۸/۱ھ

گورنمنٹ کا آفسوں میں نماز پڑھنے کے لئے ہال بنانا؟

سوال (۱۵۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: بہت سے گورنمنٹ آفسوں میں اِسٹاف کے نماز پڑھنے کے لئے ایک ہال الگ کردیا گیا ہے، کیا ایسے ہال کو مسجد کے زمرہ میں شامل کیا جاسکتا ہے؟ کیا اُن ہالوں میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا؟ کیا مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے لئے جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں، اُن ہالوں میں داخلے اور نکلنے کے لئے اُن دعاؤں کو پڑھنا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گورنمنٹ آفسوں میں ملازمین کے لئے جو ہال نماز پڑھنے کے لئے الگ کردئے جاتے ہیں، وہ ہال مسجدِ شرعی نہیں ہیں، اور نہ ہی مسجد کے لئے وقف ہیں؛ بلکہ وہ صرف ملازمین کی سہولت کے لئے عارضی عبادت خانہ کے طور پر علیحدہ سے بنادئے جاتے ہیں؛ لہٰذا اِس کی وجہ سے وہ ہال شرعی مسجد نہیں بنتے ہیں، اور نہ ہی اُس میں نماز پڑھنے سے مسجدِ شرعی میں نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے؛ البتہ اُس ہال میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے والی دعائیں پڑھ لینی چاہئے۔

عن جدتها فاطمة الكبرىٰ رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم، وقال: رب اغفرلي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة/ باب ما يقول عند دخوله المسجد ۷۱/۱)

وإن أمرهم بالصلاة شهرًا أو سنة، ثم مات يورث؛ لأنه لا بد من التابيد والتوقيت ينافيه، ومقتضى هٰذا أن لا يصير مسجدًا فيما إذا أطلق. (فتح القدير ۲۱۸/۶ زكريا)

مندوب لكل مسلم أن يعد في بيته مكانًا يصلي فيه إلا أن هٰذا المكان لا يأخذ حكم المسجد على الإطلاق؛ لأنه باق على حكم ملكه له أن يبيعه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في المسجد ۳۲۰/۵ كوئٹه، المحيط البرهاني، كتاب الكراهية / الفصل الخامس في المسجد ۵/۸ ڈابھیل)

لو كان له ساحة لا بناء فيها – إلى قوله – وإن أمرهم بالصلاة شهرًا أو سنةً ثم مات تكون ميراثًا عنه؛ لأنه لا بد من التابيد والتوقيت ينافي التابيد.

Marfat.com

(البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٥/٢٤٨ كوئٹه، فتاویٰ قاضي خان على الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ٣/٢٩٠ كوئٹه، النهر الفائق، كتاب الوقف / فصل ٣/٣٢٨ دار الكتب العلمية بيروت، بحواله: فتاویٰ محموديه ٢١/٢٥٠ ميرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۸/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صحن اور فناءِ مسجد کسے کہتے ہیں؟

سوال (۱۵۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مساجد میں صحن اور فناء کسے کہیں گے؟ اور دونوں ایک ہی ہیں یا علاحدہ علاحدہ؟ دونوں کا حکم کیا ہے؟ اور کبھی کسی حالت میں یہ مسجد سے خارج ہوتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صحن سے مراد مسجدِ شرعی کا وہ حصہ ہوتا ہے جس کے اوپر چھت نہ ہو، اور فناء کا اطلاق اس حصہ پر ہوتا ہے جو مسجد شرعی سے خارج ہو، مگر اس کے اور مسجدِ شرعی کے درمیان کوئی فصل نہ ہو، فناء کے حصہ تک معتکف کے لئے جانے کی اِجازت نہیں ہے، اور جنبی وحائضہ وغیرہ فناء کے حصہ میں جاسکتے ہیں؛ کیوں کہ اس کو مسجدِ شرعی کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۶۴۶)

الفناء هو المكان المتصل به ليس بينه وبين طريق. (الحلبي الكبير ٦١٤ لاهور)

وينبغي أن يختص بهٰذا الحكم دون حرمة المرور الجنب ونحوه. (الحلبي الكبير ٦١٤ لاهور)

فهو كالمتخذ لصلاة جنازة، أو عيد فيما ذكر من جواز الاقتداء، وحل دخوله لجنب ونحوه. (شامي / مطلب في أحكام المسجد ٢/٤٣٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

فناءِ مسجد میں نماز اور تراویح کا حکم؟

سوال (۱۵۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں محلّہ گولا گنج چندوسی میں کبھی قدیمی قبرستان تھا، مگر اب اس جگہ نئی مسلم آبادی قائم ہوگئی ہے، اس کے وسط میں ہم لوگوں نے ایک جگہ مدرسہ اور مسجد کے واسطے لی ہے، نیچے مدرسہ ''واصل العلوم'' کے نام سے اور اس کے بالائی حصہ پر مسجد تعمیر کرنے کا خیال ہے، اب نیچے کی چہار دیواری مکمل ہوچکی ہے، مگر پیسہ کی کمی کے باعث ابھی لنٹر نہیں پڑا ہے، اگر لنٹر پڑ گیا ہوتا، تو اوپر باؤنڈری کرواکر مسجد قائم کرلیتے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں سے مسجدیں کچھ دوری پر ہیں؛ لہٰذا رمضان شریف کے مبارک ماہ میں عارضی طور پر ہم لوگ نیچے کے حصہ میں پانچوں وقت کی نماز وتراویح قائم کرسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس جگہ نماز وتراویح پڑھنا درست ہے؛ لیکن مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔

کفناء مسجد ورباط ومدرسة. (الدر المختار / مطلب في أحكام المسجد ٦٥٧/١ كراچی، ٤٣٠/٢ زكريا)

وإذا بنى مسجدًا، لا يصير مسجدًا حتى يقرّ بلسانه ...... وفتح الباب وأذّن فيه وأقيم، وأذِن للناس بالدخول فيه عامةً، فيصير مسجدًا إذا صلى بجماعة فيه. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / مسائل وقف المساجد ٧٤٠/٥ إدارة القرآن كراچی ١٥٦/٨ زكريا)

رجل له ساحة لا بناء فيها، أمر قومًا أن يصلوا فيها ...... وإن أمرهم بالصلاة شهرًا أو سنةً، ثم مات يكون ميراثًا عنه؛ لأنه لا بد من التأبيد، والتوقيت يُنافي التأبيد. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا الخ ٢٩٠/٣-٢٩١ زكريا، وكذ ... ـتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر، الفصل

Marfat.com

الأول ۲/ ٤٥٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا جماعت خانہ اور مسجد میں اتصال شرط ہے؟

سوال (۱۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پہلی منزل میں دوکانوں کے اوپر جماعت خانہ بنوایا جارہا ہے، جمعہ وعیدین وغیرہ میں مصلیوں کی کثرت کی بناپر مسجد کے امام کی اقتداء میں جماعت خانہ میں نماز پڑھنے والوں کی نمازیں درست ہوں گی؟ یا پھر آفس کے درمیان میں حائل ہوجانے کی وجہ سے نمازوں میں فساد یا کراہت آجائے گی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ جماعت خانہ اور مسجد کے درمیان آفس کی جگہ حائل ہورہی ہے؛ لہٰذا صفیں متصل نہ کرنے کی وجہ سے جماعت خانہ میں پڑھنے والوں کی نماز امام کے ساتھ درست نہ ہوگی؛ البتہ اگر کسی طرح صفیں متصل کرنے کی صورت نکال لی جائے اور آفس کو اس طرح بنایا جائے کہ اتصالِ صفوف میں خلل نہ ہو، تو پھر سب کی نمازیں درست ہوجائیں گی۔

ویمنع من الاقتداء طریق تجري فیه عجلة أو نهر تجري فیه السفن، إلا إذا اتصلت الصفوف فیصح مطلقًا. (الدر المختار مع الشامي، باب الإمامة / مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه الخ ۲/ ۳۳۰-۳۳۳ زكريا)

والمانع من الاقتداء في الفلوات قدر ما یسع فیه صفین. (الفتاوی الهندية ۱/ ۸۷)

وسمعت بعض المشایخ یقولون: الطریق الذي في الجامع یمنع الاقتداء؛ لأنه طریق عام. (الفتاوی التاتارخانية ۲/ ۲٦۸ رقم: ۲۳۹۰ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۵/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے صحن کو خارجِ مسجد قرار دے کر اُس کو مسافر خانہ بنانا؟

سوال (۱۵۹):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی کمیٹی نے مسجد بنائی، مسجد کا اندر کا حصہ اور برآمدہ مسجد میں شامل رکھا، اور صحن کے حصہ کو بناء مسجد ہی کے وقت سے خارج از مسجد، جب کہ چھت پورے حصہ (مسجد کا اندونی حصہ، برآمدہ صحن) پر ایک ہی ہے، شروع ہی سے نیت یہ تھی کہ صحن کے حصہ کو خارج کر کے مختلف استعمال میں لایا جائے، مثلاً جنازہ کی نماز وغیرہ اور اس حصہ کی چھت پر مسافر خانہ بنایا جائے گا، جو مسجد کی آمدنی کے لئے کرایہ پر ملے گا۔ صورت کچھ اس طرح ہے:

اندرونی حصہ
برآمدہ داخل
صحن خارج

سوال یہ ہے کہ کیا یہ صورت درست ہے؟ اور صحن کو (جب کہ شروع ہی سے یہ نیت تھی) خارج از مسجد مانا جائے گا یا وہ مسجد ہی ہے؟ کیا اس میں نماز جنازہ صحیح ہے؟ کیا اس پر مسافر خانہ بنانا درست ہے؟ اگر وہ مسجد میں شامل نہیں، تب تو ظاہر ہے کہ صحیح ہے، سوال اس صورت میں ہے جب کہ خارج مسجد نہ ہو؛ بلکہ وہ مسجد ہی ہو، تو کیا مسجد کی چھت پر مسافر خانہ بنا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو حصہ شروع ہی سے خارجِ مسجد ہے، اُس میں مسجد کی آمدنی کے لئے مسافر خانہ بنانا، نماز جنازہ پڑھنا وغیرہ جائز ہے، محض چھت ایک ہونے کی وجہ سے وہ حصہ مسجدِ شرعی میں داخل نہیں مانا جائے گا۔

فحل دخوله لجنب وحائض كفناء مسجد (الدر المختار) هو المكان المتصل به ليس بينه وبينه طريق. (الدر المختار مع الشامي / مطلب في أحكام المسجد ۲/۴۳۰ زكريا)

Marfat.com

يمنع الحيض دخول المسجد وكذا الجنابة وخرج بالمسجد غيره لمصلي العيد والجنائز والمدرسة والرباط يمنعان من دخولها. (البحر الرائق / باب الحيض ۱۹۵/۱ كوئٹه، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطهارة / مطلب يوم عرفة أفضل من يوم الجمعة ۳۱۱/۱ زكريا، لفتاوىٰ الهندية، كتاب لطهارة / البلب لسادس، الفصل لرابع في أحكام الحيض ۳۸/۱ كوئٹه)

وفناء المسجد له حكم المسجد، حتى لو اقتدى بالإمام منه يصح ...... دون حرمة مرور الجنب ونحوه. (الحلبي الكبير / فصل في أحكام المسجد ٦١٤ لاهور، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / فصل: كره غلق باب المسجد ۱۰۹/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۲/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قدیم مسجد کے صحن میں ایک حصہ کو جوتا چپل رکھنے کی جگہ بنانا؟

سوال (۱۶۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جدید مسجد کے سامنے ایک چھوٹی سی قدیم مسجد تھی جو شہید کردی گئی ہے، اور اس قدیم مسجد کے صحن کے اکثر حصوں کو پہلے ہی مسجد جدید کے صحن میں داخل کرلیا گیا ہے، اَب قدیم مسجد کے صحن اخیر کے کچھ حصوں کو شمال وجنوب دونوں جانب جہاں کبھی نماز پڑھی گئی تھی، جوتا چپل رکھنے کی جگہ بنانا چاہتے ہیں، کیا شریعت اِس طرح کرنے کی اِجازت دیتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس جگہ مسجد بنائی جائے وہ قیامت تک کے لئے مسجد بن جاتی ہے، اُس میں سے کل یا بعض حصہ کو مسجد سے نکالنا شرعاً جائز نہیں؛ لہٰذا قدیم مسجد کے صحن کے شمالی وجنوبی حصہ کو جوتا چپل رکھنے کی جگہ بنانا شرعاً درست نہ ہوگا۔

أما لو تمت المسجدية، ثم أراد البناء منع، فإذا كان هذا في الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه. (الدر المختار / قبيل مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٥٤٨/٦ زكريا)

Marfat.com

إذا خرب وليس له ما يعمر به، وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية ...... قال أبو يوسف: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثًا ولا يجوز نقله، ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوىٰ. (البحر الرائق / فصل في أحكام المساجد ٥/٢٥١ كوئٹه، الدر المختار مع الشامي: كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٤/٣٥٨ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھوٹی بڑی مسجد کا کیا معیار ہے؟

سوال (۱۶۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چھوٹی بڑی مسجد کا معیار کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: فقہاء کرام نے بڑی مسجد کی تحدید صحیح قول کے اعتبار سے چالیس ہاتھ ۶۰ رفٹ سے کی ہے، اور اگر اس سے کم ہے تو اس پر چھوٹی مسجد کا اطلاق کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۳۸۴ ڈابھیل، الاوزان المحمودۃ ۸۳)

المسجد الكبير هو أن يكون أربعين فأكثر، وقيل: ستين فأكثر، والصغير بعكسه – إلى قوله – أفاد أن المختار الأول. (طحطاوي على المراقي ٣٤٢ أشرفيه)

ومسجد صغير هو أقل من ستين ذراعًا، وقيل: أربعين وهو المختار، كما أشار إليه في الجوهر. (شامي / باب الإمامة ٢/٣٩٨ زكريا)

بمسجد كبير هو ما كان أربعين ذراعًا فأكثر والصغير ما كان أقل من ذلک، وهو المختار الخ. (طحطاوي على الدر ١/٢٦٨ كوئٹه)

الذراع إثنان وثلاثون إصبعًا، والمحدثون يقولون: أربع وعشرون إصبعًا.

Marfat.com

(الموسوعة الفقهية ٦١/٦٠ ، بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۵/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجدِ کبیر: ۴۰/ذراع لمبی اور ۴۰/ذراع چوڑی؟

سوال (۱۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عام طور پر مشہور یہ ہے کہ جو مسجد ۴۰/ذراع لمبی اور ۴۰/ذراع چوڑی ہو، وہ مسجد کبیر ہے، تو اس کی تصریح عربی فتاویٰ کی کتابوں سے مطلوب ہے کہ جس میں طولاً وعرضاً دونوں کی صراحت کی گئی ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس سلسلہ میں متون کی جو عبارات دستیاب ہوئیں اُن میں مطلقاً چالیس کا ذکر ہے، طول وعرض کی صراحت نہیں ہے؛ لیکن بعض فقہی عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد طول وعرض ہی ہے، جیسا کہ ماءِ کثیر کے معاملہ میں دہ دردہ کی صراحت فقہ میں موجود ہے۔ عبارات درج ذیل ہیں:

المسجد الكبير هو أن يكون أربعين فأكثر، وقيل: ستين فأكثر والصغير بعكسه ...... وأفاد أن المختار الأول. (طحطاوي على المراقي ٣٤٢)

مسجد صغير هو أقل من ستين ذراعًا، وقيل: من أربعين، وهو المختار كما أشار إليه في الجواهر. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله تعالى: جدك - بدون ألف لا تفسد ٣٩٨/٢ زكريا)

وقال الرافعي: وفي حاشية عبد الحليم: الصغير ما يكون أقل من جريب كما في البرجندي. والجريب ستون ذراعًا في ستين بذراع كسرى سبع قبضات. (تقريرات الرافعي ٨٣/٢ زكريا)

وأنت خبير بأن اعتبار العشر أضبط ولا سيما في حق من لا رأي له من

Marfat.com

العوام، فلهٰذا أفتى به المتأخرون الأعلام أي في المربع بأربعين، وفي المدور بستة وثلاثين، وفي المثلث من كل جانب خمسة عشر وربعًا وخمسًا بذراع الكرباس. (الدر المختار، كتاب الطهارة / باب المياه ۱: ۳٤۱-۳٤۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۴/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

۱۰۰ر فٹ چوڑی اور ۵۰ر فٹ لمبی مسجد کا حکم؟

سوال (۱۶۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد جو شمال وجنوب کے اعتبار سے ۱۰۰ر فٹ چوڑی اور مشرق ومغرب کے اعتبار سے ۵۰ر فٹ لمبی ہو، آیا بڑی مسجد میں داخل ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حضراتِ فقہاء کرام نے بڑی مسجد کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس مسجد کا رقبہ ۴۰ر ذراع مربع ہو، یعنی موجودہ حساب کے اعتبار سے وہ مسجد کم از کم ۶۰ر فٹ چوڑی اور ۶۰ رفٹ لمبی ہو، تو اس پر مسجدِ کبیر کا اطلاق ہوگا۔ اس اعتبار سے سوال میں جس مسجد کا ذکر ہے وہ چوڑائی میں تو مسجدِ کبیر کی تعریف پر منطبق ہوتی ہے؛ لیکن لمبائی میں مسجدِ کبیر سے کم ہے؛ لہٰذا اس پر مسجدِ کبیر کا حکم جاری نہ ہوگا، اور چھوٹی مسجد کے احکام اس پر جاری کیے جائیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۲۳۴ میرٹھ)

المسجد الكبير هو أن يكون أربعين فأكثر، وقيل: ستين فأكثر، والصغير بعكسه ...... أفاد أن المختار الأول. (طحطاوي على المراقي ۳٤۲ أشرفية)

بمسجدٍ كبيرٍ هو ما كان أربعين ذراعًا فأكثر، والصغير ما كان أقل من ذلك وهو المختار. (طحطاوي على الدر ۱/۲٦۸ کوئٹہ)

الصغير ما يكون أقل من جريب كما في البرجندي، والجريب ستون

Marfat.com

ذراعًا في ستين. (التقريرات الرافعي ۸۳/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۵/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا منبر محراب کے کس جانب ہونا چاہئے؟

سوال (۱۶۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک ساری دنیا میں مساجد میں جو منبر بنایا جاتا ہے، وہ محراب کے دائیں جانب اور سیڑھیاں سامنے کی طرف سے ہوتی ہیں، یعنی امام صاحب مشرق کی جانب سے سیڑھیوں پر بیٹھتے ہیں، تو قبلہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے، اور جانبِ مشرق رخ ہوتا ہے منبر کی یہی صورت زمانۂ رسالتِ مآب سے چلی آرہی ہے؛ لیکن پچھلے چند سال سے بعض جگہ جدید ذہنیت کے حامل انجینئرس وآرکیٹکٹ بعض جدید مساجد کے نقشے بناتے وقت منبر کو تبدیل کررہے ہیں، محراب کے اندر سے سیڑھیاں بنائی جارہی ہیں، اور امام صاحب جانبِ جنوب سے چڑھ کر ایک پلیٹ فارم (چبوترے) پر آکر مشرق کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوتے اور دو خطبوں کے درمیان کرسی پر بیٹھتے ہیں، یہ شکل شرعاً کہاں تک درست ہے؟ کیا خلافِ سنت نہیں ہے، مکمل وضاحت کے ساتھ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خطبہ کے لئے ممبر بنانے کا مقصد یہ ہے کہ امام قدرے بلند جگہ پر کھڑا ہو؛ تاکہ دور تک وہ نظر آسکے اور یہ مقصد ہر اس صورت میں پورا ہوجائے گا، جس میں امام کے کھڑا ہونے کے لئے اونچی جگہ بنائی جائے؛ لیکن سنتِ متوارثہ یہی ہے کہ محراب کے دائیں جانب تین سیڑھیوں پر مشتمل ممبر بنایا جائے، اس کے خلاف جو طریقہ سوال میں درج کیا گیا ہے، وہ خلافِ اولیٰ اور خلافِ سنتِ متوارثہ ہوگا اس جدت سے احتراز بہتر ہے۔

ومن السنة أن يخطب عليه اقتداء به صلى الله عليه وسلم وأن يكون على

Marfat.com

يسار المحراب ومنبره صلى الله عليه وسلم كان ثلاث درج غير المساة بالمستراح. (شامي، باب الجمعة / مطلب في حكم المرقى بين يدي الخطيب زكريا ۳/ ۳۹ زكريا)

ومنبره صلى الله عليه الصلاة والسلام كان ثلاث درجات. (شامي / باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ دار الفكر بيروت)

قال العيني: ثم اعلم أن المنبر لم يزل على حالة ثلاث درجات. (بذل المجهود / باب اتخاذ المنبر ۲/ ۱۷۸ المكتبة الإمدادية ملتان، ۶/ ۷۷ لكناؤ)

ولم يزل المنبر على حاله ثلاث درجاتٍ، حتى زاده مروان في خلافة معاوية ست درجات من أسفله. (فتح الباري، كتاب الجمعة / باب الصلاة على المنبر والسطوح ۲/ ۵۰۷ قديمي، ۲/ ۳۹۹ دار الفكر بيروت)

قلت: ويدل على كون منبره – صلى الله عليه وسلم – ثلاث درجاتٍ ما أخرجه الحاكم بسنده الصحيح ۴/ ۱۵۳ عن كعب بن عجرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "احضروا المنبر"، فحضرنا، فلما ارتقى درجةً قال: آمين، فلما ارتقى الدرجة الثانية قال: آمين، فلما ارتقى الدرجة الثالثة قال: آمين، فلما نزل قلنا: يا رسول الله! لقد سمعنا منك اليوم شيئًا ما كنا نسمعه؟ قال: إن جبرئيل عليه السلام عرض لي، فقال: بعُد من أدرك رمضان فلم يُغفر له، قلت: آمين، فلما رقيتُ الثانية قال: بعُد من ذُكرت عنده، فلم يصلِّ عليك، فقلت: آمين، فلما رقيتُ الثالثة قال: بعُد من أدرك أبويه الكِبرُ عنده أو أحدهما فلم يُدخلاه الجنةَ قلت: آمين. (الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الصوم / الترغيب في صيام رمضان احتسابًا وقيام ليله سيما ليلة القدر وما جاء في فضله ص: ۲۳۱ رقم: ۱۴۹۹ بيت الأفكار الدولية)

ذهب الفقهاء إلى أن اتخاذ المنبر سنة، مجمع عليها كما أنه يسن أن تكون الخطبة على المنبر، ويستحب أن يكون المنبر على يمين المحراب بالنسبة للمصلين. (الموسوعة الفقهية ۳۹/ ۸۵ كويت)

Marfat.com

المنبر في اللغة: مرقاة يرتقيها الخطيب أو الواعظ ليخاطب الجمع وسمى منبرًا لإرتفاعه وعلوه. (الموسوعة الفقهية ۳۹/۸٤ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۷/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصب کردہ زمین پر مسجد بنانا؟

سوال (۱۶۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کے پاس کل تیرہ آنہ مالیت کی زمین ہے، جس میں آٹھ آنہ زمین غاصبانہ ہے، پانچ آنہ زمین زید کی اپنی جائز ہے؛ لیکن چک بندی میں چک بندی والوں نے زید کی جائز زمین کو اور جو غاصبانہ زمین تھی، دونوں کو یکجا جمع کر دیا ہے، جس کی وجہ سے جائز اور غاصبانہ دونوں خلط ملط ہوگئی ہیں، زید اپنے اس چک میں ایک جانب مسجد بنانا چاہتا ہے، کیا مسجد بنوانا جائز ہے یا نہیں؟ نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: پہلے مغصوبہ زمین کے بقدر یا اُس کی قیمت مالکِ حقیقی یا اُس کے ورثہ کو اَدا کرے، اس کے بعد اس جگہ مسجد بنوانا درست ہوگا۔

وعلى الغاصب ردّ العين المغصوبة، فإن أخذه فليرده عليه ......، ورد القيمة مخلص خلفًا. (الهداية ۳/۳۷۳ مكتبه بلال ديوبند)

أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكه وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد، وأن لا يكون محجورًا عن التصرف، حتى لو وقف الغاصب المغصوب، لم يصح، وإن ملكه بعد بشراء أو صلح. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة ٤/۳٤١-۳٤۹ كراچی، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/۳۱٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الأول ۲/۳٥۳ زكريا)

Marfat.com

ولا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي، كتاب الحدود / باب التعزير، مطلب: في التعزير بأخذ المال ۱۰٦/٦ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الغصب / الباب السابع في حد القذف، فصل في التعزير ۱٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق، كتاب الحدود / باب حد القذف، فصل في التعزير ٦٨/٢ زكريا، النهر الفائق، كتاب الحدود / باب حد القذف ۱٦٥/٣ إمدادية ملتان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۷/۵/۱۴۱۱ھ

مغصوبہ زمین میں مسجد بنانا؟

سوال (۱٦٦):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کے پاس کل تیرہ آنہ مالیت کی زمین ہے، جس میں آٹھ آنہ غاصبانہ زمین ہے اور پانچ آنہ زید کی اپنی جائز زمین ہے؛ لیکن دونوں خلط ملط ہے، زید نے اپنی اسی زمین میں سے پانچ آنہ مالیت کی زمین بیچ بھی دی ہے، اور پانچ آنہ اسی مالیت کی اپنی جائز زمین زید کی بھی تھی، زید اپنی اسی زمین میں جو آٹھ آنہ مالیت کی بچی ہے، اسی میں ایک جانب مسجد بنوانا چاہتا ہے؛ جب کہ جن لوگوں کی زید اور زید کے والد وغیرہ نے غاصبانہ زمین لی ہے، اُن کے ورثہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری اتنی زمین زید اور زید کے والد وغیرہ نے لی ہے، اور زید خود بھی اعتراف کرتا ہے؛ لیکن دینا نہیں چاہتا ہے، اب زید اپنی اسی زمین میں ایک جانب مسجد بنوانا چاہتا ہے، کیا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب کہ زید اپنے حصہ کے بقدر زمین فروخت کر چکا ہے، تو بالبقیہ ساری زمین مغصوبہ سمجھی جائے گی، اس کا مالک پر لوٹانا ضروری ہے، اس میں زید کو مسجد بنانے کا حق نہیں ہے۔

عن سالم عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

Marfat.com

من أخذ من الأرض شيئًا بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (صحيح البخاري، كتاب المظالم والغصب / باب إثم من ظلم شيئًا من الأرض رقم: ٢٤٥٤ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب البيوع / باب الغصب والعارية ٢٥٤)

وعلى الغاصب ردّ العين المغصوبة. (الهداية / كتاب الغصب ٣٥٧/٣)

وكذا تكره في أماكن: كفوق كعبة ...... وأرض مغصوبة أو للغير لو مزروعة أو مكروبةً (الدر المختار) وفي الواقعات: بنى مسجدًا في سور المدينة، لا ينبغي أن يصلى فيه؛ لأنه حق العامة، فلم يخلص لله تعالىٰ كالمبنى في أرض مغصوبة ...... فالصلاة فيها مكروهة تحريمًا في قول، وغير صحيحة له في قول آخر. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة ٣٨١/١ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷/۵/۱۴۱۱ھ

سوتیلی والدہ کی زمین پر زبردستی قبضہ کرکے مسجد بنانا

سوال (۱۶۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بکر نے نکاح ثانی ایسی عورت سے کیا تھا جس کے پاس تقریباً دس بیگھہ اراضی بیع نامہ تھی، جب کہ اس سے پہلی زوجہ سے تین اولاد تھیں، دولڑکے تلن وشہاب الدین ایک صاحبزادی سعیدن اس کے بعد زوجہ ثانی جو کہ اس آراضی کی مالک تھی، جو اس کے والد سے ملی تھی، اس سے بھی ایک لڑکی ہاجرہ نامی پیدا ہوئی، بکر کے انتقال کے بعد بڑے صاحبزادے تلن جو کہ پہلی زوجہ سے تھے، اُنہوں نے دوسرے بہن بھائیوں کو محروم کرکے اپنی سوتیلی والدہ سے جبراً وقہراً ساری آراضی اپنے نام کرالی، جب کہ گاؤں کے بہت لوگ گواہ ہیں، آئندہ چل کر تقریباً تلن نے سوا بیگھہ آراضی مدرسہ کے نام ہبہ کردی، اس میں دینی ادارہ چل رہا ہے، ضرورت کے تحت اس میں مسجد کی تعمیر بھی ہوچکی ہے، نماز بھی ادا کی جاتی ہے، آیا اس مسجد میں نماز جائز ہے، اگر ناجائز ہے تو پھر جائز کی کیا شکل ہوگی؟ اور اور پڑھی گئی نمازیں ادا ہوگئیں یا اعادہ کرنا ہوگا؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ سوال تلن کا اپنی سوتیلی والدہ سے اس کی پوری جائیداد اپنے نام کراکر اس پر قبضہ کرلینا درست نہیں تھا؛ لیکن اگر ہبہ کے بعد باقاعدہ قبضہ کرلیا گیا تو اُس کی ملکیت شرعاً تام ہوچکی ہے؛ لہٰذا وہ اس میں سے مدرسہ یا مسجد کے نام کرسکتا ہے، اور ایسی مسجد میں نماز ادا کرنا درست ہے۔

عن عبد اللّٰه بن السائب بن زيد عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يأخذ أحدكم عصا أخيه لاعبًا ولا جادًا، فمن أخذ عصا أخيه فليردها إليه. (سنن الترمذي، أبواب الفتن / باب ما جاء لا يحل لمسلم أن يروّع مسلمًا ۳۹/۲ رقم: ۲۲۴۹، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب من يأخذ الشيء على المزاح ۶۸۳/۲ رقم: ۵۰۰۳)

وتتم الهبة بالقبض الكامل. (شامي / كتاب الهبة ۴۹۳/۸ زكريا)

ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل، وبقوله: جعلته مسجدًا عند الثاني. (شامي / مطلب: إذا وقف كل نصف على حدة صار وقفين ۵۴۴/۶ زكريا)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ۶۱/۱ رقم المادة: ۹۶ مكتبة إتحاد ديوبند، الأشباه والنظائر، كتاب الغصب / الفن الثاني، الفوائد: ۴۴/۲ رقم القاعدة: ۱۷۱۲ زكريا، وكذا في الدر المختار / كتاب الغصب ۲۰۰/۶ دار الفكر بيروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفر لہ ۱۴۲۷/۱۰/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مشترکہ غیر منقسم زمین پر ایک فریق کا مسجد بنانا؟

سوال (۱۶۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی مشترکہ زمین ہے، زید اپنے دیگر شرکاء کو دینا نہیں چاہتا تھا؛ لیکن زید کے شرکاء نے

Marfat.com

موجودہ عدالت میں مقدمہ دائر کردیا، عدالت نے زید کے شرکاء کے حق میں ڈگری کردی؛ لیکن ابھی حصہ کشی نہیں ہوئی ہے، زید اسی مشترکہ زمین میں بلا اپنے شرکاء سے اجازت لئے ہوئے ایک جانب مسجد بنوانا چاہتا ہے، جب کہ احتمال ہے کہ جہاں مسجد بنے گی، وہاں عدالت زید کے شرکاء کا حصہ متعین کردے گی؛ کیوں کہ حصہ کشی کا مقدمہ موجودہ عدالت میں دائر ہے، تو کیا زید کا مسجد بنوانا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زمین کی باقاعدہ تقسیم سے پہلے زید کو اس میں تصرف کرنا درست نہیں ہے، دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر اس زمین کے کسی بھی حصہ میں مسجد بنانا جائز نہیں ہے۔

فشركة الأملاك العين يرثها رجلان ويشتريانها، فلا يجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الأخر إلا بإذنه ......، ويجوز بيع أحدهما نصيبه من شريكه في جميع الصور، ومن غير شريكه بغير إذنه إلا في صورة الخلط والاختلاط؛ فإنه لا يجوز إلا بإذنه. (الهداية / أول كتاب الشركة ۲/ ۶۰۵)

كل من الشركاء في شركة الملك أجنبي في حصة سائرهم، فليس أحدهم وكيلاً عن الآخر، ولا يجوز له من ثم أن يتصرف في حصة شريكه بدون إذنه. (شرح المجلة ۱/ ۶۰۱ رقم المادة: ۱۰۷۵ المكتبة الحنفية كوئٹه)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه. (شرح المجلة لسليم رستم باز ۱/ ۶۱ رقم المادة: ۹۶ مكتبة إتحاد ديوبند)

كل واحد من الشريكين أو الشركاء شركة ملك أجنبي في نصيب الآخر، حتى لا يجوز له التصرف فيه إلا بإذن الآخر كغير الشريك لعدم تضمنها الوكالة.

(مجمع الأنهر / كتاب الشركة ۲/ ۵۴۳ المكتبة الغفارية كوئٹه، وكذا في رد المحتار ۶/ ۴۰۰ كراچی)

وإذا بنى في الأرض المشتركة بغير إذن الشريك له أن ينقض بناءه.

(الفتاوىٰ الكاملية / كتاب الشركة ۵۱ المكتبة الحقانية پشاور)

Marfat.com

وإذا بنى أحد الشركاء في الملك المشترك القابل القسمة بدون إذن الآخرين، ثم طلب الآخرون القسمة تقسم، فإن خرج ذلك البناء في نصيب بانيه فبها، وإن خرج في نصيب الآخر، فله أن يكلف بانيه هدمه ورفعه. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦٤٧/١ رقم المادة: ١١٧٣ المكتبة الحنفية كوئٹه، تنقیح الفتاویٰ الحامدية / كتاب الشركة ٨٨/١ المكتبة لميمنية مصر، وكذا في الدر المختار / كتاب القسمة ٢٦٨/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ

۱۴۱۱/۵/۱۷ھ

مالکان اور میونسپلٹی کی اِجازت کے بغیر بورڈ کی جگہ مسجد بنانا؟

سوال (۱۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک جگہ ایسی ہے جس میں کچھ حصہ میونسپلٹی کی ملک ہے، اور بقیہ حصہ متعدد افراد کی ملکیت میں ہیں، تو اُس جگہ مسجد کا قیام بغیر مالکان کے درست اور وہاں نماز پڑھنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مالکان اور میونسپلٹی کی اِجازت کے بغیر وہ جگہ شرعی مسجد نہیں بن سکتی؛ بلکہ وہاں نماز پڑھنا بھی اجازت ملنے تک مکروہ ہوگا۔

أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكه وقت الوقف ملكًا باتًّا ولو بسبب فاسد، وأن لا يكون محجورًا عن التصرف، حتى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح، وإن ملكه بعد بشراء أو صلح. (رد المحتار، کتاب الوقف / مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة ٣٤٠/٤-٣٤١ كراچی)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦١/١ رقم المادة: ٩٦ مكتبة إتحاد ديوبند، الأشباه والنظائر، كتاب الغصب / الفن الثاني، الفوائد: ٤٤/٢ رقم القاعدة: ١٧١٢ زكريا، وكذا في الدر

Marfat.com

المختار / كتاب الغصب ٦/ ٢٠٠ دار الفكر بيروت)

ومن شرائطه الملك وقت الوقف، حتى لو غصب أرضًا فوقفها ثم ملكها لا يكون وقفًا. (مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٢/ ٥٦٧-٥٦٨ المكتبة الغفارية كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٣١٤ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الأول ٢/ ٣٥٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۱/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس مسجد کی بلڈنگ کی قیمت دلال نے مالک کو نہ دی ہو اُس میں نماز کا حکم؟

سوال (۱۷۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد اقصیٰ سے متصل سروے نمبر ۵۲۹ سے سروے ۵۳۰ مارواڑی کی پلاٹنگ تھی، جس کا دلال بابو خاں ولد نصر اللہ تھا پلاٹ کی قیمت ۷۰؍ ہزار روپئے طے کی گئی تھی، جس میں سے تقریباً ۵۵؍ ہزار روپئے بابو خاں کو پہنچ گئے ہیں، جس کا خود اس دلال نے اقرار کیا ہے، اس مارواڑی کا کہنا ہے کہ یہ پلاٹ کی رقم مجھ تک نہیں پہنچی۔

اب اگر دلال کو رقم پہنچ جانے کی بنیاد پر ہم اس زمین پر مسجد کا تعمیری کام جاری کرلیں اور مالک زمین باوجود یہ کہ زمین کی اصل رقم دلال سے مجھ تک نہیں پہنچی، دباؤ وغیرہ میں آکر اس کام کو نہ روکے، تو ایسی صورت میں یہ تعمیر کردہ مسجد مسجد صحیح کہلائے گی یا نہیں؟ اور ایسی مسجد میں نماز ادا کرنے سے نماز کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اصل بیع کا معاملہ تو منعقد ہو چکا ہے، صرف رقم کی ادائیگی کا مسئلہ ہے، دلال نے اصل مالک کو موصولہ رقم ادا نہ کر کے غیر ذمہ داری

Marfat.com

کا ثبوت دیا ہے، اس پر دباؤ ڈال کر وہ رقم اہل مالک تک پہنچانی لازم ہے، اور اگر وہ ادا نہ کرے تو اہلِ مسجد یہ رقم مالک کو دیں اور اپنی دی ہوئی رقم دلال سے واپس لے لیں؛ تاہم اس جگہ تعمیر شدہ مسجد میں نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا؛ کیوں کہ اصل معاملہ شرعی طور پر درست ہے۔

ویجوز البیع بثمن حال ومؤجل إذا کان الأجل معلوماً. (الهداية / کتاب البیوع ۳/۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۹/ ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسرے کی زمین پر بغیر اِجازت کے بنائی ہوئی مسجد مسجدِ شرعی نہیں

سوال (۱۷۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد شفیع کی آراضی ۳۵ ر گز پر قاسم کے گروپ کے آدمیوں نے عارضی طور پر نماز پڑھنے کی جگہ بنالی، اور نماز پڑھنے لگے، اِدھر جب شفیع کو پتہ چلا تو شفیع نے فون کے ذریعہ سے منع کردیا، اور ایک عالم سے بھی کہلوایا کہ میری جگہ میں عارضی طور پر بھی نماز نہ پڑھیں؛ کیوں کہ قاسم کا ذہن بریلوی مسلک کا تھا، اور گاؤں میں دو مساجد کی بھی بالکل ضرورت نہیں تھی، شفیع کی اِس بات پر قاسم نے کہا کہ میری طبیعت خراب ہے ٹھیک ہونے پر آپ کی جگہ خالی کردوں گا، اسی دوران شفیع کا انتقال ہوگیا، اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ اپنی جگہ خالی کرالینا، کچھ دن کے بعد قاسم کا بھی انتقال ہوگیا، قاسم کی ایک لڑکی ہے شفیع کے ورثہ نے قاسم کی لڑکی سے جگہ خالی کرنے کو کہا تو اُس نے جواب دیا کہ جو بھی مفتی حضرات کہیں گے، میں اُس پر عمل کروں گی۔

ایک مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کیا گیا، تو زمین لوٹانے کی بات طے ہوئی، اس پر قاسم کی لڑکی نے کہا کہ مجھے دو ماہ کا ٹائم دیں ہم نے وقت منظور کرلیا، پھر اُس لڑکی نے اپنے گروپ کے آدمیوں کے سامنے بات رکھی جس کو اُن کے لوگوں نے ماننے سے انکار کردیا، جب کہ پہلے بھی

Marfat.com

لوگ یہ کہتے تھے کہ اگر قاسم یا اُن کی لڑکی کہہ دے گی تو ہم زمین خالی کر دیں گے۔

اُن کے ایک ذمہ دار نے کہا کہ ہم نے مفتی صاحب سے پوچھا ہے تو مفتی صاحب نے کہا کہ یہ مسجد ٹھیک ہے، اور اس پر اب شفیع کی اولاد کا بھی حق نہیں ہے، اور نہ ہی قاسم کی لڑکی کو کوئی حق ہے، جب کہ قاسم کی لڑکی مسجد میں کافی خرچ کرتی رہتی ہے، کیا شفیع کی اجازت کے بغیر شفیع کی زمین پر عارضی یا قطعی طور پر مسجد بنا سکتا ہے؟ کیا شفیع کی مرضی کے بغیر نماز ہوگی؟ کیا شفیع کی زمین پر اُس کی اولاد کا حق ہوگا یا نہیں؟ کیا گاؤں کے ذمہ دار کا پوچھا ہوا مسئلہ ٹھیک ہے یا غلط؟ کیا شفیع کی زمین شفیع کے لڑکے کو ملنی چاہئے؟ اور جھگڑا کر کے دو مسجد بنانا ٹھیک ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ سوال وبعد ادائے حقوق محمد شفیع کی جگہ میں اُس کی اِجازت کے بغیر جو مسجد بنائی گئی ہے، وہ مسجدِ شرعی نہیں ہے، جب تک محمد شفیع کے سب وارثین اپنی مرضی سے اُسے مسجد نہ بنائیں، اس جگہ کو مسجد قرار نہیں دیا جا سکتا؛ لہٰذا جن لوگوں نے اُس جگہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اُن پر لازم ہے کہ وہ اپنا قبضہ ختم کریں، اور یہ جگہ محمد شفیع کے وارثین کے حوالہ کر دیں۔

أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكه وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسدٍ، وأن لا يكون محجورًا عن التصرف، حتى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح، وإن ملكه بعد بشراء أو صلح. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة ٤/ ٣٤١-٣٤٩ كراچی، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب لوقف / الباب الأول ٢/ ٣٥٣ زكريا)

وكذا تكره في أماكن: كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة ...... وأرض مغصوبة أو للغير (الدر المختار) وفي الواقعات: بني مسجدًا على سور المدينة، لا ينبغي أن يصلى فيه؛ لأنه حق العامة، فلم يخلص لله تعالىٰ كالمبنى في أرض مغصوبة الخ ...... فالصلاة فيها مكروهة تحريمًا في قول، وغير صحيحة له في

Marfat.com

قول آخر. (رد المحتار، کتاب الصلاة / مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة الخ ۳۸۱/۱ کراچی)

الخامس من شرائطه الملك وقت الوقف، حتى لو غصب أرضًا فوقفها ثم اشتراها من مالكها ودفع الثمن إليه أو صالح على مال دفعه إليه لا تكون وقفًا ...... فلو استحق الوقف بطل. (البحر الرائق / کتاب الوقف ۳۱۴/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۱۱/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی توسیع زینہ راستہ وغیرہ مغصوبہ زمین پر بنانا؟

سوال (۱۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سائل کی ایک موروثی زمین ہے، جس کو سائل کے والد جناب عبدالحکیم مرحوم نے خرید لی تھی، زمین مذکورہ کے بعض حصہ پر مکان اور بعض حصہ کھلا ہوا آسائش اور آئندہ تعمیر کے لئے چھوڑ رکھا تھا، زمین کے پورب اتر ایک مسجد ہے، بعد کے لوگوں نے سائل مذکور کی کھلی زمین پر جب ہم سائل نے تعمیر کرنی چاہی، تو مسجد والوں نے رکاوٹ پیدا کی اور قانونی کارروائی بھی کی۔

صورتِ مسئولہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسجد کی توسیع زینہ راستہ اور وضوخانہ کسی مغصوبہ زمین پر بنانا جائز ہے؟ اس حصہ پر نماز درست ہوگی؟ اور کیا مسجد والوں کو سائل کی تعمیر میں رکاوٹ پیدا کرنا درست ہے؟

واضح ہو کہ سائل کی زمین کا خرید کردہ رقبہ موقع پر کم ہوگیا ہے، اور پیمائش سے یہ بات واضح ہوچکی ہے، متعلقہ اور مسجد کا رقبہ اپنے مندرجہ رقبہ کاغذات سے کافی زائد ہوگیا ہے، اور پیمائش سے یہ بات واضح ہوچکی ہے، متعلقہ کاغذات سوال کے ساتھ منسلک ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوسرے کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر مسجد کی توسیع اور ضروریاتِ مسجد، زینہ وغیرہ کی تعمیر شرعاً جائز نہیں ہے، اور اگر مسجد شرعی کی حدود میں

Marfat.com

مغصوبہ حصہ آتا ہے، تو اُس حصہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہوگا؛ لہٰذا زائد غیر موقوفہ حصہ اصل مالک کو واپس کیا جائے، یا اُس کی مناسب قیمت ادا کردی جائے، اور جو حصہ اُس وقت اصل مالک کے قبضہ میں ہے، اُس میں تصرف اور تعمیر میں وہ خود مختار ہے، اہلِ مسجد کو بلاوجہ اُس میں رکاوٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے۔

عن أبي حميد الساعدي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لمسلم أن يأخذ عصًا بغير طيب نفس منه. قال: ذٰلك لشدة ما حرّم الله من مال المسلم على المسلم. (صحيح ابن حبان رقم: ١١٦٦، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البيوع / باب الترهيب من غصب الأرض ٤٢١ رقم: ٢٩٠٤ بيت الأفكار الدولية)

وفي إجارة الفيض إنما لا يتحقق الغصب عندهما في العقار في حكم الضمان، أما في ما وراء ذٰلك فيتحقق، ألا ترى أنه يتحقق في الرد. (الدر المختار) أي في وجوب رده على مالكه. (شامي / كتاب الغصب ٢٧٢/٩ زكريا)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل ذٰلك كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦١ رقم: ٩٦)

ولا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي، كتاب الحدود / باب التعزير، مطلب: في التعزير بأخذ المال ١٠٦/٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الغصب / الباب السابع، فصل في التعزير ١٦٧/٢، البحر الرائق، كتاب الحدود / فصل في التعزير ٦٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۱/۳/۲۰ھ

مسجد کی تعمیر کے لئے غیر مسلم سے چندہ لینا؟

سوال (۱۷۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: مسجد کی تعمیر کے لئے غیر مسلم سے چندہ لینا یا غیر مسلم کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی تعمیر کے لئے غیر مسلم سے چندہ کا مطالبہ تو نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن اگر کوئی غیر مسلم خود اپنی خوشی سے مسجد میں کوئی رقم دے اور اس رقم کو مسجد میں لگانے سے آئندہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو اُس کی دی ہوئی رقم مسجد میں لگانا درست ہے۔ (کفایت المفتی ۷/۷۷، فتاویٰ رشیدیہ ۵۳۷)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰىٓ اَوْلِيَآءَ، بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ، وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ فنهي في هذه الآية من موالاة الكفار وإكرامهم …… ونهىٰ عن الاستعانة بهم في أمور المسلمين، لما فيه من العز وعلو اليد، وكذلك كتب عمر إلى أبي موسىٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه ينهاه أن يستعين بأحد من أهل الشرك في كتابته. (أحكام القرآن، البراءة / مطلب في تميز الطبقات ۳/۹۹ دار لكتاب العربي بيروت)

ومصرف الجزية والخراج ومال التغلبي وهديتهم للإمام إنما يقبلها إذا وقع عندهم أن قتالنا للدين لا الدنيا، وما أخذ منهم بلا حرب …… مصالحنا خير مصرف، كسد ثغور وبناء قنطرة وجسر وكفاية العلماء (الدر المختار) وفي الشامي: ومثله بناء مسجد وحوض. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في مصارف بيت المال ٦/٣٤٨-٣٤٩ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

غیر مسلم کا روپیہ مسجد میں لگانا؟

سوال (۱۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر مسلم کا روپیہ پیسہ مسجد میں لگانے کا کیا حکم ہے؟ اگر اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، تو وہ بھی

Marfat.com

ظاہر فرمادیں؛ کیوں کہ غیر مسلم کا پیسہ مشکوک ہوتا ہے، اور مسجد میں پاک آمدنی کا پیسہ لگایا جاتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم کا روپیہ پیسہ مسجد میں لگانے کی گنجائش ہے؛ ہاں البتہ اگر یقینی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی آمدنی یا مسجد میں دیا ہوا پیسہ حرام طریقہ سے حاصل کیا ہوا ہے، تو اِس صورت میں مسجد کے اخراجات میں اس پیسہ کو خرچ کرنا جائز نہیں، محض شک کی وجہ سے ناجائز ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ ۵۳۷، امداد الفتاویٰ ۲/۶۶۲، فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۱۲۱ میرٹھ، ایضاح المسائل ۱۳۶)

ولو أوصى بثلث ماله بأن يحج عنه قوم من المسلمين أو يبني به مسجد للمسلمين إن كان ذٰلك لقوم بأعيانهم صحت الوصية. (الفتاوى الهندية، كتاب الوصايا / الباب الثامن في وصية الذمي والحربي ١٣٢/٦)

إن شرط وقف الذمي أن يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس. (شامي، كتاب الوقف / مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة ٥٢٤/٦ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ١٨٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۷/۸/۱۸ھ

غیر مسلم کا دیا ہوا پیسہ مسجد میں کہاں لگ سکتا ہے؟

سوال (۱۷۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر مسلم کا دیا ہوا پیسہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ اور لگ سکتا ہے تو کس جگہ پر لگ سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی غیر مسلم بخوشی مسجد کا تعاون کرے، تو اُس کا دیا

Marfat.com

ہوا روپیہ مسجد کی ضروریات وتعمیر وغیرہ میں خرچ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ آئندہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (احسن الفتاویٰ ۶/۴۳۹، کفایت المفتی ۷/۴۷)

وأما الإسلام، فليس من شرطه، فصح وقف الذمي بشرط كونه قربةً عندنا وعندهم: (البحر الرائق / كتاب الوقف ۵/۱۸۹ كوئته، وكذا في مجمع الأنهر / كتاب الوقف ۲/۵٦٨ المكتبة الغفارية كوئته)

بدليل صحته من الكافر، وفي الشامية: فهو بدونها مباح حتى يصح من الكافر كالعتق والنكاح. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: لو وقف على الأغنياء وحدهم لم يجز ٦/٥٢١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۸/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کا اپنے پیسے سے مسجد بنوانا؟

سوال (۱۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص مسجد کی تعمیر میں اپنا چندہ دے رہا ہے تو کیسا ہے؟ اور اگر غیر مسلم اپنے پیسے سے اس نے مسجد تعمیر کروادی، تو اس میں نماز پنج گانہ ادا کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلمان شخص کے لئے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے، اور اگر کوئی غیر مسلم شخص کار خیر سمجھ کر مسجد بنوائے اور بعد میں کسی فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو، تو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۴۱ ڈابھیل)

روي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من بنى لله مسجدًا صغيرًا كان أو كبيرًا بنى الله له بيتًا في الجنة. (سنن ترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء في فضل بنيان المسجد ۱/۷۳)

شرط وقف الذمي أن يكون قربةً عندنا وعندهم، كالوقف على الفقراء،

Marfat.com

أو علی مسجد القدس . (شامي، کتاب الوقف / مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة ٥٢٤/٦ زکریا)

وأما الإسلام فلیس من شرطه فصح وقف الذمي بشرط کونه قربة عندنا وعندهم، کما لو وقف علی أولاده أو علی الفقراء، أو علی فقراء أهل الذمة. (البحرالرائق ١٨٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۷/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے پیسے سے بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟

سوال (۱۷۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شہر شاہجہاں پور میں ایک نیا بائی پاس روڈ تعمیر ہوا ہے، جو سیتاپور بریلی کو شہر سے باہر باہر گاڑیوں کے لئے بنا ہے، اس روڈ پر اہل ہنود نے ایک مسجد اپنی زمین پر اپنے پیسہ سے تعمیر کرائی ہے، جس کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے، اُن کی خواہش ہے کہ مندرجہ بالا مسجد میں مسلمان آکر نماز باجماعت ادا کریں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع مسجد میں نماز ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، تو شرعاً وہ کون سا طریقہ ہوسکتا ہے جس سے مسجد آباد ہو جائے؟ وہ طریقہ مع حوالہ کتبِ فقہ تحریر فرمائیں؟

نوٹ: - مندرجہ بالا اہلِ ہنود پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر اور غریب پرور ہے، اکثر بلا تخصیص مذہب غرباء کی مدد کرتا ہے، عرصہ ۴-۵/ سال سے ڈاکٹر صاحب روزہ افطار کی دعوت بھی کرتے ہیں، خود شریک افطار ہوتے ہیں، بعد افطار آخری صف میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوکر نقلِ نماز بھی کرتے ہیں، اور دیگر کام جو شرعی اعتبار سے مناسب نہیں ہیں، وہ بھی کرتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مذکورہ غیر مسلم اس زمین اور اس پر تعمیر شدہ عمارت

Marfat.com

کومسجد کے لئے وقف کرکے مسلمانوں کے قبضہ میں دیدے، اور بعد میں کسی فتنہ اور غیروں کی دخل اندازی کا بھی کوئی خطرہ نہ ہو، تو یہ جگہ مسجد شرعی بن جائے گی، اور وہاں نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۷/۴۷، امدادیہ ملتان، احسن الفتاویٰ ۶/۴۳۹)

والمراد أنه ليس موضوعًا للتعبد به كالصلاة والحج بحيث لايصح من الكافر أصلاً؛ بل التقرب به موقوف على نية القربة، فهو بدونها مباح حتى يصح من الكافر كالعتق والنكاح. (شامي، كتاب الوقف / مطلب لو وقف على الأغنياء وحدهم لم يجز ٥٢١/٦ زكريا)

ولو أن ذميًا أوصى بأن يشتري بثلث ماله رقابًا، وتعتق عنه بأعيانهم أو بغير أعيانه، أو أوصىٰ بأن يتصدق بثلث ماله على الفقراء والمساكين، أو أن يسرج به في بيت المقدس، أو يبنىٰ فيه، أو يغزىٰ به الترك أو الديلم، والموصي من النصارىٰ، فالوصية صحيحة ...... ولو أوصىٰ بثلث ماله بأن يحج عنه قوم من المسلمين، أو يبنىٰ به مسجد للمسلمين، إن كان ذٰلك لقوم بأعيانهم صحت الوصية، وتعتبر تمليكًا لهم، وكانوا بالخيار: إن شاؤا أحجوا به، وبنوا المسجد، وإن شاؤا لا. وإن كان ذٰلك لقوم غير معينين، فالوصية باطلة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوصايا / الباب الثامن في وصية الذمي والحربي ١٣١/٦-١٣٢ زكريا، البحر الرائق، كتاب الوصايا / باب وصية الذمي ٣٠٣/٩-٣٠٤ زكريا، وكذا في فتح القدير، كتاب الوصايا / باب وصية الذمي ٤٩٣/١٠-٤٩٤ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

وجملة الكلام في وصايا أهل الذمة أنها لا تخلوا: إما إن كان الموصى به أمرًا هو قربة عندنا وعندهم، أو كان أمرًا هو قربة عندنا لا عندهم، وإما إن كان أمرًا هو قربة عندهم لا عندنا، فإن كان الموصى به شيئًا هو قربة عندنا وعندهم بأن أوصىٰ بثلث ماله أن يتصدق به على الفقراء المسلمين، أو على فقراء أهل

Marfat.com

الـذمة، أو بـعتق الرقاب، وبعمارة المسجد الأقصى ونحو ذٰلک، جاز في قولهم جـميعًا؛ لأن هٰذا مما يتقرب به المسلمون وأهل الذمة ...... الخ . (بدائع الصنائع في تـرتيب الشرائع / كتاب الوصايا ۱۰/ ۵۰۰ دار الكتب العلمية بيروت، ٦/ ٤٣٩ زكريا، رد المحتار، كتاب الوصايا / فصل في وصايا الذمي وغيره ٦/ ٦٩٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۸/۲/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

سرکاری زمین مسجد میں استعمال کرنا

سرکاری زمین کو مسجد میں شامل کرنا؟

سوال (۱۷۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرکاری زمین کو مسجد میں شامل کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرکاری اجازت کے بغیر جو جگہ مسجد میں شامل کرلی گئی ہے وہ مسجدِ شرعی کے حکم میں نہ ہوگی، اور وہاں نماز پڑھنے سے مسجدِ شرعی کا ثواب نہ ملے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۷۸ ڈابھیل، کفایت المفتی ۷/۴۹، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲/۱۴۸)

قلت: وهو كذلك، فإن شرط الوقف التأبيد. والأرض إذا كانت ملكًا لغيره، فللمالك استردادها، وأمره بنقض البناء. وكذا لو كانت ملكًا له؛ فإنّ لورثته بعده ذلك، فلا يكون الوقف مؤبدًا. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: مناظرة ابن الشحنة مع شيخه العلامة قاسم في وقف البناء ٤/ ٣٩٠ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۳/ ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکار کی دی ہوئی زمین میں مسجد بنانا اور نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال (۱۷۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قصبہ پچھیمہ بازار ضلع بہرائچ یوپی میں ایک جامع مسجد ہے، جس کی زمین تقریباً سو سال سے

Marfat.com

زیادہ عرصہ قبل سرکار نے دی تھی، اور اس کے کاغذات موجود ہیں، تو کیا سرکار کی اس دی ہوئی زمین پر مسجد بنانا اور اس میں پنجوقتہ نماز جماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حسب تحریر سوال جب کہ مذکورہ زمین پر سرکاری اجازت سے مسجد بنائی گئی ہے، اور سو سال سے وہاں نماز ادا کی جارہی ہے، تو وہاں نماز پڑھنا بلاشبہ بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

وفي الذخيرة: وبالصلاة بجماعة يقع التسليم بلاخلاف حتى أنه إذا بنى مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فيه جماعة فإنه يصير مسجدًا. (شامي ٣٥٦/٤ كراچی، ٥٤٥/٦ زكريا)

سلطان أذن لقوم أن يجعلوا أرضًا من أرض البلد حوانيت موقوفة على المسجد، وأمرهم أن يزيدوا في مساجدهم، ينظر: إن كانت البلدة فتحت عنوةً يجوز أمره إذا كان لا يضرّ بالمارة؛ لأن البلدة إذا فتحت عنوةً، صارت ملكًا للغزاة، فجاز أمر السلطان فيها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد، لفصل الأول ٤٥٧/٢ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / أحكام لمسجد ٨٤٣/٥ كراچی، وكذا في لبحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٤١٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری زمین پر زبردستی مسجد مدرسہ بنانا؟

سوال (۱۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرکاری وہ زمین جس کی ملکیت کا پٹہ نہیں دیا جاتا ہے، جسے گوجر (زمین) کہتے ہیں؛ البتہ اگر کوئی جبراً عمل دخل کرلے تو سالانہ کچھ جرمانہ کی پاوی (دستاویز) دی جاتی ہے، اور سرکار جب

Marfat.com

چاہے دوبارہ اس زمین پر قبضہ کرلے اور واپس لے لے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی زمین پر کچھ لوگ جبراً دخل کر کے مسجد ومدرسہ کی تعمیر کر لیتے ہیں، تو اب ایسے جبراً عمل دخل کرنے والوں اور اس کی تعمیر کرانے والوں وامداد کرنے والوں پر شرعاً کیا حکم صادر ہوتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گورنمنٹ کی اِجازت کے بغیر اس جگہ مسجد ومدرسہ کی تعمیر ہرگز جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۷۸-۱۷۹ ڈابھیل)

لا یجوز التصرف في مال غیرہ بلا إذنہ ولا ولایتہ. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الغصب / مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر ۹/۲۹۱ زکریا، الأشباہ والنظائر / الفن الثاني ۲/٤٤٤ إدارۃ القرآن کراچی)

قلت: وہو کذلک، فإن شرط الوقف التابید، والأرض إذا کانت ملکًا لغیرہ، فللمالک استردادہا، وأمرہ بنقض البناء. (شامي، کتاب الوقف / مطلب: مناظرۃ ابن شحنۃ ٤/۳۹۰ کراچی)

المستفاد: لأن اللّٰہ تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ. (شامي ۲/٤۳۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گرام سماج کی زمین مسجد کو دینا؟

سوال (۱۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے کنارے ایک زمین ہے جس کو عوام الناس گرام سماج کی بتاتے ہیں، اس زمین میں کنواں ہے، اس زمین کے بارے میں محلّہ والے چاہتے ہیں کہ مسجد کو مل جائے؛ لیکن قریب والا شخص چاہتا ہے کہ اُسے مل جائے، ایسی متنازعہ زمین پر مسجد کو قبضہ کرنا کیسا ہے، جس میں کچھ فتنہ کا بھی اندیشہ ہے؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر گرام سماج کی طرف سے اِجازت مل جائے تو مسجد کے لئے مذکورہ زمین پر قبضہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلااِجازت قبضہ نہ کیا جائے۔

المستفاد: لأن اللّٰہ تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ. (شامي ۴۳۱/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۵/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گرام سماج کی زمین پر مسجد کیلئے دوکان بنانا؟

سوال (۱۸۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گرام سماج کی اراضی پر یعنی سرکاری زمین پر قبضہ کرکے مسجد کے نام سے اس مقبوضہ اراضی پر دوکان تعمیر کرنا کیا اِس کی مذہب اِسلام اِجازت دیتا ہے، جب کہ چیئرمین وغیرہ سے کوئی اِجازت نہیں لی، نیز اراضی کو مسجد کی اراضی شمار کیا جائے یا نہیں، اس دوکان سے جو آمد ہوگی اُس کا استعمال مسجد کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اگر شریعت اِجازت نہیں دیتی، تو جو رقم مسجد کی اس دوکان میں مسجد کے مہتمم صاحب نے اپنی صواب دید پر خرچ کی شرعاً اس کا جواب دہندہ کون ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گرام سماج کی زمین پر سرکاری اِجازت کے بغیر مسجد کے نام سے دوکان بنانا شرعاً جائز نہیں، اور اُس کی آمدنی بھی مسجد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور متولی مسجد نے دوکان بنانے کے لئے جو رقم خرچ کی ہے اُس کا ضامن وہی ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۷۷ ڈابھیل، فتاویٰ رحیمیہ ۲/ ۱۵۹)

سلطان أذن لقوم أن یجعلوا أرضًا من أرض البلدۃ حوانیت موقوفۃً علی المسجد، وأمرھم أن یزیدوا في مساجدھم، ینظر: إن کانت البلدۃ فتحت عنوۃً،

Marfat.com

يجوز أمره إذا كان لا يضرّ بالمارة؛ لأن البلدة إذا فتحت عنوةً، صارت ملكًا للغزاة فجاز أمر السلطان فيها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الأول ۲/ ٤٥٧ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / أحكام المسجد ۸٤٣/٥ إدارة القرآن كراچی، ١٦١/٨ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٤١٧/٥ زكريا)

قلت: وهو كذلك، فإن شرط الوقف التأبيد. والأرض إذا كانت ملكًا لغيره، فللمالك استردادها، وأمرهم بنقض البناء. وكذا لو كانت ملكًا له، فإن لورثته بعده ذلك، فلا يكون الوقف مؤبدًا. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: مناظرة ابن الشحنة مع شيخه العلامة قاسم في وقف البناء ٣٩٠/٤ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گرام سماج کی زمین پر پردھان کی اِجازت سے مسجد بنانا؟

سوال (۱۸۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے گاؤں دھرواں میں قبرستان کی کچھ جگہ گرام سماج میں نکل گئی تھی، جس کی رسید موجود ہ پردھان نے مسجد کے نام بنادی تھی، چنانچہ ذمہ داران نے اپنی تحویل میں لے کر تقریباً دس سال بعد ۲۰۰۴ء میں علماء کرام سے مسجد کی بنیاد رکھوادی، جس جگہ مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہے، وہاں ایک گڈھا تھا جس میں پانی بھرا رہتا تھا، عمر دراز لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ نہ تو اس جگہ پر مردے دفن ہوئے اور نہ ہی قبروں کے نشانات موجود تھے، کچھ دنوں بعد تعمیری کام شروع ہوا، اس وقت دیواریں لینٹر کے قریب پہنچ چکی ہیں، اور بفضلہ تعالیٰ گذشتہ تقریباً دو سالوں سے پنجوقتہ نماز بھی جماعت سے ادا کی جارہی ہے؛ لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ قبرستان اور گرام سماج کی زمین میں مسجد نہیں بن سکتی، جب کہ وہ حصہ گرام سماج میں نکل گیا تھا، اور گرام سماج کی زمین کا پردھان ہی مالک ہوتا ہے، وہ جس کو دیتا ہے وہ اس کی ہوجاتی ہے، تعمیر ہوجانے کے بعد سرکار بھی واپس نہیں لیتی جو

Marfat.com

لوگ اس میں نماز پڑھتے ہیں، وہ کیا کریں مسجد مذکورہ کا شرعاً حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال چونکہ گرام سماج کی زمین پر پردھان کی تحریری اجازت سے مسجد تعمیر کی گئی ہے، اور حسبِ دستور مسجد کی تعمیر کے بعد اس جگہ کو سرکار واپس نہیں لے سکتی، اس لئے اس جگہ پر شرعی مسجد بنانا بلاشبہ درست ہوگیا، اور وہاں نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ اس مسجد کو آباد رکھنا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۷۸ ڈابھیل)

سلطان أذن لقوم أن يجعلوا أرضًا من أرض البلدة حوانيت موقوفة على المسجد، وأمرهم أن يزيدوا في مساجدهم، ينظر: إن كانت البلدة فتحت عنوةً يجوز أمره إذا كان لا يضرّ بالمارة؛ لأن البلدة إذا فتحت عنوةً، صارت ملكًا للغزاة، فجاز أمر السلطان فيها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد، لفصل الأول ٤٥٧/٢ زكريا، الفتاوىٰ لتاتارخانية، كتاب لوقف / أحكام لمسجد ٨٤٣/٥ إدارة القرآن كراچی، ١٦١/٨ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام لمسجد ٤١٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۰/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نگر پالیکا کی اِجازت سے خالی زمین کو مسجد میں لینا؟

سوال (۱۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے، مسجد کے سامنے نگر پالیکا کی آراضی ہے، اس آراضی میں ایک طرف ایک پاکھڑ درخت ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا نقشہ سے ظاہر ہے، اس آراضی میں جہاں محلّہ ومسجد کے سالانہ اِجلاس وغیرہ کے پروگرام ہوتے ہیں، وہیں پر عوام الناس بھی فائدہ اٹھاتے ہیں، مثلاً گاڑی وغیرہ کھڑی کردی اور اسی طرح رنج وخوشی کے موقع پر بستر بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں، خاص طور سے اس

Marfat.com

درخت کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہیں، اور نگر پالیکا نے اس درخت کے چاروں طرف مٹ پاتھ بنا رکھے ہیں، جس کی وجہ سے مسجد کا احترام اور نماز کا احترام عام طور پر کھو بیٹھتے ہیں۔ دریافت یہ کرنا ہے اگر نگر پالیکا بورڈ اجازت دے دے، تو آراضی مسجد میں ڈال کر مسجد کو کشادہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کیا جا سکتا ہے تو فبہا اور اگر نہیں کیا جاسکتا، تو اسی سوال کی دوسری شق یہ ہے کہ مسجد کو وہیں رکھا جائے جہاں ہے، جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے، مسجد کے اندر جو حجرہ سہ دری ہے اور وضو خانہ ہے، اُس کو مسجد میں ڈال کر مسجد کشادہ کردی جائے اور اس آراضی میں مسجد کی جملہ ضروریات مثلاً وضوخانہ، غسل خانہ، بیت الخلاء اور پیشاب گھر وغیرہ بنا دئے جائیں۔ تو کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نگر پالیکا بورڈ کو اگر قانونی طور پر مذکورہ زمین مسجد کو ہمیشہ کے لئے دینے کا اختیار حاصل ہو، اور ضابطہ کے مطابق وہ منظوری دے دے، تو اس جگہ کو مسجد میں لینا جائز ہے، اَب اُس میں حسبِ مصلحت مسجد کی کمیٹی کے حضرات تصرف کرسکتے ہیں، خواہ اُسے مسجد کے صحن میں شامل کریں یا اُس پر مسجد کی ضروریات تعمیر کریں، دونوں کی گنجائش ہے۔

مستفاد: سلطان أذن لأقوام أن يجعلوا أرضًا من أرض الكورة في مسجدهم، ويزيدوا فيه ويتخذوا حوانيت موقوفة على مسجدهم؟ قال الفقيه أبو بكر الإسكاف: إن كانت البلدة فتحت عنوة جاز أمره. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۶۰/۸ زكريا، كذا في الفتاویٰ الهندية ۴۵۷/۲، شامي ۳۹۴/۴ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقف بورڈ کی زمین پر مسجد بنا کر اُسکے نیچے پارکنگ وتہ خانہ بنانا؟

سوال (۱۸۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شہر بنگلور کا مشہور ومعروف محلّہ ''لشکر شیواجی نگر'' جو قلب (وسط) شہر بھی ہے، اس علاقہ میں حضرت سلطان شاہؒ سے منسوب ایک مزار ہے، اور اس سے متصل اَوقاف کی ایک وسیع جگہ تھی

Marfat.com

جو عرصۂ دراز سے غیر قانونی طور پر مختلف لوگوں کے ذاتی تصرف اور استعمال میں تھی، کچھ حصے کھیل کود کے لئے استعمال ہو رہے تھے، شہر چوں کہ تیزی سے ترقی کرتا رہا اور جگہ کی قیمت بے انتہاء بڑھ گئی، اس جگہ کو قبضہ کرنے اور ذاتی مفاد کے لئے استعمال کرنے کی بہت سے لوگوں نے کوشش کی، چوں کہ جگہ قلبِ شہر میں واقع ہے، اس لئے اتنی آسانی سے حاصل نہ ہوسکی۔ اسی دوران چند دینی فکر رکھنے والے احباب نے راتوں رات اس جگہ پر شیڈ ڈال کر نماز شروع کردی، نماز شروع کرنے کی وجہ سے کافی دشواریاں پیش آئیں، بہر حال اللہ کا کرم کہ جگہ محفوظ ہوگئی، پھر اس عارضی شیڈ کی توسیع ہوتی رہی، اور کئی بار ہوئی، یہ سب وقف بورڈ کی اجازت کے بغیر ہوا، اسی حصہ کے سامنے ایک خالی شیڈ تھا، آہستہ آہستہ اسے بھی حاصل کرلیا گیا، پھر مکمل جگہ کو وقف بورڈ سے ایک ٹرسٹ کے نام رجسٹرڈ کرالیا گیا، اور وقف بورڈ سے اس جگہ پر مسجد و مدرسہ اور دیگر تعمیرات کی اجازت لی گئی، اس جگہ پر ایک مدرسہ بھی قائم ہے، اور ہفتہ واری اجتماع بھی ہوتا ہے، جس میں شہر کا بڑا مجمع شریک ہوتا ہے، اب تعمیرات کا پلان منظور ہو چکا ہے، اور بڑی لاگت سے بلند پیمانے پر اس کی تعمیر کا ارادہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ آسان فرمائے، آمین ثم آمین۔

یہ کل رقبہ 183×160 فٹ ہے، جس میں سے 90×110 فٹ پر انشاء اللہ مسجد تعمیر ہوگی، اور اطراف میں کمرے بنیں گے، جس میں طلبہ اور آنے والے مہمانوں کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کا نظم ہوگا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جس حصہ میں مسجد بنے گی اس کے نیچے (دو انڈر گراؤنڈ) تہہ خانے بنیں گے، جو پارکنگ اور مسجد کی دیگر ضروریات کے لئے استعمال ہوں گے، ذمہ دارانِ مسجد ان تہہ خانوں کو مسجد میں شامل نہیں کرتے ہیں، ان دو تہہ خانوں پر مسجد ہوگی جو انشاء اللہ چار منزلہ ہوگی، ان چار منزلوں کو مسجد شمار کرتے ہیں۔

غور طلب نکتے:- جب شیڈ ڈالا گیا تھا تو وقف بورڈ کی اجازت کے بغیر ڈالا گیا تھا، شیڈ ڈالنے والوں کی نیت جگہ محفوظ کرنا تھا، اب وقف بورڈ سے اس جگہ کو ایک ٹرسٹ کے نام پر رجسٹرڈ کرالیا گیا ہے، چوں کہ جگہ وقف بورڈ کی ہے؛ اس لئے وقف بورڈ کی حیثیت مالک کی ہے۔ کیا نیچے کی دو تہہ خانوں کو جن کو ذمہ داران مسجد میں شمار نہیں کرتے ہیں، بطور پارکنگ و دیگر ضروریات

Marfat.com

مسجد کے لئے استعمال کرسکتے ہیں؟ تمام تر تعمیرات، مسجد و مدرسہ اور مہمانوں کی ضروریات کے لئے ہیں، اس میں آمدنی کی کوئی صورت نہیں ہے، پارکنگ کی جگہ مسجد میں آنے والے لوگوں کی ایک مستقل ضرورت ہے، اکثر لوگ اپنی سواری کار اور اسکوٹر پر آتے ہیں، ان سواریوں کی پارکنگ کا انتظام اسی جگہ میں کرنا ہے، باہر یا راستوں میں پارکنگ کی جگہ نہیں ہے، حکومت کی طرف سے گاڑیوں کو راستے کے کنارے پر پارکنگ کرنے کی ممانعت بھی ہے، ان راستوں پر آمد و رفت کافی زیادہ ہے، اس کے علاوہ چوری کا خطرہ بھی ہے، گاڑیوں کی چوری کے واقعات بھی پیش آئے ہیں، یہ پارکنگ خالص مسجد میں آنے والوں کے لئے ہوگی، کرایہ پر نہیں دی جائے گی۔

ملاحظہ:- کسی بھی ایسی بڑی عمارت میں جس کا عوام کے لئے استعمال ہوتا ہے، پارکنگ کے لئے بڑی جگہ کا مخصوص کرنا قانوناً لازمی ہے، اس کے بغیر حکومت عمارت کا نقشہ منظور نہیں کرتی ہے۔ موجودہ عمارت کے نقشے میں تہہ خانے کا مکمل دوسرا حصہ پارکنگ بتلایا گیا ہے، اور پہلا حصہ مسجد کی دیگر ضروریات کے لئے بتلایا گیا ہے، اوپر کے باقی حصے مسجد بتلائے گئے ہیں، اس نقشے کو وقف بورڈ اور حکومت دونوں نے منظور کیا ہے۔

نوٹ:- اِس مسئلہ کو وضاحت اور دلائل کے ساتھ تحریر فرمائیں، اور عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: وقف بورڈ کی ابتدائی اِجازت کے وقت جس حصہ پر باقاعدہ نماز باجماعت ہورہی تھی، وہ حصہ مکمل شرعی مسجد بن چکا ہے، اَب بعد میں اُس کے نیچے پارکنگ وغیرہ بنانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، یہ پورا حصہ فوقانی ہو یا تحتانی، صرف نماز کے لئے ہی خاص کرنا ضروری ہے؛ البتہ اگر اس حصہ کی مزید توسیع کا ارادہ ہو جس میں شروع ہی سے نیچے پارکنگ بنانے کی نیت کی جائے تو صرف توسیع شدہ حصہ کے نیچے پارکنگ بنانے کی اجازت ہوگی، نیز مدرسہ کے لئے مختص جگہ کے نیچے بھی پارکنگ بنائی جاسکتی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۷۰۷)

قال الشامي: قلت: وفي الذخيرة وبالصلاة بجماعة يقع التسليم بلا خلاف حتى أنه إذا بنى مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فيه جماعة؛ فإنه يصير مسجدًا،

Marfat.com

وفي الدر المختار: وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أي المسجد جاز كمسجد القدس......، فرع: لو بنى فوقه بيتًا للإمام لا يضر؛ لأنه من المصالح، أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع، ولو قال عنيت ذلك لم يصدق. (الدر المختار / قبيل مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٦/٥٤٧-٥٤٨ زكريا ٤/٣٥٨ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۵/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نگر پالیکا کی زمین میں بغیر اجازت مسجد کا ''کولہو'' لگانا؟

سوال (۱۸۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے محلہ تقی سرائے میں ایک مسجد ہے، اس میں کچھ زمین نگر پالیکا کی ہے، سامنے سڑک کا پختہ راستہ عام ہے، صدر مسجد نے اس زمین میں گنے پیلنے کا ایک کولہو لگایا ہے، جس سے مسجد کے لئے کھوئی آتی ہے، جس سے مسجد میں وضو کے لئے پانی گرم ہوتا ہے، اور باقی آمدنی جو کھوئی سے ہوتی ہے، وہ مسجد کے ضروری صرفہ میں لگادی جاتی ہے، کولہو کی لاٹ سڑک پر گھومتی ہے، راستہ چلنے والوں کو سخت پریشانی ہوتی ہے، اسی وجہ سے نگر پالیکا والوں نے صدر مسجد کو کولہو نہ چلانے کا نوٹس دے دیا ہے، اس کولہو میں آدھے گنے کی پلائی چوری کے گنے کی ہوتی ہے، جس کھوئی سے وضو کیا جاتا ہے یعنی گرم پانی ہوتا ہے، اسی سے نمازی نماز ادا کرتے ہیں، کیا یہ شریعت کی نظر میں جائز ہے؟

کیا دوسرے کی آراضی پر بلا اجازت مالک کے کسی مسجد کے لئے آمدنی کرنی جائز ہے، اس کا حاصل کیا ہوا روپیہ کا کیا کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: غیر کی ملکیت پر مالک کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت کے بغیر کاروبار روکنے سے قبل اس زمین پر رہتے ہوئے جو آمدنی ہوئی ہو وہ جائز ہوگی اور اس کا امور مسجد میں صرف کرنا درست ہوگا، خاص کر ایسی حالت میں جب کہ وہ نگر پالیکا کی زمین ہو جس میں ہر ایک کا حق ہوتا ہے۔

Marfat.com

كما يستفاد من هذه العبارة: غصب من آخر أرضًا فزرعها ونبت فلصاحبها أن يأخذ الأرض ويأمر الغاصب بقلع الزرع تفريغًا لملكه ......، فإن لم يحضر المالك حتى أدرك الزرع فالزرع للغاصب. (الفتاوىٰ الهندية / الباب العاشر في زراعة الأرض المغصوبة ١٤٣/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۱/۱/۱۴ھ

نگر پالیکا کی زمین پر مسجد کا بورنگ لگانا؟

سوال (۱۸۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم مدینہ مسجد کے ممبران ہیں، ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہماری مدینہ مسجد کے متولی صاحب نے ممبران کے مشورہ کے بغیر مسجد کی ٹنکی کا بورنگ نگر پالیکا کی آراضی میں کرایا ہے، اور ٹنکی کے پانی سے نمازی وضو کرتے ہیں، تو اس صورت میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اور مسجد میں جنریٹر بھی ہے، جس کو متولی صاحب نے نگر پالیکا کی آراضی کو مسجد کے حدود میں لے کر اس میں جنریٹر رکھ دیا ہے، اب اس سے پنکھے بھی چلتے ہیں اور بتی بھی، اس صورت میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نگر پالیکا کی طرف سے عرفاً اجازت ہو اور اس تصرف سے راہ گیروں اور قریب میں رہنے والوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو، تو اس زمین پر مسجد کا جنریٹر رکھ کر روشنی حاصل کرنا یا عارضی طور پر بورنگ فٹ کر کے مسجد کے لئے پانی حاصل کرنا درست ہے؛ لیکن جب بھی نگر پالیکا اسے خالی کرانا چاہے گی تو اس جگہ کو خالی کرنا ہوگا۔

ويسع للذي عمله أن ينتفع به ما لم يضر بالمسلمين. (الهداية / باب ما يحدثه الرجل في الطريق ٥٩٤/٤ مكتبه بلال ديوبند)

فإن شرط الوقف التابيد والأرض إذا كانت ملكًا لغيره، فللمالك

Marfat.com

استردادها وأمره بنقض البناء. (شامي / مطلب مناظرة ابن الشحنة مع شيخه في وقف البناء ۳۹۰/٤ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۵/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری زمین میں چیئرمین کی اِجازت کے بغیر مسجد کا سمرسیبول لگانا؟

سوال (۱۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹانڈہ بادلی (رامپور) میں ایک لال مسجد ہے، جس کے سامنے کافی بڑا میدان ہے جو سرکاری ہے، (اس میں چار درخت ہیں اور اسی میدان کے ایک کونے میں مسجد کے ذمہ دار نے ایک کمرے کی شکل میں کچھ تعمیر کررکھی ہے۔ اس سے متعلق درج ذیل سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں مطلوب ہیں:

(۱) تقریباً چودہ سال قبل مسجد کے ذمہ دار نے سرکاری اراضی میں بغیر چیئرمین کی اِجازت کے نمازیوں کے لئے ایک سمرسیبول کرایا، جس کے پانی سے بہت سے لوگ وضو کرتے ہیں، کیا اس کا پانی وضو کے لئے درست ہے؟ اگر نہیں تو کیا گذشتہ نمازیں لوٹانا ضروری ہیں؟

(۲) اسی سرکاری اراضی میں لگے ہوئے درختوں کی لکڑی کاٹ کر پانی گرم کیا جاتا ہے، جس سے نمازی وضو کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

(۳) ابھی حال ہی میں اسی سرکاری اراضی میں لگے ہوئے درختوں میں سے ایک درخت مکمل طریقے سے کاٹ لیا گیا ہے، اور کچھ کو تھوڑا تھوڑا کاٹا گیا ہے، جس کی لکڑی تقریباً سو کنٹل تھی، اس میں کچھ موٹی لکڑیوں کو فروخت کردیا گیا ہے، اس کی رقم مسجد کے کسی کام میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) اسی سرکاری اراضی میں جہاں پر ذمہ دارانِ مسجد نے ایک کمرہ تعمیر کررکھا تھا، اس پرانی عمارت کو توڑ کر صرف چیئرمین صاحب اس کو نئے طریقے سے تعمیر کرارہے ہیں، اس عمارت

Marfat.com

میں نگر پالیکا کا جنریٹر ہوگا اور باقی جگہ مسجد کے کام آئے گی، جیسے:

(الف) اس میں مسجد کے پانی گرم کرنے کا ٹینک ہوگا۔

(ب) اس میں مسجد کا جنریٹر ہوگا۔

(ج) اسی عمارت کی چھت پر مسجد کے ٹینک رکھے جائیں گے اور دیگر کام بھی اسی عمارت میں ہوں گے، تو کیا اس عمارت کا استعمال ان سب چیزوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(۵) اس سرکاری اراضی پر جو عمارت تعمیر ہو رہی ہے، اس پوری عمارت میں رقم بھی نگر پالیکا کی صرف ہوگی۔ کیا یہ شرعی اعتبار سے درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب سے نوازیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱-۲) برتقدیر صحتِ سوال اگر سرکاری زمین میں چیئرمین کی اجازت کے بغیر سمرسیبل لگایا گیا ہے تو ایسا کرنا غلط ہوا، اور اب اُس کی اجازت باقاعدہ میونسپلٹی سے حاصل کر لینی چاہئے؛ لیکن بہر حال اس سے جو پانی نکل رہا ہے وہ ناپاک نہیں ہے، اور اُس کا استعمال ممنوع نہیں کہلائے گا، اور اس سے نماز وغیرہ پڑھنا درست ہوگا، اور سرکاری اراضی میں لگے ہوئے درختوں کی لکڑیوں کو کاٹ کر بلا اجازت سرکار مسجد کا پانی گرم کرنے کے لئے استعمال کرنا درست نہیں ہے، اور اس کی وجہ سے مسجد کے ذمہ داران مؤاخذہ دار ہوں گے؛ لیکن اس سے جو پانی گرم کیا گیا ہے وہ ناپاک نہیں ہے، اور اس کے وضو سے پڑھی گئی نمازیں درست ہیں۔

(مستفاد: جامع الفتاویٰ ۳/ ۶۲۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۳۱۳ ڈابھیل، منتخبات نظام الفتاویٰ ۲/ ۳۱۶)

(۳) جو لکڑیاں فروخت کی گئی ہیں اس کی قیمت حکومت کو ادا کئے بغیر اس کی رقم کو مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے۔

لا یجوز لأحد أن یتصرف في ملک غیرہ بلا أذنه أو وکالة منه أو ولایة علیه، وإن فعل کان ضامنًا. (شرح المجلة لسلیم رستم باز ۱/ ۶۱ رقم المادة: ۹۶)

Marfat.com

(۴-۵) مسئولہ صورت میں جب کہ خود میونسپلٹی کا چیئرمین کمرہ بنا کر اس جگہ کو مسجد کی ضروریات میں استعمال کے لئے اجازت دے رہا ہے، تو اس میں مسجد کا جنریٹر، گرم پانی کا ٹینک وغیرہ رکھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۷۷-۱۷۹ ڈابھیل، کفایت المفتی ۷/۸۷ زکریا)

سلطان أذن لقوم أن يجعلوا أرضًا من أرض البلدة حوانيت موقوفة على المسجد ...... فجاز أمر السلطان فيها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في لمسجد، الفصل الأول ٢/٤٥٧، شامي، كتاب الوقف / مطلب في أوقاف لملوك و الأمراء ٣٩٤ كراچی)

سلطان أذن لأقوام أن يجعلوا أرضًا من أرض الكورة في مسجدهم ويزيدوا فيه، ويتخذوا حوانيت موقوفة على مسجدهم ...... جاز أمره إذا كان ذلك لا يضر بالمارة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٨/١٦٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۲/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری رقم سے مسجد کی زمین میں کنواں کھدوانا؟

سوال (۱۸۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہزار افراد پر مشتمل ایک گاؤں ہے، جہاں نصفا نصف مسلم آبادی ہے، اس گاؤں کے رہنے والے زید نے اپنی زمین سے متصل مسجد بنوائی، اور اس مسجد کی زمین میں سرکاری کنواں کھدوایا؛ لیکن پانی نہیں نکلا، زید نے محلہ کے عام مسلمانوں کی جمع شدہ چندہ کی رقم سے اپنی مرضی سے کنواں میں بورنگ ڈلوائی؛ تا کہ زیادہ پانی نکلے، لوگوں کو پریشانی نہ ہو، مزید زید نے کنواں کے بیچ میں اوپر سے دیوار بنوادی؛ تا کہ مسجد کے اندر کے حصہ سے نمازی حضرات پانی نکالیں، اور باہری حصہ سے ہندو مسلمان سبھی پانی نکالیں، تو مسجد کی زمین میں سرکاری کنواں کھدوانا کیسا ہے، اور بغیر اجازت عام مسلمانوں کی مسجد کے چندہ کی رقم کا سرکاری کنواں کے بورنگ میں لگانا کیسا ہے، اور کنواں کے بیچ میں دیوار ڈلوانا کیسا ہے؟ مسلمانوں میں نا اتفاقی ہو رہی ہے؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نمازیوں کی ضرورت کے پیشِ نظر سرکاری رقم سے مسجد کی زمین میں کنواں کھدوانا اور اس میں پانی کے حصول کے لئے چندہ کی رقم سے بورنگ لگانا ممنوع نہیں ہے، اور اس پانی سے بلاامتیاز مسلم وغیر مسلم سب فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

الأنهار المملوكة والآبار والحياض لكل شربه وسقي دوابه. (البحر الرائق / مسائل الشرب من كتاب إحياء الموات ۲۱۳/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۵/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں سرکاری نل لگوانا؟

سوال (۱۹۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرکار کی طرف سے جو عوام کے لئے نل دئے جاتے ہیں، تو کیا اُس کو مسجد یا مدرسہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر خلافِ قانون نہ ہو اور سرکار کی طرف سے اجازت ہو، تو سرکاری نل مسجد و مدرسہ میں لگانا جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۶۳/۱۵ ڈابھیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری فنڈ سے مسجد میں ’’نل‘‘ لگوانا؟

سوال (۱۹۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عرض یہ ہے کہ ہمارے محلہ بروالان وارڈ ۲۵/ کے سبھاسد جناب خورشید احمد صاحب نے ’’مرادآباد سنگٹھن سمیتی‘‘ کی جانب سے تین ’’ہنڈ پائپ‘‘ پاس کرائے ہیں، ان میں سے نیتا جی نے ایک نل مسجد میں لگوانے کے لئے ’’مرادآباد سنگٹھن سمیتی‘‘ کی جانب سے اجازت لے لی، سمیتی کو اس

Marfat.com

پر کوئی اعتراض نہیں ہے، نل لگ بھگ آدھا گڑ چکا ہے، اس نل پر محلہ کے کچھ لوگوں کو اعتراض ہے، اُن کا کہنا ہے کہ یہ نل مسجد میں لگانا ناجائز ہے، اور کام روک دیئے ہیں؛ لہٰذا اِس پر علماء کرام کی کیا رائے ہے؟ یہ نل لگوانا جائز ہے یا ناجائز؟ واضح رہے کہ سمیتی ایک سرکاری کمیٹی ہے، اس کمیٹی کے لئے باہر ملکوں سے جو امداد کے طور پر پیسہ آتا ہے، اس سے یہ سمیتی نل وغیرہ لگواتی ہے، نل لگوانے کے بعد سمیتی کا کوئی دخل نہیں ہوتا، صرف وہ اپنی تختی سمیتی کے نام سے لگاتے ہیں؛ تاکہ یہ پتہ رہے کہ یہ نل سنگٹھن سمیتی نے لگوایا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نل لگوانے کے بعد مذکورہ کمیٹی کا کوئی عمل دخل مسجد میں نہیں رہتا، اور اس میں کسی فتنہ کا بھی اندیشہ نہیں ہے، تو مذکورہ کمیٹی کی طرف سے مسجد میں نل لگوانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

أما الإسلام فليس من شرطه فصح وقف الذمي بشرط كونه قربة عندنا وعندهم. (البحرالرائق ۱۸۹/۵ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ ۱/۷/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد یا عیدگاہ کے اندر سرکاری ہینڈ پائپ استعمال کرنا؟

سوال (۱۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد یا عیدگاہ کے اندر سرکاری ہینڈ پائپ جو کسی پردھان یا ودھا یک یا ضلع پریشد یا ایم پی وغیرہ کے ذریعہ لگوایا گیا ہو، تو اس ہینڈ پائپ کا کیا حکم ہے؟ آیا نمازیوں کا اس سے فائدہ اٹھانا، وضو وغیرہ کرنا، یا عوام کا اس سے فائدہ اٹھانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرکاری رقم سے مسجد یا عیدگاہ میں رفاہِ عام کی غرض سے

Marfat.com

جو ہینڈ پائپ وغیرہ لگایا جاتا ہے، اس سے نمازیوں کو فائدہ اٹھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

عن حبیب قال: رأیت ابن عمر و ابن عباس رضي اللّٰہ عنہما تأتیہما ھدایا المختار فیقبلانہا. (المصنف لابن أبي شیبۃ، کتاب البیوع والأقضیۃ / من رخص في جوائز الأمراء والعمال ۱۰/ ۵٦٥ رقم: ۲۰۷۰۳)

عن إبراھیم قال: لو أتیت عاملاً فأجازني لقبلت منہ، إنما ھو بمنزلۃ بیت المال یدخلہ الخبیث والطیب، وقال: إذا أتاک البرید في أمر معصیۃ فلا خیر في جائزتہ، وإذا أتاک بأمر لیس بہ بأس فلا بأس بجائزتہ. (المصنف لابن أبي شیبۃ، کتاب البیوع / من رخص في جوائز الأمراء والعمال ۱۰/ ۵٦۸ رقم: ۲۰۷۲۰)

عن أبي مجلز قال: قال علي رضي اللّٰہ عنہ: لا بأس بجائزۃ العمال، إن لہ معونۃ ورزقًا، وإن ما أعطاک من طیب مالہ. (المصنف لابن أبي شیبۃ، کتاب البیوع والأقضیۃ / من رخص في جوائز الأمراء والعمال ۱۰/ ۵٦۸ رقم: ۲۰۷۱۹)

وھدیۃ أھل الحرب، وما أخذ منہم بغیر قتال الخ. (شامي، کتاب الزکاۃ / باب العشر، قبیل باب المصرف ۳/ ۲۸۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۹/ ۱۱/ ۱۴۲٦ھ

میونسپلٹی اور محکمہ بجلی والوں کا مسجد کو مفت بجلی دینا؟

سوال (۱۹۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد میونسپلٹی کی طرف سے بجلی لگی ہوئی ہے، میونسپلٹی کی طرف سے بجلی لگنے کی وجہ سے اس کا بل ادا نہیں کیا جاتا ہے، کوئی خرابی ہوتی ہے تو میونسپلٹی کے لوگ اُسے درست کر دیتے ہیں؛ لیکن مسجد سے بجلی کا بل نہیں لیتے ہیں، اور پڑوس میں امام باڑہ بھی ہے، اس سے بھی بل نہیں لیتے، مفت میں بجلی دیتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ میونسپلٹی والوں نے جو کنکشن دیا ہے اس سے بلب پنکھے وغیرہ مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میونسپلٹی اور محکمۂ بجلی کے ذمہ داران اگر اپنے محکمہ کے قانون کے موافق مسجد کو باضابطہ بخوشی بجلی دیتے ہیں، اور اس سے مسجد کو کوئی خطرہ بھی نہیں ہے، تو اس بجلی کا استعمال مسجد کے لئے ہر طرح درست ہے؛ لیکن اگر محکمۂ بجلی کا کوئی ملازم غیر قانونی طور پر مسجد کو بجلی کا کنکشن اپنی طرف سے لگادیتا ہے اور محکمہ کی طرف سے باقاعدہ اسے منظوری نہیں ہوئی، تو اس بجلی کا استعمال درست نہ ہوگا، اب صحیح صورتِ حال معلوم کرکے عمل کیا جائے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۳/۴۴۵، فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۱۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گورنمنٹ کی اینٹوں کو پردھان کا مدرسہ یا مسجد میں دینا؟

سوال (۱۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: راستہ میں جو اینٹیں گورنمنٹ کی طرف سے لگائی گئیں، اس اینٹ کو کوئی ممبر یا پنچایت پردھان کسی مدرسہ یا مسجد یا عیدگاہ میں لگانے کے لئے دیدے، تو اس اینٹ کو مذکورہ مقام پر لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) کوئی ممبر یا پردھان اگر سرکاری مال مدرسہ یا مسجد میں دینا چاہے، تو اس کو لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اینٹیں پہلے سے راستہ پر بچھی ہوئی تھیں، دوبارہ اس راستہ کو درست کرنے کے لئے نئی اینٹیں بچھادی گئیں، اب ان پرانی اینٹوں کو محلہ والے یا پنچایت والے مسجد یا مدرسہ میں دینا چاہتے ہیں، تو کیا اس کو لینا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مقامی پردھان یا ممبر کو حکومت کی طرف سے

Marfat.com

باضابطہ اس طرح کا سامان مسجد یا مدرسہ میں دینے کی اجازت ہے، تو اس کی طرف سے یہ چیزیں لینا فی نفسہ جائز ہوگا؛ لیکن اس کا انتظام پہلے کرلیا جائے کہ اس تعاون کی وجہ سے وہ پردھان یا ممبر مسجد یا مدرسہ وغیرہ میں دخل اندازی نہ کرے۔

عن حبيب قال: رأيت ابن عمر وابن عباس رضي الله عنهما تأتيهما هدايا المختار فيقبلانها. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب البيوع والأقضية / من رخص في جوائز الأمراء والعمال ۱۰/ ۵٦٥ رقم: ۲۰۷۰۳)

عن إبراهيم قال: لو أتيت عاملاً فأجازني لقبلت منه، إنما هو بمنزلة بيت المال يدخله الخبيث والطيب، وقال: إذا أتاك البريد في أمر معصية فلا خير في جائزته، وإذا أتاك بأمر ليس به بأس فلا بأس بجائزته. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب البيوع / من رخص في جوائز الأمراء والعمال ۱۰/ ۵٦٨ رقم: ۲۰۷۲۰)

عن أبي مجلز قال: قال علي رضي الله عنه: لا بأس بجائزة العمال، إن له معونة ورزقًا، وإن ما أعطاك من طيب ماله. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب البيوع والأقضية / من رخص في جوائز الأمراء والعمال ۱۰/ ۵٦٨ رقم: ۲۰۷۱۹)

وهدية أهل الحرب، وما أخذ منهم بغير قتال، أي للإمام وإلا فهي للآخذ فقط كما سيأتي في باب المغنم. (شامي، كتاب الزكاة / باب العشر، قبيل باب المصرف ۲۸۲/۳ زكريا، تقريرات الرافعي ۱۳۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۲/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مساجد کی تولیت

مسجد کا متولی کیسا ہونا چاہئے؟

سوال (۱۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا متولی شرعاً کیسا ہونا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کا متولی دین دار، دیانت دار اور باشرع ہونا چاہئے۔

لا يولي إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه؛ لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن؛ لأنه يخل بالمقصود، و كذا تولية العاجز؛ لأن المقصود لا يحصل به. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳۷۸/۵ زكريا، كذا في رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في شروط المتولي ۳۸۰/٤ كراچی، ۵۷۸/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۵/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی کمیٹی اور نگراں کا امانت اور دیانت دار ہونا ضروری ہے

سوال (۱۹۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اسلامی شریعت کے اُصولوں کے خلاف کام کرنے والے رشوت خور دھوکہ باز یا جھوٹا حلف اُٹھا کر ۶۰ر آدمیوں کو کھانا کھلا کر کفارہ اَدا کرتے ہیں، تو کیا ایسا شخص انتظامیہ کمیٹی کا عہدہ دار ہوسکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِسلامی شریعت میں مسجد کی کمیٹی اور نگراں کا اَمانت دار

Marfat.com

اور دیانت دار ہونا ضروری ہے، مذکورہ اوصاف سے متصف لوگ کمیٹی کے ممبر بننے کے لائق نہیں ہیں۔

لا يولي إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه؛ لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن؛ لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز؛ لأن المقصود لا يحصل به. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٧٨/٥ زكريا، كذا في رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في شروط المتولي ٣٨٠/٤ كراچی، ٥٧٨/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۷/۵/۱۴۱۴ھ

حساب میں خرد برد کرنے والا مسجد کی کمیٹی میں رہنے کا اہل نہیں؟

سوال (۱۹۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور بکر دونوں مسجد کے ذمہ دار ہیں، زید بکر کے بارے میں کہتا ہے کہ بکر مسجد کا چندہ چراتا ہے، زید کہتا ہے کہ ہم نے باقاعدہ اس کی انکوائری کی ہے اور یہ بات درست ہے، زید خود بھی مسجد کا باقاعدہ تحریری حساب وکتاب نہیں رکھتا، سارا حساب وکتاب زبانی جمع خرچ پر ہے، زید سے نمازی حساب وکتاب مانگتے ہیں، زید اور بکر دونوں ایک آواز ہوجاتے ہیں، زید کہتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی حساب وکتاب نہیں، ان دونوں لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟ کیا ایسے افراد کو مسجد اور مدرسہ کی کمیٹی میں باقی رکھا جاسکتا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو افراد مسجد کے مال میں خیانت کرتے ہیں اور حساب میں خرد برد کرتے ہیں، وہ مسجد کی کمیٹی میں رہنے کے اہل نہیں ہیں۔

وينزع وجوبًا لو غير مامون أو عاجزًا أو ظهر به فسق. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب يأثم بتولية الخائن ٣٨٠/٤ كراچی، ٥٧٨/٦ زكريا)

قال في الإسعاف: ولا يولي إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه؛ لأن الولاية

Marfat.com

مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن؛ لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز؛ لأن المقصود لا يحصل به...... والظاهر أنها شرائط الأولوية لا شرائط الصحة، وأن الناظر إذا فسق استحق العزل ولا ينعزل، كالقاضي إذا فسق، لا ينعزل على الصحيح المفتى به...... الخ. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في شروط المتولي ٣٨٠/٤ كراچی، ٥٨٧/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۰/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خائن اور بدکلام متولی کو ہٹا کر دوسرا متولی بنانا؟

سوال (۱۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حاجی چھدو صاحب نور پور سیدوں والی مسجد کے عرصہ بیس سال سے متولی چلے آرہے ہیں، اُن کے حاکمانہ اور سخت وست رویہ کی بناء پر مولانا وہاج الدین اعظمی اٹھارہ سال رہ کر وطن جا کر مستعفی ہوگئے، مولانا اب تک لوگوں کے درمیان بلا اختلاف معتمد رہے، حساب وکتاب مسجد ومدرسہ کا اُنہیں کے سپرد تھا، متولی صاحب اپنی خیر خواہی کی بناء پر مسجد کی رقم لوگوں کو قرض دلایا کرتے تھے، اُن کے جانے پر جب حساب کی جانچ کا مسئلہ سامنے آیا، تو یہ تمام باتیں کھلیں اور راز فاش ہوگیا، اِدھر پرانی مسجد کی تعمیر کا سلسلہ بھی جاری تھا، متولی کے اِن بے جا تصرفات کی بناء پر تعمیری کام بھی رک گیا، نو ہزار سات سو روپے کی رقم خود متولی صاحب کی طرف تھی، کمیٹی کے مطالبہ پر اُنہوں نے انکار کردیا اور کہہ دیا کہ میں یہ رقم کسی کو نہیں دوں گا، اپنی مرضی سے خود خرچ کروں گا اور پہلے مینار بنواؤں گا، لوگوں نے ہر چند سمجھایا مگر متولی نہیں مانا، اور آج تک ماننے کو تیار نہیں، متولی گستاخ اتنا ہے کہ مولانا کی جگہ پر منتخب امام کی بھی برملا توہین کرتا ہے، بجائے شرمندگی کے اُن کو ہٹانے پر تلا ہوا ہے، جماعت ہوتے ہوئے بھی کئی دن تک پیچھے نماز نہیں پڑھی، متولی کی اِس ضد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر لوگوں میں بے انتہاء تفریق ہے اور دو پارٹی ہونے کو تیار ہیں، مگر متولی تولیت

Marfat.com

کو چھوڑنے پر رضا مند نہیں ہے، جب کہ اولاد بھی متولی سے نالاں ہیں، اب ایسے حالات میں شرعاً کیا کیا جائے؟ کیا الگ کمیٹی بنا کر اس مسجد کی تعمیر کو شروع کیا جائے؟ اس میں کوئی قباحت تو نہیں؟ یا پھر متولی کو اسی حال پر چھوڑ کر من مانی کرنے دیا جائے، پھر اور لوگ تو عند اللہ مجرم نہیں، وضاحت فرمائیں؟ جس متولی سے لوگ بنیادی غلطیوں کی بناء پر ناراض ہوں، اور وہ زبردستی اپنے مفاد کے پیش نظر عہدہ کو چپٹے ہوئے ہو، نیز ایک عالم دین سے بدکلامی اور حاکمانہ انداز سے پیش آتا ہو اور کمیٹی کے مشورہ کے خلاف مسجد کا پیسہ اپنی مرضی سے خرچ کرنا ثواب سمجھتا ہو، اور جوجوڑ توڑ کر کے مسلمانوں کو دو گروہوں میں بانٹ دیتا ہو، اور جماعت ہوتے ہوئے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتا ہو، کیا ایسے شخص کا متولی رہنا جائز ہے؟ بلا وجہ امام کو سخت وست کہنا درست ہے؟ اپنی مرضی سے مسجد کا پیسہ خرچ کرنا صحیح ہے؟ مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنا جائز ہے؟ مینار کا پہلے بنوانا زیادہ باعث ثواب ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ ایسے شخص کے بارے میں واضح کریں، ایسا شخص کون ہے؟ ایسے متولی کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ تمام مسلکوں کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب کہ متولی مسجد کے مال میں خیانت کا مرتکب ہوا ہے، اور اس کی خیانت عام لوگوں پر آشکارا ہو چکی ہے، اور کوئی قاضیٔ شرع بھی یہاں موجود نہیں ہے، تو عام مسلمین اہل محلہ جنہوں نے اسے متولی بنایا تھا، وہ اسے ہٹا کر دوسرا متولی مقرر کر کے مسجد کا انتظام کر سکتے ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/ ۵۶۷)

قال في الشامي: وينزع وجوبًا مقتضاه إثم القاضي بتركه، والإثم بتولية الخائن. (شامي، كتاب الوقف / مطلب يأثم بتولية الخائن ٤/ ٤٨٠ كراچی، ٦/ ٥٧٨ زكريا)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤/ ٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/ ٦٤٩ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني،

Marfat.com

الفوائد: ۱۰۶/۲ إدارة القرآن كراجي، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ۱۲٦/۱ المكتبة الميمنية مصر)

ولو أوصى الواقف إلى جماعة، وكان بعضهم غير مأمون، بدله القاضي بمأمون. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳۷۹/٥ زكريا)

الثالث إذا ظهرت خيانته، فإن القاضي يعزله وينصب أمينًا. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳۹۱/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۱۲/۵/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے حساب وکتاب میں خرد برد کرنے والے کا زبردستی رشوت دے کر سکریٹری بنے رہنا؟

سوال (۱۹۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی سکریٹری یا مسجد کا منتظم مسجد کا خرچ صحیح طرح سے لکھ کر نہیں رکھتا ہو اور اپنی اس کمی کو چھپانے کے لئے وقف بورڈ کے انسپکٹر کو رشوت میں دو ہزار روپئے دے کر اپنی جان بچالے اور صدر مسجد صرف دوسو روپئے قبول کرتے ہوں، تو اس کے لئے اللہ کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے سکریٹری کو حساب کتاب صحیح رکھنا چاہئے اور اپنی ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرنا چاہئے، اگر وہ ذمہ داری ادا نہ کرے اور زبردستی رشوت وغیرہ دے کر سکریٹری بنا رہے، تو وہ اپنے عہدہ پر رہنے کے قابل نہیں ہے۔

وينزع ......، لو غير مامون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه.

(كذا في التنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب يأثم بتولية الخائن ۳۸۰/٤ كراجي، ٥٧٨/٦ زكريا)

وفي الإسعاف: لا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، ويستوي فيه الذكر والأنثىٰ، وكذا الأعمىٰ والبصير. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس في ولاية

Marfat.com

الوقف ۸/۲ ٤۰ زکریا، کذا في البحر الرائق / کتاب الوقف ۳۷۸/٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۲/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے ٹرسٹیوں اور متولیوں کے کیا کیا اختیارات ہیں؟

سوال (۲۰۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے ٹرسٹیان اور متولیان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ مسجد کے مالک ہیں جو کہ مالک الملک کا دربار عالیشان ہے، کیا اُن کو اَموالِ مسجد میں تصرف کا حق حاصل ہے کہ جس کو چاہیں مسجد کی چند اشیاء استعمال کرنے کی اِجازت دیں، اور جسے چاہیں منع کریں؟ ہمارے یہاں جو غسل خانہ تبلیغی جماعت کے لئے بنایا گیا ہے، یہ حضرات اُس میں جس کو اپنی نظر میں درست سمجھتے ہیں، نہانے کپڑے دھونے کی اجازت دیتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں روکتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ ٹرسٹیوں میں سے اگر ایک بھی بیکار بیٹھا رہے، تو مسجد کی لائٹ اور پنکھا چلائے رکھتا ہے، اور دوسرے نمازیوں کے لئے علاوہ نماز کے کچھ دیر بھی چلایا نہیں جاسکتا، اس کا کیا حکم ہے؟ عوام کے بااثر حضرات یا علماء کرام کو یہ سب خاموشی سے دیکھنا کیسا ہے؟ کیا بیت المال کا حساب لینے کی عامی کو اجازت نہیں؟ کیا متولی صرف اپنے علاقہ والوں کو بیت المال میں سے پیسے دے جب کہ یہ ملکیت اُمت کی ہے؟ ایسا امام اور مؤذن رکھنے پر جو شرعاً درست نہ ہوں یا منصب کے لائق نہ ہوں، متولیان اگر ایسے حضرات کا انتخاب کریں تو کیا گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے متولی مالک نہیں؛ بلکہ صرف منتظم ہیں، اُنہیں مسجد کے مال کو ذاتی تصرف میں لانا جائز نہیں، جو غسل خانہ تبلیغی جماعت کے لئے بنایا گیا ہے، بہتر یہ ہے اُسے صرف جماعت والے یا مسافر یا امام ومؤذن ہی استعمال کریں، محلّہ کا کوئی بھی فرد اُسے استعمال نہ کرے، اور اُس میں کوئی تفریق نہ کی جائے؛ تاکہ کسی کو کوئی اعتراض کا حق نہ ہو، مسجد کی

Marfat.com

لائٹ اور پنکھے صرف نماز کے اوقات میں یا کسی دینی مجلس کے لئے استعمال کئے جائیں، کسی کے ذاتی فائدہ کے لئے خواہ وہ مسجد کا متولی یا ٹرسٹی ہی کیوں نہ ہو؟ بے ضرورت مسجد کی لائٹ استعمال نہ کی جائے، بیت المال سے اگر مسجد کا بیت المال مراد ہو، تو اُسے مسجد کے علاوہ کسی مصرف میں استعمال نہیں کیا جاسکتا، اور اگر عام بیت المال ہے تو ذمہ داران کی رائے سے ضرورت مندوں اور مستحقین پر اُسے صرف کیا جاسکتا ہے، اور اس میں چندہ دہندگان کو حق ہے کہ حساب وکتاب کے بارے میں معلومات کا مطالبہ کریں، امام ومؤذن رکھنے کا حق متولیان کا ہے اور اُن کی ذمہ داری ہے کہ بہتر سے بہتر امام اور مؤذن کا انتخاب کریں، اگر وہ اس بارے میں اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں کوتاہی کریں، تو اہل محلہ کو حکمتِ عملی کے ساتھ ذمہ داران کے سامنے اپنی بات رکھنی چاہئے، اور اختلاف سے ہر ممکن طور سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے، عبارات علی الترتیب درج ذیل ہیں:

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ [جن، جزء آیت: ۱۸]

قال الشامي: فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالک، فله أن يجعل ماله حيث شاء مالم يكن معصية. (شامي، كتاب الوقف / مطلب شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ٥٢٧/٦ زكريا)

ولو وقف على دهن السراج للمسجد لا يجوز وضعه جميع الليل؛ بل بقدر حاجة المصلين، ويجوز إلى ثلث الليل أو نصفه إذا احتيج إليه للصلاة فيه، ولا يجوز أن يترک فيه كل الليل إلا في موضع جرت العادة فيه ......، أو شرط الواقف تركه فيه كل الليل كما جرت العادة به في زماننا، كذا في البحر. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الوقف ٤٥٩/٢، امداد المفتيين كامل ٧٨٢ زكريا)

قال الفقيه: سئل أبو جعفر عن هٰذه المسئلة، فأجاب هٰكذا ولكن الاختيار عندي أنه إذا علم أنه قد اجتمع من الغلة مقدار ما لو احتاج المسجد، والدار إلى أمكن العمارة منها صرف الزيادة على الفقراء على ما شرط الواقف. (اتحاف الأبصار

Marfat.com

والبصائر في ترتيب الأشباه والنظائر ۲۲۳ بحواله: امداد المفتيين ص: ۷٦۸، كفايت المفتی ۱٦۱/۷)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (شامي، باب الإمامة / مطلب: في تكرار الجماعة في المسجد ۲/٤ ۲۹ زكريا)

فإن قدموا غير الأولى أساؤا بلا إثم. (شامي، باب الإمامة / قبيل مطلب البدعة خمسة أقسام ۲/ ۲۹۷ زكريا)

ويستحب أن يكون المؤذن عالمًا بالسنة تقيًا، فيكره أذان الجاهل والفاسق. (غنية المستملي ۳۵۹ بحواله: فتاوی دارالعلوم ۸۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

متولی کا مسجد کے مکان میں ذاتی تصرف کرنا، اور الزام لگا کر اِمام کو نکالنا؟

سوال (۲۰۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نے ایک گھر مسجد کے نام وقف کر دیا ہے، جو مسجد سے کچھ فاصلہ پر ہے؛ لیکن ایک مسجد کا متولی جس میں یہ گھر وقف ہے، اس کو اپنے استعمال میں لاتا ہے، اپنا گدھا باندھتا ہے، اپنی ضرورت میں استعمال کرتا ہے، اور مسجد کے سارے پنکھے لوٹے فرش وغیرہ بیچ کر اپنے استعمال میں لاتا ہے؛ لیکن جب حساب متولی سے مانگا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ دس پانچ ہزار کا سامان فروخت ہے، جب کہ کافی روپے کا حساب ہے، جو تقریباً ۵۰/ ہزار روپے تک ہے؛ لیکن عوام صحیح بات کے لئے اس کے کاغذات لکھے ہوئے حساب وکتاب مانگتے ہیں، تو کہتا ہے کہ حساب وکتاب کے کاغذات چوہے نے کاٹ کر بیکار کر دئے، دیکھنے کے قابل نہیں ہیں، تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟ شریعت کی نظر میں ایسا شخص کیسا ہے؟

اور دوسری بات یہ ہے کہ ایک مسلمان مسجد کے بالکل برابر گھر بیچتا ہے، اور مسجد کے لوگ

Marfat.com

گھر لینا چاہتے ہیں؛ لیکن مکان کافی رقم کا ہے، اور مسجد کا یہ گھر غیر قوموں کے لینے سے اس کی بے حرمتی ہو جانے کا خوف ہے؛ لہٰذا وہ گھر جو وقف کا ہے اس کو بیچ کر اس گھر کو بالکل مسجد کے برابر ہے، لینا چاہتا ہے، اسی مسجد کا امام اس وقف کے گھر کو ایک صاحب کو دلا دیتا ہے، اور اس رقم کو ذمہ دار حضرات کو دلا دیتا ہے، ذمہ دار حضرات اس پر یہ شرط لگاتے ہیں کہ جب بھی اس وقف شدہ گھر کو بیچے تو کچھ عرصہ کے بعد اس مسلمان شخص کی تجارت میں نقصان پڑا، وہ قرض لے کر کاروبار کرتا تھا، جس سے قرض لیتا تھا اس نے اپنے روپئے کی طلب کی، تو وہ شخص بمجبوری اس وقف والے گھر کو جو لیا تھا، بیچنا چاہا اور اس امام سے کہہ دیا کہ جس نے گھر دلوایا تھا، امام نے مسجد کے ذمہ دار کو اس گھر کے بیچنے کے بارے میں کہہ دیا؛ لیکن اُن لوگوں نے تین ماہ تک جواب تک نہیں دیا، تو اُس شخص نے جو گھر لیا تھا ایک ہندو کے ہاتھ بیچ دیا، چوں کہ اُن کا اصل گھر وہیں پر ہے، اپنی ضرورت کے لئے خرید لیا، اور اس بات کی خبر اُس امام کو جس نے گھر وقف کا دلوایا تھا، اُس کو اس نے بالکل خبر تک ہونے نہ دی، اب مقتدیان حضرات امام سے بدظن ہو کر کہ تم نے گھر ہندو کو دلوایا ہے، جب کہ امام قرآن تک اٹھانے کو تیار ہے؛ لیکن عوام نے اس امام کو اِس بات پر مسجد سے نکال دیا، تو امام کا اس طرح نکالنا صحیح ہے؟ شریعت اِس کی اجازت دیتی ہے؟ جو لوگ امام کو اِس طرح نکالتے ہیں ان کا یہ فعل صحیح ہے؟ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: متولی مسجد کے لئے وقف شدہ مکان میں کسی طرح کے تصرف کا حق نہیں ہے؛ کیوں کہ ہر ناجائز تصرف خیانت ہے، اور ہر خائن متولی واجب العزل ہے۔

متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته. (هندية على الفتاوى الهندية ٢٩٤/٣)

وفي الشامية: إذا كان ناظرًا على أوقاف متعددة وظهرت خيانته في بعضها أفتى المفتي أبوالمسعود بأنه يعزل من الكل. (شامي، كتاب الوقف / مطلب فيما يعزل به الناظر ٣٨٠/٤ كراچی، ٥٧٨/٦ زكريا، مستفاد: احسن الفتاوى ٤١٠/٦)

Marfat.com

اور وقف کیا ہوا مکان بیچنا جائز نہیں، امام کا اس فروختگی میں تنہا دخل نہیں ہے؛ بلکہ سبھی حضرات کے مشورہ سے یہ معاملہ عمل میں آیا ہے؛ لہٰذا اس حرکت پر امام کو نکالنا صحیح نہیں ہے، جنہوں نے امام پر غلط الزام لگایا ہے اُنہیں توبہ کرنی چاہئے۔

إذا صح الوقف یزول عن ملک الواقف ولا یجوز بیعه. (خانیة علی الفتاویٰ الهندیة ۲۸۵/۳)

وفي الشامیة: أنه لم یبق علی ملک الواقف ولا انتقل إلی ملک غیره؛ بل صار علی حکم ملک اللّٰه تعالیٰ، لا ملک فیه لأحد سواه - إلی قوله - أنه لا یباع ولا یوهب. (شامي، کتاب الوقف / مطلب: لو وقف علی الأغنیاء وحدهم لم یجز ۳۳۹/۶ کراچی، ۵۲۱/۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

متولی کا زمین غصب کر کے اُس کی آمدنی مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید چار بیگھہ پختہ اور کچھ ڈسمل کی آراضی کا بلا شرکت غیر مالک ہے، ایک بستی میں اس کے دو مکان ہیں جو کھنڈر ہو چکے ہیں، اس آراضی کا بھی وہ بلا شرکت غیر مالک ہے، بسبب چند وجوہات زید اپنی سکونت قدیم سے تقریباً ۳۲ رکلومیٹر دور کام کاج کے لئے ہجرت کر گیا، اس کے جانے کے بعد بستی کے ایک آدمی نے زید کی چار بیگھہ آراضی پر غاصبانہ قبضہ کر لیا، اب یہ بتایا جاتا ہے کہ زید کی اس مقبوضہ جائیداد کی آمدنی ایک مسجد میں صرف کی جاتی ہے، قبضہ کرنے والا شخص خود کو متولی ظاہر کرتا ہے، اپنی جائیداد پر ناجائز قبضہ کا زید سخت مخالف ہے، کیا اس طرح زید کی زمین پر قبضہ کرنا اور اس کی آمد کو ایک مسجد میں خرچ کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ دیگر حضرات اس حالت کو جانتے ہوئے بھی نماز پڑھتے ہیں، ان کا نماز پڑھنا کیسا ہے؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: دوسرے کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اور اِس ناجائز آمدنی کو مسجد جیسی مقدس جگہ میں خرچ کرنا بھی ہرگز درست نہیں ہے، بستی کے بااثر لوگوں کو اِس ظلم اور ناانصافی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے اور مسجد کو ناحق آمدنی کے مصرف سے بچا کر اپنی نمازوں کو کراہت سے محفوظ کرنا چاہئے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۸۸]

عن سعيد بن زيد رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من أخذ شبرًا من الأرض ظلمًا، فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين. (صحيح البخاري، باب ما جاء في سبع أرضين ۱/۴۵۴ رقم: ۳۱۹۸ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ۲/۳۳ رقم: ۱۶۱۰ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الغصب ۲۵۴ المكتبة الأشرفية ديوبند، لمعات التنقيح ۵/۶۱۵ رقم: ۲۹۳۸ دار النوادر)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذٰلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم رقم: ۴۹، سنن الترمذي رقم: ۲۱۷۲، سنن ابن ماجة رقم: ۱۲۷۵-۴۰۱۳، الترغيب والترهيب مكمل ۵۰۲ رقم: ۳۵۱۸ بيت الأفكار الدولية)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: انصر أخاك ظالمًا أو مظلومًا، فقال رجلٌ: يا رسول اللّٰه! أَنصرُه إذا كان مظلومًا، أفرأيت إذا كان ظالمًا كيف أنصره؟ قال: تحجُزُه أو تمنعُه من الظلم؛ فإن ذٰلك نصرُه. (صحيح البخاري، كتاب الإكراه / باب يمين الرجل لصاحبه أنه أخوه إذا خاف عليه القتل أو نحوه الخ ۲/۱۰۲۸ رقم: ۶۹۵۲ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ۲۲۵۵، الترغيب

Marfat.com

والترهيب مكمل، كتاب القضاء وغيره ص: ٤٨٨ رقم: ٣٤٢٥ بيت الأفكار الدولية)

أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره؛ لأن البأس الشدة ٦٥٨/١ كراچی، ٦٥٨/١، ٦٣١/٢ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢٧٨/١ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۵/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے خدمت گار متولی کا مسجد کی رقم سے ضرورت کے بقدر خرچ کرنا؟

سوال (۲۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کے متولی صاحب ہیں اور مسجد کا کام بہت دلچسپی کے ساتھ کرتے ہیں، اور ہر وقت مسجد ہی کے کام میں لگے رہتے ہیں، اور گھر کے معاشی حالات بہت کمزور ہیں، کیا وہ ضرورۃً مسجد کی رقم میں سے خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور مسجد کے دیگر لوگ اس بات پر رضامندی کا ثبوت دیتے ہیں، کہ آپ خرچ کرلیا کرو، کیا ان کو کمیشن کے طور پر معاوضہ دیا جائے یا بقدر ضرورت خرچ کرنے کا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بہتر یہ ہے کہ متولی صاحب کی باقاعدہ تنخواہ مسجد کی جانب سے متعین کردی جائے؛ تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ مسجد کی خدمت انجام دے سکے، اس مقررہ تنخواہ سے زیادہ لینا متولی کے لئے جائز نہ ہوگا۔

سئل الفقيه أبو القاسم عن قيم مسجد جعله القاضي قيمًا على غلاتها،

Marfat.com

وجعل له شيئًا معلومًا يأخذه كل سنة حل له الأخذ كان مقدار أجر مثله، كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الشهادات / فصل فيمن لا تقبل شهادته لفسقه ٢/٤٦١، فتاوى رحيميه ٦/٨١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی حدود متعین کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

سوال (۲۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احاطہ مسجد میں شامل تمام حصوں کے ممتاز کرنے کی ذمہ داری یا اختیار کس کو ہے؟ واقف مسجد یا بانی مسجد کو یا متولیان مسجد کو؟ بانی وواقف کے انتقال کے بعد متولیانِ مسجد حدود متعین کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی داخلی اور خارجی حدود متعین کرنے کا اختیار متولی یا با اختیار کمیٹی کو حاصل ہے، خواہ واقف زندہ موجود ہو یا نہ ہو۔ (کفایت المفتی ۷/۱۸۶-۲۰۸)

نعم! ويتصرف القيم في الوقف بما فيه من النفع للوقف. (تنقيح الفتاوىٰ الحامدية / كتاب الوقف ١/٢٠٩ المكتبة الميمنة مصر)

نعم؛ لأن الناظر التصرف في الوقف بما فيه الحظ والمصلحة وحيث عرض المتولي المشروط له. (تنقيح الفتاوىٰ الحامدية / الفتاوىٰ الثالث في أحكام النظائر ١/٢٢١ المكتبة الميمنة مصر بحواله: تعليقاتِ فتاوىٰ محموديه ١٤/٣٤٣ ڈابھیل)

وفي الأصل: الحاكم لا يجعل القيم من الأجانب ما دام أهل بيت الواقف من يصلح لذلك. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في ولاية الوقف وتصرف القيم في الأوقاف ٢/٤١٢ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٧٩ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / الولاية في الوقف ٥/٧٤٣ إدارة القرآن كراچی، ٨/٦١ رقم: ١١٢٠٨ زكريا)

رجلٌ بنى مسجدًا وجعله لله تعالىٰ فهو أحق الناس بمرمته وعمارته

Marfat.com

وبسط البواري والحصر والقناديل والأذان والإقامة والإمامة إن كان أهلاً لذلك، فإن لم يكن فالرأي في ذلك إليه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة / فصل: كره غلق المسجد ۱۱۰/۱ زكريا، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ۲۹۷/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علماء و مفتیان کا حدودِ مسجد کو متعین کرنا؟

سوال (۲۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے شہر مالیگاؤں کے چند علماء بشمول مفتیان کرام شہر کی تمام مساجد کا سروے کر کے مساجد کی حدود کو ممتاز کرنے کا کام کرنا چاہ رہے ہیں، تاکہ معتکفین کو لاحق پریشانی کا خاتمہ ہو اور دیگر احکام مسجد کی بجا آوری اور مسجد کی حرمت کا لحاظ ہو سکے، ان کا یہ اقدام کہاں تک درست ہے؟ ضروری ہے یا نہیں اور یہ کام واقفین مسجد و بانیین مسجد کی عدم موجودگی کی صورت میں موجودہ ٹرسٹیاں وانتظامیہ سے گفت وشنید کر کے کیا جا سکتا ہے یا نہیں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مساجد کی حدود متعین کرنے کا کام قابلِ ستائش ہے اور مسجد کی بااختیار انتظامیہ سے معلومات حاصل کر کے اس عمل کو انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ۱۸۶/۷-۲۰۸)

رجلٌ بنى مسجدًا وجعله لله تعالىٰ فهو أحق الناس بمرمته وعمارته وبسط البواري والحصر والقناديل والأذان والإقامة والإمامة إن كان أهلاً لذلك، فإن لم يكن فالرأي في ذلك إليه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة / فصل: كره غلق المسجد ۱۱۰/۲ زكريا، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف /

Marfat.com

باب الرحل بحبل داره مسجدًا ۲۹۷/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۳/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے انتظام میں اہل محلّہ کی دخل اندازی کرنا؟

سوال (۲۰۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کا متولی وقف بورڈ سے نامزد ہے اور مسجد کا انتظام بھی کرتا ہے، متولی نے مسجد سے ملحق عمارت کے دو کمروں کو جو کہ انتہائی مخدوش حالت میں تھے، اُنہیں مسمار کر کے نئی تعمیر محلّہ میں رہنے والے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مدرسہ کے طور پر استعمال کروانے کے بھی کروائی ہے، جس میں تقریباً پانچ لاکھ روپے خرچ ہوا تھا، مسجد کی چھت بھی کافی مخدوش حالت میں ہے، از سرِ نو تعمیر کروانے کی کوشش متولی کی طرف سے کی گئی، مگر محلّہ کے افراد اس کے انتظام میں رخنہ انداز ہو رہے ہیں، متولی فساد اور شر وفتنہ سے بچنے کے لئے کسی طرح کی رخنہ اندازی یا در اندازی کو نظر انداز کرتا رہا، جس کا غلط فائدہ اُٹھاتے ہوئے محلّہ والے شورش پر آمادہ ہیں، اور مسجد میں بغیر متولی کی اجازت کے کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں، مثلاً مسجد میں پانی کی ٹنکی ہونے کے باوجود مسجد کی چھت پر محلّہ والوں نے بغیر متولی کی اجازت کے پلاسٹک کی ٹنکی رکھوادی اور مسجد میں بغیر اجازت چوری سے بجلی کا استعمال کر رہے ہیں، جب کہ متولی کے ذریعہ قانونی طریقہ سے بجلی لگوانے کی کارروائی کو رکوا دیا، اور اب مسجد کی مرمت اور تعمیراتی کام بھی از خود بغیر متولی کی اجازت کے کروانا چاہتے ہیں، تو کیا محلّہ والوں کی یہ حرکت غیر شرعی ہے یا نہیں؟ محلّہ والے بغیر متولی کی اجازت کے مسجد کے انتظامی اُمور میں دخل اندازی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اُصولاً انتظام کا حق اگرچہ متولی کو حاصل ہے؛ لیکن اس پر لازم ہے کہ وہ اہل محلّہ کے مشورہ سے انتظامی ذمہ داری ادا کرے، اگر متولی محلّہ کے ذمہ داروں کو

Marfat.com

ساتھ لے کر کام کرتا، تو یہ نوبت نہ آتی جو سوال میں لکھی گئی ہے کہ محلّہ والے متولی کو درکنار کر کے خود ہی مسجد کی ضرورت پوری کر رہے ہیں، اور چوں کہ یہ ایک نزاعی معاملہ بن گیا ہے، جس کا دیر تک جاری رہنا مسجد اور اہل محلّہ کسی کے لئے مفید نہیں ہے؛ اس لئے بہتر ہے کہ کسی مقامی معتبر عالم دین کو فیصل بنالیا جائے جو فریقین کی باتیں سن کر مناسب فیصلہ کرے، اور سوال میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ چوری کی بجلی مسجد میں چلاتے ہیں، تو یہ واقعۃً ناجائز ہے، فوری طور پر مسجد سے یہ سلسلہ ختم کرنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ [الشوریٰ، جزء آیت: ٣٨]

نعم! ويتصرف القيم في الوقف بما فيه من النفع للوقف. (تنقیح الفتاویٰ الحامدية / كتاب الوقف ٢٠٩/١ المكتبة الميمنة مصر)

قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا وما لاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ٦٥٨/١ كراجي، ٦٣١/٢ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢٧٨/١ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۰/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی آمدنی اور اُس کا مصرف

مسجد کے تعاون کے لئے رقم لکھوا کر اَدا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال (۲۰۷):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک مسجد کا تعمیری کام شروع ہوا، اور خرچ تقریباً ۱۴؍لاکھ روپئے تھا، جوں جوں روپئے آتے رہتے کام ہوتا رہتا، عوام الناس کی تشکیل کی گئی اور اصرار کر کے اُن کے پاس چندے کی رقم لکھوائی جاتی اور مخیّر حضرات ۳-۴؍ماہ کے اندر اندر وہ رقم پوری ادا کر دیتے، اب ایک صاحبِ استطاعت شخص کا مسجد کے تعمیری اراکین میں سے کسی سے جھگڑا ہوا، اور دوسرے لوگ اُن کے پاس بقیہ رقم کی وصولی کے لئے پہنچے، تو اُنہوں نے عذر فرمایا، جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اُن صاحب نے کسی مولوی صاحب سے پوچھا تھا اور اُنہیں یوں جواب ملا تھا کہ مسجد میں لکھوائی رقم کا ادا کرنا واجب نہیں ہے، یہ کہہ کر بقیہ رقم دینے سے انکار کر دیا، اب تعمیری کام کرنے والے صاحب کا کہنا ہے کہ یہ شخص وعدہ کا پکا ہے، ذی وقار اور مالی حیثیت بھی ہے، اُن کے بھروسے پر مسجد کا کام جاری رکھا تھا اور اُن کے وعدہ پر لوہا، سیمنٹ وغیرہ قرض میں خریدا ہے؛ لہٰذا واجب نہ بھی ہو وعدے کا پورا کرنا ضروری ہے، ذاتی جھگڑے میں اللہ کے گھر سے دشمنی نہیں رکھنی چاہئے، جب کہ اُن صاحب نے مسجد کا کام پورا ہونے کے بعد بھی دو سے تین ماہ تک مسجد میں پیر بھی نہیں رکھا، بعد میں کچھ سمجھا کر مسجد کے قریب کیا، اب یوں کہتے ہیں کہ اگر مفتی صاحب فرمادیں کہ دینا ضروری ہے، تو میں بقیہ رقم بھی دوں گا، تو اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن صاحب نے مسجد کے لئے رقم دینے کا وعدہ کرلیا تھا

Marfat.com

اُن پر اگرچہ قانوناً رقم لینے کے لئے جبر نہیں کیا جاسکتا؛ لیکن اُن پر شرعاً واخلاقاً ضروری ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کریں اور وعدہ کی خلاف ورزی کرنے کا گناہ مول نہ لیں، اَحادیثِ شریفہ میں وعدہ پورا نہ کرنے کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب علامة المنافق رقم: ٣٣ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان خصال المنافق رقم: ٥٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ١٧/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ٢٣/١/١٤٢٥ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام پر جمع کیا گیا چندہ متعلقات مسجد پر خرچ کرنا؟

سوال (٢٠٨):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے نام پر وصول کیا گیا، چندہ متعلقات مسجد پر خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے لئے وصول کیا گیا، چندہ اس مسجد کی ملحق جگہوں پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ٦/٤٦٦، فتاویٰ محمودیہ ١٥/٦١ ڈابھیل)

ويبدأ من غلته بعمارته، ثم ما هو أقرب لعمارته، كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم (الدر المختار) أي فإن انتهت عمارته وفضل من الغلة شيء، والذي ويبدأ به من ارتفاع الوقف. أي من غلته عمارته شرط الواقف أولا، ثم ما هو أقرب إلى العمارة وأعم للمصلحة كالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة يصرف إليهم إلى قدر كفايتهم، ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر

Marfat.com

المصالح. (الدر المختار مع الشامي ٦/٥٥٩-٥٦١ زكريا، كذا في لبحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٥٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / مطلب: يبدأ من غلة الوقف بعمارته ٢/٣٦٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے بیت المال کی رقم لوگوں کو قرض دینا؟

سوال (۲۰۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے بیت المال کی رقم بطور قرض کاروبار کے لئے لوگوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی جمع شدہ رقم بطور قرض کاروبار کے لئے لوگوں میں دینا جائز نہیں۔

مع أن القيم ليس له إقراض مال المسجد، قال في جامع الفصولين: ليس للمتولي إيداع مال الوقف والمسجد إلا ممن في عياله، ولا إقراضه فلو أقرضه ضمن. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٢٣٩ كراچی)

وفي القنية: ولا يجوز للقيم شراء شيء من مال المسجد لنفسه ولا البيع له، وإن كان فيه منفعة ظاهرةٌ للمسجد. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٤٠١ زكريا)

والوديعة لا تودع ولا تعار ولا تواجر ولا ترهن، وإن فعل شيئًا منها ضمن. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الأول من كتاب الوديعة ٤/٣٣٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۱/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی زمین کی پیداوار کو فروخت کر کے روپیہ مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۱۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: زید نے مسجد کو ایک بیگھہ زمین وقف کردی ہے، اس زمین سے جو غلہ وغیرہ پیدا ہوتا ہے اس کو فروخت کر کے مسجد کی ضروریات میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؛ کیوں کہ عمر کا کہنا ہے کہ اس رقم کو مسجد کے کام میں صرف نہیں کر سکتے؛ لہٰذا حضور والا سے درخواست ہے کہ مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد پر موقوفہ زمین سے جو غلہ پیدا ہوتا ہے، اُس کو فروخت کر کے مسجد کی ضروریات مثلاً روشنی وغیرہ کے انتظامات میں صرف کر سکتے ہیں۔

مسجد له مستغلات وأوقاف، أراد المتولي أن يشتري من غلة الوقف للمسجد دهنًا أو حصيرًا أو حشيشًا ...... قالوا: إن وسع الواقف ذٰلک للقيم، وقال: تفعل ما ترى من مصلحة المسجد، كان له أن يشتري للمسجد ما شاء.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الثاني في الوقف على المسجد ٤٦١/٢ زكريا، وكذا في فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا أو خانًا الخ ٢٩٧/٣ زكريا)

المتولي إذا أنفق على قناديل المسجد من وقف المسجد جاز. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر من كتاب الوقف ٤٦٢/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۲/۲/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے پیسہ سے مسجد کے لئے مکان بنانا؟

سوال (۲۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا کچھ پیسہ ہے، جو مسجد ہی کے نام سے ہوا ہے، اِس رقم کو کچھ لوگ مکان بنانے میں لگانا چاہتے ہیں؛ تاکہ مسجد میں انکم بڑھے، اور مسجد کی حالت بہت خستہ ہے، جس کا بنانا بہت ضروری ہے،

Marfat.com

اگر نہ بنایا گیا، تو اُس کا کچھ حصہ گرنے کا بھی اندیشہ ہے، تو کیا یہ رقم پہلے مکان میں استعمال کی جائے یا اللہ کا گھر درست کرایا جائے، اگر گنجائش ہو تو اِس مسئلہ میں مسجد کی طرف رخ کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ مسجد کی عمارت خود مرمت کی محتاج ہے؛ لہٰذا مسجد کی آمدنی مسجد کی تعمیر ہی میں لگائی جائے، اس سے مسجد کا مکان نہ بنوائیں، ہاں اگر مسجد کی مرمت وغیرہ سے بچ جائے تو وہ رقم دیگر مصالحِ مسجد میں خرچ کی جاسکتی ہے۔

ویبدأ من غلته بعمارته، ثم ما هو أقرب بعمارته، كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب يبدأ من غلة الوقف بعمارته ٣٦٦/٤-٣٦٧ كراچی، ٥٥٩/٦-٥٦٠ زكريا، وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الثالث في المصارف ٣٦٨/٢ زكريا)

لو وقف على مصالح المسجد يجوز دفع غلته إلى الإمام والمؤذن والقيم الخ. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٥٤/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۲/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موقوفہ جائیدادوں کو برادری کی ملکیت میں دینا اور فروخت کر کے رقم مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۱۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گدی گودام ناگپور قریشی برادری کی جانب سے ہی ہوتے تھے اور آج بھی ہوتے ہیں، اِس کے علاوہ برادری کی دو جائیدادیں اور تھیں، اُن کا نام عاشور خانہ (اِمام باڑہ) تھا، دوسری کا اکھاڑا اُنہیں بھی برادری کی جانب سے بنوایا گیا تھا، اِس میں آج بھی گودام موجود ہے، کچھ عرصہ اِس میں لائبریری چلائی گئی، اور کیرم وغیرہ بھی کھیلا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں حکومت ہند کی جانب سے ایک نوٹس نکلا

Marfat.com

کہ تمام مساجد، مندر، گرجاگر وغیرہ وقف ایکٹ کے تحت وقف بورڈ میں رجسٹرڈ کروانا ضروری ہے، بقولِ عالی جناب الحاج شیخ حسین ابن حاجی علی صاحب جو اِس وقت مسجد گدی گودام ناگپور کے متولی ہیں، میرے (حاجی شیخ حسین) والد صاحب (مرحوم حاجی علی) ۱۹۵۳ء کے دوران شدید بیمار تھے، عالی جناب عبدالحمید ناگپوری جوکہ اِس وقت مسجد گڈی گودام ناگپور کے متولی تھے، مرحوم شیخ چاند صاحب مرحوم عبدالوہاب وغیرہ اُن کی عیادت کے لئے آئے، اِس وقت حاجی شیخ حسین بھی وہاں موجود تھے، مرحوم حاجی علی صاحب مرحوم عبدالحمید ناگپوری صاحب سے قبل مسجد گڈی گودام ناگپور کے متولی تھے، دورانِ گفتگو عیادت کو آنے والے لوگوں نے مریض حاجی علی صاحب سے فرمایا کہ وقف بورڈ سے نوٹس آیا ہے، اور مسجد گڈی گودام کو وقف بورڈ میں رجسٹرڈ کروانا ہے، اس نوٹس کے ایک کالم میں مسجد کی پراپرٹی کا بیان بھی کرنا ہے؛ لٰہذا ان حضرات نے آپسی صلاح ومشورہ سے یہ طے کیا کہ مذکورہ عاشور خانہ (امام باڑہ) اور اکھاڑا کو نوٹس کے پراپرٹی کالم میں مسجد گڈی گودام ناگپور کی پراپرٹی بتادی جائے" اور اس طرح مذکورہ پراپرٹی کو گڈی گودام مسجد کی پراپرٹی قرار دے دی گئی"۔

اس کے کوئی کاغذات تحریری بیان وقف نامہ خرید وفروخت رسید وغیرہ کچھ بھی موجود نہیں ہے، وقف بورڈ کے ریکارڈ میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مسجد کی پراپرٹی میں اکھاڑا اور ایک پکا مکان ہے، جس کا کارپوریشن نمبر دیا گیا ہے، اس نمبر سے پتہ لگتا ہے کہ یہ پکا مکان ہے، جس کا کارپوریشن نمبر دیا گیا ہے، عاشور خانہ (امام باڑہ) ہی ہے، حاجی شیخ حسین صاحب نے بتایا کہ اس وقت یعنی ۱۹۵۳ء میں مذکورہ جائیدادوں کو مسجد پراپرٹی میں شامل کرنے کے لئے پوری برادری کی کوئی عام میٹنگ بلاکر منظوری نہیں لی گئی؛ کیوں کہ اس وقت برادری میں عموماً عام میٹنگ وغیرہ بلائی ہی نہیں جاتی تھی، مندرجہ بالا مذکورہ حضرات ہی برادری کے ذمہ دار اور معتبر حضرات تھے، یہ لوگ جو فیصلہ کرتے تھے برادری برادری عموماً اسے قبول کرلیتی تھی۔ ۱۹۵۳ء کے بعد بھی چند برسوں تک عاشور خانہ وا کھاڑا میں وہ تمام کام انجام دئے جاتے تھے، جو اس سے قبل ہوتے تھے؛ لیکن بعد میں عاشور

Marfat.com

خانہ چمڑے کے گودام کے لئے کرایہ سے دے دیا گیا ہے، جس کی آمدنی مسجد میں دی جاتی تھی، اور اس کے اخراجات وٹیکس وغیرہ بھی مسجد کی جانب سے ادا کئے جاتے تھے، اور آج بھی تمام یہ اخراجات مسجد ہی کی جانب سے ادا کئے جاتے ہیں، اس وقت عاشورخانہ کی آدھی سے زیادہ عمارت گر چکی ہے اور باقی عمارت میں چمڑے کا گودام ہے، جس کا ماہانہ کرایہ ۲۵۰/ روپے ہے، ۱۰۰/روپے تعمیری خرچ کاٹ کر ۱۵۰/روپے مسجد میں آتا ہے، اس کا خرچ ٹیکس وغیرہ بھی مسجد کی جانب سے دیا جاتا ہے، فی الوقت مسجد کو اکھاڑا سے کوئی آمدنی نہیں ہے، یہ عمارت بھی خستہ حالت میں ہے، اس میں ایک عربی مدرسہ چلتا ہے اور اس کے اخراجات اور ٹیکس وغیرہ بھی مسجد ہی کی جانب سے ادا کیا جاتا ہے، کئی برسوں سے برادری میں ایک فنڈ اس مقصد سے جمع ہو رہا تھا کہ برادری کا ایک جماعت خانہ بنایا جائے، جسے شادی وغیرہ کے لئے دیا جائے، اس میں مہمانوں کے ٹھہرنے کے لئے کمرے بنائے جائیں، مدرسہ چلائیں، تعلیم سے محروم عمر دراز لوگوں کو دنیاوی دینی تعلیم دی جائے اور برادری کے فلاح و بہبودی کے کام جیسے خواتین کے لئے سلائی اسکول، عربی درس اور دینی و دنیاوی اجلاس وغیرہ کا انتظام کیا جائے، خیال ہوتا ہے کہ جماعت خانہ مذکورہ امام باڑہ (عاشورخانہ) اور اکھاڑا کی جگہ پر ہی بنایا جائے؛ لیکن پھر خیال آتا ہے کہ یہ تو مسجد کی جائیدادیں ہیں، اس پر برادری کا جماعت خانہ بنانے کا کام کس طرح انجام دیا جاسکتا ہے؟

چند مہینہ قبل برادری کی عام میٹنگ ہوئی، جس میں مسجد کمیٹی کے اراکین متولی اور کئی ذمہ دار حضرات بھی شریک ہوئے اور طے کیا گیا کہ برادری کی ایک سوسائٹی رجسٹرڈ کروالی جائے، اور مذکورہ ملکیت اس سوسائٹی میں منتقل کردی جائے؛ لہٰذا قریش برادری کی ایک سوسائٹی ناگپور قریش ایسوسی ایشن ناگپور کے نام سے انڈین سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۶۰ء کے تحت رجسٹرڈ ہوچکی ہے اور انشاءاللہ بہت جلد اس کا رجسٹریشن بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ ۱۹۵۰ء کے تحت بھی ہوجائے گا۔

اب قریش برادری کے کئی ذمہ دار حضرات کا مطالبہ ہے کہ عاشورخانہ (امام باڑہ) واکھاڑا مسجد پراپرٹی سے علیحدہ کرکے برادری کی پراپرٹی قرار دی جائے یا یہ کہ یہ ملکیت پہلے چوں کہ

Marfat.com

برادری کی تھی، اس لئے برادری کو واپس کردی جائے، یعنی مذکورہ ملکیت کو ناگپور قریش ایسوسی ایشن ناگپور میں منتقل کردی جائے؛ تاکہ ناگپور قریش ایسوسی ایشن ان جگہوں پر جماعت خانہ وغیرہ بنوا کر اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنا سکے۔

یہاں پر یہ بتانا ضروری ہے کہ اس سے قبل بھی ۵۵-۱۹۵۸ء کے درمیان برادری کی طرف سے یہ بات اٹھی تھی کہ چوں کہ برادری پر کچھ مصیبتیں ہیں؛ اس لئے ان جائیدادوں کو فروخت کر کے یا رہن رکھ کر ان مشکلات کو حل کیا جائے؛ لیکن یہ ملکیت مسجد میں ہونے کی وجہ سے یہ کام انجام نہیں دیا گیا، چند سال قبل یہ بات بھی اٹھی تھی کہ یہ جائیدادیں برادری کی ہیں؛ اس لئے برادری کو واپس کردینا چاہئے، وکیل وغیرہ سے مشورہ بھی لیا گیا تھا؛ لیکن بات جہاں تھی وہیں رہ گئی اور اس مرتبہ یہ بات پوری زورداری سے اٹھائی گئی ہے، جس کا مکمل فیصلہ کرنا ضروری ہوگیا، مؤرخہ ۱۹/نومبر ۱۹۹۴ء بروز سنیچر کو قریش برادری کی ایک نشست ہوئی، جس میں گڈی گودام مسجد کے متولی عالی جناب شیخ حسین صاحب نے ناگپور قریش ایسوسی ایشن ناگپور پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ مکمل تفصیل بیان کر کے اس مسئلہ پر علماء کرام سے فتویٰ حاصل کیا جائے، کیا اوپر بیان کی گئی جائیدادیں یعنی عاشور خانہ (امام باڑہ) اور اکھاڑا جو کہ وقف بورڈ کے ریکارڈ میں مسجد گڈی گودام ناگپور کی ملکیت بتائی گئی ہے، برادری کے رجسٹرڈ ادارہ ناگپور قریش ایسوسی ایشن ناگپور میں منتقل کیا جاسکتا ہے، اس پر علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ عاشور خانہ یا امام باڑہ اس جائیداد کا پرانا نام ہے اور باقی حصہ گر چکا ہے، اسی طرح دوسری جائیداد کا پرانا اور نیا نام راکھاڑا ہے، یہ عمارت خستہ حالت میں اور دو منزلہ ہے جس میں اوپر عربی کا مدرسہ چلتا ہے اور نیچے گودام موجود ہے، تو کیا ان دونوں جائیدادوں کو مسجد کی جانب سے فروخت کر کے حاصل شدہ رقم کو مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے۔

برادری کی جائیدادوں کو مسجد میں وقف کرنے کی وہ مکمل شرائط روانہ کریں، جن کو انجام دئے بغیر برادری کی جائیدادیں مسجد میں وقف نہیں ہوسکتی یا جن کو انجام دینے پر برادری کی جائیدادیں مسجد کے لئے وقف ہوجاتی ہیں اور اسے پھر مسجد سے الگ نہیں کیا جاسکتا، اوپر بیان کی گئی تفصیل

Marfat.com

کے مطابق اگر ان جائیداوں کو مسجد سے نکالا جاسکتا ہے اور انہیں ناگپور قریش ایسوسی ایشن میں منتقل کیا جاسکتا ہے، تو اس کے لئے کن شرائط پر عمل کرنا ہوگا، یہاں پر یہ بھی بتانا مناسب ہوگا کہ جس طرح قریش برادری جماعت خانہ بنا کر اور پر بتائے ہوئے فلاح وبہبودی کے کام انجام دینا چاہتی ہے، اسی طرح قریش برادری مسجد گڈی گودام کے تمام کام اور مسائل کو بھی حل کرنے میں پیش پیش رہتی ہے، پچھلے سال ہی برادری نے ایک گوشت اسکیم چلا کر فنڈ جمع کیا اور اس رقم سے مسجد کے لئے مسجد ہی سے لگ کر ایک مکان خریدنے کا معاہدہ کیا، جسے خریدنے کے بعد مسجد کو بآسانی بڑھایا جاسکے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برادری کے ذمہ دار اور معتبر افراد کے مشورہ سے جب مذکورہ جائیدادیں مسجد کے نام وقف میں شامل کردی گئیں اور آج تک ان کی آمدنی مسجد میں وصول کی جاتی رہی، تو اب ان جائیدادوں کو مسجد کی ملکیت سے نکال کر برادری کی ملکیت میں داخل کرنے کا حق نہیں رہا، ان جائیدادوں کو صرف مسجد کے فائدہ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، اگر ان پر کوئی تعمیر وغیرہ کرنی ہے تو اس کا کرایہ مسجد کو دینا ہوگا۔

فإذا تم ولزم لا يملک ولا يملک ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب مهم فرّق أبويوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان ١/٤ ٣٥ کراچی، ٦/ ٥٣٩ زکریا)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه ......، أما امتناع التمليک فلما بينا من قوله عليه السلام: تصدق بأصلها، لا يباع ولا يورث ولا يوهب. (الهداية / كتاب الوقف ٢/ ٦٤٠ إدارة المعارف ديوبند، ٦١٩/٢ المكتبة النعيمية ديوبند، كذا في فتح القدير / كتاب الوقف ٦/ ٢٢٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/ ۷/ ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہارن کے چندہ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا؟

سوال (۲۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: رمضان المبارک میں سحر وافطار کے واسطے ہارن کے لئے چندہ کیا گیا، بعدازاں ہارن خرید لیا گیا، ہارن کے واسطے جو چندہ کیا تھا، اس میں سے دو ہزار روپئے باقی بچے ہیں۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ باقی ماندہ رقم مسجد کے دوسرے کام (تعمیر) میں استعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس وقت مسجد میں غسل خانے، ٹنکی، دروازہ وغیرہ کا کام چل رہا ہے؛ لہٰذا مذکورہ بالا کاموں میں یہ رقم استعمال کی جائے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر چندہ دہندگان کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اس روپئے کو دیگر اُمور وضروریاتِ مسجد میں صرف کرنے کی اِجازت ہے، تو یہ روپیہ دیگر مصارفِ مسجد میں خرچ کرنا درست ہے ورنہ نہیں۔ (مستفاد: منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/۹۳)

شرط الواقف كنص الشارع أي في وجوب العمل به وفي المفهوم والدلالة. (الأشباه والنظائر / كتاب الوقف من الفن الثاني ۲/۱۰٦ زكريا، كذا في الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب استأجر دارًا فيها أشجار ٤/٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا)

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع، وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء ما لم يكن معصية. (رد المحتار / مطلب: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ٤/٣٤٣ دار الفكر بيروت، ٦/٥٢٧ زكريا)

رجل أعطى درهمًا في عمارة المسجد أو نفقة المسجد أو مصالح المسجد صح. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني ٢/٤٦٠ زكريا)

كل يتصرف في ملكه كيف شاء. (شرح المجلة ١/٦٥٤ رقم المادة: ١١٩٢ المكتبة الحنفية كوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۲/۳/۸ھ

Marfat.com

تعمیری چندہ سے مسجد کی بجلی کا بل اَدا کرنا؟

سوال (۲۱۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد کا بجلی کا بل پچھلا رکا ہوا کچھ زیادہ رقم کا آ گیا ہے جوکہ ایک ساتھ ادا کرنا ہے، ہمارے پاس مسجد کے اکاونٹ میں رقم اس وقت کم ہے، مسجد کی نئی تعمیر کے لئے اِس وقت چندہ ہوا ہے، یہ رقم عوام سے ہمارے پاس آئی ہے، اور چندہ برابر ہورہا ہے، تعمیر کا کام بھی شروع ہو چکا ہے، ہم اِس چندہ کی رقم میں سے کچھ رقم اُدھار لے کر اِس وقت بجلی کا بل ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بعد میں اِس چندہ کی رقم کی ادائیگی مسجد کی دوکانوں کے کرایہ کی رقم میں سے ادا کر دی جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چندہ دہندگان سے اِجازت لے کر یہ رقم مسجد کے بجلی کے بل کی ادائیگی میں بطورِ قرض خرچ کی جاسکتی ہے، بعد میں جب مزید آمدنی ہوتو اُس قرض کو بے باق کر دیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۴۹۱)

شرط الواقف كنص الشارع أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة. (الأشباه والنظائر / كتاب الوقف من الفن الثاني ۱۰۶/۲ زكريا، كذا في الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب استأجر دارًا فيها أشجار ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا)

أي مصالح المسجد، فيدخل المؤذن والناظر؛ لأنا قدمنا أنهم من المصالح، وقدمنا أن الخطيب داخل تحت الإمام؛ لأنه إمام الجامع، فتحصل أن الشعائر التي تقدم في الصرف مطلقًا بعد العمارة الإمام والخطيب والمدرس والوقاد والفراش والمؤذن والناظر وثمن القناديل والزيت والحصر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳۵۹/۵ زكريا)

يجب عليه أن يجعل لكل نوع منها بيتًا يخصه ولا يخلط بعضه ببعض، وأنه إذا احتاج إلى مصرف خزانة، وليس فيها ما يفي به، يستقرض من خزانة

Marfat.com

غیرها، ثم إذا حصل التي استقرض به مال یُردُّ إلی المستقرض. (رد المحتار، کتاب الزکاة / باب العشر، مطلب: في بیان بیوت المال ومصارفها ۲/۳۳۷ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی رقم سے قبرستان کی باؤنڈری کرانا

سوال (۲۱۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں مسجد کا خزانچی ہوں، اور مسجد قبرستان کے درمیان میں ہے، مسجد کی ایک رسید ہے، اس رسید کے ذریعہ بازار سے چندہ ہوتا ہے، کافی رقم میرے پاس ہے، اب کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جمع شدہ رقم کو قبرستان کی باؤنڈری اور تعمیر عیدگاہ وغیرہ میں خرچ کرنا چاہئے، کیا مسجد کے علاوہ پر مذکورہ رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی رقم قبرستان میں نہ لگائیں اور چوں کہ مسجد میں اب رقم کی ضرورت نہیں ہے؛ لہٰذا اس کے لئے مزید چندہ نہ کریں، اور اگر ضرورت ہو تو قبرستان کے لئے الگ سے چندہ کریں۔

ولا یجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر. (شامي، کتاب الوقف / مطلب: فیما لو خرب المسجد أو غیره ۴/۳۵۸ کراچی، ۶/۵۴۸ زکریا)

وإن اختلف أحدهما بأن بنی رجلان مسجدین أو رجل مسجدًا ومدرسةً، ووقف علیهما أوقافًا، لا یجوز له ذلک (الدر المختار) قوله: لا یجوز له ذلک: أي الصرف المذکور ...... قال الخیر الرملي: أقول: ومن اختلاف الجهة ما إذا کان الوقف منزلین: أحدهما للسکنی والآخر للاستغلال، فلا یصرف أحدهما للآخر، وهي واقعة الفتوی الخ. (رد المحتار، کتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ۴/۳۶۰-۳۶۱ کراچی)

Marfat.com

وقد علم منه أنه لا يجوز لمتولي الشيخونية بالقاهرة صرف أحد الوقفين للآخر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٦٢/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۳/۱۰/۱۴۱۳ھ

مسجد کا مال فروخت کرکے مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۱۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا مال فروخت کرکے مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ضرورت کے وقت جائز ہے۔

سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا وتداعى مسجدها إلى الخراب وبعض المتغلبة يستولون على خشبة وينقلونه إلى دورهم هل لواحد أهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هٰذا المسجد، قال نعم. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٣٦٠/٤ كراچی، ٥٥٠/٦ زكريا)

وأما فيما اشتراه المتولي من مستغلات الوقف، فإنه يجوز بيعه بلا هٰذا الشرط؛ وهٰذا لأن في صيرورته وقفًا خلافًا، والمختار أنه لا يكون وقفًا، فللقيم أن يبيعه متى شاء لمصلحةٍ عرضت. (فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٤/٦-٢٢٥ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر، وكذا في رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٧٧/٤ كراچی)

وفي الحاوي: فإن خيف هلاك النقض باعه الحاكم وأمسك ثمنه لعمارته عنه لحاجة. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٦٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۹/۳/۱۴۱۷ھ

Marfat.com

مسجد کے فنڈ سے تعزیہ بنوانا؟

سوال (۲۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں میں تعزیہ داری کا رواج قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے، اب الحمد للہ کسی حد تک لوگ باز آگئے ہیں؛ لیکن تعزیئے اب بھی بنائے جاتے ہیں اور تعزیہ سازی پر جو رقم صرف ہوتی ہے، وہ مسجد کا جمع کردہ فنڈ ہوتا ہے، جب اُن کو مسجد کے فنڈ میں سے خرچ کرنے سے منع کیا جاتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ صاحب یہ تو ہم پرانے زمانے سے کرتے آئے ہیں، مؤدبانہ درخواست ہے کہ تعزیہ سازی پر قدرے روشنی ڈالتے ہوئے مسئلہ کی وضاحت کی جائے، نوازش ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعزیہ داری وتعزیہ سازی بدعت وگناہ کا کام ہے، مسجد کا فنڈ اِس ناجائز کام میں استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں اور یہ کوئی دلیل نہیں کہ پرانے زمانے سے یہ کام ہورہا ہے؛ اِس لئے کہ بہت سے حرام کام صدیوں سے ہوتے چلے آرہے ہیں؛ لیکن اُنہیں اِس بنا پر جائز نہیں کہا جاسکتا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲/۷ زکریا)

وأما اتخاذه ماتما لأجل قتل الحسين بن علي كما يفعله الروافض فهو من عمل الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعًا، إذ لم يأمر اللّٰه ولا رسوله باتخاذ أيام مصائب الأنبياء وموتهم ماتماً فكيف بمن دونهم؟ يجب على ولاة الدين أن يمنعوهم، والمستمعون لا يعذرون في الاستماع. (مجالس الأبرار ۲۵۳ بحواله: فتاوىٰ محموديه ۴۸۵/۱۵ ميرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی رقم سے جنازہ کی چارپائی تیار کرنا؟

سوال (۲۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: مسجد کی رقم سے جنازہ اٹھانے کی مسہری تیار کروانا اور اُس پر میت کو اٹھا کر لے جانا اور پھر مسجد میں رکھ دینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنازہ کی مسہری مسجد کی ضروریات میں داخل نہیں ہے، مسجد کی رقم سے اسے خریدنا درست نہیں ہے، اگر ضرورت ہو تو الگ سے چندہ کیا جائے اور اُسے مسجد پر وقف کر دیا جائے۔

وليس لقيم المسجد أن يشتري جنازة، وإن ذكر الواقف أن يشتري جنازةً، كذا في السراجية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد ٤٦٢/٢ زكريا)

ذكر الواقف في كتاب الوقف أن القيم يشتري جنازةً، لا يجوز للقيم أن يشتري جنازةً من غلة الوقف، ولو اشترى ونقد الثمن من غلة الوقف، يكون ضامنًا ...... وشراء الجنازة ليس من مصالح المسجد. (فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا الخ ٢٩٧/٣ زكريا، وكذا في البزازية على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الرابع في المسجد وما يتصل به ٢٦٩/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی آمدنی سے متوفی اِمام کے وارثین کے لئے پنشن دینا؟

سوال (۲۱۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری مسجد کے امام صاحب کا ایک حادثے میں انتقال ہوگیا، تو مسجد کمیٹی کے متولی صاحب نے ایک متعینہ رقم ان کے بال بچوں کے لئے مسجد کمیٹی سے مختص کر دیا، اس پر ایک عالم صاحب نے کہا کہ متولی صاحب کا یہ فعل خلافِ شرع ہے، اُنہوں نے کہا کہ متولی عام لوگوں کا وکیل ہے، اور وکیل کو مؤکل کے منشاء کے خلاف کرنے کا اختیار نہیں، مذکورہ مسئلہ میں وکیل کو اجازت نہ تو صراحۃً

Marfat.com

ہے اور نہ ہی دلالۃً ہے، ہاں اگر اس علاقہ میں اس طرح کا عرف ہوتا تو دلالۃً اجازت مانی جاتی، ایسا عرف بھی نہیں ہے، تو اب آپ بتائیں کہ عالم صاحب کا کہنا صحیح ہے یا متولی کا فعل صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے وقف کی آمدنی سے متوفی امام کے خاندان کو پینشن دینا جائز نہیں؛ لیکن اگر مسجد کی کمیٹی اس عنوان سے چندہ کرے اور چندہ دہندگان سے صراحت کردے کہ اس میں سے متوفی امام کے گھر والوں کی مدد کی جائے گی، تو اس تعاون کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

إذا أراد أن يصرف شيئًا من ذٰلک إلی إمام المسجد، أو إلی مؤذن المسجد، فلیس له ذٰلک إلا إن کان الواقف شرط ذلک في الوقف. (الفتاویٰ الهندية / مطلب الوقف علی عمارته ومصالحه سواء علی الأصح ٢/٤٦٣)

الفاضل من وقف المسجد هل يصرف إلی الفقراء؟ قیل: لايصرف وأنه صحیح، ولکن یشتري به مستغلاً للمسجد، کذا في المحیط. (الفتاویٰ الهندية، کتاب الوقف / الفصل الثاني في الوقف علی المسجد وتصرف القیم ٢/٤٦٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے فنڈ سے پانی گرم کرنے کا انتظام کرنا؟

سوال (۲۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کا ذریعۂ آمدنی دو چیزیں ہیں: ایک آٹھ دس بیگھہ کا قطعہ جو کسی صاحب نے مسجد کو وقف کیا تھا، اور اب اُن صاحب کا انتقال ہوچکا ہے، دوسرے ہفتہ واری آگاہی پر جمعہ کو روپے دو روپے کی شکل میں، مذکورہ دونوں آمدنیوں کو ملا کر مسجد کی جملہ ضروریات پوری کی جاتی ہیں، چاہے وہ امام ومؤذن کی تنخواہ ہو، چاہے وہ مسجد کی لائٹ کے بل کا صرفہ ہو، چاہے وہ مسجد کے لئے صفوں کا

Marfat.com

خریدنا ہو، چاہے وہ وضو کے لئے پانی کا انتظام ہو، اور اسی طرح موسم گرمی میں لائٹ نہ ہونے پر جنرنیٹر کے ذریعہ پنکھے اور لائٹ جلانا ہے، مسجد کی تمام ہی ضروریات مسجد کی مذکورہ دونوں آمدنیوں سے ہی پوری کی جاتی ہیں، اور اب مسجد کے مصلی حضرات کا کہنا ہے کہ موسم سردی میں پانی کو گرم کرنے کے لئے لکڑی کا انتظام بھی مسجد کی مذکورہ آمدنی سے کیا جائے، جب کہ اب تک موسم سردی میں لکڑی کے نام سے مصلی حضرات آپس میں چندہ جمع کرلیا کرتے تھے؛ لیکن اب یہ مطالبہ کی مسجد کی تمام ضروریات جب مسجد کی تحویل سے پوری کی جاتی ہیں، تو یہ ضرورت بھی مسجد کی تحویل سے پوری کی جائے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مسجد کی تحویل سے مصلی حضرات کا یہ مطالبہ از روئے شرع درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال اگر مسجد کی آمدنی میں گنجائش ہو، تو متولی مسجد کمیٹی کے مشورہ سے پانی گرم کرنے کے لئے ایندھن کا انتظام بھی مسجد کے فنڈ سے کرسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴۵۴-۴۵۵ مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم دیوبند)

مسجد لـه مستغلات وأوقـاف أراد المتولي أن يشتري من غلة الوقف للمسجد دهنـا أو حصيرًا أو حشيشًا أو اجر أو جصًا لفرش المسجد أو حصى، قالوا: إن وسع الواقف ذٰلک للقيم، وقال: تفعل ما ترى من مصلحة المسجد كان له أن يشتري للمسجد ما شاء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد الخ ٤٦١/٢، كذا في فتاوىٰ قاضي خان على لفتاوىٰ الهندية / باب الرجل يجعل داره مسجدًا أو خانًا الخ ٢٩٧/٣ زكريا)

ويبدأ من غلته بعمارته، ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجد، ومدرس مدرسة (الدر المختار) قوله: ثم ما هو أقرب لعمارته، والذي يبدأ به من ارتفاع الوقف: أي من غلته عمارته، شرط الواقف أولا، ثم ما هو أقرب إلى العمارة وأعم للمصلحة ......، ثم السراج والبساط كذٰلک إلى آخر المصالح. (الدر

Marfat.com

المختار، كتاب الوقف / مطلب: يبدأ بعد العمارة الخ ٣٦٧/٤-٣٦٨ كراچی، البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٥٦/٥ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٥٨٧/٢ المكتبة الغفارية كوئٹه)

حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما، وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما، فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلى أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٥٩/٤ كراچی، ٥٤٩/٦ زكريا)

سئل عن شمس الحلواني عن مسجد أو حوض خرب، ولا يحتاج إليه لتفرق الناس عنه: هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلى مسجد آخر أو حوض آخر؟ قال: نعم. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الثالث عشر في الأوقاف التي يستغني عنها ٤٧٨/٢ زكريا وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الوقف / الفصل الرابع والعشرون في الأوقاف التي يستغني عنها ٨٧٧/٥ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد بننے کے بعد اس کی آمدنی کے لئے نیچے دوکان بنانا؟

سوال (۲۲۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلہ میں ایک مسجد ہے، اور اُس میں نماز بھی ہورہی ہے، اور مسجد کی آمدنی بھی بہت کم ہے، اور مسجد کی جگہ بھی محدود ہے، اور پڑوس والا بھی بطور معاوضہ زمین دینے پر راضی نہیں ہے؛ لہٰذا اِس صورت میں اہل کمیٹی یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کے نیچے والے حصہ میں کچھ دوکانیں اور مسجد کے سامان رکھنے کے لئے بنالیں، آیا ایسا کرنا اہل کمیٹی کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب ایک مرتبہ مسجد بن گئی، تو اب مسجد کی آمدنی کے

Marfat.com

لئے نیچے والے حصہ میں بھی دوکانیں اور کمرے بنانا جائز نہیں ہے؛ ہاں البتہ مسجد کے خارجی حصہ کے نیچے بنا سکتے ہیں۔

أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٨/٤ كراچي، ٥٤٨/٦ زكريا)

وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أي المسجد جاز. (الدر المختار مع لشامي / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٧/٤ دار لفكر بيروت، كذا في لبحر الرائق / فصل في أحكام المساجد ٣٥٧/٤ كراچی)

وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ [الجن: ١٨] بخلاف ما إذا كان السرداب أو العلو موقوفًا لمصالح المسجد ......، فهو كسرداب مسجد بيت المقدس، هٰذا هو ظاهر الرواية. (لبحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام لمساجد ٤٢١/٥ زكريا، وكذا في رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في أحكام لمسجد ٣٥٧/٤-٣٥٨ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۱/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تراویح کے چندہ کو مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تراویح کے لئے چندہ کر کے پھر اُس کو مسجد یا دوسرے کارِ خیر میں صرف کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چندہ دہندگان اگر اِجازت دے دیں، تو اس رقم کو مسجد اور دیگر کارِ خیر میں صرف کیا جاسکتا ہے۔

فإن شرائط الوقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع، وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء ما لم يكن معصية. (رد المحتار / مطلب: شرائط الواقف معتبرة إذا لم

Marfat.com

تخالف الشرع ٣٤٣/٤ دار الفكر بيروت، ٥٢٧/٦ زكريا)

باقی چوں کہ تراویح میں اُجرت دینا جائز نہیں؛ لہٰذا اِس مقصد سے چندہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

قوله: ولا لأجل الطاعات: الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم، لا يجوز الاستيجار عليها عندنا، لقوله عليه الصلاة والسلام: "اقرأوا القرآن ولا تأكلوا به. (رد المحتار، كتاب الإجارة / باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستيجار على الطاعات ٥٥/٦ كراچی، وكذا في تنقيح الفتاوى الحامدية / كتاب الإجارة ١٣٧/٢ المكتبة الميمنية مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِمام کو کم تنخواہ دے کر مسجد کی آمدنی نقش ونگار میں لگانا؟

سوال (۲۲۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ امام کی تنخواہ بھی کم سے کم ہو، مسجد میں نائب امام اور مؤذن بھی مستقل ہو، مسجد کے پیسے بچائے جائیں؛ لیکن اس کے باوجود مسجد کے میناروں وغیرہ میں نقش ونگار پر لاکھوں روپئے ناجائز ڈھنگ سے خرچ کرتا ہے، ان فضول نقش ونگار کا مساجد میں کہاں تک جواز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: متولی اور صدر کمیٹی کا یہ عمل خلافِ شریعت ہے، مسجد کی آمدنی کو اس مد میں لگانے کی اجازت نہیں ہے۔

بجص وماء ذهب لو بماله الحلال لا من مال الوقف فإنه حرام. (الدر المختار) وأرادوا من المسجد داخله فيفيد أن تزيين خارجه مكروه، وأما من مال الوقف فلا شك أنه لايجوز للمتولي فعله مطلقًا لعدم الفائدة فيه. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة لا بأس دليل على المستحب غيره؛ لأنه البأس الشدة ٦٥٨/١ كراچی، ٤٣١/٢ زكريا)

Marfat.com

ولا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب ونحوه ...... إذا فعل من مال نفسه. أما المتولي فلا يجوز أن يفعل من مال الوقف إلا ما يرجع إلى أحكام البناء، حتى لو جعل البياض فوق السواد للنقاء ضمن الخ. (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة / فصل في أحكام المسجد ٦١٥-٦١٦ سهيل أكيڈمي لاهور)

يجوز نقشه بالجص وماء الذهب إذا تبرع به إنسان، سوى جدار القبلة. (الدر المنتقى في شرح الملتقى المعروف بسكب الأنهر، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: ١٩٠/١ المكتبة الغفارية كوئٹه)

ولا بأس بأن ينقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب ...... وهٰذا إذا فعل من مال نفسه، أما المتولي يفعل من مال الوقف ما يرجع إلى أحكام البناء دون ما يرجع إلى النقش، حتى لو فعل يضمن. (الهداية، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١٤٤/١ مكتبة شركت علمية ملتان، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، فصل: ١٠٩/١ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: ٦٥/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳؍۱۰؍۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سودی قرض پر خریدے گئے ٹرک کی آمدنی مسجد مدرسہ میں لگانا؟

سوال (۲۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے بینک سے سود پر قرض لے کر کوئی کاروبار کیا، یا ٹرک وغیرہ خریدا، اُس کی آمدنی سے زکوٰۃ وصدقات اور دیگر مدات میں روپیہ مدارس میں دینا یا کسی مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بینک سے سود پر قرض لینا گناہ ہے، اُس عمل کا گناہ

Marfat.com

مذکورہ شخص پر ہوگا؛ لیکن اُس کی آمدنی حرام نہیں کہلائے گی؛ اِس لئے کہ سودی اَصل رقم اس کے سرمایہ میں شامل نہیں ہے؛ بلکہ وہ رقم اس نے نکال کر بینک کو دے دی ہے؛ لہٰذا اِس آمدنی کو مدارس یا مساجد میں لگانا بلاشبہ درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۰۶ ا ڈابھیل)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ [آل عمران، جزء آیت: ١٣٠]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [البقرة، جزءآيت: ٢٧٥]

عن علي رضي اللّٰہ عنه: كل قرضٍ جر منفعةً فهو ربا. ذكره السيوطي في الجامع الصغير. (تكلمة فتح الملهم، كتاب البيوع / باب الربا ١/٥٦٨ مكتبة دار العلوم كراچى)

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه قال: لعن رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم آكل الربوا ومؤكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم ٢/٧٢ رقم: ١٥٩٨، سنن الترمذي ١/٢٢٩ رقم: ١٢٠٦، سنن أبي داؤد، كتاب البيوع / باب في آكل الربا ومؤكله ٢/١١٧ المكتبة الإمدادية ملتان، مشكاة المصابيح، البيوع / باب الربا ٢٤٤، مرقاة المفاتيح ٦/٤٣ رقم: ٢٨٠٧ دار الكتب العلمية بيروت)

لأن القرض إعارةٌ ابتداءً حتى يصح بلفظها، معاوضةٌ انتهاءً؛ لأنه لا يمكن لانتفاع به إلا باستهلاك ويملكه المستقرض بالقبض كالصحيح. (رد المحتار، كتاب البيوع / باب المرابحة والتولية، فصل في القرض ٥/١٦١ كراچى)

يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح. (البحر الرائق / البيوع ٦/١٢١ زكريا، الأشباه والنظائر / الفن الأول، قبيل: القاعدة السادسة ٩٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۲/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مالی جرمانے کی رقم مسجد و مدرسہ میں دینا؟

سوال (۲۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: کیا جرمانہ کی رقم مسجد و مدرسہ یا کسی غریب کو دی جاسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مالی جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالک کو واپس کرنا لازم ہے، اُسے مالک کی اِجازت کے بغیر کسی دوسرے مصرف میں خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

عن عطاء بن أبي رباح رجل أصاب مالاً من حرام؟ قال: ليرده على أهله فإن لم يعرف أهله فليتصدق به، ولا أدري ينجيه ذٰلك من إثمه. (المصنف لابن أبي شيبة ١١/ ٦٥٠ رقم: ٢٣٥٩٣ المجلس العلمي)

قال في الفتح: عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز، ومثله في المعراج، وظاهره أن ذٰلك رواية عن أبي يوسف. قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهٰذا لما فيه من تسليط الظَّلَمة على أخذ المال للناس فيما يأكلون الخ. ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان. وأفاد في البزازية: أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به: إمساك شيء من ماله عنده مدةً لينزجر، ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم بنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة؛ إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي.

وفي المجتبىٰ: لم يذكر كيفية الأخذ، وأرى أن يأخذها فيمسكها، فإن أيس منتوبته يصرفها إلى ما يرى. وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام، ثم نسخ الخ. والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال الخ. (رد المحتار، كتاب الحدود / باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال ٤/ ٦١-٦٢ كراچی، حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحدود / باب التعزير ٢/ ٤١١ دار المعرفة بيروت، وكذا في النهر الفائق، كتاب الحدود / باب حد القذف، فصل في التعزير ٣/ ١٦٥ زكريا)

والسبيل في المعاصي ردها، وذٰلك ههنا برد الماخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس عشر في الكسب ٥/ ٣٤٩، المحيط البرهاني

Marfat.com

۶۳/۸ المجلس العلمي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۶/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پرانی مسجد کا ملبہ فروخت کر کے پیسہ مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۲۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی تعمیرِ نو کا اِرادہ ہے انشاء اللہ، پرانی مسجد سے جو ملبہ یعنی کنکر اور ریت وغیرہ نکلے گا، وہ تمام مسجد کے کام میں نہیں آ سکتا؛ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کو فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ خریدنے والا اس کو کہاں کہاں یعنی کن کن جگہوں پر استعمال کر سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پرانی مسجد سے جو ملبہ کنکر اور ریت وغیرہ نکلے، وہ اگر نئی تعمیر میں کام نہ آ سکے؛ بلکہ ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو اُس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت اسی مسجد میں لگا دینی چاہئے، اور خریدنے والا اُس چیز کو جہاں چاہے استعمال کر سکتا ہے؛ اِس لئے کہ خریدنے کے بعد وہ چیز اب مسجد کی نہیں رہے گی۔ (امداد الفتاویٰ ۲/۶۷۱)

والذي ينبغي متابعة المشائخ في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض، كما أفتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني وكفى بهما قدوة، ولا سيما في زماننا؛ فإن المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل يأخذه أنقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد – ويلزم من علم النقل خراب المسجد الآخر المحتاج إلى النقل إليه. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد وغيره ٤/ ٣٦٠ كراچی، ٦/ ٥٥٠ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثالث عشر في الأوقاف الخ ٢/ ٤٧٨ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / الفصل الرابع والعشرون في الأوقاف التي يستغني الخ ٥/ ٨٧٧ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۹/۲ھ

Marfat.com

قبرستان کا روپیہ مسجد میں صرف کرنا؟

سوال (۲۲۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی قبرستان کا روپیہ کسی مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبرستان کا روپیہ اگر قبرستان ہی کی کسی ضرورت (چہار دیواری وغیرہ) میں لگانا ممکن ہو، تو وہ روپیہ دیگر کسی مصرف مسجد وغیرہ میں نہیں لگایا جاسکتا۔

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراچی) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۱۱/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی رقم امانت رکھنے کے بعد خزانچی نادار مفلس ہوگیا؟

سوال (۲۲۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد کے منتظم کا صدر وسکریٹری صاحبان نے مسجد کے کچھ انتظام محلّہ میں ایک دوکان دار صاحب کو سونپ رکھے تھے کہ مسجد کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو اس دوکان پر جاکر حاصل کرسکتے ہیں، مثلاً جھاڑو، موم بتی، ماچس، تیل وغیرہ وغیرہ۔ دیگر انہوں نے مسجد کی رسیدات بھی دی تھیں، اگر کسی کو مسجد کی امداد کرنی ہے تو دوکان دار صاحب سے رسید بنوالیں؛ لہٰذا محلّہ والے دوکان دار صاحب کو چندہ دیتے تھے، اس طرح دوکان دار صاحب کے ہاتھ میں مسجد کی آمد وخرچ کا حساب بھی تھا، اس آمد وخرچ کا حساب لینا دینا صدر وسکریٹری صاحبان کی ذمہ داری پر تھا، اچانک دوکان دار صاحب کی مالی پوزیشن بگڑی اور دوکان ختم ہوگئی، معلوم یہ ہوا کہ دوکان دار صاحب کی طرف مسجد کی کافی رقم ہے، کچھ انہوں نے ادا کردی کچھ بقایا ہے، جس کو تقریباً آٹھ دس سال کا عرصہ ہو رہا ہے،

Marfat.com

تقریباً تین چار ہزار کی رقم بتلائی جارہی ہے، دوکان دار صاحب دو بھائی تھے، دونوں کی دوکانیں تھیں، دونوں ہی کے پاس مسجد کا حساب رہتا تھا، دونوں ایک ہی مکان میں رہتے تھے، اب ان کے ایک بھائی کا انتقال ہو چکا ہے، دوسرے بھائی انتہائی کمزوری وخستہ حالی میں ہیں، جو مسجد کی رقم ادا نہیں کر سکتے، ادا کرنے کے لئے کہتے ہیں مگر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، تو کیا مسجد کی رقم دوکان دار صاحب کی خستہ حالت کی بنا پر معاف کی جاسکتی ہے۔ یا دوکان دار سے وصول ہی کرنا ضروری ہے، یا اس رقم کے ذمہ دار مسجد کے صدر وسکریٹری ہیں؛ کیوں کہ دوکان دار کو صدر وسکریٹری صاحبان نے ہی امین بنا کر رکھا تھا، کسی نمازی یا محلہ والوں کا مشورہ نہیں تھا؛ لہٰذا اُس رقم کا ذمہ دار کون ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو دوکان دار مسجد کی رقم کا ذمہ دار تھا، اُس کے اوپر مسجد کی بقایا رقم ادا کرنا لازم ہے، وہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوگی، اگر وہ بالکل مجبور ہے تو کسی صاحبِ خیر سے اپنے لئے صدقہ کے طور پر رقم لے کر پھر مسجد میں جمع کردے، بغیر ادا کئے اس کا ذمہ فارغ نہیں ہوسکتا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۲۵۷ قدیم زکریا)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸]

أكّار تناول من مال الوقف فصالح المتولي على شيءٍ، فهٰذا على وجهين: إما أن يكون الأكار غنيًا أو فقيرًا، ففي الوجه الأول لا يجوز الحط من مال الوقف. وفي الوجه الثاني يجوز، إذا لم يكن فيه غبن ظاهرٌ. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / تصرف القيم في الأوقاف ۸/ ۷۸ رقم: ۱۱۲۶۶ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس في ولاية الوقف ۲/ ٤٦٢ زكريا)

وأما إذا كان على أرباب معلومين ومستحقين مخصوصين، لا تجوز المسامحة والحط بالصلح مطلقًا. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٤٠٦ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/ ۱۱/ ۱۴۲۱ھ

Marfat.com

موقوفہ قبرستان میں ذاتی رقم سے لگائے گئے درختوں کی قیمت مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۲۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک چھوٹا سا گاؤں جہاں صرف چند مسلمان ہیں، نہ وہاں مسجد ہے نہ مدرسہ، چک بندی کے موقع پر حکومت سے ایک قبرستان کی زمین ملی تھی، پیڑ لگادیئے، پیڑ فروخت کیے گئے، اُن کے نزدیکی گاؤں میں مدرسہ بھی ہے، مسجد بھی ہے، تعمیر مسجد میں اس میں کی کچھ رقم لگادی گئی، کچھ عرصہ بعد تعمیر پھر ضرورت پڑی، تو اس گاؤں کے چند افراد ان لوگوں سے رقم مانگنے گئے، مگر اُن لوگوں نے اُن پر اعتماد نہ کرتے ہوئے اُن کو واپس کردیا اور خود جاکر مسجد کے لئے ایک گیٹ بنواکر نزدیکی گاؤں کی مسجد کے لئے لے آئے، جس میں کچھ اپنی ذاتی رقم بھی صرف کی ہے، اَب جن حضرات کو واپس کردیا تھا، وہ کہتے ہیں کہ قبرستان کے پیڑوں کی رقم مسجد میں لگانا درست نہیں ہے، جب کہ اس سے پہلے لگائی جاچکی ہے، نیز یہ بھی واضح رہے کہ اگر وہ گیٹ نہ بنواتے، تو جلد ہی وہ رقم اُن حضرات میں خود اپنی ضروریات پر خرچ کرڈالنے کی نیت میں تھے، گیٹ رکھا ہوا ہے، وہ مسجد میں لگایا جائے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ کے مطابق چوں کہ یہ زمین من جانب حکومت قبرستان کے لئے وقف ہے؛ لہٰذا اگر موقوفہ قبرستان میں پیڑ خود نہ اُگے ہوں؛ بلکہ حالتِ وقف میں اہلِ مقبرہ نے اس میں پیڑ لگائے ہوں، تو پھر یہ پیڑ اہلِ مقبرہ کی ملک ہیں، اُس میں ان کو تصرف کرنے کا حق حاصل ہے، اور ان پیڑوں کی رقم کو مسجد میں لگانا اور اس سے مسجد کا گیٹ وغیرہ بنانا جائز اور درست ہے۔ (کفایت المفتی ۷/۱۱۵)

مقبرة عليها أشجار عظيمة فهٰذا على وجهين إما إن كانت الأشجار نابتة قبل اتخاذ الأرض مقبرة أو نبتت بعد اتخاذ الأرض مقبرة. وفي الوجه الثاني

Marfat.com

المسألة على قسمين: ...... إما أن علم لها غارس أو لم يعلم ففي القسم الأول كانت للغارس. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الثاني عشر من الوقف، مطلب: الكلام على الأشجار في المقبرة وغير ذٰلك ٢/٤٧٤)

وإن نبت الأشجار فيها بعد اتخاذ الأرض مقبرةً، فإن علم غارسها، كانت للغارس. وإن لم يعلم الغارس، فالرأي فيها يكون للقاضي، إن راى أن يبيع الأشجار ويصرف ثمنها إلى عمارة المقبرة، فله ذٰلک، ويكون في الحكم كأنها وقف. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / فصل في الأشجار ٣/١ ٣١ زكريا، وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / نوع في وقف المنقول ٦/ ٢٦١ زكريا)

سئل نجم الدين عن رجل غرس تالة في مسجد، فكبرت بعد سنين، فأراد متولي المسجد أن يصرف هٰذه الشجرة إلى عمارة بئر في هٰذه السكة، والغارس يقول: هي لي، فإني ما وقفتُها على المسجد؟ قال: الظاهر أن الغارس جعلها للمسجد، فلا يجوز صرفها إلى البئر، ولا يجوز للغارس صرفها إلى حاجة نفسه. (لفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة / باب لجنائز، لقبر واللغن ٥/٦ ٨٧ إدارة لقرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۲/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں مکتب اور مدرس کی تنخواہ کا نظام؟

سوال (۲۳۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ہر گاؤں والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ مسجد میں امام مؤذن اور مکتب کا انتظام کریں، اگر ذمہ داری ہے تو اُن کے نفقہ کا ذمہ دار کون ہوگا؟ کیا ہر فرد پر صدر سکریٹری کو ایک معینہ رقم باندھنا اور نہ دینے پر جبراً وصول کرنا درست ہے؟ یا مال داری کے اعتبار سے رقم کی تعیین کی جائے، اگر مال داری کے اعتبار سے رقم کی تعیین ہوگی تو کتنا کتنا ہوگا؟ اس کی صراحت فرمائی جائے، نیز اگر مذکورہ

Marfat.com

مال دار رقم نہ دیں، تو ان سے تعلقات ختم کرنا اور سلام کلام بند کرنا درست ہے، یا مالی جرمانہ لگانا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گاؤں والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گاؤں میں مسجد کے امام اور مؤذن اور مکتب کا انتظام کریں، اگر کچھ ذمہ دار لوگ اس کام کو انجام دیں تو سب گاؤں والے بری الذمہ ہوں گے، ان کو نان ونفقہ اور تنخواہ دینے میں تمام گاؤں والے اپنی حیثیت کے مطابق مسجد کی کمیٹی کا تعاون کریں، صدر یا سکریٹری کا کسی پر متعین رقم باندھنا یا نہ دینے پر زبردستی وصول کرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ لوگوں کو ایسے کاموں پر خرچ کرنے کے فضائل بتا کر اس پر ابھارنا چاہئے، بعض مخصوص لوگوں پر اس کی ذمہ داری ڈالنا درست نہیں، اور ان کے نہ دینے پر سلام وکلام بند کرنا اور مالی جرمانہ لگانا جائز نہیں ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كلكم راعٍ وكلكم مسئولٌ عن رعيته، الإمام راعٍ ومسئولٌ عن رعيته، والرجل راعٍ في أهله وهو مسئولٌ عن رعيته، والمرأة راعيةٌ في بيت زوجها ومسئولةٌ عن رعيتها، والخادم راعٍ في مال سيده ومسئولٌ عن رعيته، والرجل راعٍ في مال أبيه وهو مسئولٌ عن رعيته، وكلكم راعٍ ومسئولٌ عن رعيته.

(صحيح البخاري، كتاب الجمعة / باب الجمعة في القرىٰ والمدن ١٢٢/١ رقم: ٨٩٣ دار الفكر بيروت)

Marfat.com

عن عثمان بن عفان رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه. (سنن الترمذي، أبواب فضائل القرآن / باب ما جاء في تعليم القرآن ١١٨/٢ رقم: ٢٩٠٧ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي موسىٰ رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن الخازن المسلم الأمين الذي يُنفِذُ – وربما قال: يعطي – ما أُمر به، فيعطيه كاملاً موفَّرًا طيبةً به نفسهُ، فيدفعه إلى الذي أمر له به أحد المتصدقين. (صحيح مسلم / باب أجر الخازن الأمين رقم: ٢٣٦٣ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا قرض معاف کرانا اور اِمام کی تنخواہ میں اِضافہ کرنا؟

سوال (۲۳۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ایک مسجد میں اِمامت کرتا ہے، اُس کو اِسی ماہ سے بجائے ۱۳۰ر کے ۱۵۰ر روپئے ماہانہ تنخواہ دی گئی، اُس کے اوپر مسجد کی رقم میں سے ۲۰۰ر روپئے بطور قرض ہیں، زید نے کہا کہ میں قرض کی وجہ سے مکان فروخت کر رہا ہوں، کسی دوسری جگہ جا کر رہوں گا، مصلیان کو اِس اطلاع سے فکر ہوئی کہ امام صاحب چلے جائیں گے، نیا امام پتہ نہیں کیسا ہو؟ تو اُنہوں نے باہم مشورہ کیا، پھر چند لوگوں نے اپنے پاس سے ایک رقم اکٹھی کر کے امام صاحب کے پاس بھیج دی کہ قرض کی ادائیگی کردیں اور ۲۰۰ر روپئے جو قرض تھے وہ بھی نہیں لئے جائیں گے، اور تنخواہ بھی اب ۱۵۰ر کے بجائے ۲۰۰ر روپئے ماہانہ دیا کریں گے، تو اُن لوگوں سے اِس طرح رقم لینا امام صاحب کے لئے درست ہے یا نہیں؟ اور ۲۰۰ر روپئے مسجد کی رقم سے مسجد والوں کو معاف کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کا روپیہ معاف نہ کیا جائے؛ بلکہ مقتدی اگر چاہیں

Marfat.com

توچندہ کرکے امام صاحب کا قرض ادا کردیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴؍۲۵۷) اور تنخواہ میں اِضافہ مطلقاً درست ہے۔

وكان ما قدره للإمام ونحوه لا يكفيه فيعطي قدر الكفاية؛ لئلا يلزم تعطيل المسجد. (شامي، كتاب الوقف / مطلب يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها ٤/٣٦٨ كراچی، ٦/٥٦١ زكريا)

وأما إذا كان على أرباب معلومين ومستحقين مخصوصين، لا تجوز المسامحة والحط بالصلح مطلقًا. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٤٠٦ زكريا)

أكار تناول من مال الوقف فصالح المتولي على شيء، فهٰذا على وجهين: إما أن يكون الأكار غنيًا أو فقيرًا، ففي الوجه الأول لا يجوز الحط من مال الوقف. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / تصرف القيم في الأوقاف ٨/٧٨ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس في ولاية الوقف ٢/٤٢٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۴/۶/۲۸ھ

وقف بورڈ سے ائمہ مساجد کی تنخواہ

سوال (۲۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ائمہ مساجد کے لئے وقف بورڈ سے تنخواہوں کی منظوری حال ہی میں آچکی ہے، تو کیا شرعاً اس تنخواہ میں کوئی قباحت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَوقاف کے مصارف میں اگر ائمہ کی تنخواہوں میں خرچ کا بھی ذکر ہے، تو ان کے ذریعہ مساجد کے ائمہ کو تنخواہ لینا درست ہے۔

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب:

Marfat.com

مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گولک کے ذریعہ وصول شدہ رقم سے امام کی تنخواہ دینا؟

سوال (۲۳۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی اُس امدادی رقم سے جو بذریعہ گولک موصول ہوتی ہے، یا دوسرے طریقے سے لوگ مسجد میں دیتے ہیں، پیش امام کی ماہانہ خدمت یا بالفاظ دیگر تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اِس رقم سے امام مسجد کی تنخواہ دینا درست ہے۔

يفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (الدر المختار، كتاب الإجارة / مطلب: في الاستئجار على المعاصي ٦/٥٥ كراچی، ٩/٧٦ زكريا)

ويبدأ من غلته بعمارته، ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجد، ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم، ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح.

(الدر المختار / كتاب الوقف ٤/٣٦٧-٣٦٨ كراچی، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٥٦ زكريا، وكذا في الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الثالث في المصارف ٢/٣٦٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۷/۱۴۱۰ھ

مسجد کی گولک میں جمع شدہ پیسے سے اِمام کی تنخواہ دینا؟

سوال (۲۳۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے گولک میں جو پیسہ جمع ہوتا ہے، اُس سے امام صاحب کی تنخواہ دینا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے گولک میں جو لوگ پیسہ ڈالتے ہیں، اُن کا مقصد مسجد کی تمام ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے؛ لہٰذا گولک کے پیسے سے امام صاحب کی تنخواہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ثم إلی ما هو أقرب إلی العمارة أعم للمصلحة كالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة يصرف إليهم إلی قدر كفايتهم. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثاني من كتاب الوقف ۲/ ۳٦۸ زكريا)

ويبدأ من غلته بعمارته، ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: يُبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها ٦/ ٥٦٠ زكريا)

والذي يبتدأ به من ارتفاع الوقف عمارته شرط الواقف أو لا، ثم ما هو أقرب إلی العمارة وأعم للمصلحة كالإمام للمسجد. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٣٥٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۵/۷/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مختلف عناوین پر جمع کردہ چندہ کے مصارف

سوال (۲۲۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد سے متصل ایک عمارت کی مرحلہ وار خریداری پانچ سال میں مکمل ہونے کے قریب ہے، جس کے لئے سوا چار روپے کا چندہ تین مختلف عناوین کے تحت کیا گیا، جو حسبِ ذیل ہیں:

(۱) صرف برائے توسیع مسجد (۲) مسجد اور ایک مخصوص جہت میں جماعت خانہ، مشورہ گاہ وحجرۂ امام (۳) مسجد مع اسکول، جماعت خانہ، قیام گاہ، مستورات واشخاص وغیرہ۔

Marfat.com

سوا چار روپئے میں سے ایک روپیہ صرف بعنوان مسجد جمع کیا گیا، اور ایک روپیہ تیسرے مقصد (مسجد مع اسکول) کے لئے؛ البتہ اس میں اسکول کا عنوان زیادہ اہم تھا، بقیہ سوا دو روپئے مختلف مقاصد (مسجد، مدرسہ، اسکول جماعت ومشورہ گاہ وغیرہ) کے لئے جمع کئے گئے، اور انہیں مقاصد میں صرف بھی ہوئے، نہ رقم میں کسی طرح کی تعیین ہے اور نہ ہی جگہ کی تمیز وتخصیص ہے کہ فلاں رقم یا فلاں جگہ اس متعین مقصد کے لئے ہے، اور دوسری فلاں رقم وفلاں جگہ دوسرے کسی مقصد کے لئے خاص ہے۔

امر مسئول یہ ہے کہ سوا دو روپئے جس کے جمع وصرف میں مختلف مقاصد پیشِ نظر رہے؛ لیکن کسی طرح کی تحدید وتمیز نہ ہو سکی ہے، اس کی تحدید کہ اس میں سے اتنی رقم فلاں مقصد، مثلاً مسجد یا جماعت خانہ کے لئے ہے۔ اِسی طرح سے ان سوا دو روپئے کے ذریعہ خریدی گئی جگہ میں تمیز کہ فلاں جگہ فلاں مقصد کے لئے ہے، کس طرح کی جائے؟ نیز ایک روپیہ جس میں مسجد واسکول دونوں مقصد پیشِ نظر ہیں، ان میں بھی تخصیص وتمیز کی شرعی صورت کیا ہو؟ یا یہ کہ تینوں مقاصد میں چوں کہ مسجد کا ذکر ہے، تو پوری عمارت کو ہی مسجد کی ملکیت مان لیا جائے، جب کہ بیان مقاصد نیز خریدتے وقت بھی ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کیا چندہ دینے والوں کو اپنی عطا کردہ رقم کے مصارف برائے مسجد یا برائے اسکول وغیرہ وغیرہ کے تعین کا حق ہے یا نہیں؟ یہ تمام مشکلات چندہ کرنے والوں کی نادانی سے پیدا ہوگئی ہیں، اللہ کا خوف ہے، براہ کرم اس مشکل سے نجات دلوا دیں تو بڑا اِحسان ہوگا، جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ اِس وقت تمام معاملات بند ہیں، آپ کی رہنمائی کے بعد انشاء اللہ آئندہ کے کام عمل میں آئیں گے، اور اب بلا تعیینِ مقاصد چندہ نہیں لیا جائے گا۔

وضاحت: الف:- پورے معاملہ کے مسئول تین اشخاص ہیں، عطایا کے جمع وصرف کے وہی ذمہ دار ہیں، وہ خود اپنے ظنِ غالب کی بنیاد پر تمیز وتخصیص کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا ممکنہ حد تک جتنی رقم کے بارے میں چندہ دہندگان کی جانب سے بیان مل سکے، تو وہ بیان رقومات کے صرف

Marfat.com

ہونے کے بعد مفید و معتبر ہوگا یا نہیں؟ نیز بقیہ رقم کے بارے میں ظنِ غالب پر عمل کرلیا جائے۔

ب:- جو جہت اور حصہ مسجد سے متصل اور قریب ہے، اس کو مسجد سے جوڑ دیا جائے، بقیہ دوسری جہات دوسرے مقاصد میں استعمال کرلی جائیں، اس کی شرعاً گنجائش ہے؟

ج:- اسی عمارت میں دوسو اسکوائر فٹ کا ۲۰ رسال پرانا ایک مدرسہ دوسری منزل پر واقع ہے، اس کو اس جگہ سے ہٹا کر توسیع کی گنجائش ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جو رقم توسیع مسجد کے لئے آئی ہے، اُسے صرف مسجد کی توسیع میں لگایا جائے، اور جو رقم مسجد اور جماعت خانہ اور مشورہ گاہ وغیرہ کے لئے جمع کی گئی ہے، اُس میں مسجد کی کمیٹی کو اختیار ہے کہ وہ نقشہ بنا کر حسبِ ضرورت ان جہات میں رقم صرف کریں، اس کے لئے الگ الگ طور پر رقم متعین کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اِسی طرح تیسری صورت میں جو رقم مسجد کے ساتھ اسکول اور جماعت خانہ اور قیام گاہ کے لئے جمع ہوتی ہے، وہ ذمہ داران کی حسبِ صواب دید اُن ہی مصارف میں صرف ہونا چاہئے۔ (مستفاد: فتاوی رحیمیہ ۹/۱۲۴)

(۲) اور چندہ دینے والوں کو حق ہے کہ وہ چندہ دیتے وقت مصرف کو متعین کردیں، اور کمیٹی پر لازم ہے کہ وہ اس کی رعایت رکھے اور جو مدرسہ مسجد کے تابع ہوکر عمارت کی دوسری منزل پر چل رہا تھا، وہ بھی ذمہ داران کے مشورہ سے مسجد سے متعلق کسی اور جگہ حسبِ ضرورت منتقل کیا جاسکتا ہے۔

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراچی)

وهنا الوكيل إنما يستفيد التصرف من المؤكل، وقد أمره بالدفع إلى فلانٍ فلا يملك الدفع إلى غيره. (رد المحتار / كتاب الزكاة ٢/٢٦٩ كراچی)

رجلٌ أعطىٰ درهمًا في عمارة المسجد أو نفقة المسجد أو مصالح المسجد، صح. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني ٢/٤٦٠ زكريا)

Marfat.com

أما إذا اختلف الواقف أو اتحد الواقف واختلفت الجهة بأن بنى مدرسةً ومسجدًا، وعين لكل وقفًا، وفضل من غلة أحدهما، لا يبدل شرط الواقف، وكذا إذا اختلف الواقف والجهة، يتبع شرط الواقف ...... هٰذا هو الحاصل من الفتاویٰ، وقد علم منه أنه لا يجوز لمتولي الشيخونية بالقاهرة صرف أحد الوقفين للآخر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳٦۲/٥ زكريا، وكذا في رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ۳٦۱/٤ کراچی)

مسجدٌ له مستغلات وأوقاف أراد المتولي أن يشتري من غلة الوقف للمسجد دهنًا أو حصيرًا أو حشيشًا أو آجرًا أو جصًّا لفرش المسجد أو حصى، قالوا: إن وسع الواقف ذٰلك للقيم، وقال: تفعل ما ترى من مصلحة المسجد، كان له أن يشتري للمسجد ما شاء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الثاني ٤٦۱/۲ زكريا، وكذا في فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ۲۹۷/۳ زكريا)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا أذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦۱/۱ رقم المادة: ۹٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فصل کا چالیسواں حصہ مسجد کے چندہ میں وصول کرنا؟

سوال (۲۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فصل کٹنے کے بعد یہاں مسجد کے نام پر اِس طرح چندہ ہوتا ہے کہ جس کو چالیس من ہوا ہے، وہ ایک من مسجد میں دیدے، جو یہاں من سیری کے نام سے معروف ہے، کیا یہ چندہ مسجد میں لگانا جائز ہے؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان کی زمین عشری یا خراجی نہیں ہے؛ لہٰذا مسجد میں فصل کی کٹائی پر جو چندہ ۴۰؍سیر میں سے ایک سیر کا کیا جاتا ہے، وہ صدقہ نافلہ ہوگا اور اُس کا استعمال مسجد میں درست ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ نظامیہ ۱؍۲۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲؍۲؍۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے رنگ وروغن کیلئے جمع کردہ رقم سے امام کی تنخواہ دینا؟

سوال (۲۳۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی پتائی وغیرہ کے لئے چندہ کیا گیا، جو رقم رنگائی اور پتائی سے بچی وہ رقم مستقل تنخواہ دار امام کو ہدیۃً دے دی گئی، جب کہ مسجد پر امام کی تنخواہ باقی تھی، جس پر مسجد میں نمازیوں میں اختلاف ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ رقم ہدیۃً امام کو نہیں دی جاسکتی، کیا چندہ کی باقی رقم امام کو ہدیۃً دی جاسکتی ہے اور امام کو اس رقم کا لینا اور دینا جائز ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی پتائی ورنگائی کے مقصد سے چندہ کیا گیا ہے، اُس میں سے بچی ہوئی رقم اُسی وقت امام کو ہدیۃً دی جاسکتی ہے جب کہ تمام چندہ دینے والے لوگ یہ رقم امام کو دینے پر راضی ہوں، اگر وہ راضی نہ ہوں تو یہ رقم امام کو نہیں دی جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵؍۶۴ ڈابھیل)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراچی)

لأن شرط الواقف يجب اتباعه، لقولهم: شرط الواقف كنص الشارع أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة ...... الخ. (الأشباه والنظائر، كتاب الوقف /

Marfat.com

الفن الثاني، الفوائد: ۱۰۶/۲ کراچی، کذا في الدر المختار، کتاب الوقف / مطلب استأجر دارًا فيها أشجار ٤٣٣/٤-٤٣٤ کراچی، ٦٤٩/٦ زکریا)

مسجد له مستغلات وأوقاف، أراد المتولي أن يشتري من غلة الوقف للمسجد دهنًا أو حصيرًا أو حشيشًا ...... قالوا: إن وسع الواقف ذلک للقيم، وقال: تفعل ما ترى من مصلحة المسجد، كان له أن يشتري للمسجد ما شاء.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد الخ، الفصل الثاني في الوقف على المسجد الخ ٤٦١/٢ زکریا، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا أو خانًا الخ ٢٩٧/٣ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱۰/۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعمیرِ مسجد کے چندے سے امام مؤذن کی تنخواہ؟

سوال (۲۳۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی تعمیر کے لئے عمومی چندہ کیا جاتا ہے اور اسی رقم میں سے امام ومؤذن کو تنخواہ دی جاتی ہے، کیا اس رقم میں سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا درست ہے یا نہیں؟۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر چندہ دینے والوں کو بتادیا جائے کہ اس رقم سے امام ومؤذن کی تنخواہ بھی دی جائے گی، تو وہ چندہ کی رقم امام ومؤذن کی تنخواہ میں خرچ کی جاسکتی ہے؛ لیکن اگر صرف تعمیر کی غرض سے کسی نے رقم دی ہو تو اُسے تنخواہ میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، کتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦٦٥/٦ زكريا، ٤٤٥/٤ كراچی)

لأن شرط الواقف يجب اتباعه، لقولهم: شرط الواقف كنص الشارع أي

Marfat.com

في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة...... الخ. (الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ كراچی، كذا في الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب استأجر دارًا فيها أشجار ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا)

مسجد له مستغلات وأوقاف، أراد المتولي أن يشتري من غلة الوقف للمسجد دهنًا أو حصيرًا أو حشيشًا ...... قالوا: إن وسع الواقف ذلك للقيم، وقال: تفعل ما ترى من مصلحة المسجد، كان له أن يشتري للمسجد ما شاء.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد الخ، الفصل الثاني في الوقف على المسجد الخ ٤٦١/٢ زكريا، وكذا في فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا أو خانًا الخ ٢٩٧/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۱۱/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

امام صاحب کیلئے ایام غیر حاضری کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۲۳۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ایک مسجد میں پنجوقتہ امام ہے؛ لیکن مہینہ میں کسی ضرورت مثلاً بیماری، سفر یا کسی ملی اور اور دینی کام میں مصروفیت کی وجہ سے کچھ اوقات غیر حاضری بھی ہو جاتی ہے، جب کہ امام اور مسجد کی کمیٹی کے درمیان غیر حاضری کے سلسلہ میں کوئی بات طے نہیں ہے، اسی طرح رمضان میں امام صاحب کے اکثر سفر میں رہنے کی وجہ سے تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کر دیتے ہیں، اور رمضان کی مکمل تنخواہ امام صاحب خود ہی لے لیتے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایام غیر حاضری کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں، شریعت میں غیر حاضری کی اجازت کہاں تک ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: رمضان اور ایامِ تعطیل میں تنخواہ لینے یا نہ لینے کے

Marfat.com

بارے میں اگر مسجد کی کمیٹی کی طرف سے کوئی ضابطہ مقرر ہو تو اس کی پابندی کی جائے گی، اور اگر ضابطہ مقرر نہ ہو تو آس پاس کی مساجد میں اماموں کے ساتھ جس طرح کا معاملہ کیا جاتا ہے، اسی طرح کا معاملہ اِس امام کے ساتھ بھی ہوگا، پس اگر رمضان میں اور تعطیل میں عام مساجد میں امام کو پوری تنخواہ دی جاتی ہے، تو مسئولہ صورت میں مذکورہ امام کے لئے رمضان اور تعطیلات کا مشاہرہ مکمل طور پر لینا درست ہوگا، اور اگر ان مساجد میں امام کو تعطیلات کی تنخواہ نہ دی جاتی ہو تو مذکورہ امام کے لئے اس وقت کی تنخوہ لینا درست نہ ہوگا۔

عن عمرو بن عوف المزني عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الصلح جائز بين المسلمين إلا صلحًا حرّم حلالاً أوأحلّ حرامًا، والمسلمون على شروطهم إلا شرطا حرم حلالاً أو أحل حرامًا.
(سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما ذكر عن لنبي صلى الله عليه وسلم في الصلح بين الناس ۲۵۱/۱)

منها البطالة في المدارس كأيام الأعياد ويوم عاشوراء، وشهر رمضان – إلى قوله – نقل في القنية: أن الإمام للمسجد يسامح في كل شهر أسبوعًا للاستراحة أو لزيارة أهله. وعبارته في باب الإمامة إمام يترك الإمامة لزيارة أقربائه في الرسايق أسبوعًا أو نحوه أو لمصيبة أو لاستراحته لا بأس به، ومثله عفو في العادة والشرع، انتهى. وقال الحموي تحت قوله: البطالة في المدارس: قال أبو الليث: من يأخذ الأجرة من الطلبة في يوم لا درس عليه أرجو أن يكون جائزًا. (الأشباه والنظائر / تحت القاعدة السادسة: العادة محكمة عند المبحث الثاني: إنما تعتبر العادة إذا اطردت أو غلبت ۲۷۲-۲۷۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۸/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدتِ رخصت سے زائد تعطیل کرنے پر انتظامیہ کا تنخواہ کاٹنا؟

سوال (۲۴۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: ایک شخص کو ذمہ دارانِ مسجد نے ایک سال کی مدت تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے کے لئے اس شرط پر متعین کیا کہ اس کو سال میں صرف پندرہ یوم کی رخصت دی جائے گی، جن میں اُس کی تنخواہ نہیں کاٹی جائے گی، مگر وہ شخص پندرہ یوم سے زائد اپنی ضرورت کے لئے چھٹی لیتا ہے، تو کیا اس کا اِن زائد چھٹیوں کی تنخواہ مسجد سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں مذکورہ امام کو حسبِ شرط سال میں پندرہ دن رخصتِ اتفاقیہ من جانب مسجد بلا وضع تنخواہ دی جائے گی، اور اگر اس سے زائد وہ اپنی ضرورت سے چھٹی لینا چاہے تو اُس کی شرعاً اجازت ہے؛ لیکن ان مزید چھٹیوں کی تنخواہ ذمہ دارانِ مسجد کو وضع کرنے کا اختیار ہوگا۔

عن عبد اللّٰه بن عمر ابن عوف عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسو ل اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الصلح جائز بين المسلمين إلا صلحًا حرّم حلالاً أو أحلّ حرامًا، والمسلمون على شروطهم إلا شرطا حرم حلالاً أو أحل حرامًا. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما ذكر عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الصلح بين الناس ۱/ ۲۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱/۶/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا چندہ کرنے والے کو چندہ کی رقم سے تنخواہ دینا؟

سوال (۲۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عام طور سے مسجد کے تعمیری کام کے لئے ڈیگ بجاکر تخت پر چندہ کیا جاتا ہے، اُس کی دیکھ بھال اور اس کام کے لئے ایک آدمی مقرر رہتا ہے، اس کے علاوہ مسجد کے سامان اور کام وغیرہ کی دیکھ بھال کرتے ہیں، اس شخص کو مسجد کے چندہ سے رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس

Marfat.com

مقدار سے دینا جائز ہوگا؟ اور وہ شخص مسجد کا ممبر بھی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اُس شخص کو مسجد میں با قاعدہ ملازم رکھ لیا جائے اور اُس کے عمل کی با قاعدہ تنخواہ مقرر کردی جائے، تو مسجد کی آمدنی سے اُس کو تنخواہ دینا جائز ہے؛ لیکن اگر کوئی تنخواہ مقرر نہیں کی گئی تو چندہ میں سے فیصدی کے اعتبار سے کمیشن دینا درست نہ ہوگا۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۳۷۷ ڈابھیل)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن استيجار الأجير يعني حتى يبين له أجره. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب لا تجوز الإجارة حتى تكون معلومة ۹/۳۹ رقم: ۱۱۸۵۵، ۶/۲۲۲ رقم: ۱۱۶۵۲ دار الحديث القاهرة)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: نهي عن عسب الفعل، زاد عبيد اللّٰه وعن قفيز الطحان. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۵/۵۵۰ دار الكتب العلمية بيروت)

الإجارة هي بيع منفعة معلومة بأجرة معلومة. (البحر الرائق ۸/۲ زكريا)

لأنها استئجار ببعض ما يخرج من عمله فتكون بمعناه، وقد نهى عنه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وهو أن يستأجر رجلا ليطحن له كذا من الحنطة بقفيز من دقيقها. (شامي / كتاب المزارعة ۹/۳۹۸ زكريا، ۶/۲۷۵ كراچی)

لو هلك المال في يد العامل سقط حقه وأجزى عن الزكاة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۳/۱۹۹ رقم: ۴۱۲۴ زكريا، الفتاوى الهندية ۱/۱۸۸، أحسن الفتاوى ۶/۴۶۷)

وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين. (الدر المختار / كتاب الإجارة ۶/۵ كراچی، ۹/۷ زكريا)

ولا يصح حتى تكون الأجرة معلومة. (الهداية ۳/۲۷۷) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۲/۶/۲۹ھ

Marfat.com

مزدوری پر مسجد کا چندہ کرنا؟

سوال (۲۴۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے، جس میں چندہ کرنے والے حضرات مزدوری پر چندہ کرتے ہیں، اور آنے جانے کا کرایہ بھی مسجد کے اوپر ہی پڑتا ہے (مزدوری وہ جو کہ اِس وقت چل رہی ہوتی ہے) کے بارے میں مسئلہ بتائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: پہلے سے مزدوری متعین ہو کہ مثلاً ہر ماہ اتنی اجرت ہوگی اور کمیشن وغیرہ کا معاملہ نہ ہو تو اس طرح متعین مزدوری پر چندہ کرنا جائز ہے، ورنہ جائز نہیں؛ کیوں کہ مزدوری معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ فاسد ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۱۷۷ قدیم زکریا، ایضاح المسائل ۱۲۲)

وتفسد بجهالة المسمى كله أو بعضه - إلى أن قال - فيصير الأجر مجهولاً. (شامي / مطلب في إجارة البناء ۹/ ٦٦ زكريا، بدائع الصنائع ٤/ ٤٧ زكريا)

ولو دفع غزلاً لآخر لينسجه له بنصفه، أو استأجر بغلاً ليحمل طعامه ببعضه، أو ثورًا ليطحن بره ببعض دقيقه، فسدت في الكل؛ لأنه استأجره بجزءٍ من عمله، والأصل في ذٰلك نهيه صلى الله عليه وسلم عن قفيز الطحان. (الدر المختار، كتاب الإجارة / باب الإجارة الفاسدة ٦/ ٥٦-٥٧ كراچی، لهداية، كتاب الإجارة / باب الإجارة لفاسدة ۳/ ۳۰۳ ملتان، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الإجارة / الفصل الثالث في قفيز الطحان ٤/ ٤٤٤ زكريا)

نیز معاملہ کرتے وقت یہ بھی طے کرلیا جائے کہ آنے جانے کا کرایہ مسجد کے ذمہ ہوگا، یہ بھی درست ہے۔

والأصل فيه أن الإجارة إذا وقعت على عمل فكل ما كان من توابع ذٰلك العمل ولم يشترط ذٰلك في الإجارة على الأجير فالمرجع فيه العرف، كذا في المحيط.

Marfat.com

(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الإجارة / الباب السابع عشر، ومما یتصل بهذا الباب فصل لتوابع ٤/٥٥ کوئٹه)

عن عمرو بن عوف المزني عن أبیه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الصلح جائز بین المسلمین إلا صلحًا حرّم حلالاً أو أحلّ حرامًا، والمسلمون علی شروطهم إلا شرطا حرم حلالاً أو أحل حرامًا. (سنن الترمذي، أبواب الأحکام / باب ما ذکر عن النبي صلی الله علیه وسلم في الصلح بین الناس ١/٢٥١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۴/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے چندہ میں سے چندہ کرنے کی اُجرت لینا؟

سوال (۲۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا چندہ کر کے اُس میں سے کتنے روپئے لینا درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے چندہ سے خود کچھ نہ لیں، ہاں مسجد کے باقاعدہ ملازم بن کر مدت اور کام کے عوض تنخواہ لے سکتے ہیں۔

استأجره لیصید له أو یحتطب له؛ فإن وقّت لذلک وقتًا جاز ذلک. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الإجارة / مطلب: یجب الأجر في استعمال المُعدّ للاستغلال ولو غیرَ عقارٍ ٦/٦٢ کراچی، ٩/٨٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۳/۱۴۱۷ھ

مسجد میں چندہ دینے والوں کا نام مائک پر نشر کرنا

سوال (۲۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جب مسجدوں میں تعمیر کا کام زوروں پر ہوتا ہے، تو چندہ دینے والے حضرات کا نام

Marfat.com

مائک کے ذریعہ نشر کیا جاتا ہے، عدمِ نشر کی صورت میں ایک روپیہ بھی چندہ نہیں ہوگا، تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ اگر ہے تو کس حد تک؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دوسروں کو ترغیب دینا مقصود ہو تو چندہ دینے والوں کے نام کا اعلان کرنا درست ہے۔

وإن كان المتطوع ممن يقتدىٰ به، ويتبع وتنبعث الهمم على التطوع بالإنفاق وسلم قصده، فالإظهار أولى. (فتح الباري / باب صدقة السر ۲۸۹/۳)

﴿وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ فيه دليل على إسرار الصدقة أفضل من إظهارها؛ لأنه أبعد عن الريا إلا أن يترتب على الإظهار مصلحة راجحة من اقتداء الناس به، فيكون أفضل من هٰذه الحيثية. (عمدة القاري / باب صدقة السر ۲۸۵/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۵/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مائک میں چندہ کرنا اور درمیان میں تلاوت اور نعت وغیرہ پڑھنا؟

سوال (۲۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں مساجد میں لاؤڈ اسپیکروں سے چندہ مانگنے کا رواج ہے، چندہ کے دوران قرآنِ کریم کی تلاوت یا نظم ونعت بچوں سے پڑھوائی جاتی ہے، اور جیسے ہی چندہ آتا ہے تلاوت وغیرہ موقوف کر کے چندہ کا اعلان کر کے پھر تلاوت کا سلسلہ کیا جاتا ہے، مقصد یہ ہے کہ شور وہنگامہ کر کے لوگوں چندہ کی طرف متوجہ کیا جائے، نظموں میں اس طرح کی نظمیں بھی ہوتی ہیں:

یہ دربار محمد ہے یہاں ملتا ہے بے مانگے ❖ ارے ناداں یہاں جھولی کو پھیلایا نہیں کرتے

کبھی ایک نظم میں یہ مصرعہ بار بار کہا جاتا ہے: ''پڑھو کلمہ محمد کا محمد نام لے لے کر''

Marfat.com

سوال یہ ہے کہ ائمہ کا اس طرح کا طرز عمل شرعاً درست ہے؟ چندہ کے دوران قرآنِ کریم کی تلاوت قرآنِ کریم کی اہانت نہیں ہے، اور اوپر لکھی نظم کے الفاظ شرکیہ نہیں ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چندہ کے دوران قرآنِ کریم کی تلاوت قرآن کی بے ادبی ہے، اس سے احتراز لازم ہے، اور نعت کے جو اشعار لکھے گئے وہ شوقیہ اشعار ہیں، ان کو مشرکانہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

عن الحسن أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یکرہ الصوت عند ثلاث عند الجنازة، وإذا التقی الزحفان، وعند قراءة القرآن. (المصنف لابن أبي شیبة ۲۰۲/۷ رقم ۱۳۱۶۱)

وکذا قولهم بکفره، إذا قرأ القرآن في معرض کلام الناس، کما إذا اجتمعوا فقرأ فجمعناهم جمعًا، وله نظائر کثیرةٌ في ألفاظ التکفیر کلها ترجع إلی قصد الاستخفاف، به قال قاضیخان الفقاعی إذا قال عند فتح الفقاع للمشتري صل علی محمد، قالوا: یکون آثمًا. (الأشباه والنظائر ۱۰۴ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مسجد کے مائک سے چندہ دہندہ کا نام لے کر اعلان کرنا؟

سوال (۲۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے مائک سے اعلان کرکے چندہ کرنا نام لے کر دس روپیہ پانچ روپئے فلاں کے آئے ہیں، اللّٰہ ان کو ترقیات سے نوازے، اور اُن کے کاروبار میں ترقی عطا فرمائے، اس قسم کا اعلان کرکے چندہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے مائک کا استعمال مسجد کے مفاد کے لئے فی نفسہٖ

Marfat.com

درست ہے، اور رہ گیا چندہ دہندگان کے ناموں کا اعلان، تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس سے مقصد دوسروں کو ترغیب دلانا ہے، تو اس میں حرج نہیں، اور اگر نام ونمود مقصد ہے، تو اس سے بچنا لازم ہے۔

عن سلمة قال: سمعت جُندبًا رضي اللّٰه عنه يقول: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من سمّع سمّع اللّٰه به، ومن يرائي يرائي اللّٰه به. (صحيح البخاري، كتاب الرقاق / باب الرياء والسمعة ١٤٧٧/٢ رقم: ٦٤٩٩ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٢٩٨٦ بيت الأفكار لدولية)

ويبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته، كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم، ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب: يبدأ من غلة الوقف بعمارته ٥٥٩/٦-٥٦٠ زكريا)

الأمور بمقاصدها. (الأشباه والنظائر ٥٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۸/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں سلام کے بعد سائل کا اعلان کرنا؟

سوال (۲۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عموماً آج کل مساجد میں فرض نماز سے فارغ ہوتے ہی کچھ حضرات کھڑے ہو جاتے ہیں، اور سوال کرنے لگتے ہیں، اپنی ذات سے متعلق ہی سوال کرتے ہیں، باوجودیکہ لوگ اس وقت تسبیح یا دعا کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں، اور کچھ لوگ اپنی فوت شدہ رکعات کی تکمیل میں لگے ہوتے ہیں، ایسے وقت میں ان لوگوں کا اپنی ذات کے لئے یا کسی مدرسہ یا مسجد کے لئے سوال کرنا کہاں تک درست ہے؟ اور اس وقت خود اُن کا دعا جیسے عمل کو ترک کرنا کہاں تک درست ہے؟ جب کہ دعا عبادت کا مغز اور اصل ہے۔

اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا کسی بھی شخص کے واسطے مسجد میں کھڑے ہو کر نماز کے فوراً بعد اپنی ذات کے لئے یا کسی دینی ادارہ کے لئے یا مکتب کے لئے سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

اگر ہے تو کب اور کس طرح اور کس وقت؟

اور ایسے سائل کو دیا جائے یا دینے سے گریز کیا جائے؟ کیا اس سلسلہ میں کوئی بہتر صورت شریعتِ مطہرہ کے اندر موجود ہے کہ جس سے سائل کا سوال بھی پورا ہو جائے اور مسجد کی عظمت بھی باقی رہے؟ اور لوگوں کی نمازوں میں بھی کوئی خلل واقع نہ ہو؟ اگر ایسے سائل حضرات کہ جن کا تعلق کسی دینی ادارے یا مسجد یا مکتب سے ہو، یا کسی حقیقی اور جائز ضرورت مند شخص ہی سوال کرنے لگے تو ان کے لئے شریعت کیا کہتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مساجد و مدارس کی اِعانت یا کسی ضرورت مند کی حالت روائی کے لئے مساجد میں اعلانات کرنا فی نفسہ درست ہے؛ لیکن اعلان کرتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ مسبوقین کی نماز میں کوئی خلل نہ پڑے، اس لئے سلام پھیرتے ہی اعلان کے بجائے لوگوں کے نماز سے فراغت کے بعد اعلان کرنا چاہئے، اور سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ ضرورت مند لوگ خود اعلان نہ کریں؛ بلکہ مسجد کے امام یا کمیٹی کے ذمہ داران جائزہ لے کر اور معلومات حاصل کر کے ہی مناسب انداز میں اعلان کر دیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۲۷۳ ڈابھیل)

والمختار أن السائل إن كان لا يمر بين يدي المصلي، ولا يتخطى الرقاب ولا يسئل إلحافًا؛ بل لأمر لا بد منه فلا بأس بالسوال والإعطاء. (شامي، كتاب الصلاة / باب الجمعة، مطلب في الصدقة على سوال المسجد ٣/٤٢ زكريا، بزازية على هامش الهندية / الباب الثالث والعشرون في الجمعة، قبيل: الباب الرابع والعشرون في العيدين ٤/٧٦)

ولا يحل الإعطاء لسوال المسجد إذا لم يكونوا على صفة المذكورة.

(بزازية على هامش الهندية / الباب الثالث والعشرون في الجمعة، قبيل: الباب الرابع والعشرون في العيدين ٤/٧٦، ومثله في الشامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۶/۵/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

صاحبِ خیر کا اپنے خرچ سے مسجد میں ایئر کنڈیشن لگوانا؟

سوال (۲۴۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحبِ خیر نے اپنے خرچ پر ایک مسجد میں ایئر کنڈیشن لگوانے کی پیش کش کی ہے، جس پر چند ذمہ دارانِ مسجد نے اختلاف کیا ہے کہ مسجد ہر چھ جانب سے کشادہ ہے؛ لہٰذا اس کی کوئی خاص حاجت نہیں ہے اور مصارف مسجد پر زیادتی علیحدہ وفضول خرچی پر مبنی ہے، جب کہ دیگر حضرات گرمیوں کے ایام میں اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، گو مسجد کی آمدنی زیادتی خرچ کی متحمل ہے، مگر ذمہ دارانِ مسجد شرعی اعتبار سے اس کے تفصیلی لم وکیف سے آگاہی کے آرزومند ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں اس مقصد سے ایئر کنڈیشن لگانا کہ نماز پڑھنے والے سکون واطمینان اور بشاشت ودل جمعی کے ساتھ نماز پڑھ سکیں، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، جس طرح پنکھے اور کولر لگانے کی اجازت ہوتی ہے، اسی طرح ایئر کنڈیشن لگانے کی بھی اجازت ہوگی۔ خاص کر جب کہ ایئر کنڈیشن کا خرچہ کوئی صاحبِ خیر اپنے ذمہ لے رہے ہیں، اور مسجد پر بوجھ نہیں ڈال رہے ہیں، تو بدرجۂ اولیٰ یہ جائز ہوگا؛ البتہ مسجد کی انتظامیہ اس پہلو پر غور کرلے کہ ایئر کنڈیشن لگوانے کے بعد بجلی کا خرچ جو یقیناً بڑی مقدار میں ہوگا، اسے کیسے پورا کیا جائے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۶۴۴/۱۴-۶۴۵-۶۴۶ ڈابھیل)

أراد أن يشتري للمسجد دهنًا أو حصيرًا فإن كان المسجد مستغنيًا عن الدهن محتاجًا إلى الحصير فالحصير أفضل، وإن كان على العكس فشراء الدهن أفضل. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الرابع عشر في المتفرقات ٤٨٢/٢)

ولهم أيضًا أن يفرشوا بالآجر والحصير ويعلقوا القناديل؛ لكن من مال أنفسهم لا من مال المسجد إلا بأمر الحاكم. (بزازية على الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الرابع في المسجد وما يتصل به ٢٦٨/٦-٢٦٩)

Marfat.com

قولہ: بالقنو والقنوين فيعلقه فيه دلالة على تعليق المراوح في المساجد لما أنها ليست بأقل نفعًا من القنو مع ما في القنوا من الشغل والتلويث ما ليس في المروحة. (الكوكب الدري، أبواب التفسير، الصلاة الوسطىٰ / القنو يتعلق في المسجد ۱۹۹/۲ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۲/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا تعاون نہ کرنے والوں کے جنازے اور شادیوں میں رکاوٹ ڈالنا

سوال (۲۴۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندہ ناچیز ایک مسجد میں اِمامت کرتا ہے، اُس مسجد کے اطراف مسلم مکانات تقریباً سو ہے، اور مسجد کا سالانہ خرچ تقریباً ۷۰؍ ہزار روپئے ہیں، اور مسجد کی کوئی آمدنی کی شکل نہیں ہے؛ لہٰذا کمیٹی والوں نے مشورہ سے ہر گھر پر سالانہ ۵۰۰؍ روپئے لگائے ہیں، اب اس میں سے کچھ تو دیتے ہیں، مگر بعض لوگ نہیں دیتے، جو لوگ نہیں دیتے اُن سے وصول کرنے کی شکل یہ ہے کہ پھر اُن کے کسی عزیز کا جنازہ (ڈولا) روکا جاتا ہے یا پھر شادی روکی جاتی ہے، جس سے مجبور ہوکر وہ بقیہ مسجد کی وصولی دیتے ہیں، جس سے اُن کے دل میں مسجد یا کمیٹی کے تعلق ناراضگی آتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح مسجد کی وصولی کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور ان وصولی کے پیسوں سے امام کو تنخواہ لینا جائز ہے یا ناجائز؟ (امام کی تنخواہ ماہانہ ۳۰۰۰؍ روپئے ہے) جواب تفصیل سے مرحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کا تعاون کرنا کوئی فرض یا واجب نہیں؛ بلکہ بہتر اور افضل ہے؛ لہٰذا تعاون کی ترغیب تو دی جاسکتی ہے؛ لیکن اُس کے لئے جبراً اور زبردستی کرنا جائز

Marfat.com

نہیں ہے؛ لہٰذا سوال میں مسجد میں چندہ نہ دینے والے کے ساتھ جنازہ یا شادی میں روکاوٹ ڈالنے کی جوصورت لکھی ہے، شریعت میں اس کی گنجائش نہیں ہے، اوراس طرح جبریہ چندہ وصول کرنا قطعاً ظلم اورنا جائز ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

عن عبد الله بن عامر اليحصُبي قال: سمعت معاوية رضي الله عنه يقول: ...... سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما أنا خازن، فمن أعطيتُه عن طيب نفسي فمبارك له فيه، ومن أعطيته عن مسئلة وشره، كان كالذي يأكل ولا يشبع. (صحيح مسلم، كتاب الزكاة / باب النهي عن المسئلة ٣٣٣/١)

عن أبي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما يروى عن ربه عز وجل أنه قال: يا عبادي! إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرمًا، فلا تظالموا. (الترغيب والترهيب مكمل رقم: ٣٢٧٨)

إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي، كتاب الحدود / مطلب في التعزير بأخذ المال ٦١/٤ دار الفكر بيروت، البحر الرائق، باب حد القذف / فصل في التعزير ٦٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۱۰/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں حرام اور مشتبہ مال لگانا

حلال اور حرام آمدنی والے کا پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگانا؟

سوال (۲۵۰):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کے یہاں خنزیر کے بالوں کا کام ہوتا ہے اور پھر وہ تھوڑا بہت کام اور بھی کرتا ہے، جیسے کاشت کاری یا پرچون وغیرہ کی دوکان، تو اگر وہ اس نیت سے چندہ دے کہ حلال کمائی میں سے دیتا ہوں، تو جائز ہے یا نہیں؟ یا سب مال حرام ہے، خنزیر کے بالوں کا برش لینے کی وجہ سے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص اگر حلال اور حرام آمدنی کا حساب الگ الگ رکھتا ہے اور پھر حلال آمدنی سے چندہ وغیرہ دیتا ہے، تو یہ جائز ہے؛ لیکن اگر حلال وحرام کا حساب الگ الگ نہ ہو؛ بلکہ سب مخلوط ہو، تو غالب آمدنی کا اعتبار رہوگا، اگر غالب آمدنی خنزیر کے بالوں کی ہے، تو اس سے چندہ لینا درست نہیں، اور اگر کاشت کاری یا دوکان کی آمدنی زیادہ ہے تو چندہ لینا درست ہے۔

غالب مال المهدي إن كان حلالاً، لا بأس بقبول هديته وأكل ماله، ما لم يتعين أنه من حرام، وإن غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يأكل، إلا إذا قال: إنه حلال ورثه أو استقرضه. (البزازية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الفصل الرابع في الهدية والميراث ٦/ ٣٦٠ زكريا، الأشباه والنظائر، الفن الأول / القاعدة الثانية ١/ ٣٤٣ إدارة القرآن كراچی، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ٥/ ٣٤٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۶/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مالِ حرام سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

سوال (۲۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شہر سہارنپور میں حاکم شاہ کالونی میں جناب محمد اکبر نے مسجد کی مکمل تعمیر کرائی ہے، جس میں مستقل امام رکھ کراب سے دو ماہ قبل سے نماز اَدا کی جارہی ہے، محمد اکبر فی الوقت ہیجڑے کے نام سے مشہور ہیں، اور ناچ گانا کا پیشہ ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اُس کا پیسہ صحیح نہ ہونے کے سبب مسجد میں نماز نہیں ہوتی، ایسے حالات میں کیا کرنا چاہئے؟ نماز مسجد میں ادا کریں یا مسجد کو ویران کردیں، کیا کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مالِ حرام سے بنی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہوتی ہے، اور کراہت دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ جتنا مالِ حرام اُس میں صرف ہوا ہے، وہ کسی طرح خرچ کرنے والے کو لوٹا دیا جائے، تو پھر کراہت نہ رہے گی۔ (امداد الفتاویٰ، کتاب الوقف/ احکام المسجد ۶۷۲/۲)

کل مسجدٍ بني مباهاةً أو رياءً أو سمعةً أو لغرض سوىٰ ابتغاء وجه اللّٰه، أو بمال غير طيبٍ فهو لاحق بمسجد الضرار. (مدارك التنزيل على هامش تفسير الخازن ۲۸۱/۲، روح المعاني ۲۱/۱۱ التوبة: ۱۰۷)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... لا يقبل اللّٰه إلا الطيب. (صحيح البخاري / باب الصدقة من كسب طيب ۱۸۹/۱)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: أمرهم بالإنفاق من أطيب المال وأجوده وأنفسه، ونهاهم عن التصدق برذالة المال أو دنيئته، وهو خبيثه؛ فإن اللّٰه لا يقبل إلا طيبًا. (تفسير ابن كثير ۳۲۰/۱ البقرة: ۲۶۷ سهيل أكيڈمي لاهور)

أما لو أنفق في ذٰلك مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب

Marfat.com

الصلاة / مطلب: کلمة "لا بأس" دلیل علی أن المستحب غیرہ ۱/۶۵۸ کراچی، ۱/۲ ۶۳ زکریا، کذا في حاشیة الطحطاوي علی الدر المختار، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیها ۱/۲۷۸ دار المعرفة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۴/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بینک سے حاصل شدہ سود کا پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگانا

سوال (۲۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا کاروبار شراب فروخت کرنے کا ہے، اور جگہ جگہ کئی دوکانیں شراب کی بھٹی کی ہیں، اِس کے علاوہ اور بھی کاروبار ہیں، جیسے: بھٹے کا کام، بس، ٹرک اور کچھ زمین کاشت کاری کی بھی ہے، بے شمار دولت ہے، زید کا کہنا ہے کہ میرا پیسہ شراب کی آمدنی کا نہیں ہے، نیک کمائی کا ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا پیسہ مسجد یا مدرسہ کے کسی بھی کام میں صرف ہوجائے؛ لیکن ہم لوگوں کو اُس کی کمائی نیک ثابت نہیں ہوتی، پچھلے دنوں اُس نے ایک جاگیرن جو کہ اہل ہنود صاحبان کے یہاں ہوتا ہے، کافی دولت صرف کرکے بہت شان سے کرایا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کسی طرح سے یہ پیسہ جائز ہو تو ہم اِس پیسہ کو مسجد یا مدرسہ کے کسی کام میں خرچ کرسکتے ہیں؟ ازروئے شرع قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں، نوازش ہوگی۔

نوٹ:- ایک مسجد میں زید نے لاؤڈاسپیکر لگوائے ہیں اور پانی کی ٹنکی بھی لگوائی ہے، اس کے متعلق بھی حکم صادر فرمایئے گا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حرام طریقہ سے حاصل شدہ روپیہ مسجد یا مدرسہ کے کسی بھی کام میں صرف کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، اور یہی حکم مسجد میں لگائی ہوئی ٹنکی اور لاؤڈاسپیکر کا ہے، اگر اِن چیزوں کو مال حرام سے لگایا ہے تو درست نہیں، اور اگر پاک اور حلال کمائی سے لگایا ہے تو درست ہے۔

Marfat.com

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يتقبلها بيمينه، ثم يربّيها لصاحبه كما يربي أحدكم فلوّه حتى تكون مثل الجبل. (صحيح البخاري، كتاب الزكاة / باب الصدقة من كسب طيب رقم: ١٤١٠ دار الفكر بيروت)

أما لو أنفق في ذلک مالاً خبيثًا ومالًا سببه الخبيث الطيب فيكره؛ لأن الله تعالیٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (شامي، كتاب لصلاة / مطلب: كلمة لا بأس دليل على المستحب غيره؛ لأن البأس الشدة ٦٥٨/١ كراچی، ٤٣١/٢ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢٧٨/١ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/۱۱/۱۴۱۰ھ

سودی رقم مسجد کی چندہ پیٹی میں ڈالنا؟

سوال (۲۵۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے چندہ بکس (مقفل) میں سودی کاروبار کرنے والے کافی لوگ بھی بڑی رقم ڈال دیتے ہیں، اُس کا استعمال مسجد میں درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مقفل بکس کے اندر جب تک یقینی طور پر سودی رقم ہونا معلوم نہ ہو، مسجد کے لئے اُس کو استعمال کرنا درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴۲/۱۸-۲۱۸/۱۸)

اِس لئے کہ حضراتِ فقہاء کا اُصول ہے کہ شک وشبہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔

اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر ١٠٠)

لہٰذا کسی مسلمان کے بارے میں ایسا گمان رکھنا بے اصل ہے، نیز اگر کسی کے سودی کاروبار کے ساتھ دوسرے جائز کاروبار بھی ہوں، تو اُس کا عطیہ بھی مسجد میں خرچ کرنے میں حرج نہیں ہے۔

Marfat.com

إذا علم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به؛ لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام فالمعتبر الغالب. (الفتاوى الهندية / كتاب الكراهية ٥/٣٤٢)

ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه، فتجب الزكاة فيه، ويورث عنه؛ لأن الخلط استهلاك إذا لم يمكن تمييزه عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، وقوله: أوفق؛ إذ قلّما يخلو مال عن غصب. وهذا إذا كان له مال غير ما استهلكه بالخلط مفصل عنه، يوفي دينه، وإلا فلا زكاة، كما لو كان الكل خبيثًا، كما في النهر عن الحواشي السعيدية. وفي شرح الوهبانية عن البزازية: إنما يكفر إذا تصدق بالحرام القطعي. (الدر المختار، كتاب الزكاة / باب زكاة الغنم ٢/٢٩٠-٢٩١-٢٩٢ كراچی، وكذا في البزازية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الزكاة / الباب الثاني في المصرف ٤/٨٦ زكريا)

في القنية: لو كان الخبيث نصابًا لا يلزمه الزكاة؛ لأن الكل واجب التصدق عليه ...... الخ، ما وجب التصدق بكله، لا يفيد التصدق ببعضه؛ لأن المغصوب إن عُلمت أصحابه أو ورثتهم وجب رده عليهم، وإلا وجب التصدق به. (رد المحتار، كتاب الزكاة / باب زكاة الغنم، مطلب فيما لو صادر السلطان جائرًا فنوى بذلك أداء الزكاة ٢/٢٩١ كراچی، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس عشر في الكسب ٥/٣٤٩ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في البيع ٦/٣٦٩ زكريا)

رجل دفع على فقير من المال الحرام شيئًا يرجو به الثواب يكفر. ولو علم الفقير بذلك، فدعا له وأمّن المعطي كفرًا جميعًا ...... ينبغي أن يكون كذلك لو كان المؤمن أجنبيًا غير المعطي والقابض وكثير من الناس عنه غافلون، ومن الجهال فيه واقعون. قلت: الدفع إلى الفقير غير قيد؛ بل مثله فيما

Marfat.com

يظهر، لو بنى من الحرام بعينه مسجدًا ونحوه مما يرجو به التقرب؛ لأن العلة رجاء الثواب فيما فيه العقاب، ولا يكون ذلک إلا باعتقاد حله ...... أي مع رجاء الثواب الناشئ عن استحلاله، كما مر، فافهم الخ. (رد المحتار، كتاب الزكاة / باب زكاة الغنم / مطلب في التصدق من المال الحرام ٢٩٢/٢ كراچی، وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٣٢/٢ رقم: ٣٠١ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۸/۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِنٹرسٹ کی رقم سے سیلاب میں شہید ہونے والی مسجد کی تعمیر کرنا؟

سوال (۲۵۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: انٹرسٹ کی رقم سیلاب زدگان کو دی گئی، گاؤں کے لوگ محتاج ہوگئے تھے، مسجد بھی سیلاب میں ختم ہوگئی، گاؤں والوں نے اس رقم سے مسجد بنالی، مسجد بنانا درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر تو یہی ہے کہ اگر اُن مصیبت زدگان کو علم ہوجائے کہ یہ سودی پیسہ ہے تو وہ اس سودی رقم کو مساجد میں نہ صرف کریں؛ لیکن پھر بھی اگر وہ صرف کردیں تو تبدل ملک کی وجہ سے صرف کرنا درست ہوگا، اور یہاں پر حرمت متعدی نہ ہوگی؛ اس لئے کہ حکومت کے مال میں ان فقراء کا بھی استحقاق ہے، اور یہ رقم مستحقین تک پہنچ چکی ہے: لہٰذا مالک ہوجانے کے بعد اُس کا صرف کرنا جائز ہے۔

المالک هو المتصرف في الأعيان المملوكة كيف شاء. (التفسير البيضاوي ٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱۱/۲۷ھ

Marfat.com

مسجد کے بیت الخلاء میں سود کا روپیہ لگانا؟

سوال (۲۵۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں گاؤں میں مسجد تعمیر ہورہی ہے، الحمد للہ کام لگا ہوا ہے، مسجد میں بیت الخلاء بھی تعمیر ہونی ہے، آنجناب سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا سود کی رقم مسجد کی بیت الخلاء کی تعمیر میں لگائی جاسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سودی رقم مسجد کی بیت الخلاء کی تعمیر، مرمت اور صفائی؛ بلکہ مسجد کی کسی بھی ضرورت میں صرف کرنا ناجائز ہے۔

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في لبيع ۳۸۵/٦ كراچی، ۵۵۳/۹ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۳٤۹/٥)

أما لو أنفق في ذلک مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد لمحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ٦٥٨/١ كراچی، ٤٣١/٢ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على لدر لمختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد لصلاة ومايكره فيها ٢٧٨/١ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۵/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے فنڈ سے حاصل شدہ سود کو مسجد کی بیت الخلاء میں لگانا؟

سوال (۲۵٦): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی بیت الخلاء میں مسجد کے اس فنڈ کی رقم کے بیاز کا پیسہ لگا سکتے ہیں، جو اس فنڈ پر بینک میں چڑھ گیا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے فنڈ سے حاصل شدہ سود کو مسجد کی بیت الخلاء

Marfat.com

میں لگانا جائز نہیں ہے، اِس سودی پیسہ کو غرباء پر بلانیت ثواب تقسیم کردیا جائے۔

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في لبيع ۳۸۵/٦ كراچی، ۵۵۳/۹ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۳٤۹/٥)

الحاصل: أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلا، فإن علم عين الحرام لايحل له، ويتصدق به بنية صاحبه. (رد المحتار / مطلب: فيمن ورث مالاً حرامًا ۳۰۱/۷ زكريا)

بخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله؛ لأنه لايؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ. (بدائع الصنائع / كتاب الصلاة ۳۸۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۸/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد مدرسہ کے راستے کے لئے سرکاری روڈ پر سود کے پیسوں سے مٹی ڈالنا؟

سوال (۲۵۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عام گذرگاہ جس پر تقریباً دس بارہ گاؤں کے لوگ گذرتے ہیں، اسی روڈ پر ایک بہت پرانا گاؤں تھا، جواَب سے تقریباً ۷-۷۰ سال پہلے بالکل اُجڑ چکا ہے، مگر اس گاؤں کی مسجد باقی ہے، جس میں نماز کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے، اب سے ایک سال پہلے اسی مسجد سے متصل ایک مدرسہ کا قیام عمل میں آگیا ہے، جس کے نتیجہ میں پنجوقتہ نماز اس مسجد میں ہونے لگی ہے، یہ مدرسہ جی ٹی روڈ سے تقریباً چھ سو میٹر کی دوری پر ہے، اس روڈ پر کھڑنجہ لگنا طے ہوگیا ہے، جس کا ٹینڈر وغیرہ بھی ہوگیا ہے، سرکاری ضابطہ یہ ہے کہ جنگل کے روڈ پر جو مٹی پڑتی ہے وہ مٹی دائیں بائیں کھیت سے اٹھائی جاتی ہے، مگر اس روڈ کے کھیت والے مٹی اٹھوانے سے انکار کررہے ہیں، جس کے نتیجہ میں یہ کھڑنجہ

Marfat.com

لگنے سے رک رہا ہے، جب کہ صورتِ حال یہ ہے کہ معمولی سی برسات میں بھی اس راستہ پر سواری کا گذرنا تو کجا پیدل چلنا بھی بہت دشوار ہو جاتا ہے، تو کیا اس کھڑنجہ کی مٹی میں سود کی رقم لگائی جا سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرما دیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں مسجد اور مدرسہ کے راستہ کے لئے سرکاری روڈ پر مٹی ڈالنے کی غرض سے سود کی رقم براہِ راست لگانا جائز ہے؛ البتہ یہ ممکن ہے کہ سرکاری بینک سے لی گئی سودی رقم سرکاری اِدارہ کو باقاعدہ واپس لوٹا دی جائے اور وہ اِدارہ اپنے اختیار سے مذکورہ راستہ کو درست کرنے کے لئے یہ رقم صرف کرے، تو اس کی اجازت ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۸۳/۱۶ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۲۱/۷)

ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ۳۸۵/٦ كراچی، ۵۵۳/۹ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۳۴۹/۵)

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب عليه رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له، ويتصدق به بنية صاحبه. (شامي / مطلب: فيمن ورث مالا حرامًا ۹۹/۵ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۲/۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت لینے والے کا پیسہ مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رشوت لینے والے کا پیسہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں رشوت کا پیسہ مسجد میں نہیں لگ سکتا؛

Marfat.com

لیکن اگر وہ ملازم اپنی تنخواہ کے پیسہ سے مسجد کا تعاون کرتا ہے، تو اُس میں کوئی حرج نہیں۔

قال تاج الشریعة: أما لو أنفق في ذٰلک مالاً خبیثًا وما لاً سببه الخبیث والطیب، فیکره؛ لأن اللّٰه تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب، فیکره تلویث بیته بما لا یقبله. (رد المحتار، کتاب الصلاة / مطلب: کلمة "لا بأس" دلیل علی أن المستحب غیره ۱/۶۵۸ کراچی، ۲/۴۳۱ زکریا، کذا في حاشیة الطحطاوي علی الدر المختار، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/۲۷۸ دار المعرفة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۰/۱/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت کے پیسہ سے خریدی ہوئی زمین مسجد میں دینا؟

سوال (۲۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آدمی اِس وقت سرکاری نوکری کی بناپر کافی مال دار بن گئے ہیں، تقریباً دوسو بیگھہ زمین رشوت کے روپئے سے بنالی ہے، جب کہ ابتداء میں وہ بہت غریب تھے، اب وہ شخص کچھ زمین مدرسہ میں دینا چاہتا ہے، تو کیا اُس زمین کو مدرسہ کے لئے لینا جائز ہے؟ یا اپنی بچی کی شادی میں زمین دے رہا ہے، جب کہ داماد ایک عالم دین ہے، تو کیا اُس کے لئے زمین لینا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سرکاری تنخواہ سے اُس نے زمین خریدی ہے تو اِس میں کوئی قباحت نہیں ہے، اور ایسی زمین مسجد وغیرہ میں بھی دینی درست ہے؛ لیکن اگر خالص رشوت کے پیسہ سے جائیدادیں خریدی ہیں تو گو کہ رشوت لینے کی وجہ سے وہ بدترین معصیت کا مرتکب ہوا ہے، اور رشوت کی مقدار کا اصل مالکان کو لوٹانا یا صدقہ کرنا ضروری ہے؛ لیکن اگر اُس نے جائیداد خریدتے وقت بائع سے یہ شرط نہیں لگائی ہے کہ میں مالِ حرام سے ہی اُس کی قیمت ادا کروں گا؛ بلکہ مطلقاً عقد ہوا ہے، اور اُس نے قیمت میں رشوت کی رقم دے دی ہے، تو اِس خرید کردہ جائیداد سے انتفاع اُس کے لئے حرام نہیں ہے، اور اُس کا مسجد میں دینا یا کسی کو ہبہ کرنا بھی درست

Marfat.com

ہے، اگرچہ رشوت کی رقم بدستور اُس کے ذمہ میں واجب رہے گی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي في الحكم. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ۱/ ۲٤۸)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الراشي والمرتشي في النار. (تلخيص الحبير، كتاب القضاء / باب أدب القضاء ۲ رقم: ۲۰۹۳)

رجل اكتسب مالاً من حرام ثم اشترىٰ، فهٰذا على خمسة أوجه: ...... أو اشترىٰ مطلقًا ودفع تلك الدراهم، قال أبو النصر: يطيب له ولا يجب عليه أن يتصدق إلا في الوجه الأول وإليه ذهب الفقيه أبو الليث، وقال الكرخي: في الوجه الأول والثاني لا يطيب، وفي الثلاث الأخيرة يطيب. الفتوىٰ الآن على قول الكرخي. (شامي / مطلب: إذا اكتسب حرامًا ثم اشترىٰ على خمسة أوجه ۵/ ۲۳۵ كراچی، ۷/ ٤۹۰ زكريا، بزازية على الهندية ٦/ ۱۸۳، الأشباه والنظائر ۲/ ۸۵۵ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۷/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام آمدنی والوں سے مسجد میں چندہ لینا؟

سوال (۲۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید مسجد میں امام ہے، اُس مسجد کے اطراف میں تقریباً ۲۵۰ رگھر ہیں، ہر فرد سے بارہ مہینے بیس روپے لیتے ہیں، جس میں سے ۱۵۰ رکی روزی یقینی طور پر حرام ہے، یہ بات زید کو بھی معلوم ہے، تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جن لوگوں کی تمام آمدنی حرام ہے

Marfat.com

اُن سے مسجد میں چندہ لینا جائز نہیں ہے، اور اگر حرام کے ساتھ حلال بھی ہے اور حلال غالب ہے، تو ایسے لوگوں سے چندہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۳۵۵)

أما لو أنفق في ذلک مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ۱/۶۵۸ كراچی، ۲/۴۳۱ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر لمختار، كتاب لصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۲۷۸ دار المعرفة بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة / الفصل الثالث ۲/۴۴۹ زكريا، إمداد الفتاوىٰ، كتاب الوقف / أحكام المسجد ۲/۶۷۲)

آكل الربا وكاسب الحرام أهدىٰ إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل ما لم يخبره إن ذلک المال أصله حلال ورثه أو استقرضه. (الفتاوىٰ الهندية ۵/۳۴۳، خانية على الهندية ۳/۴۰۰)

غالب مال المهدي إن كان حلالاً، لا بأس بقبول هديته وأكل ماله، ما لم يتعين أنه من حرام، وإن غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يأكل، إلا إذا قال: إنه حلال ورثه أو استقرضه. (البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الفصل الرابع في الهدية والميراث ۶/۳۶۰ زكريا، الأشباه والنظائر، الفن الأول / القاعدة الثانية ۱/۳۴۳ إدارة القرآن كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ۵/۳۴۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۳/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام کاروبار کرنے والوں کا امام صاحب کے لئے چندہ دینا؟

سوال (۲۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص محلّہ کی مسجد میں امامت کرتا ہے، اُس کی تنخواہ چار سو روپئے ماہوار ہے، اور محلّہ میں

Marfat.com

۲۵۰ر گھر ہیں، محلّہ کے حضرات امام صاحب کو پورے سال کی تنخواہ ایک ساتھ دیتے ہیں، تمام محلّہ کے رہنے والے پورے سال کے لئے ہر گھر سے ۲۰ر روپئے وصول کرتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ محلّہ میں ۱۰۰ر گھر ایسے ہیں جن میں یقینی طور پر حرام کام ہوتا ہے؛ کیوں کہ جو حضرات ۲۰ر روپئے وصول کرتے ہیں وہ اُن لوگوں کے گھر سے بھی وصول کرتے ہیں، تو کیا یہ رقم بھی اُن کے لئے جائز ہے؟ جب کہ امام صاحب کو بھی معلوم ہے، پورے سال کی تنخواہ ۴۸ر سو روپئے ہوتی ہے، تو اس طرح لینا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں اگر ۱۰۰ر گھر والے امام کی تنخواہ کے لئے خاص حرام مال میں سے چندہ نہ دیتے ہوں؛ بلکہ ملے جلے مال میں سے وہ رقم دیتے ہوں، جیسا کہ عام معمول ہے، تو اُن کی رقم امام کی تنخواہ میں ملنے سے کوئی شرعی خرابی نہ لازم آئے گی، امام صاحب اپنی تنخواہ لے سکتے ہیں، اِسی طرح اگر اُن کا اکثر کاروبار حلال ہو تو بھی اُن کا چندہ لینے کی گنجائش ہے۔

قال الحافظ عماد الدين إسماعيل بن كثير القرشي: قال ابن عباس رضي الله عنهما: أمرهم بالإنفاق من أطيب المال وأجوده وأنفسه، ونهاهم عن التصدق برذالة المال أو دنيئته، وهو خبيثه؛ فإن الله لا يقبل إلا طيبًا. (تفسير ابن كثير ٣٢٠/١ البقرة: ٢٦٧ سهيل أكيڈمي لاهور)

آكل الربوا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الكراهية ٣٤٣/٥ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

اَفیم گانجہ کی آمدنی مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۶۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان نے اَفیم، چرس، گانجہ وغیرہ کی بزنس کر کے پیسہ کمایا ہے اور وہ پیسہ اُس کا علیحدہ جمع ہے، وہ پیسہ مسجد، مدرسہ یا غرباء ومساکین کو دینا چاہتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اُس کے استعمال کے جواز کا کوئی حیلہ ہو تو مدلل تحریر فرما کر احسان فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَفیم گانجہ وغیرہ کی تجارت اگرچہ مکروہ تحریمی ہے؛ لیکن اس سے حاصل شدہ آمدنی ناجائز نہیں ہے؛ لہٰذا وہ آمدنی مساجد ومدارس اور اپنے ذاتی مصرف میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶۷/۴، ۳۵۳/۱۳ قدیم زکریا)

وإن استأجره لينحت له طنبورًا أو بربطًا ففعل، طاب له الأجر إلا أنه يأثم به.

(الفتاوى الهندية، كتاب الإجارة / الباب الخامس عشر في بيان ما يجوز من الإجارة وما لا يجوز ٤٥٠/٤ زكريا، فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية / كتاب الإجارة ٣٢٤/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۸/۵ھ

پلٹے بازی کا پیسہ مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۶۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جن لوگوں کا پیسہ پلٹے بازی یا اُس سے ملتا جلتا ہو، اُن کا پیسہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ پلٹا اُس کو کہتے ہیں کہ کسی سے مال تو لیا دس کنٹل اور اُس کو دھوکہ دے کر آٹھ کنٹل کے پیسے دئے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر غالب آمدنی حرام ہو تو اُس کا روپیہ مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔

Marfat.com

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يتقبلها بيمينه، ثم يربّيها لصاحبه كما يربي أحدكم فلوّه حتى تكون مثل الجبل. (صحيح البخاري، كتاب الزكاة / باب الصدقة من كسب طيب رقم: ١٤١٠ دار الفكر بيروت)

قال الحافظ عماد الدين إسماعيل بن كثير القرشي: قال ابن عباس رضي الله عنهما: أمرهم بالإنفاق من أطيب المال وأجوده وأنفسه، ونهاهم عن التصدق برذالة المال أو دنيئته، وهو خبيثه؛ فإن الله لا يقبل إلا طيبًا. (تفسير ابن كثير ١/٠ ٣٢ البقرة: ٢٦٧ سهيل أكيڈمي لاهور)

قال العلامة ابن عابدين: قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ١/٦٥٨ كراچی، ٢/٦٣١ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة ١/٢٧٨ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۷/۱۲/۱۴۱۰ھ

پلٹے بازوں کی مسجد میں اِمامت کرنا اور اُن کا کھانا کھانا؟

سوال (۲۶۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جہاں پلٹے باز لوگ بھی رہتے ہوں اور دوسرا کام کرنے والے بھی وہاں کی مسجد میں امام کو رہنا اور اُن کے یہاں کھانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی جگہ مسجد میں امام کا رہنا درست ہے؛ البتہ ایسے لوگوں کے گھر کا کھانا کھانے سے احتراز کرنا چاہئے جن کی آمدنی کا حرام ہونا متیقن ہو۔

Marfat.com

غالب مال المهدي إن كان حلالاً، لا بأس بقبول هديته وأكل ماله، ما لم يتعين أنه من حرام، وإن غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يأكل، إلا إذا قال: إنه حلال ورثه أو استقرضه. (البزازية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الفصل الرابع في الهدية والميراث ٦/ ٣٦٠ زكريا، الأشباه والنظائر، الفن الأول / القاعدة الثانية ١/ ٣٤٣ إدارة القرآن كراچی، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ٥/ ٣٤٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۰/۱۲/۷ھ

شیعوں کا پیسہ مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۶۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شیعہ حضرات کا پیسہ مساجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ براہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اُن کی آمدنی حلال ہو اور وہ ثواب کی نیت سے پیسہ دیں، نیز اُن کا روپیہ لینے سے بعد میں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو وہ روپیہ لینے کی گنجائش ہوگی ورنہ نہیں۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ ۲/ ۴۷۶)

كل مسجد بني مباهاةً أو رياءً أو سمعةً أو لغرض سوى ابتغاء وجه الله، أو بمال غير طيب، فهو لاحق بمسجد الضرار. (التفسير الأحمدي ٤٧٨ المكتبة الحقانية پشاور، روح المعاني ١١/ ٢١، التوبة: ١٠٧ مكتبة دار الكتاب العربي بيروت، مدارك التنزيل ١/ ١٩٥ التوبة: ١٠٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۰/۱۲/۷ھ

Marfat.com

فکس ڈپازٹ سے حاصل شدہ پیسہ سے مسجد بنانا؟

سوال (۲٦٦): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی مسجد کے ممبران حضرات مسجد کی بنیاد کمزور ہوجانے کی وجہ سے ازسر نوتعمیر کی غرض سے کچھ رقم مثلاً پانچ ہزار روپئے پیا دلیس (فکس ڈپازٹ) میں جمع کریں؛ تاکہ پانچ سال کے بعد دوگنی رقم حاصل ہو اور اُس سے مسجد کی تعمیر میں مدد ملے، چناں چہ اُن لوگوں نے پانچ ہزار روپئے جمع کرکے پانچ سال کے بعد دس ہزار روپئے حاصل کر چکے، پھر اب اصل رقم اور حاصل ہونے والی زائد رقم کو مسجد کی تعمیر میں لگانا چاہتے ہیں، تو اِس طرح یہ زائد روپیہ بھی تعمیر میں صرف کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں ہے اور یہ بات اُن سے کہی جائے تو اِس کے باوجود وہ نہ مانیں اور اُس روپیہ سے مسجد کی تعمیر کریں، تو اُس مسجد میں نماز اور دیگر عبادتیں درست ہوں گی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد خدا تعالیٰ کا گھر اور خالص عبادت کی جگہ ہے، اس کی تعمیر میں حلال اور پاک رقم ہی لگائی جاسکتی ہے، سودی یا حرام وناجائز رقومات سے مسجد یا دیگر دینی عبادت گاہوں کو تعمیر کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

أما لو أنفق مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ٦٥٨/١ كراچی، ٦٣١/٢ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢٧٨/١ دار المعرفة بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة / الفصل الثالث ٤٩/٢ زكريا، إمداد الفتاوىٰ، كتاب الوقف / أحكام المسجد ٦٧٢/٢)

اور اگر کسی نے حرام رقم سے مسجد کی تعمیر کردی ہے تو ایسی مسجد میں نماز تو ہوجائے گی؛ لیکن مسجد کا ثواب اُس وقت تک نہیں ملے گا جب تک کہ لگی ہوئی حرام رقم کی مقدار کو فقراء پر صدقہ نہ

Marfat.com

کر دیا جائے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۱/۶۵-۶۷، احسن الفتاویٰ ۶/۴۳۱ زکریا، امداد الفتاویٰ ۲/۶۷۲ زکریا)

كل مسجد بني مباهاة أو رياءً أو سمعةً أو لغرض سوى ابتغاء وجه الله، أو بمال غير طيب فهو لا حق بمسجد الضرار. (مدارك التنزيل على هامش تفسير الخازن ۲/۲۸۱ حافظ كتب خانه كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۶/۲۹ھ

گورنمنٹ کی رقم مسجد میں لگانا

سوال (۲۶۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گورنمنٹ گاؤں والوں کو کسی وجہ سے کچھ رقم عنایت کرتی ہے کہ آپ لوگ اِس رقم کو مسجد میں لگالیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس رقم کو مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ یا قبرستان کے لئے زمین خرید سکتے ہیں، یا قبرستان کے لئے راستہ کی زمین خرید سکتے ہیں؟ اگر مذکورہ کاموں میں لگانا منع ہے تو کیوں؟ اور اگر لگانا جائز ہے تو کیوں؟ اور اگر مذکورہ کاموں میں لگا چکے ہیں تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر گورنمنٹ کی طرف سے رقم دینے کی وجہ سے آئندہ اُس کی مسجد میں دخل اندازی اور فتنہ انگیزی کا اندیشہ نہ ہو، تو اُس رقم کا مسجد میں لگانا درست ہے؛ اس لئے کہ گورنمنٹ کی نظر میں مسجد میں صرف کرنا بھی تقرب سمجھا جاتا ہے اور چوں کہ مسجد کے نام پر رقم دی گئی ہے؛ اس لئے اُسے مسجد ہی میں لگایا جائے، قبرستان میں نہ لگایا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ۲/۶۹۲)

شرط وقف الذمي أن يكون قربةً عندنا وعندهم، كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة ۴/۳۴۱ كراچی)

وأما الإسلام، فليس من شرطه، فصح وقف الذمي بشرط كونه قربةً عندنا وعندهم. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۵/۳۱۶ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الأول ۲/۳۵۲-۳۵۳ زكريا)

Marfat.com

ثم الحال إن وصايا الذمي على أربعة أقسام ...... ومنها: إذا أوصىٰ بما يكون قربةً في حقنا وحقهم، كما إذا أوصىٰ بأن يسرج في بيت المقدس، أو يغزى الترک وهو من الروم، وهٰذا جائز، سواء كان القوم بأعيانهم أو بغير أعيانهم؛ لأنه وصية بما هو قربة حقيقةً في معتقدهم أيضًا. (الهداية، كتاب الوصايا / باب وصية الذمي ٦٦٧/٤ مكتبه بلال ديوبند، وكذا في رد المحتار، كتاب الوصايا / فصل في وصايا الذمي وغيره ٦٩٦/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۷/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری روپئے سے مسجد یا عیدگاہ کی تعمیر کرنا؟

سوال (۲۶۸):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا حکومت جمہوریہ یعنی سرکاری روپیوں سے مسجد یا عیدگاہ بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر حکومت اپنی مرضی سے مسجد بنائے اور آئندہ کسی فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو، تو اُس کی جانب سے مسجد اور عیدگاہ بنانا درست ہے۔

لما في البحر وغيره: إن شرط وقف الذمي أي يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء أو على مسجد القدس. (شامي، كتاب الوقف / مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة ٣٤١/٤ كراچی، ٥٢٤/٦ زكريا، البحر الرائق ١٨٩/٥، منحة الخالق على حاشية البحر الرائق ١٨٩/٥، بدائع الصنائع ٣٤١/٧ كراچی)

وأما الإسلام فليس من شرطه فصح وقف الذمي بشرط كونه قربة عندنا وعندهم. (البحر الرائق / كتاب الوقف ١٨٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۹/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

سرکاری بجلی بغیر منظور کے مسجد میں استعمال کرنا؟

سوال (۲۶۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرکاری بجلی غیر منظور شدہ طور پر مسجد یا کسی مکان میں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرکاری بجلی سرکاری اجازت کے بغیر مسجد میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اِسی طرح دوسرے آدمی کے لئے بھی اپنے گھر میں استعمال جائز نہیں ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۱۹۶-۱۲/۱۲۷ ۹ زکریا قدیم، احسن الفتاویٰ ۶/۴۲۶)

أما لو أنفق في ذٰلک مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ۱/۶۵۸ كراچی، ۲/۴۳۱ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۲۷۸ دار المعرفة بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة / الفصل الثالث ۲/۴۴۹ زكريا، إمداد الفتاوى، كتاب الوقف / أحكام المسجد ۲/۶۷۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۳/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

سرکاری لائٹ سے سرکار کی اِجازت کے بغیر پانی گرم کرنا؟

سوال (۲۷۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرکاری لائٹ سے بغیر سرکار کی اِجازت کے مصلیان کے لئے پانی گرم کرنا اور اُس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں چوری کی لائٹ سے پانی گرم کرنا جائز نہیں

Marfat.com

ہے، اور ذمہ دارانِ مسجد پر لازم ہے کہ جس قدر لائٹ سرکاری اجازت کے بغیر اُنہوں نے خرچ کی ہے، اس کا معاوضہ محکمہ بجلی میں داخل کریں؛ تاہم اس لائٹ سے جو پانی گرم ہوا ہے وہ چوں کہ ناپاک نہیں ہے، اس لئے اس سے وضو کرکے نماز پڑھنا ممنوع نہیں ہے۔ (مستفاد: منتخبات نظام الفتاویٰ ۳۶/۲)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

قال في المعراج: لأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية واجبة. (شامي / مطلب: تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية ١٧٢/٢ كراچی)

إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي، كتاب الحدود / مطلب في التعزير بأخذ المال ٢١/٤ دار الفكر بيروت، البحر الرائق، باب حد القذف / فصل في التعزير ٦٨/٥ زكريا)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦١/١ رقم المادة: ٩٦ مكتبة إتحاد ديوبند، الأشباه والنظائر، كتاب الغصب / الفن الثاني، الفوائد: ٤٤/٢ رقم القاعدة: ٢ ١٧١ زكريا، وكذا في الدر المختار / كتاب الغصب ٢٠٠/٦ دار الفكر بيروت)

المغصوب إن علمت ...... وجب رده عليهم، وإلا وجب التصدق به. (شامي / مطلب: فيما لو صادر السلطان جائرًا فنوى بذلك أداء الزكاة ٢٩١/٢ كراچی)

قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا وما لاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا

Marfat.com

يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ٦٥٨/١ كراچی، ٦٣١/٢ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢٧٨/١ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چوری کی بجلی مسجد میں جلانا اور اُس کی ہوا کھانا؟

سوال (۲۷۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرکاری بجلی چوری کر کے مسجد میں لی، تو اُس بجلی کی روشنی اور پنکھے کی ہوا سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں چوری کی بجلی کا استعمال بالکل ناجائز ہے؛ تاہم اُس کی روشنی اور پنکھے کی ہوا سے نماز میں خرابی نہیں آتی۔ (امداد الفتاویٰ ۱۴۷/۴)

قال الحافظ عماد الدين إسماعيل بن كثير القرشي: قال ابن عباس رضي الله عنهما: أمرهم بالإنفاق من أطيب المال وأجوده وأنفسه، ونهاهم عن التصدق برذالة المال أو دنيئته، وهو خبيثه؛ فإن الله لا يقبل إلا طيبًا. (تفسير ابن كثير ٣٢٠/١ البقرة: ٢٦٧ سهيل أكيڈمي لاهور)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يتقبلها بيمينه، ثم يربّيها لصاحبه كما يربي أحدكم فلوّه حتى تكون مثل الجبل. (صحيح البخاري، كتاب الزكاة / باب الصدقة من كسب طيب رقم: ١٤١٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۵/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مساجد میں چوری کی بجلی کا حکم

سوال (۲۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس مسجد میں چوری کی بجلی استعمال ہوتی ہو، جس سے پنکھے بھی چلتے ہیں اور موٹر سے پانی بھی بھرا جاتا ہے، جس سے وضو کیا جاتا ہے، کیا اُس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جن مدارس میں بجلی چوری کی استعمال ہوتی ہے، اُس کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب سے نوازیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: چوری کی بجلی کا استعمال قطعاً جائز نہیں ہے، اور مسجد کے جو ذمہ داران چوری کی بجلی جلاتے ہیں، وہ گنہگار اور مؤاخذہ دار ہیں؛ لیکن اِس چوری کی بجلی سے جو پانی بھرا جاتا ہے نمازیوں کے لئے اس پانی کا استعمال ناجائز نہیں ہے، یہی حکم مدارس وغیرہ میں چوری کی بجلی استعمال کرنے کا بھی ہے، وہاں کے مہتمم اور انتظامیہ کے لوگ اس کے ذمہ دار ہیں، طلبہ یا اساتذہ ذمہ دار نہیں ہیں۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ [الأنعام، جزء آیت: ١٦٤]

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يأخذ مال أخيه بغير حق. (مجمع الزوائد ١٧١/٤)

إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي، كتاب الحدود / مطلب في التعزير بأخذ المال ٢١/٤ دار الفكر بيروت، البحر الرائق، باب حد القذف / فصل في التعزير ٦٨/٥ زكريا)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه. (شامي / مطلب: فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح ٢٩١/٩ زكريا)

إن الحرام لايتعدي إلى ذمتين. (شامي ٢١٩/٣، ٥٥٣/٩ زكريا)

Marfat.com

امرأة زوجها في أرض الجور إذا أكلت من طعامه ولم يكن عينه غصبًا أو اشترى طعامًا، أو كسوة من مال أصله ليس بطيب، فهي في سعة من ذٰلك، والإثم على الزوج. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۹/۵۵۳-۵۵۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجدوں میں چوری کی بجلی استعمال کرنا؟

سوال (۲۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں بہت سی مساجد ہیں جن میں بغیر میٹر کے بجلی استعمال کی جاتی ہے، اور بعض مساجد میں میٹر تو ہیں مگر بل ادا نہیں کیا جاتا، جب متولیانِ مساجد کو اس کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ مساجد میں سرکار کی طرف سے مفت بجلی دی جاتی ہے؛ لہٰذا میٹر لگوانے یا بل ادا کرنے کی ضرورت نہیں، نمازیوں کی ایک بڑی تعداد بھی سمجھتی ہے کہ ایسا ہی ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ ان مذکورہ مساجد میں استعمال کی جانے والی بجلی چوری کے زمرے میں آئے گی یا نہیں؟ نیز مساجد میں نماز ادا کرنے والے نمازیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ اس طرح کی بجلی سے چلنے والے پنکھے لائٹ وغیرہ سے استفادہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے علم کے مطابق اِس ملک میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ مسجد یا مذہبی مقامات کے لئے مفت بجلی فراہم کی جائے؛ لہٰذا مسجد کے ذمہ داران کو چاہئے کہ حکومت کے قانون کے مطابق میٹر لگا کر ہر ماہ مقررہ بل ادا کریں، ورنہ وہ خود مواخذہ دار ہوں گے، عام نمازی جو اس بجلی کو استعمال کرتے ہیں وہ ذمہ دار نہیں ہیں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۶/۴۶۴، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۱۲ ڈابھیل)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى

Marfat.com

اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

قال في المعراج: لأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية واجبة. (شامي / مطلب: تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية ١٧٢/٢ كراچی)

إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي، كتاب الحدود / مطلب في التعزير بأخذ المال ٢١/٤ دار الفكر بيروت، البحر الرائق، باب حد القذف / فصل في التعزير ٦٨/٥ زكريا)

قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا وما لاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل علىٰ أن المستحب غيره ٦٥٨/١ كراچی، ٦٣١/٢ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢٧٨/١ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۸/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میٹر کے بغیر مسجد میں ہیٹر، گیزر سے پانی گرم کرنا؟

سوال (۲۷۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد میں بجلی کا میٹر لگا ہوا ہے، لائٹ، پنکھے وغیرہ کا اُس سے کنکشن ہے، اُن کا بل اُس میں آتا ہے، مگر پانی گرم کرنے کے لئے ہیٹر اور گیزر ہے، اُس کو چلانے کے لئے ڈائریکٹ لائن لے رکھی ہے، میٹر سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ لہٰذا کتنی بجلی استعمال ہوئی اس کا بل نہیں آتا ہے، کیا اِس

Marfat.com

طرح ہیٹر اور گیزر سے پانی گرم کرنا جائز ہے یا نہیں، اور اُس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میٹر کے بغیر ڈائریکٹ بجلی کی لائن لینا بجلی کی چوری ہے، اور چوری کی بجلی استعمال کرکے پانی گرم کرنے کا عمل قطعاً جائز نہیں اور مسجد کے ذمہ دار حضرات جن کی رضامندی سے یہ چوری کی بجلی استعمال ہورہی ہے، وہ آخرت میں سخت مؤاخذہ دار ہوں گے؛ تاہم اِس طرح کی بجلی سے گرم شدہ پانی چوں کہ ناپاک قرار نہیں دیا جاتا، اِس لئے اس پانی سے وضو کرکے پڑھی گئی نمازیں درست ہوجائیں گی اور اعادہ واجب نہیں ہوگا۔ (مستفاد: منتخبات نظام الفتاویٰ ۲/۳۱۶)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦١/١ رقم المادة: ٩٦ مكتبة إتحاد ديوبند، الأشباه والنظائر، كتاب الغصب / الفن الثاني، الفوائد: ٤٤/٢ رقم القاعدة: ١٧١٢ زكريا، وكذا في الدر المختار / كتاب الغصب ٢٠٠/٦ دار الفكر بيروت)

المغصوب إن علمت أصحابه أو ورثتهم وجب رده عليهم، وإلا وجب التصدق به. (شامي، كتاب الزكاة / قبيل: مطلب في التصدق من المال الحرام ٢٩١/٢ كراچی، ٢١٨/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲۰/۶/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

بغیر میٹر کے مسجد میں بجلی استعمال کرنا؟

سوال (۲۷۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلہ میں ایک مسجد ہے، جس میں بجلی کی بتی لگی ہوئی ہے، مسجد کے متولی بغیر میٹر کے اُس کو استعمال کرتے ہیں، اور مصلیوں سے کہتے ہیں کہ بجلی کے ذمہ دار سرکاری آدمی نے ہمیں زبانی اجازت دے دی ہے کہ تم لوگ اپنے مدرسہ یا مسجد میں بغیر میٹر استعمال کرو، کیا یہ جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بجلی کی مالک حکومت ہے، جب تک حکومت کی طرف سے قانونی اور تحریری طور پر چھوٹ نہ ملے، محض کسی افسر کے کہہ دینے سے بجلی کی معافی نہیں ہوسکتی۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الغصب / مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير ٢٩١/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میٹر بند کرکے باہر سے بجلی لے کر مسجد میں گیزر چلانا؟

سوال (۲۷۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مسجدوں میں جو بجلی استعمال ہو رہی ہے تو زیادہ تعداد میں میٹر بند کرکے رکھتے ہیں اور میٹر سے الگ لائن ڈال رکھی ہے اور سارا خرچ اسی طرح ہو رہا ہے، اگر میٹر سے بجلی خرچ کی

Marfat.com

جائے تو بل بہت زیادہ آئے گا اور ایسا کرنے سے بل بہت کم آتا ہے، اور اکثر مسجدوں میں ریڈنگ والے سے بات کر رکھی ہے، وہ ریڈنگ اپنے حساب سے لے جاتا ہے، جس سے بل کم آتا ہے اور وہ اس کام سے الگ سے پیسے لیتا ہے، کیا ایسا کرنا مسجد میں جائز ہے؟ کیا یہ چوری نہیں ہے؟ اکثر مسجد کے ذمہ داروں سے کہا بھی کہ یہ کام جائز نہیں ہے، تو کہتے ہیں کہ مسجد کا بل جاتا ہے، ناجائز تو جب ہے جب ہم مسجد کا بل نہ دیتے ہوں۔ اور سردی میں پانی بھی گیزر سے گرم ہوتا ہے، گیزر لگانے میں مسجد کے امام صاحب بھی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، مسئلہ نہیں بتاتے، جب کہ انہیں بھی معلوم ہے کہ بجلی جو اس میں خرچ ہوگی وہ الگ سے استعمال ہوگی، مگر امام صاحب بھی کچھ نہیں کہتے؛ بلکہ کچھ امام تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو پانی گرم ملنا چاہئے بجلی جیسے بھی ہو، اس پانی سے پڑھی ہوئی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور پچھلی نمازوں کا کیا ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: میٹر چلائے بغیر بجلی کا استعمال بجلی کی چوری ہے، جو شرعاً جائز نہیں ہے، بالخصوص مساجد میں چوری کی لائٹ استعمال کرنا بڑا گناہ ہے، اور ذمہ دارانِ مساجد اس گناہ کے ذمہ دار ہیں؛ تاہم اس چوری کی بجلی سے جو پانی گرم کیا جائے گا وہ ناپاک نہیں ہوگا، اور اس سے پڑھی گئی نمازیں واجب الاعادہ نہیں ہوں گی، اہل محلّہ کو چاہئے کہ وہ ذمہ دارانِ مسجد کو چوری کی بجلی استعمال نہ کرنے پر آمادہ کریں، اور اگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوں، تو اہل محلّہ کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ وہ گھر ہی سے وضو کر کے آیا کریں، اور چوری کی بجلی سے گرم کردہ پانی کو استعمال نہ کریں۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

Marfat.com

أما لو أنفق في ذٰلک مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ۱/۶۵۸ كراچی، ۲/۱ ۶۳ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۲۷۸ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۹/۱۱/۱۴۲۶ھ

میٹر خراب ہونے کی وجہ سے مسجد میں زائد بجلی کا استعمال کرنا

سوال (۲۷۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی بجلی کا میٹر بہت دنوں سے خراب ہے؛ البتہ بجلی بل ہر مہینہ آتا ہے، اس بجلی سے مسجد میں روشنی ہوتی ہے، سردیوں میں ہیٹر سے پانی گرم ہوتا ہے، اس سے سمرسیول بھی چلتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ میٹر خراب ہونے کی صورت میں اس بجلی سے یہ تمام کام صحیح ہیں یا نہیں؟ نیز میٹر صحیح ہونے کی صورت میں یا میٹر خراب یا بل زیادہ آنے کے ڈر سے پانی ہرگز گرم نہیں کرسکتے، اس لئے اس گرم پانی اور اس سے وضو کا حکم بطور خاص تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: مسجد کی بجلی کا جو میٹر خراب ہوگیا ہے، اُس سے زائد بجلی استعمال کی جاتی رہی تو یہ عمل چوری کہلائے گا، اور مسجد کے متولی حضرات اس کے ذمہ دار ہوں گے؛ تاہم اِس طرح کی بجلی سے گرم کیا ہوا یا موٹر سے نکالا ہوا پانی ناپاک نہیں ہے، اس لئے اس سے وضو کرنے سے وضو درست ہوجائے گا۔

لأن السرقة في اللغة: أخذ الشيء من الغير على سبيل الخفية والاستسرار بغير إذن المالک، سواء كان المأخوذ مالاً أو غير مال ...... قال

Marfat.com

اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ﴾ (معجم المصطلحات والألفاظ الفقهية ۲۶۳/۲،
مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۵۳۱/۱۳-۵۳۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۸/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس کولہو میں چوری کا گنا پلتا ہو اُسکی کھوئی سے مسجد کا پانی گرم کرنا؟

سوال (۲۷۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس کولہو میں چوری کا گنا پلتا ہے اُس کی کھوئی سے پانی گرم ہوتا ہے، اُس سے نمازی وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر متعین طور پر معلوم ہو جائے کہ یہ گنا چوری کا ہے، تو اُس کی کھوئی اَصل مالک کی اِجازت کے بغیر مسجد میں جلانا درست نہیں؛ لیکن اگر معلوم نہ ہو اور گنا پلوانے والا اُسے وہیں چھوڑ کر چلا جائے، تو وہ کھوئی مسجد کے حمام میں استعمال کی جاسکتی ہے، اُس سے گرم کردہ پانی پاک ہے، اُس سے وضو کرنا درست ہے اور چوری کا وبال چور پر ہے۔

قال العلامة ابن عابدين: قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذٰلك مالاً خبيثًا ومالاً سببه الخبيث والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ۶۵۸/۱ كراچی، ۶۳۱/۲ زكريا كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة ۲۷۸/۱ دار المعرفة بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة / الفصل الثالث ۴۴۹/۲ زكريا، إمداد الفتاوىٰ، كتاب الوقف / أحكام المسجد ۶۷۲/۲)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب

Marfat.com

الغصب / مطلب: فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون إذن صریح ۲۰۰/۶ کراچی، ۲۹۱/۹ زکریا)

ویستفاد جواز فضالة قصب السکر من قوله في الشامي، ویقرره أن مجرد الإلقاء من غیر کلام یفید هٰذا الحکم؛ لأن الحال دلیل علی الإذن. (رد المحتار ۲۸/٤ کراچی، ٤٤٦/٦ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۱/۱۴ھ

TV چینل کی آمدنی مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۷۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کی تجارت ٹی وی چینل لے کر دوسروں کو دینا ہے، اور وہ دسرے لوگ کیبل کے ذریعہ گھروں میں ہر قسم کے پروگرام پہنچاتے ہیں، جس میں بعض دینی پروگرام بھی ہیں، مگر اکثر غیر شرعی پروگرام ہیں، نیز مذکورہ شخص ٹی وی پر اشتہارات بھی دیتا ہے، اور اس سے بھی بہت زیادہ روپیہ کماتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ شخص کی کمائی مسجد کی تعمیر یا زمین کی خریداری یا کسی اور مسجد کے مد میں استعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ ٹی وی چینل پر غالب پروگرام فواحش ومنکرات پر مشتمل ہوتے ہیں، جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے، تو اُس کی آمدنی گناہوں میں تعاون کی وجہ سے سخت مکروہ ہے؛ لہٰذا مساجد میں ایسی مشتبہ اور مکروہ آمدنی لگانا درست نہ ہوگا، مسجد میں خالص حلال اور طیب روپیہ ہی لگانا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۸۸ ڈابھیل)

عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن اللّٰه طیب لا یقبل اللّٰه إلا طیبًا. (صحیح مسلم ۳۲٦/۱، مشکاة المصابیح ۲٤۱)

قال تاج الشریعة: أما لو أنفق في ذٰلک مالاً خبیثًا ومالاً سببه الخبیث

Marfat.com

والطيب، فيكره؛ لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (رد المحتار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره ۶۵۸/۱ كراچی، ۶۳۱/۲ زكريا، كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۲۷۸/۱ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۸/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹی وی اور ڈش کا کاروبار کرنے والے کی آمدنی مسجد میں دینا؟

سوال (۲۸۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص ہے جس کا کاروبار ٹی وی، ڈیک، ریڈیو وغیرہ کا ہے، جو سنگیت میں شامل ہوتا ہے، کیا ایسے انسان کا روپیہ مسجد میں لگ سکتا ہے؟ مثلاً مسجد کی چٹائی پتائی ٹنکی یا رمضان شریف میں دیگر خرچ وغیرہ میں اُس کا روپیہ لگ سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹی وی ڈش کا کاروبار کرنا تعاون علی المعصیۃ کی وجہ سے مکروہ وممنوع ہے؛ لہٰذا بہتر ہے کہ ایسے شخص کا روپیہ مسجد کے لئے قبول نہ کیا جائے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۲]

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لا يقبل الله إلا طيبًا. (صحيح مسلم ۳۲۶/۱، مشكاة المصابيح ۲۴۱)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، فإن الله يتقبلها بيمينه، ثم يربّيها لصاحبه كما يربي أحدكم فلوّه حتى تكون مثل الجبل. (صحيح

Marfat.com

البخاري، كتاب الزكاة / باب الصدقة من كسب طيب رقم: ١٤١٠ دار الفكر بيروت)

قال ابن عباس رضي الله عنهما: أمرهم بالإنفاق من أطيب المال وأجوده وأنفَسه، ونهاهم عن التصدق برذالة المال أو دنيئته، وهو خبيثه؛ فإن الله لا يقبل إلا طيبًا. (تفسير ابن كثير ٣٢٠/١ البقرة: ٢٦٧ سهيل أكيدمي لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خنزیر کے بالوں سے برش بنانے والے کا پیسہ مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۸۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص خنزیر کے بالوں کا برش بنوا کر فروخت کرتا ہے، یہ بات ظاہر ہے کہ خنزیر کے بال حرام ہیں؛ لیکن برش میں جو میٹریل جیسے ٹین کے کور لکڑی کی ڈنڈی وغیرہ لگتی ہے اور کاریگر بھی کام کرتے ہیں، تو ایسے شخص کا چندہ مسجد یا مدرسہ میں لگ جائے گا یا نہیں؟ اور سب میٹریل حلال ہے، علاوہ بالوں کے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو برش خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں اُن میں غالب قیمت خنزیر کے بال ہی کی ہوتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ شخص کی غالب آمدنی حرام کہلائے گی اور اس کا چندہ مسجد وغیرہ میں لینا جائز نہیں ہوگا۔

وشعر الميتة غير الخنزير على المذهب، وفي الشامية: أي على قول أبي يوسف الذي هو ظاهر الرواية أن شعره نجس، صححه في البدائع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطهارة / مطلب: في أحكام الدباغة ٣٥٩/١ زكريا)

وشعر الخنزير بنجاسة عينه فيبطل بيعه، وإن جاز الانتفاع به لضرورة ...... وكره البيع، فلا يطيب ثمنه، ويفسد الماء على الصحيح، خلافًا لمحمد

Marfat.com

رحمه الله تعالیٰ ...... وعن أبي یوسف رحمه الله تعالیٰ: یکره الخزر به؛ لأنه نجس. (الدر المختار، کتاب البیوع / باب البیع الفاسد ۷۲/۵ کراچی، الهدایة، کتاب البیوع / باب البیع الفاسد ۵۸/۳ شرکة علمیة ملتان)

فعلی هٰذا لا یجوز بیعه و لا الانتفاع به، ولذا لم یروَ عن أبي یوسف کراهة الانتفاع به. (البحر الرائق ۱۳۳/۶ زکریا، فتح القدیر ۴۲۵/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۶/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خنزیر کے بالوں سے برش بنانا اور اُس کی آمدنی مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۸۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید خنزیر کے بالوں کے برش بنانے کا کام کرتا ہے، اور کوئی اُس کا کام نہیں ہے، اُسی کی کمائی سے اُس نے ایک باغ خریدا، اب زید نے ایک مسجد کا فرش بنوایا، لوگوں نے اعتراض کیا کہ زید کا کاروبار حرام ہے (خنزیر کے بالوں کے برش کی تجارت) تو زید نے یہ کہا کہ میں نے مسجد کے فرش میں رقم اپنا باغ فروخت کر کے باغ والی بچت لگائی ہے، جب کہ باغ بھی اُسی کمائی سے خریدا گیا تھا، اب اگر زید کی بات کو صحیح تسلیم کرلیا جائے کہ اُس نے باغ کی فروختگی کی رقم مسجد میں صرف کی ہے، تو یہ رقم باغ کی جو حرام کمائی سے خریدا گیا تھا، اُس سے فرش بنوانا درست ہے؟ اگر درست ہے تو فبہا اور اگر درست نہیں ہے تو نماز کا مسئلہ کیا ہے؟ ابھی تک جو نمازیں پڑھی اُن کا کیا ہوگا؟ نیز اگر یہ فرش باغ کی قیمت لگا کر بھی کچھ کراہت رکھتا ہے، تو کیا فرش کو اُکھاڑ کر صحیح کمائی سے بنوا دیا جائے یا اور کچھ حیلہ؟ مثلاً زید کو اُس کی رقم واپس کردی جائے جو فرش میں لگی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: خنزیر کے بالوں کے برش سے انتفاع حرام ہے، اور اُس سے حاصل شدہ آمدنی مسجد میں لگانا بھی جائز نہیں ہے، جو فرش مسجد کا ایسی حرام آمدنی سے بنایا

Marfat.com

گیا اُسے نہ اکھاڑا جائے؛ بلکہ اُس کی قیمت اور اُس میں لگائی ہوئی رقم دینے والے کو لوٹا دیا جائے، جو نمازیں اُس فرش پر پڑھی گئیں ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۰۱/۱۲، کفایت المفتی ۶۵/۷-۶۷)

وشعر الخنزير بنجاسة عينه فيبطل بيعه، وإن جاز الانتفاع به لضرورة ...... وكره البيع، فلا يطيب ثمنه، ويفسد الماء على الصحيح، خلافًا لمحمد رحمه الله تعالىٰ ...... وعن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ: يكره الخرز به؛ لأنه نجس. (الدر المختار، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ٧٢/٥ كراچی، الهداية، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ٥٨/٣ شركة علمية ملتان)

ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ٣٦٥/٦ كراچی، ٥٥٣/٩ زكريا)

ولا يجوز بيع شعر الخنزير. (الهداية ٥٧/٣ مكتبه بلال ديوبند، البحر الرائق ١٣٢/١ زكريا، شامي / مطلب: في أحكام الدباغة ٢٠٦/١ كراچی، ٣٥٥/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۴/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شراب کی آمدنی سے حلال کاروبار کرنے والے کا مسجد میں قالین دینا؟

سوال (۲۸۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص برادری کا کلال ہے، اس کا پشتینی شراب کا کام ہے، اچھی ترقی والا ہے، لاکھوں روپئے کی جائیداد ہے، سب اسی پیسے کی ہے، اس نے اپنے لڑکے کو کوئی اور تجارت کرائی ہے، جوتے کی ہو، کپڑے کی ہو یا لوہے کی ہو، سب اسی پیسے کی ہے اور جہاں کرائی ہے وہ جائیداد بھی اسی

Marfat.com

پیسے کی ہے، اور اس تجارت کو دس بارہ سال ہوگئے ہیں، اسی رمضان میں جو کہ ۲۰۰۸ء کے گذرے ہیں، وہ شخص گذر گیا، اس کے پندرہ بیس دن بعد اُس کے لڑکے نے تین قالین مسجد میں صف کی جگہ ڈلوادیئے، اس پر لوگوں کو اعتراض ہے کہ یہ شراب کے پیسے کے ہیں، لڑکے کا کہنا ہے کہ یہ تجارت کے پیسے کے ہیں؛ لیکن بنیاد سب اسی پیسہ کی ہے، اس پر کچھ لوگ کنارہ کش ہوگئے، کچھ مسجد میں اپنی نماز الگ پڑھ رہے ہیں، تو کیا یہ حرام پیسہ تجارت کی لوٹ پلٹ سے حلال ہوجائے گا اور اس قالین پرنماز ہوجائے گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلمان کے لئے شراب کا کاروبار اور اس کی آمدنی سب حرام ہے؛ لیکن شراب سے حاصل کردہ آمدنی سے اگر کوئی دوسری تجارت کی جائے اور اس سے نفع ہو تو فتویٰ یہ ہے کہ یہ زائد نفع حرام نہیں کہلائے گا، اور حرمت صرف اس حد تک رہے گی جتنا حرام پیسہ کاروبار میں لگا ہے، اگر وہ حرام پیسہ کاروبار سے نکال کر صدقہ کردیا جائے، تو پوری تجارت حلال ہوجائے گی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مسئولہ صورت میں تجارت کی آمدنی سے جو قالین مسجد میں دیا گیا ہے، اس کا دینا درست ہے؛ لیکن دینے والے پر لازم ہے کہ ابتدائی کاروبار میں جو حرام پیسہ لگا ہے، اس کے بقدر پیسہ غریبوں پر تقسیم کردے۔

وقال الكرخي رحمه اللّٰه في الوجه الأول والثاني: لا يطيب، وفي الثلاث الأخيرة: يطيب، وقال أبو بكر: لايطيب في الكل، لكن الفتوى الآن على قول الكرخي دفعًا للحرج عن الناس. وفي الولوالجية: وقال بعضهم: لا يطيب في الوجوه كلها، وهو المختار، لكن الفتوىٰ اليوم على قول الكرخي دفعًا للحرج لكثرة الحرام. (شامي / مطلب: إذا اكتسب حرامًا ثم اشترىٰ على خمسة أوجهٍ ٧/ ٤٩٠ زكريا)

من ملك بملك خبيث، ولم يمكنه الرد إلى المالك، فسبيله التصدق

Marfat.com

على الفقراء ...... قال: إن المتصدق بمثله ينبغي أن ينوي به فراغ ذمته، ولا يرجو به المثوبة. (معارف السنن، أبواب الطهارة / باب ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور ۳٤/۱ كراچی)

ليس لأحد أن يأخذ مال غيره بلا سبب شرعي، وإن أخذه وجب عليه رده. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦٢/١ رقم المادة: ٩٧ كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الحدود، فصل في التعزير ٦٨/٥ زكريا، الفتاویٰ الهندية / فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا سامان خریدنے کیلئے صدقہ فطر اور زکوٰۃ کی رقم کا استعمال؟

سوال (۲۸۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے نام سے کچھ چندہ جمع ہوگیا ہے، کیا اس چندہ سے صفیں، نل، لوٹے لگواسکتے ہیں یا الگ سے دوسرا چندہ کرنا ہوگا؟ کیوں کہ اِس چندہ میں ہر قسم کی مد کا پیسہ ہے، زکوٰۃ، فطرہ، چرمِ قربانی اور امداد وغیرہ کا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لوٹے وغیرہ خریدنے میں صدقہ، فطرہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی رقم لگانی درست نہیں ہے، اِس مقصد سے الگ چندہ کیا جائے۔

ولا يجوز أن يبنى بالزكاة المسجد وكذا القناطر والسقايات وإصلاح الطرقات وكرى الأنهار والحج والجهاد، وكل ما لا تمليك فيه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الزكاة / باب المصارف ١٨٨/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

چرمِ قربانی کی رقم حیلہ کرکے مسجد کی تعمیر میں لگانا؟

سوال (۲۸۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک بہت ہی غریب محلہ ہے، اور وہاں پر صرف ایک ہی مسجد ہے، اور اہل محلہ کے اندر اتنی وسعت نہیں ہے کہ وہ امام کی تنخواہ دے سکیں اور مسجد کے ضروری تعمیراتی کام کراسکیں، ایسی صورتِ حال میں اگر اہل محلہ مشورہ کرکے یہ طے کرلیں کہ اس محلہ کی اور پڑوسی محلوں کی چرم قربانی سب ایک جگہ جمع کرکے جب قیمت لگائی جائے گی، اُس وقت کوئی ایک شخص بہت ہی کم قیمت میں مثلاً پچاس روپئے فی عدد خریدنا چاہے، تو اسی کے ہاتھ سب چرمِ قربانی فروخت کردی جائے، حالاں کہ بازار میں اِس وقت اُس کی قیمت مثلاً چھ سو روپئے ہے، پھر وہ شخص ان چرم قربانی کو بازار میں اس کی اصلی قیمت یعنی چھ سو روپئے فی عدد بیچ دے اور اس میں سے پچاس روپئے کرکے فقراء کے درمیان تقسیم کرادے، اور بقیہ جو پانچ سو پچاس روپئے نفع کے بچ جائیں، تو اس رقم کو امام کی تنخواہ اور مسجد کی ضروری تعمیراتی کام میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: چرمِ قربانی کی قیمت فقراء کا حق ہے، اس طرح کا حیلہ کرکے فقراء کو اُن کے حق سے محروم کرنے کی اِجازت نہیں ہے، مسجد کی ضروریات کے لئے امدادی عام چندہ کیا جائے۔

ويتصدق بجلدها أو يعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو أو يبدله بما ينتفع به باقيًا كما مر، لا بمستهلك كخل ولحم ونحوه كدراهم، فإن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه. (الدر لمختار ۹/۳۹۸ بيروت، ۹/۴۷۵ زكريا، بدائع الصنائع ۴/۲۲۵ زكريا، تبيين الحقائق ۶/۴۸۶ زكريا، المبسوط للسرخسي ۱۲/۱۴ بيروت)

ومشائخنا رحمهم الله تعالىٰ أخذوا بقول محمدؒ دفعًا للضرر عن الفقراء. (الأشباه والنظائر ۱/۲۹۲)

Marfat.com

أما الاحتيال لإبطال حق المسلم فإثم وعدوان، وقال النسفي: في الكافي عن محمد ابن الحسن قال ليس من أخلاق المؤمنين الفرار من أحكام الله بالحيل الموصلة إلى إبطال الحق. (عمدة القاري ١٠٩/٢٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٤١٩/٥/١٢ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیع فاسد میں مبیع فروخت کرکے قیمت مسجد میں لگانا؟

سوال (٢٨٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شخص نے کوئی شئ بیع فاسد کے طریقہ پر خریدی اور پھر اس مبیع کو فروخت کرکے اُس کی قیمت مسجد میں دیتا ہے، تو یہ دینا صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صحیح نہیں ہے؛ اس لئے کہ بیع فاسد میں مبیع کے ذریعہ جو نفع حاصل ہو، وہ واجب التصدق ہوتا ہے اور مسجد ایسے مال کا مصرف نہیں ہے۔

قال الله سبحانه وتعالىٰ: ﴿يَٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٦٧]

من اشترىٰ جارية بيعًا فاسدًا وتقابضا فباعها وربح فيها تصدق بالربح. (الهداية ٥٠/٣)

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ٣٨٥/٦ كراچی، ٥٥٣/٩ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٤٩/٥)

﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ﴾ أي تقصدوا الخبيث ﴿مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ﴾: أي لو أعطيتموه ما أخذتموه إلا أن تتغاضوا فيه، فالله أغنى عنه منكم، فلا تجعلوا لله ما تكرهون.

Marfat.com

عن عبد اللّٰه بن مغفل رضي اللّٰه تعالیٰ عنه في هٰذه الآية: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ قال: كسب المسلم لا يكون خبيثًا، ولكن لا يصدق بالحشف والدرهم الزيف وما لا خير فيه. (تفسير ابن كثير[البقرة: ٢٦٧] ١/٣٢٠-٣٢١ سهيل أكيڈمي لاهور)

قال الحافظ عماد الدين إسماعيل بن كثير القرشي: قال ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: أمرهم بالإنفاق من أطيب المال وأجوده وأنفسه، ونهاهم عن التصدق برذالة المال أو دنيئته، وهو خبيثه؛ فإن اللّٰه لا يقبل إلا طيبًا. (تفسير ابن كثير ١/٣٢٠ البقرة: ٢٦٧ سهيل أكيڈمي لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲/۱/۱۴۱۴ھ

Marfat.com

مسجد کا پیسہ مدرسہ میں اور مدرسہ کا مسجد میں لگانا

مسجد و مدرسہ کی آمدنی ایک دوسرے میں خرچ کرنا؟

سوال (۲۸۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مدرسہ مسجد سے ملحق ہے اور ضرورت کے وقت ایک کی آمدنی دوسرے میں صرف کرلی جاتی ہے، اِس میں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر مدرسہ و مسجد کے چندہ دہندگان کی طرف سے ایک کی آمدنی دوسرے میں لگانے کی اِجازت ہے تو یہ عمل صحیح ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۵۸ ڈابھیل)

وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسةً، ووقف عليها أوقافًا، لا يجوز له ذلك (الدر المختار) قوله: لا يجوز له ذلك: أي الصرف المذكور ...... قال الخير الرملي: أقول: ومن اختلاف الجهة ما إذا كان الوقف منزلين: أحدهما للسكنى والآخر للاستغلال، فلا يصرف أحدهما للآخر، وهي واقعة الفتوىٰ الخ. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ۳/۳٦۰-۳٦۱ كراچی)

وقد علم منه أنه لا يجوز لمتولي الشيخونية بالقاهرة صرف أحد الوقفين للآخر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٦٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۵/۱۱/۱۴۱۱ھ

Marfat.com

مسجد کے نام پر آئے ہوئے چندہ کو مدرسہ میں لگانا؟

سوال (۲۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے مدرسہ کے ایک حصہ میں جس میں مسجد بنانا طے ہوگیا تھا اور چندہ بھی اکٹھا ہوگیا تھا، مگر زید مذکور نے اس چندہ سے متعینہ مسجد نہ بناتے ہوئے مدرسہ میں دو کانیں بنوادیں؛ لہٰذا صورتِ مذکورہ میں زید پر کیا حکم لگتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر چندہ دہندگان نے صرف مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دیا تھا، تو زید کے لئے وہ رقم مدرسہ میں لگانی جائز نہیں تھی اور اگر چندہ مطلق تھا یا مدرسہ کے لئے تھا، تو اُسے مدرسہ کی تعمیرات اور دیگر ضروریات میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراچی)

إذا ذكر للوقف مصرفًا، لا بد أن يكون فيهم تنصيص على الحاجة حقيقةً. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: متى ذكر للوقف مصرفًا لا بد أن يكون الخ ٤/٣٦٥ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۶/۲/۱۴۱۳ھ

مدرسہ کا پیسہ اور سامان مدرسہ کی مسجد میں لگانا؟

سوال (۲۸۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسہ کا فنڈ تعمیرِ مسجد میں خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ مدرسہ کی عمارت میں سے نکالا گیا میٹریل مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح مدرسہ کے فنڈ سے امام صاحب کی تنخواہ وغیرہ مسجد کے جملہ خرچ کیے جاسکتے ہیں؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ یہاں مدرسہ اصل ہے اور مسجد اُس کے تابع ہے؛ لہٰذا مدرسہ کی آمدنی عمارتی سامان وغیرہ، اور امام کی تنخواہ مدرسہ کی آمدنی سے دینا درست ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۱۴۵ میرٹھ)

أي مصالح المسجد، فيدخل المؤذن والناظر؛ لأنا قدمنا أنهم من المصالح، وقدمنا أن الخطيب داخل تحت الإمام؛ لأنه إمام الجامع، فتحصل أن الشعائر التي تقدم في الصرف مطلقًا بعد العمارة: الإمام والخطيب والمدرس والوقاد والفراش والمؤذن والناظر وثمن القناديل والزيت والحصر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٥٩ زكريا)

والذي يبتدأ به من ارتفاع الوقف عمارته شرط الواقف أو لا، ثم ما هو أقرب إلى العمارة وأعم للمصلحة كالإمام للمسجد. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٥٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفر لہ ۲۵/۱۰/۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کی دوکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کرنا؟

سوال (۲۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسہ کی آمدنی کے لئے کچھ دوکانیں تعمیر کی گئی ہیں، اُن دوکانوں کی کرایہ کی آمدنی مسجد کے خرچ کے لئے منتخب کردی جائیں یا مدرسہ میں خرچ ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ جگہ چوں کہ مدرسہ کی ہے، اِس لئے آمدنی مدرسہ ہی کو ملنی چاہئے، پھر مدرسہ چاہے تو مسجد پر خرچ کردے؛ اس لئے کہ یہاں مسجد تابع ہے۔

Marfat.com

أي مصالح المسجد، فيدخل المؤذن والناظر؛ لأنا قدمنا أنهم من المصالح، وقدمنا أن الخطيب داخل تحت الإمام؛ لأنه إمام الجامع، فتحصل أن الشعائر التي تقدم في الصرف مطلقًا بعد العمارة: الإمام والخطيب والمدرس والوقاد والفراش والمؤذن والناظر وثمن القناديل والزيت والحصر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳۵۹/۵ زکریا)

والذي يبتدأ به من ارتفاع الوقف عمارته شرط الواقف أو لا، ثم ما هو أقرب إلى العمارة وأعم للمصلحة كالإمام للمسجد. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳۵٦/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۰/۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی توسیع کیلئے حاصل شدہ رقم کا مدرسہ یا اِسکول میں صرف کرنا؟

سوال (۲۹۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گرانٹ روڈ پل کے قریب واقع مسجد پنجوقتہ نمازوں کے لئے کافی ہے؛ لیکن جمعہ وعیدین کے موقع پر مصلیوں کی کثرت کی وجہ سے ناکافی ہوتی تھی، جس کی بنا پر لوگ سڑکوں پر نماز ادا کرتے تھے، اِس کے حل کے لئے ذمہ دارانِ مسجد نے توسیع کی نیت کی، جس کی شکل صرف یہ تھی کہ مسجد سے متصل مکان جو جوابازی اور جسم فروشی کا اڈہ تھا، اُس کو خرید کر مسجد میں شامل کرلیا جائے۔ الحمد للہ! اللہ کی رحمت اور لوگوں کے تعاون سے خریداری کا کام مکمل ہوگیا، اس کے لئے عوام سے باقاعدہ مسجد بڑھانے کے عنوان سے چندہ کیا گیا، اب جدید تعمیر کے سلسلہ میں ذمہ داروں کا اِرادہ یہ ہے کہ زمین سے متصل پہلا اور دوسرا منزلہ مسجد کی توسیع کے لئے اور باقی پانچ منزلیں مدرسہ اور اسلامی اسکول کے استعمال کے لئے ہوں۔

نوٹ:- (۱) پرانی مسجد نیچے سے اوپر تک اپنی حالت پر رہے گی، اور نئی عمارت کو قدیم

Marfat.com

مسجد کے ساتھ جوڑا جائے گا۔

(۲) ذمہ دارانِ مسجد موجودہ ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اسی عمارت میں اسلامی اسکول ومدرسہ جاری کرنا چاہتے ہیں؛ تاکہ اسلامی ماحول میں بچوں کو صحیح دینی ودنیاوی تعلیم دی جاسکے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئولہ صورت میں مسجد شرعی کی توسیع کے لئے روپیہ جمع کیا گیا ہے، اور اسی نیت سے مسجد سے متصل زمین خریدی گئی ہے؛ لہٰذا یہ جگہ پیشگی منصوبے کے مطابق صرف مسجد شرعی کی توسیع ہی میں استعمال ہوسکتی ہے، مدرسہ یا اسکول بنانے میں اس کو صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ۷/۲۵، ۷/۱۰۰، فتاوی محمودیہ ۱۲/۱۵۵)

أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع (الدر المختار) وأما لو تمت المسجدية ثم أراد هدم ذٰلك البناء؛ فإنه لا يمكن من ذٰلك. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٤/٣٥٨ كراچی، ٦/٥٤٨ زكريا)

شرط الواقف كنص الشارع أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة. (الأشباه والنظائر / كتاب الوقف من الفن الثاني ٢/١٠٦ زكريا، كذا في الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب استأجر دارًا فيها أشجار ٤/٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۶/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے برتن اور دوکانوں کی آمدنی سے مسجد اور مدرسہ کا خرچ چلانا؟

سوال (۲۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نامی شخص کو مسجد کی کمیٹی نے نیا ممبر بنایا، زید کے بچپن میں محلہ کی اس مسجد میں مدرسہ کبھی

Marfat.com

بند کبھی شروع رہتا، جس کی وجہ سے زید تعلیم سے محروم رہا، اب اس کا جذبہ یہ تھا کہ کسی صورت میں میرے بچے اور محلے کے بچے عربی تعلیم سے محروم نہ رہیں، اور معلم سند یافتہ کوئی حافظ یا عالم ہو، اب جو پہلے کے معلم تھے ساٹھ روپئے ماہانہ لیتے تھے، وہ دوسری جگہ چلے گئے تھے، زید نے مصلیان اور محلہ کے لوگوں کی میٹنگ لی، اور اس میں مہینہ کے دو جمعہ میں پہلی اذان سے لے کر دونوں خطبے ختم ہونے تک مسجد کے بیرونی اڈوں پر بیٹھ کر عطیہ وصول کرنے اور جو اپنی مرضی سے دینا چاہے دے۔ اور معلم کو ڈھائی سو سے تین سو روپئے تک ماہانہ نذرانہ دینے کی بات رکھی، سب نے خوشی سے منظور کیا؛ لیکن کچھ لوگ مسجد کے باہر مخالفت کرنے لگے کہ پہلے معلم کو ۶۰ر روپئے نہیں دے سکتے تھے، اب ایک دم سے یہ ۳۰۰ر روپئے کیسے دیں گے؟ (پچیس سال قبل کی بات ہے) لیکن اللہ کا فضل کہ پہلے ہی جمعہ کو تین سو سے زائد عطیات جمع ہوگئے، اس طرح ہر مہینہ کے دو جمعوں میں زید بالکل خاموشی سے رسیدیں دیتا رہا اور ایک عالم صاحب پڑھاتے رہے، کچھ رقم معلم کا نذرانہ دینے کے بعد بچتی رہی، جس سے زید نے برتن خرید کر کرائے پر دینا شروع کر دیا اور اللہ سے دعا کرتا رہا کہ اللہ پاک مدرسہ چلانے کی آمدنی کے ذرائع کھول دے (چودہ سال یہ نظم چلتا رہا) تقریباً دس سال بعد امام صاحب -جن کی آواز ختم ہو چکی تھی- نے ایک تحریری چٹھی لکھی کہ تم جو مدرسہ کے معلم کو برتن کی آمدنی سے نذرانہ دیتے ہو وہ غلط ہے؛ لیکن زید نامی شخص جس نے ناظرہ کے مکتب کو دارالعلوم کی شکل دینے کا عزم کر رکھا تھا، ضدی ذہن کا ہونے کی وجہ سے امام کی تحریر کا جواب دل میں یہ دیا کہ اگر گناہ ہوگا تو میں ذمہ دار ہوں؛ لیکن مدرسہ ہر حال میں شروع رہے گا۔

اور اللہ کا فضل یہ کہ مدرسہ چودہ سال بغیر آمدنی کے چلتا رہا، پھر اللہ نے آمدنی کے ذرائع پیدا کر دئے اور زید نے ایک معلم کے بجائے تین معلم اور ایک مؤذن کا انتظام کر دیا، ۳۰-۴۰ طلبہ کی جگہ ڈھائی سو سے تین سو طلباء کو تعلیم دی جانے لگی۔

لیکن کچھ دین دار لوگوں کی ہی اس مدرسہ کو نظر لگی اور دارالعلوم کا قیام ہونے ہی والا تھا کہ آمدنی انتشار کا شکار ہوگئی، زید نے جو شاپنگ سینٹر عطیہ جمع کر کے بنایا تھا، اس میں کچھ دوکانیں

Marfat.com

حاصل کرنے کے لئے کچھ لوگوں نے سب امن برباد کردیا، یہ ان کا ذاتی مفاد تھا، اب زید مستعفی ہونا چاہتا ہے؛ لیکن انتظامیہ نے تین مرتبہ استعفیٰ نا منظور کردیا۔

سوال یہ ہے کہ زید اب برتن کی آمدنی دو کانوں کی آمدنی سے مدرسہ اور مسجد کا نظم چلا رہا ہے، تو اس کے اس گناہ کا کفارہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا ہے؟ براہ کرم جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتن اور دوکانیں جن کو معلم کی تنخواہ کی آمدنی کے لئے ہی خریدا گیا تھا، اُن کی آمدنی سے معلم کی تنخواہ دینا جائز ہے، اور کوئی گناہ کی بات نہیں، اور زید کو اپنے عمل پر شرمندہ ہونے اور کفارہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں، اور اس نے مذکورہ مدرسہ کی ترقی کے لئے خلوص کے ساتھ جو خدمات انجام دی ہیں، تو انشاءاللہ آخرت میں ضرور اَجر ملے گا۔

قال السندي: لكن أفتى الرملي بخلاف ما هنا في عدة أسئلة، ففي فتاواه: سئل في مدرسة احتاجت إلى نفقة لعمارة ما خرب منها، وليس هناک ما يعمر به من الوقف، هل يجوز أن تؤجر قطعة منها بقدر ما ينفق عليها أم لا؟ أجاب: مقتضى ما في الخلاصة جواز ذلک ...... وهٰذه المسئلة دليل على أن المسجد المحتاج إلى النفقة تؤجر قطعة منه بقدر ما ينفق عليه الخ. (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين / كتاب الوقف ٤/ ٨٠ كراچی)

الواجب أن يبدأ بصرف الفرع إلى مصالح الوقف من عمارته وإصلاح ما وهي من بنائه وسائر مؤناته التي لابد منها. (بدائع الصنائع، كتاب الوقف / فيما يرجع إلى الموقوف ٥/ ٣٣٠ المكتبة النعيمية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۴/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام پر جمع کردہ چندہ سے مدرسہ کی تعمیر کرانا؟

سوال (۲۹۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: ایک مسجد جو ایک مسلم محلّہ میں واقع ہے، اس کی از سرِ نو تعمیر کے لئے چندہ کیا گیا؛ لیکن اس مسجد سے متصل ایک مدرسہ واقع ہے، کیا اِس پیسہ سے جو مسجد کے لئے جمع کیا گیا ہے، اس مدرسہ کی بھی از سرِ نو تعمیر کی جاسکتی ہے؟ یا مدرسہ کے لئے الگ سے چندہ کیا جائے اور آئندہ چندہ مسجد اور مدرسہ کے نام سے ایک ساتھ کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ مدرسہ مسجد کی انتظامیہ کے ماتحت چلتا ہے، تو مدرسہ ومسجد کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی فنڈ سے کی جاسکتی ہے۔

اتحد الواقف والجهة (الدر المختار) بأن وقف وقفين على المسجد، أحدهما على العمارة والآخر إلى إمامه أو مؤذنه، والإمام والمؤذن لايستقر لقلة المرسوم للحاكم الدين أن يصرف من فاضل وقف المصالح والعمارة إلى الإمام والمؤذن باستصواب أهل الصلاح من أهل المحلة إن كان الوقف متحدًا. (الدر لمختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه ٥٥١/٦ زكريا، كذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ٢١٦/٥ کراچی، مجمع الأنهر / كتاب لوقف ٥٩٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مسجد کی رقم پرائمری اسکول کی تعمیر یا تنخواہ میں خرچ کرنا

سوال (۲۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد کی رقم مدرسین کی تنخواہ، مدرسہ کی تعمیر اور ہندی انگلش پرائمری تعلیم پر خرچ کی جاسکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خاص اراضیٔ مسجد کی رقم ضروریات مسجد کے علاوہ کہیں خرچ نہ کی جائے اور اگر چندہ مشترک اُمور (مسجد، مدرسہ اور اسکول وغیرہ) کے لئے ہو، تو اُسے

Marfat.com

مسجد کے علاوہ دیگر جگہوں پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔

ویبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب: يبدأ من غلة الوقف بعمارته ٣٦٦/٤ كراچی، ٥٥٩/٦ زكريا)

وفي الشامي بحثًا: أي بل يصرف إلى كل منهم القدر الذي عينه الواقف. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها ٣٦٨/٤ كراچی، ٥٦١/٦ زكريا)

كل يتصرف في ملكه كيف شاء. (شرح المجلة لسليم رستم باز، الفصل الأول في بعض قواعد في أحكام الأملاك ٦٥٤/١ رقم المادة: ١١٩٢ المكتبة الحنفية كوئٹه)

لأن الملك ما من شانه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص. (رد المحتار، كتاب البيوع / مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم ٥٠٢/٤ كراچی)

سئل أبو القاسم عمن اشترى الدهن أو الحصير للمسجد أيهما أفضل؟ قال: هما سواء، فقال الفقيه أبو الليث: إن كان المسجد محتاجًا إلى أحدهما فشراؤه أفضل، وإن كان سواء في الحاجة إليهما، كانا في الثواب والأجر سواء أيضًا. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الوقف / مسائل وقف المساجد ٨٥١/٥ إدارة القرآن كراچی، ١٦٩/٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۰/۲۴ھ

اسکول کی نیت سے خرید کردہ مکان میں مسجد کا روپیہ لگانا؟

سوال (۲۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اسی ٹرسٹ نے اس مسجد ومدرسہ کے مکان سے ملا ہوا ایک مکان اسکول کی نیت سے خریدا؛ لیکن رقم وصول کرنے والوں نے کچھ اسکول کے نام پر وصول کیا اور کچھ مسجد کے نام پر، اور دونوں رقم

Marfat.com

اس طرح مخلوط ہے کہ الگ نہیں کی جاسکتی۔ اب سوال یہ ہے کہ مسجد واسکول دونوں کے نام پر جمع شدہ رقم سے خریدے ہوئے مکان کے لئے مسجد کا حکم ہوگا یا اسکول کا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسکول کی نیت سے خریدے گئے مکان میں مسجد کے لئے حصول کردہ جتنی رقم لگائی گئی ہے، اس کا اندازہ لگا کر اس رقم کو اسکول کی مد سے الگ کرنا لازم ہے، اور اتنی رقم مسجد ہی کے مصارف میں لگانا ضروری ہے، اگر ایسا نہیں کیا گیا، تو ٹرسٹ کے ذمہ دار آخرت میں مؤاخذہ دار رہیں گے۔

يلزم رد الوديعة إلى صاحبها إذا طلبها. (شرح المجلة ٤٤٠/١ رقم المادة: ٧٩٤ المكتبة الحنفية كوئٹه)

رجل جمع مالاً من الناس لينفقه في بناء المسجد، وأنفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه، ثم رد بدلها في نفقة المسجد، لا يسعه أن يفعل ذٰلك، وإذا فعل إن كان يعرف صاحب المال رد الضمان عليه، أو يسأله ليأذن له بإنفاق الضمان في المسجد. (فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا الخ ٢٩٩/٣ زكريا)

ولو جمع مالاً لينفقه في بناء المسجد، فأنفق بعضه في حاجته، ثم رد بدله في نفقة المسجد لا يسعه أن يفعل ذٰلك. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٤٢٠/٥ دار الكتب العلمية بيروت)

وقد علم منه أنه لا يجوز لمتولي الشيخونية بالقاهرة صرف أحد الوقفين للآخر. (البحر الرائق ٣٦٢/٥ زكريا)

وعلى الإمام أن يجعل لكل نوع من هٰذه الأنواع بيتًا ليخصه ولا يخلط بعضه ببعض؛ لأن الكل نوع حكمًا يختص به، فإن لم يكن في بعضها شيء،

Marfat.com

فللإمام أن يستقرض عليه من النوع الآخر ويصرفه إلى أهل ذلك، ثم إذا حصل من ذلك النوع شيء، رده في المستقرض منه. (تبيين الحقائق، كتاب السير / باب العشر والخراج والجزية ٤/ ١٧١ دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب السير / باب العشر والخراج والجزية ٥/ ٢٠٠-٢٠١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی دوکانوں کی آمدنی مدرسہ کے کام میں بطور رشوت خرچ کرنا

سوال (۲۹۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی دوکانوں کی آمدنی کرایہ کو مدرسہ کے فائدہ کے لئے مثلاً عمارت وغیرہ کے حصول کے لئے بطور رشوت کے دینا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی دوکانوں کی آمدنی مدرسہ کے کام میں بطور رشوت خرچ کرنا جائز نہیں، اور مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود کوئی شخص اگر یہ کام کرے، تو وہ لائق اِمامت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۴۹۰ ڈابھیل)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الراشي والمرتشي في الحكم. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ١/ ٢٤٨)

وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين، أو رجلٌ مسجدًا ومدرسةً ووقف عليها أوقافًا لا يجوز له ذلك. (شامي ٦/ ٥٥١ زكريا)

ويحرم طلب الرشوة وبذلها وقبولها كما يحرم عمل الوسيط بين الراشي والمرتشي. (الموسوعة الفقهية ٢٢/ ٢٢٢ بيروت)

Marfat.com

ثم الرشوة أربعة أقسام: منها ما هو حرام على الآخذ والمعطي. (شامي ۳٤/۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۵/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی بجلی مدرسہ والوں کا استعمال کرنا اور مسجد سے قرض لینا

سوال (۲۹۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کی زمین پر مدرسہ بنا ہوا ہے، جس میں ہندی انگریزی اور اردو قرآنِ پاک ناظرہ وحفظ کی تعلیم دی جاتی ہے، اِس مدرسہ کا ناظم زید ہے، مسجد کی تحویل میں سے مسجد کے منتظم بکر سے سترہ ہزار روپئے بطور قرض چند دن کے لئے لئے تھے، اس وقت مدت پانچ سال سے زائد ہوچکی ہے، ابھی تک روپیوں کی ادائیگی نہیں کی، پہلے مدرسہ کا مدرس مسجد میں مدرسہ کی جانب سے نماز پڑھاتا تھا، اب مدرسہ کا مدرس مسجد میں نماز پڑھاتا ہے، تو مسجد سے تنخواہ لیتا ہے، مسجد کے کنکشن سے مدرسہ کے پنکھے کولر اور تمام ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں، مسجد کو کسی طرح مدرسہ کی جانب سے کرایہ نہیں ملتا، بتی کا بل بھی مسجد کی جانب سے ادا کیا جاتا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر مسجد اور مدرسہ کی انتظامیہ الگ الگ ہے، تو ایک کی آمدنی دوسرے میں صرف کرنا درست نہیں، اِسی طرح مسجد کی بجلی مدرسہ والوں کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اگر وہ استعمال کریں تو اس کا معاوضہ دینا لازم ہے، اور جو روپئے مسجد کے فنڈ سے مدرسہ میں قرض کے طور پر لئے گئے ہیں، مدرسہ کے منتظمین پر اُن کی جلد از جلد ادائیگی لازم ہے۔

وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسة ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك (الدر المختار) أي الصرف المذكور، قال

Marfat.com

خیر الرملي: أقول: ومن اختلاف الجهة ما إذا كان الوقف منزلين أحدهما للسكنى والآخر للاستغلال، فلا يصرف أحدهما للآخر. (الدر المختار مع الشامي ٥٥١/٦ زكريا)

متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته. (الفتاوی الهندية ٤٦٢/٢)

المديون تقضى بأمثالها. (الأشباه والنظائر الفن الثاني ٢٥٦، الدر المختار ٦٦٤/٥ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۲/۸/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا مال قیمتاً خرید کر مدرسہ والوں کا رقم ادا نہ کرنا؟

سوال (۲۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے منتظم بکر سے مدرسہ کے ناظم زید نے چھ برس قبل مسجد کی اینٹیں مورنگ لکڑی وانگل وغیرہ لیا تھا، جس کی قیمت قریب ۱۶ رہزار روپئے بنتی ہے، بکر کے کئی بار تقاضا کرنے پر بھی زید نے ابھی تک ان چیزوں کی واپسی نہیں کی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے مال میں سے جو اشیاء قیمتاً مدرسہ کے لئے لی گئی ہیں، مدرسہ پر ان اشیاء کی قیمت مسجد کو لوٹانی واجب ہے، جلد از جلد انتظام کر کے مسجد کا قرض ادا کرنا چاہئے۔

حشيش المسجد إذا كانت له قيمة فلأهل المسجد أن يبيعوه. (الفتاوی الهندية / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٤٥٩/٢)

إذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع. (الهداية / كتاب البيوع ٢٠/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۸/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد اور اسکول کے نام پر جمع کردہ مخلوط رقم سے خریدا ہوا کمرہ مسجد کا ہے یا اسکول کا؟

سوال (۲۹۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) استفتاء کے ساتھ لگائے گئے کاغذ پر جو نقشہ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے: کمرہ نمبر ۱، ۲، ۳۔ یہ جگہ برائے مدرسہ ومسجد مختص ہے، اور کمرہ ۵، ۷، ۹، یہ تینوں مسجد کے کمرے ہیں، جس میں کمرہ نمبر ۵/ میں استنجاء خانہ اور وضوخانہ ہے، کمرہ نمبر ۷/ رہائش کے لئے کرایہ پر دیا گیا ہے، اور کمرہ نمبر ۹/ مدرسہ واسکول کے آفس کے لئے مستعمل ہے۔

دریافت طلب امر کمرہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ کے متعلق ہے، اس میں کمرہ نمبر ۱۵/ مسجد کی نیت سے توسیع مسجد کے لئے خریدا گیا تھا، اس میں جمعہ اور تراویح کی نماز ہوتی تھی، بعد میں اسی کمرہ میں ایک دینی طرز کا اسکول شروع کیا گیا، اس کے بعدہ کمرہ ۱۳، ۱۴، خریدا گیا، اور ان دونوں کمروں کی خریداری کے لئے چندہ جمع کرنے والوں نے مختلف اعتبار سے وصول کیا، کسی نے مسجد کے لئے وصول کیا، اور کسی نے اسکول کے لئے، اور کسی نے یہ کہہ کر چندہ جمع کیا کہ یہ جگہ اسکول کے لئے ہے؛ البتہ اس سے جمعہ وعیدین وغیرہ میں کافی سہولت ہو جائے گی۔

سوال یہ ہے کہ کمرہ ۱۳، ۱۴، جو مسجد واسکول کے لئے جمع کردہ مخلوط رقم سے خریدا گیا، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ مسجد کی ملکیت ہے یا اسکول کی؟

(۲) ہماری ایک تجویز یہ ہے کہ کمرہ نمبر ۱۵ جو خالص مسجد کی ملکیت ہے، اس کی پوری قیمت اور کمرہ ۱۳، ۱۴، میں استعمال شدہ رقم تخمیناً، اسکول کی طرف سے مسجد کو ادا کرکے گلی کے ایک طرف کا پورا حصہ اسکول کے لئے خاص ہو جائے، اور اس رقم سے مسجد سے متصل دوسرا کمرہ خرید کر توسیع

Marfat.com

مسجد کے لئے گلی کے دوسری طرف کا پورا حصہ خاص کردیا جائے، تو کیا یہ تجویز از روئے شرع درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) اگر مسجد اور اسکول کی انتظامیہ رجسٹرڈ ٹرسٹ ہے، جیسا کہ سوال نامہ میں لکھا گیا ہے، تو کمرہ ۱۳، اور ۱۴ / اسی ٹرسٹ کی ملکیت قرار پائیں گے، اور ٹرسٹ کے ذمہ داران ان کمروں کو مسجد یا دینی طرز کے اسکول میں استعمال کرسکتے ہیں۔

القيم إذا اشترى من غلة المسجد حانوتًا، أو داراً أن يستغل ويباع عند الحاجة جاز إن كان له ولاية الشراء. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل الثاني من كتاب الوقف ٤٦٢/٢ زكريا)

(۲) اگر ٹرسٹ کے حضرات مناسب سمجھیں تو آپ کی پیش کردہ تجویز پر عمل کرسکتے ہیں؛ اس لئے کہ یہ زمین موقوفہ نہیں ہے؛ بلکہ ٹرسٹ کی ملکیت ہے، تو حسبِ صواب دید اس کا تبادلہ کرسکتے ہیں۔

متولي المسجد إذا اشترى بمال المسجد حانوتًا أو دارًا ثم باعها جاز إذا كانت ولاية الشراء. (الفتاوىٰ التاتارخانية / الفصل الحادي والعشرون في المساجد ٨٦٢/٥ إدارة القرآن كراچی، ١٨٠/٨ رقم: ١١٥٦٨ زكريا)

إن متولي المسجد إذا اشترى من غلته حانوتًا أو دارًا، فهٰذه الدار أو هٰذا الحانوت هل يلتحق بالحوانيت الموقوفة؟ – إلى قوله– المختار: أنه لا يلتحق بالحوانيت الموقوفة على المسجد، ولكن يصير مستغلاً للمسجد. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٨٦٢/٥ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/ ۳/ ۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی زمین پر بنے ہوئے مدرسہ سے مسجد کمیٹی کا کرایہ لینا؟

سوال (۳۰۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے برابر میں ایک اراضی مسجد کے نام ہے، اس اراضی میں محلّہ کے بچے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، اور مسجد کو اس مدرسہ کا کرایہ دیا کرتے تھے، اس اراضی میں چار کرایہ دار تھے؛ لہٰذا مسجد کی کمیٹی اور محلّہ کے لوگوں نے اس اراضی کو مدرسہ بنانے کے لئے زکوٰۃ فطرہ اور چرم کے عطیات سے اراضی کی تعمیر کرائی اور مسجد کی آمدنی سے دو کانیں بڑھائیں، اب اسی اراضی میں دس کرایہ دار ہیں، پہلے چار تھے چھ کا اضافہ ہوا ہے؛ لہٰذا مدرسہ کی تعمیر زکوٰۃ فطرہ اور چرمِ قربانی کے عطیات سے کی گئی ہے، اور مدرسہ میں دینی تعلیم ناظرہ اور قرآن حفظ اردو ہندی کی بھی تعلیم دی جاتی ہے، اور محلّہ کے چند حضرات کے تعاون سے یہ مدرسہ چل رہا ہے؛ لہٰذا محلّہ کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مدرسہ کو بھی کرایہ دینا چاہئے، مسجد کو مسجد کا کرایہ لینا درست ہے، کرایہ سب مسجد کو جاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسجد اور مدرسہ کی کمیٹیاں الگ الگ ہیں، اور یہ مدرسہ مسجد کے تابع نہیں ہے، تو چوں کہ اس کی تعمیر مسجد کی اراضی پر ہوئی ہے، اس لئے مدرسہ کے فنڈ سے مناسب کرایہ مسجد کو دینا چاہئے، اور اگر یہ مدرسہ مسجد کے ماتحت ہے، اور دونوں کا انتظام ایک ہی کمیٹی کرتی ہے، تو پھر کرایہ کی ضرورت نہیں، اور یہاں واضح رہنا چاہئے کہ مدرسہ یا مسجد کی تعمیر میں براہِ راست زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کی رقم لگانا درست نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۵۲/۱۴ ڈابھیل، فتاویٰ رحیمیہ ۹۵/۶)

ولو كانت الأرض متصلة ببيوت المصر يرغب الناس في استيجار بيوتها، وتكون غلة ذلك فوق غلة الزرع والنخيل كان للقيم أن يبني فيها بيوتًا فيواجرها. (الفتاوى الهندية / الباب الخامس من كتاب الوقف ٤١٤/٢ زكريا، كذا في قاضي خان

Marfat.com

علی هامش الهندیة / باب الرجل یجعل داره مسجدًا ۳/ ۳۰۰ زکریا، فتح القدیر / الفصل الأول من کتاب الوقف ۶/۱ ۲٤ دار الفکر بیروت)

لایصرف إلی بناء نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات، وإصلاح الطرقات وکری الأنهار، وکل مالا تملیک فیه. (شامي ۲۹۱/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۶/۱۰/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام پر وصول کیا ہوا چندہ دوسری بستی کے مدرسہ یا مسجد میں لگانا؟

سوال (۳۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ایک دیہات میں مسجد بنانے کی غرض سے کچھ رقم بطور چندہ امداد کے وصول کی ہے، اس دیہات کے حالات ایسے ہی ہے کہ اس میں ۷۰-۸۰ رگھر مسلمانوں کے ہیں، جن کی دینی وتعلیمی حالت کافی ناساز ہے، بچوں، بوڑھوں نوجوانوں مرد وعورت کسی کو کلمہ تک یاد نہیں ہے، اور بستی میں مسجد ومکتب بھی نہیں ہے، کبھی کبھار جماعت کے ساتھی آتے ہیں اور اُن کو سمجھاتے ہیں؛ لیکن اُن بستی والوں کا رابطہ وتعلق بریلوی علماء سے زیادہ ہے، جس کی وجہ سے وہ اُن کو بہکاتے رہتے ہیں، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ امام ہم اپنے خیال کا رکھیں گے، جب کہ رقم دینے والے اور رقم جمع کرانے والے دونوں صحیح العقیدہ ہیں، اور جو علماء دیوبند تبلیغ وجماعت سے منسلک ہیں اُن کا اِرادہ بھی یہی ہے کہ بستی میں جماعت کا کام ہو؛ لیکن بستی والے نہیں چاہتے، وہ کہتے ہیں کہ رقم ہمارے حوالہ کردو، ہم اپنے حساب سے کام میں لیں گے، کیا یہ رقم اُن کو دے دی جائے یا نہیں؟ دوسرا بات یہ ہے کہ کیا یہ رقم بجائے اس بستی کے کسی دوسری بستی میں مسجد بنوانے یا کسی دوسرے دینی مدرسہ میں خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب تفصیل سے دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو رقم مذکورہ بستی میں مسجد بنانے کے لئے وصول کی گئی ہے، وہ اس بستی میں مسجد بنانے میں خرچ کرنی ضروری ہے، حکمتِ عملی کے ساتھ کچھ بستی والوں کو ساتھ لے کر وہاں مسجد تعمیر کرنے کی کوشش کی جائے، یہ رقم کسی اور جگہ صرف نہ کی جائے۔

مستفاد: شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچي، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١٢٦/١ المكتبة الميمنية مصر)

أما إذا اختلف الواقف أو اتحد الواقف واختلف الجهة بأن بنى مدرسةً ومسجدًا، وعين لكل وقفًا، وفضل من غلة أحدهما، لا يبدل شرط الواقف. وكذا إذا اختلف الواقف لا الجهة، يتبع شرط الواقف، وقد علم بهٰذا التقرير إعمال الغلتين إحياءً للوقف ورعاية شرط الواقف. هٰذا هو الحاصل من الفتاوىٰ الخ. وقد علم أنه لا يجوز لمتولي الشيخونية بالقاهرة صرف أحد الوقفين للآخر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٦٢/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفر لہ ۲۴/۸/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کی اینٹ مسجد کی نالی میں لگانا؟

سوال (۳۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسہ کی بچی ہوئی اینٹ مسجد کی نالی میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مدرسہ کو ضرورت نہ ہو اور اینٹیں رکھے رکھے ضائع

Marfat.com

ہونے کا اندیشہ ہو، تو اُنہیں مسجد میں لگایا جا سکتا ہے، اور بہتر صورت یہ ہے کہ مسجد کی جانب سے اینٹوں کا معاوضہ مدرسہ کے فنڈ میں داخل کردیا جائے؛ تاکہ کوئی اشکال نہ رہے۔

وعن الثاني: ينقل إلى مسجد آخر بإذن القاضي ...... حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما، وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما، فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلى أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض. (الدر المختار / كتاب الوقف ٣٥٩/٤ كراچی، ٥٤٩/٦ زكريا)

والذي ينبغي متابعة المشايخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض، كما أفتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني – وكفى بهما قدوةً –، ولا سيما في زماننا، فإن المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل، يأخذ أنقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد، وكذلك أوقافه يأكلها النظار أو غيرهم، ويلزم من عدم النقل خراب المسجد الآخر المحتاج إلى النقل إليه. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في أنقاض المسجد ونحوه ٣٦٠/٤ كراچی، وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمةُ لا بأس دليل على أن المستحب غيره ٦٥٨/١ كراچی)

وسئل شمس الأئمة الحلواني عن مسجد أو حوض خرب، ولا يحتاج إليه لتفرق الناس: هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلى مسجد آخر أو حوض آخر؟ فقال: نعم. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / الفصل الرابع والعشرون في الأوقات التي يستغني عنهما ٨٧٧/٥ إدارة القرآن كراچی، ١٩٦/٨ رقم: ١١٦٢٤ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الثالث عشر في الأوقاف التي يستغني عنها الخ ٤٧٨/٢ زكريا، وكذا في رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٥٩/٤ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۸/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی چھت پر مدرسہ کی کڑیاں رکھنا

سوال (۳۰۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تعمیر کے وقت ضرورۃً مدرسہ کی چھت کا تھوڑا سا حصہ اگر مسجد کی چھت پر آجائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی چھت پر مدرسہ کی عمارت کی کڑیاں وغیرہ رکھنا درست نہیں ہے۔

وبه علم حكم ما يصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره؛ فإنه لا يحل. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٨/٦ زكريا)

ولا يوضع الجذع على جدار المسجد وإن كان من أوقافه. (البحر الرائق / أحكام المساجد ٤١٩/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۱/۱۱/۵ھ

Marfat.com

مسجد میں مدرسہ وغیرہ قائم کرنا

مسجد کے تہ خانہ میں مدرسہ قائم کرنا اور ایک کے مصارف دوسرے میں استعمال کرنا؟

سوال (۴۰۴):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک نئی جامع مسجد اس طرح تعمیر ہورہی ہے کہ نیچے تہ خانہ اور اوپر مسجد ہے، اور تہ خانہ میں ایک مدرسہ قائم کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے مسجد آباد ہوجائے گی اور نماز پنج گانہ ہونے لگے گی؛ لیکن مدرسہ نہ ہونے کی صورت میں ابھی کافی عرصہ تک اس مسجد کے آباد ہونے اور تعمیر ہونے کی کوئی اُمید نہیں ہے؛ کیوں کہ مسجد مذکور آبادی کے باہر ہے، اور آبادی میں کئی مسجدیں موجود ہیں، اور جامع مسجد بھی ہے، نئی جامع مسجد کی یہ زمین آئندہ آبادی کے بڑھنے کی ضرورت کے پیشِ نظر خریدی گئی تھی۔

مسجد سیلابی جگہ پر ہے، پٹاؤ کی وجہ سے مسجد کا فرش اونچا بنوانا تھا، مگر جو اونچائی رکھی گئی یعنی ۱۳-۱۴ر فٹ، اتنے کی ضرورت نہ تھی، اس کا مقصد یہی تھا کہ کچھ مٹی پاٹنے کے بعد ہم نچلے حصہ کو کسی کام میں لائیں گے اور اوپر کے حصہ پر نماز ہوگی، چناں چہ اسی لئے نیچے پایا کے ساتھ ساتھ پچھم، اتر اور دکھن کی طرف سے دیواریں بھی بنائی گئیں اور اس میں روشن دان بھی لگوایا گیا، گویا ابتدا ہی میں نیت یہی تھی کہ مسجد اوپر رہے گی اور تہ خانہ میں مسجد کی مصالح وضروریات کے تحت کچھ بنے گا۔

جو مدرسہ تہہ خانہ میں قائم کیا گیا ہے، اس میں بچوں اور بچیوں کی الگ الگ تعلیم کے لئے

Marfat.com

الگ الگ عمارتیں موجود ہیں؛ لیکن اس کا شعبہ عربی وفارسی وحفظ وقرأت مسجد مذکور کے تہ خانہ اور بچی ہوئی زمین پر قائم کیا جارہا ہے، اور مدرسہ کی کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ مزید زمین وجگہ کی تلاش بھی جاری رہے گی۔

پہلے بچوں اور بچیوں کی تعلیم ایک ہی عمارت میں مخلوط ہوا کرتی تھی؛ لیکن پھر انتظامی وشرعی مصالح کے تحت دونوں کی تعلیم دو عمارت میں الگ الگ کردی گئی، اور اب اسی مدرسہ کا شعبۂ عربی وغیرہ بعض انتظامی وشرعی مصالح کے پیشِ نظر تیسری جگہ مسجد مذکور کے تہ خانہ میں اور اس کی بچی ہوئی زمین میں قائم کیا جارہا ہے، انتظامی مصلحت یہ ہے کہ مذکورہ دونوں عمارتوں میں سے کسی عمارت میں اگر یہ شعبہ جات قائم کئے جائیں، تو آگے چل کر جگہ کم پڑجائے گی اور اس سے ملحق زمین کی خریداری بھی تقریباً ناممکن ہے؛ کیوں کہ یہ آبادی کے اندر ہے، نیز اقامتی ادارہ کے لئے جو پرسکون تعلیمی ماحول آبادی کے باہر ملے گا وہ آبادی کے اندر نہ مل سکے گا، مسجد مذکور کے تہ خانہ اور بچی ہوئی زمین میں فی الحال بھی مذکورہ شعبہ جات کے لئے مدرسہ کی دونوں عمارتوں (شعبۂ پرائمری وشعبۂ نسواں) کے مقابلہ میں زیادہ جگہ مل رہی ہے، نیز اس سے ملحق اراضی بھی مالی گنجائش ہونے پر خریدی جاسکتی ہے، اور شرعی مصلحت یہ ہے کہ اس مدرسہ کے ذریعہ مسجد کی کماحقہ حفاظت ہوگی اور نماز پنج گانہ بھی ہونے لگے گی اور اس کی تعمیر بھی جلد ہوجانے کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں مسجد کے تہ خانہ میں اور مسجد کی بچی ہوئی زمین میں مدرسہ قائم کرنا اور درس گاہ وغیرہ تعمیر کرانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور کتبِ فقہ کی رو سے اِس عبارت کا کیا مطلب ہے کہ مسجد تحت الثریٰ سے اِلی عنان السماء مسجد ہوتی ہے، نیز کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جب مدرسہ کی زمین اور رقم مسجد کے مصرف میں اور مسجد کی زمین اور رقم مدرسہ کے مصرف میں کام آسکے؟

نوٹ:— درج بالا سوال کے بارے میں حضرت مولانا جمیل احمد صاحب نذیری جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ اعظم گڑھ کا ایک تفصیلی فتویٰ بھی ملحق ہے:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وهو الموفق للصواب: مسجد کی تعمیر کی دوصورتیں ہوتی ہیں: ایک یہ کہ مسجد تعمیر کرائی گئی اور مسجد کے نیچے تہ خانہ وغیرہ کچھ بنوانے کا ارادہ نہیں تھا، دوسرے یہ کہ تعمیر کے وقت ہی نیت تھی کہ مسجد کی مصالح کے لئے نیچے تہ خانہ رہے گا اور اوپر مسجد۔

پہلی صورت میں مسجد "تحت الثریٰ إلی عنان السماء" مسجد ہوتی ہے، دوسری صورت میں تہ خانہ کے اوپر سے مسجد شمار ہوگی اور تہ خانہ مصالح مسجد میں شمار ہوگا اور مسجد کی مسجدیت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ، صاحبِ درمختار علامہ حصکفیؒ کی اس عبارت: إذا جعل تحته سرداباً لمصالحه أي المسجد جاز كمسجد القدس کے تحت فرماتے ہیں:

ظاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد أو لا إلا أنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه مسجداً فيما إذا لم يكن وقفًا على مصالح المسجد، وبه صرّح في الإسعاف، فقال: وإذا كان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو كانا وقفًا عليه صار مسجدًا. (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٥٤٧/٦ زكريا)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے سوال کیا گیا کہ اگر مسجد بالائی منزل میں ہو اور اس کے نیچے کا خلا ضروریات ومنافع ومصالح مسجد کے لئے مستعمل ہو، تو مسجد؛ مسجد کا حکم رکھتی ہے یا نہیں؟ اور اس طرح مسجد کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟

اِس سوال کے جواب میں حضرت تھانویؒ نے درمختار کی مذکورہ بالا عبارت نقل کی، پھر فرمایا کہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مسجدیت کے مکمل ہونے سے قبل ایسا کیا جائے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ (امداد الفتاویٰ ۲/۶۸۳)

حضرت تھانویؒ ایک دوسری کتاب "آداب المساجد" میں اسی مسئلہ کے تحت فرماتے ہیں:

Marfat.com

''اس دوسرے درجہ کی بنا مشروط ہے، اس کے ساتھ کہ مسجد کی مسجدیت سے قبل بانی کی نیت اس بناء کی ہو، ورنہ بعد تمامیت مسجد کے ایسا کوئی تصرف جائز نہیں''۔

فقہاء نے جو مسجد کو عنانِ سماء وتحت الثریٰ مسجد کہا ہے یہ مقید ہے، اس صورت کے ساتھ جب کہ بناء مسجد کے وقت دوسرے درجہ فوقانی یا تحتانی بنانے کی نیت نہ ہو۔ (آداب المساجد ۶۵-۶۶، بحوالہ امداد الفتاویٰ)

جدید فقہی مسائل کے مصنف لکھتے ہیں کہ: ''ایسی صورت میں یہ نچلی منزل مسجد نہیں؛ بلکہ ایک ایسی عمارت کے درجہ میں ہوگی جسے مصالح مسجد کے لئے وقف کردیا گیا ہے اور بالائی چھت سے مسجد کا شمار ہوگا، علامہ علاء الدین حصکفیؒ فرماتے ہیں: إن جعل تحته سردابًا لمصالحه جاز كمسجد القدس مگر یہ حکم اُس وقت ہوگا جب کہ مسجد کی تعمیر ہی کے وقت ایسی نیت کرلی جائے، اگر شروع میں کسی زمین پر مسجد کی تعمیر کرلی گئی اور بعد کو تہ خانہ بنایا گیا تو درست نہ ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل ۱/۷۴-۷۵)

اَب رہی یہ بات کہ مسجد کے تہ خانہ اور بچی ہوئی زمین پر کوئی مدرسہ یا کسی مدرسہ کا کوئی شعبہ قائم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں مسجد و مدرسہ کی نوعیت جان لینا ضروری ہے، مسجد و مدرسہ کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) مسجد و مدرسہ میں سے ایک مستقل بالذات ہو اور اصل ہو، کوئی کسی کی مصالح وضروریات میں شامل نہ ہو، مثلاً مسجد آبادی کے اندر ہو، آبادی کے لوگ نماز پڑھتے ہوں، مسجد آباد کرنے کے لئے مدرسہ کی ضرورت نہ ہو اور مثلاً مدرسہ آبادی کے اندر ہو، مدرسہ میں پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے قریب میں مسجد موجود ہو۔

اِن دونوں صورتوں میں کوئی کسی کی ضروریات ومصالح میں شامل نہیں ہوسکتا، مسجد مدرسہ کے مصالح میں شامل نہ ہوگی اور مدرسہ مسجد کی مصالح میں شامل نہ ہوگا، اور ایک دوسرے کی زمین وآمدنی وغیرہ ایک دوسرے میں نہ لگ سکے گی۔

لايصرف أحد الوقفين إلى الآخر. (الفتاویٰ الخیریۃ ۱/۱۶۵)

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مدرسہ اصل ہو اور مدرسہ میں پڑھنے والوں کے لئے مسجد کی

Marfat.com

ضرورت ہو، مثلاً مدرسہ آبادی کے باہر اور وہاں کوئی مسجد نہ ہو، اس صورت میں یہ مسجد مدرسہ کی مصالح اور ضروریات میں شامل ہوجائے گی اور مدرسہ کی زمین پر مدرسہ کے پیسہ سے مسجد بنوائی جاسکتی ہے۔

چناں چہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب مفتی اعظم دار العلوم دیوبند فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اگر مدرسہ اصل ہو اور اُس کے لئے ہی مسجد بنائی جائے، تو مسجد کے اخراجات مدرسہ سے پورے کئے جائیں گے''۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۶۵/۱۲-۲۶۶/۲)

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ مسجد اصل ہو؛ لیکن غیر آباد اور غیر محفوظ ہو، مثلاً آبادی کے باہر ہو یا کسی ویرانے میں ہو اور وہاں مدرسہ قائم کردینے سے مسجد آباد بھی ہوجائے اور محفوظ بھی، اس صورت میں یہ مدرسہ مسجد کے مصالح اور ضروریات میں شامل ہوجائے گا اور مسجد کی زمین میں مدرسہ بنوانا جائز ہوگا، حتی کہ اگر مدرسہ کے لئے چندہ وغیرہ نہ ہو اور مسجد کے پاس ہو تو مسجد کی رقم اور سامان بھی مدرسہ میں لگانا جائز ہوگا؛ کیوں کہ یہ رقم خرچ کرنا اور سامان لگانا مصالح مسجد میں رقم لگانا اور خرچ کرنا قرار دیا جائے گا جو کہ بلا شک وشبہ جائز ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ سے ایک ایسی جامع مسجد کے متعلق سوال کیا گیا جو کثیر الاوقاف اور زیادہ آمدنی والی تھی، مستفتی نے پوچھا تھا کہ وہ زائد آمدنی کو تعلیم دین، تبلیغ اسلام اور تدریس علوم شرعیہ پر خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

حضرت مفتی صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ: ''صورتِ مسئولہ میں اگر مسجد کی آمدنی کا روپیہ زیادہ، صرف کم اور اتنا روپیہ ہر وقت موجود رہتا ہے کہ ضرورت شکست وریخت وغیرہ بسہولت پوری ہوسکے اور روپیہ جمع رہنے میں خیانت کا قوی اندیشہ ہو، اور اس روپیہ سے مسجد کے لئے جائیداد خریدنے کے بعد بھی زائد بچ رہے، تو پھر اسی مسجد میں دینی مدرسہ قائم کرلیا جائے؛ تاکہ مسجد کی آبادی میں ترقی ہو؛ کیوں کہ آبادی کو ترقی دینا مسجد کی بڑی مصلحت ہے''۔ آگے حضرت مفتی صاحب نے عالمگیری کا حوالہ دیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۰۹/۱)

Marfat.com

اِس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ جب محض آبادی کو بڑھانا مسجد کی بڑی مصلحت بن گیا اور اس کی وجہ سے مسجد میں مدرسہ قائم کرنے کی گنجائش ہوگئی، تو جہاں مسجد سرے سے آباد ہی نہ ہو اور مدرسہ قائم کرنے سے آباد ہو جائے وہ بدرجہ اولیٰ مسجد کی بڑی مصلحت بن جائے گا۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالإيمان؛ فإن الله يقول: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (سنن الترمذي وابن ماجة والدارمي، مشكوٰة المصابيح / باب المساجد ومواضع الصلاة ٦٩)

حضرت مفتی صاحب نے فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۱۴۷ پر ایک شخص کو اس لئے ترقی دینے اور بیرونی طلبہ رکھنے کا مشورہ دیا؛ تا کہ اس مدرسہ کی مسجد آباد ہو جائے، جب کہ وہ مسجد نا تمام دیواریں بنا کر ہی چھوڑ دی گئی تھی، گویا مسجد کی آبادی بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اسی طرح حفاظتِ مسجد بھی مصالحِ مسجد میں شامل ہے، اور اس مصلحت کے تحت بھی مسجد میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ قائم کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۶/۱۸۶)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں جب مدرسہ کے ذریعہ مسجد مذکور کی حفاظت بھی ہوگی اور آبادی بھی ہوگی اور اس کی تعمیر بھی جلد ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے، تو یہ مدرسہ مسجد مذکور کے مصالح میں شامل ہو گیا اور مسجد مذکور کے تہ خانہ اور بچی ہوئی زمین میں مدرسہ کی درس گاہیں وغیرہ تعمیر کرانا شرعاً جائز ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات میں سوال کی ہر شق کا جواب آ گیا ہے۔ درمختار اور شامی میں ہے کہ مسجد کی فاضل زمین کو راستہ میں شامل کر سکتے ہیں تو مدرسہ کے لئے بدرجۂ اَولیٰ زمین استعمال کی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: جمیل احمد نذیری خادم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ
۲۶/ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: اختر حسین غفرلہ مفتی جامعہ مفتاح العلوم مئو
۲۷/ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

Marfat.com

حضرت مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ مذکورہ سوال کا درج بالا فتویٰ کوملحوظ رکھتے ہوئے جواب تحریر فرمائیں:

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ بات توصحیح ہے کہ مسجد کے تہ خانہ میں مصلحتِ مسجد کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعلیم وتدریس کی اجازت ہے، اور چوں کہ ابتدا ہی سے اس کی تعمیر کا مقصد یہی تھا؛ لہٰذا وہ حصہ مسجدِ شرعی بھی نہ کہلائے گا۔

ومن جعل مسجدًا تحته سرداب أو فوقه بيت، وجعل باب المسجد إلى الطريق وعزله، فله أن يبيعه، وإن مات يورث عنه. ولو كان السرداب لمصالح المسجد جاز، كما في مسجد بيت المقدس، كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٢/٤٥٥ زكريا)

وإذا كان السرداب والعلو لمصالح المسجد، أو كان وقفًا عليه صار مسجدًا، شرنبلالية. قال في البحر: حاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ فهو كسرداب بيت المقدس، هٰذا هو ظاهر الرواية. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٤/٣٥٧-٣٥٨ كراچی، ٦/٥٤٧ زكريا)

إذا كان تحته شيء ينتفع به عامة المسلمين يجوز؛ لأنه إذا انتفع به عامة المسلين، صار ذٰلک للّٰه تعالىٰ أيضًا ..... لو جعل تحته حانوتًا وجعله وقفًا على المسجد، قيل: لا يستحب ذٰلک، ولٰكنه لوجعل في الابتداء هٰكذا صار مسجدًا، وما تحته صار وقفًا عليه، ويجوز المسجد والوقف الذي تحته. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق / كتاب الوقف ٤/٢٧١ دار الكتب العلمية بيروت)

لیکن مسجد کی آمدنی مدرسہ میں اور مدرسہ کی آمدنی مسجد میں خرچ کرنے میں احتیاط لازم ہے، خاص کر اس لئے بھی کہ سوال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسجد مستقل بنفسہٖ ہے اور مدرسہ بھی

Marfat.com

موجود بنفسہ ہے، حتی کہ مدرسہ کے دیگر شعبے دوسری عمارتوں میں قائم ہیں اور دونوں کی آمدنی کا الگ الگ مصرف بھی موجود ہے۔ واضح رہے کہ فقہاء نے ایک وقف کی آمدنی دوسرے میں خرچ کرنے کی اجازت صرف دوصورتوں میں دی ہے:

(۱) ایک یہ کہ کوئی وقف مستغنی ہوجائے اور فاضل آمدنی کے ضیاع کا اندیشہ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ کوئی وقف دوسرے وقف کے تابع ہو۔

اور احقر کے خیال میں یہاں ان دونوں میں سے کوئی صورت نہیں پائی جارہی ہے، یہاں نہ استغناء ہے اور نہ مسجد مدرسہ ایک دوسرے کے تابع ہیں؛ لہٰذا دونوں اوقاف کا آمد وصرف اور حساب وکتاب الگ الگ رکھنے کی ضرورت ہے۔

وعن الثاني: ينقل إلى مسجد آخر بإذن القاضي ...... حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما، وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما، فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلى أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض. (الدر المختار / كتاب الوقف ٣٥٩/٤ كراچی، ٥٤٩/٦ زكريا)

والذي ينبغي متابعة المشايخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض، كما أفتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني – وكفى بهما قدوةً –، ولا سيما في زماننا، فإن المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل، يأخذ أنقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد، وكذلك أوقافه يأكلها النظار أو غيرهم، ويلزم من عدم النقل خراب المسجد الآخر المحتاج إلى النقل إليه. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في أنقاض المسجد ونحوه ٣٦٠/٤ كراچی، وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة / مطلب: كلمةً لا بأس دليل على أن المستحب غيره ٦٥٨/١ كراچی، ٥٤٨/٦– ٥٥١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۱/۵ھ

Marfat.com

اِمام کے حجرہ کے اُوپر مدرسہ کے لئے کمرہ بنانا؟

سوال (۳۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک جگہ جو مسجد کے گراؤنڈ میں ہے، فی الوقت اُس جگہ میں ایک کمرہ موجود ہے، جو امام صاحب کی قیام گاہ ہے، مسجد کے کچھ حضرات اِس جگہ کے اُوپر مدرسہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں، کیا ایسا کرسکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِمام کے حجرہ کے اُوپر مدرسہ کے لئے کمرہ بنانا درست ہے، اب اگر مدرسہ مسجد کے تابع ہے، تو مسجد ومدرسہ کی آمدنی الگ الگ کرنے کی ضرورت نہیں، وہ کمرہ بھی مسجد کی ملک رہے گا اور اُس میں تعلیم درست رہے گی، ہاں اگر مسجد اور مدرسہ کا نظام الگ الگ ہے تو مدرسہ کی جگہ کا کرایہ اہل مدرسہ کو مسجد میں جمع کرانا ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۳۵ میرٹھ)

اتحد الواقف والجهة جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه، وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك، أي الصرف المذكور. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه ٤/ ٣٦٠ كراچی، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٢١٦ كوئٹه، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٢/ ٥٩٦ دار الكتب العلمية بيروت)

رجل استأجر أرضًا موقوفةً وبنى فيها حانوتًا وسكنها – إلى قوله – فبعد ذلك رفع البناء إن كان لا يضر بالوقف، فللباني رفعه، وإن كان يضر ليس له رفعه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس ٢/ ٤٢٢ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٢٣٧ كوئٹه، المحيط البرهاني، كتاب الوقف / الفصل السابع في تصرف القيم في الأوقاف ٩/ ٣٥ المجلس العلمي غجرات) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی زمین میں مدرسہ کے لئے دو کانیں بنوانا؟

سوال (۳۰۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شیر کوٹ کی جامع مسجد شیر کوٹ کی آبادی بندوبست کے خسرہ ونقشہ میں ۱۴۴۱ر نمبر پر درج ہے، جو شیر کوٹ میں قلعہ نامی مقام میں جانب مغرب ہے، اور زائد چار سو سال سے ہے، مسجد کی توسیع دوبار ہو چکی ہے، بڑھتی ہوئی آبادی کا تقاضا ہے کہ مسجد کو اور بڑھایا جائے، مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد شیر کوٹ جو ایک مکتب کی شکل میں زمین داروں کی خالی حویلیوں میں آئے ہے، ان حویلیوں کو بدلنے میں مجبور تھا؛ کیوں کہ مدرسہ کی اپنی کوئی عمارت نہیں تھی، مسجد کے مہتمم حضرات نے مسجد کی کچھ آراضی جو مدرسہ کے لئے جگہ دے دی جس پر مدرسہ کے لئے عمارت بن گئی، جو آج مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد کہلاتا ہے، مدرسہ قائم ہوگیا۔ مسجد کی کچھ آراضی جو مدرسہ سے مغربی جانب کو ہے، مسجد کی طرف سے اس پر اینٹوں کا فرش ہوگیا، جس پر نماز جنازہ ہوتی ہے، یہیں مسجد کی طرف سے کولہو لگا ہوا ہے، اور الوداع جمعہ کو نمازی مسجد میں جگہ کم ہونے کے باعث نماز ادا کرتے ہیں۔ اب مدرسہ مذکور کی کمیٹی اس آراضی پر جو مدرسہ کی عمارت ہے، جنوب کی طرف ہے، مدرسہ کی طرف سے دو کانیں بنوانا چاہتی ہے، جب کہ مسجد کی کمیٹی مسجد کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے اس آراضی پر مدرسہ کے لئے کوئی تعمیر نہیں کروانا چاہتی، ایسی صورت میں مسجد کی آراضی پر مدرسہ کے لئے دو کانیں بنوانا جائز و درست ہے؟

نوٹ:- بستی سے مدرسہ کو اتنی آمدنی ہے کہ چندہ فراہم کرنے کے لئے غیر بستیوں میں جانا نہیں پڑتا، ایک صاحبِ خیر نے اپنا ایک بڑا باغ پرورش کر کے مسجد و مدرسہ کو باضابطہ دے دیا ہے، جب کہ مدرسہ مذکور شیر کوٹ کے سبھی مدارس سے پچھڑا ہوا چل رہا ہے، مدرسہ میں سات مدرس ہیں، طلبہ سوا سو سے بھی کم ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی زمین پر مدرسہ کے لئے دو کانیں بنوانا جائز

Marfat.com

نہیں ہے، یہ زمین صرف مسجد کی ضروریات میں ہی استعمال کی جائے۔

وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً ووقف عليها أوقافًا لا يجوز له ذلك أي الصرف المذكور. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل انقاض المسجد ۵۵۱/۶ زکریا، كذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ۲۱۶/۵-۲۱۷ كوئٹه، منحة الخالق / كتاب الوقف ۵۵۱/۵ كراچی، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ۵۹۶/۲ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۱۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد سے ملحق عمارت میں اسکول چلانا

سوال (۳۰۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آراضی برائے مسجد خریدی گئی اور چندہ بھی مسجد کی آراضی کے عنوان سے ہی ہوا، مسجد کی تعمیر اور زمین کے لئے ہی لوگوں نے چندہ دیا، بحمد اللہ ان پیسوں سے زمین خریدی گئی اور مسجد کی تعمیر کی گئی، مسجد کی آراضی میں چند دوکانیں مسجد کے لئے بنادی گئیں؛ تاکہ اس سے مسجد کی کچھ آمدنی ہوتی رہے اور مسجد کی ضروریات میں صرف ہوتا رہے، ان دوکانوں کے اوپر کچھ کمرے بنادئے گئے ہیں، جس میں جمعہ کی نماز میں نمازیوں کی تعداد بھی رہتی ہے، اور سردی کی صفوں سے وہ صف ملی رہتی ہے، پھر کچھ دنوں کے بعد ان کمروں میں اسکول چلادیا گیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آراضی کی خریداری برائے مسجد ہوئی ہے، کیا اس میں اسکول چلانا درست ہے؟ نیز اگر مسجد کی کمیٹی معقول اور مناسب کرایہ اسکول والوں سے لینا چاہے تو اُس میں کوئی مضائقہ تو نہیں؟

نوٹ:- عام مصلیوں کو اس اسکول کے قیام سے ناراضگی ہے، نیز عام طور پر جماعتیں آتی رہتی ہیں؛ چوں کہ بڑی مسجد ہے اور اسکول میں پڑھانے والی مستورات ہیں، جس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہے؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کی حدود اور اُس سے ملحق عمارتوں میں اسکول چلانا جائز نہیں ہے۔ اور بالخصوص ایسا اسکول جس میں عورتیں پڑھانے والی ہوں، اُس کو مسجد کے احاطہ میں قائم کرنا سخت ترین فتنہ کا موجب ہے؛ لہٰذا اِسکول خواہ کرایہ پر ہو یا بلا کرایہ اُسے مسجد کے احاطہ میں چلانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۹/۱۷۷، فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۲۱۴-۲۱۵)

ما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله والعدول عن المساجد إلى بيوت الله ليشمل كل ما يبنىٰ تقربًا إلى الله تعالىٰ من المساجد والمدارس والربط، يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم، يمكن أن يكون المراد بالتدارس المدارسة المتعارفة، والأظهر أنه شامل لجميع ما يناط بالقرآن من التعليم والتعلم، إلا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة. (مرقاة المفاتيح، كتاب العلم / الفصل الأول ١/٢٧١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

شرط الواقف كنص الشارع أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة. (الأشباه والنظائر / كتاب الوقف من الفن الثاني ٢/١٠٦ زكريا، كذا في الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب استأجر دارًا فيها أشجار ٤/٤٣٣-٤٣٤ كراجي، ٦/٦٤٩ زكريا)

الخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار مع الشامي / فصل في البيع من كتاب الحظر والإباحة ٦/٣٦٨ دار الفكر بيروت)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراجي)

فالحاصل أن المساجد بنيت لأعمال الآخرة ولم تبن لأعمال الدنيا – إلى قوله – فما كان فيه نوع عبادة وليس فيه إهانة ولا تلويث لا يكره وإلا كره. (الحلبي الكبير / فصل في أحكام المساجد ٦١٠ سهيل اكيڈمی لاهور)

Marfat.com

لأن المسجد ما بني إلا لصلاة أو ذكر شرعي وتعليم وعلم وتعلمه وقراء ة القرآن . (غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر / القول في أحكام المسجد ٦٣/٤ کراچی، البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها تحت فصل ٣٤/٢ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۴/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرمِ مسجد میں بنے ہوئے کمروں میں اِسکول چلانا؟

سوال (۳۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے حرم کے علاوہ کچھ کمرے ہیں جو صرف جمعہ کی نماز میں استعمال ہوتے ہیں، پنج وقتہ نمازوں میں اُس کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے، ان کمروں میں ایسا اسکول چلانا جائز ہے جس میں دنیوی تعلیم کے ساتھ کچھ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے، اگر جواز کی کوئی شکل ہو تو تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد سے ملحق کمروں میں صرف دینی تعلیم دینا جائز ہے، عصری تعلیم دینا جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ غرض واقف کے خلاف ہے۔

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع، وهو مالک فله أن يجعل ماله حيث شاء ما لم يكن معصية. (رد المحتار / مطلب: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ٣٤٣/٤ دار الفكر بيروت، ٥٢٧/٦ زکریا)

ما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله والعدول عن المساجد إلى بيوت الله ليشمل كل ما يبنىٰ تقربًا إلى الله تعالىٰ من المساجد والمدارس والربط، يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم، يمكن أن يكون المراد بالتدارس المدارسة المتعارفة، والأظهر أنه شامل لجميع ما يناط بالقرآن من التعليم والتعلم، إلا

Marfat.com

نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة. (مرقاة المفاتيح، كتاب العلم / الفصل الأول ١/ ٢٢٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کی ٹرسٹ سوسائٹی کا مسجد کی زمین پر مدرسہ بنانا؟

سوال (۳۰۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے شہر گلبرگہ میں ایک بڑی جامع مسجد ہے، جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اس کی ایک کمیٹی ہے جس کے ذمہ دار ہر تین سال پر انتخاب کے ذریعہ منتخب کئے جاتے ہیں، جس میں بلاتعیین کوئی کسی بھی مسلک کا منتخب ہوسکتا ہے، اس مسجد کے تحت دوکانیں ہیں جو کرایہ پر دی جاتی ہیں، دوکانوں کو کرایہ پر لینے کے سلسلہ میں چار احباب نے کچھ رقم مسجد کو عطیہ دی تھی، کچھ مسائل کے سلسلہ میں کافی دنوں تک وہ رقم تذبذب میں رہی، اسی اثناء مسجد کمیٹی نے اس رقم سے مدرسہ قائم کرنے کی نیت سے ایک زمین خریدی، چوں کہ وہ ''ایگری کلچر لینڈ'' تھی، جس کی رجسٹری قانوناً کمیٹی کے نام پر نہیں ہوسکتی تھی، اس لئے اس سلسلہ میں ایک ٹرسٹ قائم کیا گیا، اور وہ زمین اس ٹرسٹ کے نام پر رجسٹری کرلی گئی، اور بعد میں وہ زمین ''نان ایگری کلچر'' کرلی گئی، اب یہ ٹرسٹ جو مسجد کمیٹی سے الگ ہے، ایک مدرسہ قائم کرنا چاہتے ہیں، تو کیا شرعاً ان کا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آیا اس اراضی پر مدرسہ قائم کرنے کے لئے اس اراضی کی قیمت خرید مسجد کو دینی پڑے گی، یا یوں ہی اس پر مدرسہ کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ مسجد کی کمیٹی اور مدرسہ کی ٹرسٹ سوسائٹی دونوں الگ الگ ہیں، کوئی ایک دوسرے کے تابع نہیں ہے، اس لئے مسجد کی آمدنی سے خریدی گئی زمین کو بلا معاوضہ مدرسہ کے ٹرسٹ کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں ہے، مدرسہ کے

Marfat.com

ٹرسٹ پر لازم ہے کہ وہ اس زمین کی قیمت مسجد کو ادا کرکے باقاعدہ اُسے خرید لے، اس کے بعد ہی اس زمین پر مدرسہ کا قیام شرعاً درست ہوگا۔

فإن كان الوقف معينًا على شيء يصرف إليه بعد عمارة البناء. (شامي، مطلب يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها ٤/٣٦٧ دار الفكر بيروت، منحة الخالق على البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٥٧ زكريا)

وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً، ووقف عليها أوقافًا، لا يجوز له ذلك (الدر المختار) قوله: لا يجوز له ذلك: أي الصرف المذكور ...... قال الخير الرملي: أقول: ومن اختلاف الجهة ما إذا كان الوقف منزلين: أحدهما للسكنى والآخر للاستغلال، فلا يصرف أحدهما للآخر، وهي واقعة الفتوىٰ الخ. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٤/٣٦٠-٣٦١ كراچی)

وقد علم منه أنه لا يجوز لمتولي الشيخونية بالقاهرة صرف أحد الوقفين للآخر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٦٢ زکریا، ٥/٢١٧ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۲/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے وضوخانہ کے اُوپر ہسپتال کھولنا؟

سوال (۳۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے وضوخانے اور دو دکانوں کے اوپر قوم مسلم کے غریب لوگوں کے لئے ہسپتال کھولنا کیسا ہے؟ اور اس ہسپتال سے مسجد کو کرایہ بھی دیا جائے گا، جواب تحریر فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو جگہ مسجد کے لئے وقف ہے، اس میں مستقل طور پر

Marfat.com

ہسپتال بنانا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ شرطِ واقف کے خلاف ہے، اور مسئولہ صورت میں اگر کرایہ کے طور پر بھی ہسپتال بنانے کی اجازت دی جائے گی، تو مستقبل میں اسے مسجد کی ضرورت کے وقت خالی کرانا آسان نہ ہوگا، جیسا کہ عام طور پر مشاہدہ ہے۔ بریں بناء مسئولہ صورت میں مسجد کے وضو خانہ اور دو کانوں کے اوپر کرایہ کے طور پر بھی ہسپتال نہ بنایا جائے؛ بلکہ اُس کے لئے کسی اور جگہ کا انتظام کیا جائے۔

مستفاد: شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤/٤٣٣-٤٣٤ كراچی، ٦/٦٤٩ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ٢/١٠٦ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١/١٢٦ المكتبة الميمنية مصر)

متولي الوقف إذا آجر دارًا موقوفةً على الفقراء والمساكين أكثر من سنة لا يجوز، وإن لم يشترط. فالمختار أن يقضي بالجواز في الضياع في ثلاث سنين إلا إذا كانت المصلحة في عدم الجواز، وفي غير الضياع يقضي بعدم الجواز إذا زاد على السنة الواحدة إلا إذا كانت المصلحة في الجواز، وهٰذا شيء يختلف باختلاف المواضع والزمان كذا في السراجية، وهو المختار للفتوىٰ. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس في ولاية الوقف الخ ٢/٤١٩)

وبالسنة يفتى في الدار وبثلاث سنين في الأرض إلا إذا كانت المصلحة بخلاف ذٰلك، وهٰذا مما يختلف زمانًا وموضعًا، وتحته في الشامية: لأن أصل عدول المتأخرين عن قول المتقدمين بعدم التوقيت إلى التوقيت إنما هو بسبب الخوف على الوقف، فإذا كانت المصلحة الزيادة أو النقص اتبعت. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب يراعي شرط الواقف في إجارته ٦/٦٠٥-٦٠٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱۱/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مدرسہ کے چندہ کے لئے مسجد میں اعلان کرنا؟

سوال (۳۱۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید مدرسہ رحمانیہ جامع مسجد روڑکی کا چندہ کرتا ہے، اعلان اس طرح کرتا ہے کہ: ”محترم حضرات میں مدرسہ رحمانیہ جامع مسجد روڑکی سے چندہ کے لئے آیا ہوں، آپ بھائیوں سے گذارش ہے کہ مدرسہ ہذا میں تین سوطلبہ مع طعام وقیام زیر تعلیم ہیں، صدقہ کریں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”الصدقة ترد البلاء“ صدقہ بلا مصیبت سے انسان کی اللہ رب العزت حفاظت کرتا ہے“۔ اس طرح اعلان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے مدرسہ کے تعاون کے لئے مسجد میں چندہ کا مذکورہ اعلان کرنے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۲۷۲ ڈابھیل)

عن عبد اللّٰه بن عامر اليحصبي قال: سمعت معاوية رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إنما أنا خازن، فمن أعطيته عن طيب نفسي فمبارك له فيه، ومن أعطيته عن مسئلة وشره، كان كالذي يأكل ولا يشبع. (صحيح مسلم، كتاب الزكاة / باب النهي عن المسئلة ۱/۳۳۳)

والمختار أن السائل إن كان لا يمر بين يدي المصلي، ولا يتخطى الرقاب، ولا يسئل إلحافًا؛ بل لأمر لابد منه، فلا بأس بالسؤال والإعطاء. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في الصدقة على سوال المسجد ۲/۳ ٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۹/۴/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موقوفہ مکان میں مسجد سے متصل لڑکیوں کا اسکول چلانا؟

سوال (۳۱۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: مسجد کی جگہ جو مسجد سے بالکل متصل ہے، وہاں پر اسکول قائم کرنا اور اس کا کرایہ اَدا نہ کرنا، جب کہ بجلی پانی پتائی وغیرہ کا خرچ مسجد اُٹھاتی ہے، اور وہاں پر عورتوں کا پڑھانا، جوان لڑکیوں کا آنا، ساتھ ہی لڑکیوں کا مسجد میں گردش کرنا اور بوقتِ نماز اُن کی آوازیں آنا؛ بلکہ چلتے پھرتے نظر آنا، ان حالتوں میں لوگوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو اسکول کو اِن تمام خرافات کے باوجود اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے گھر میں قائم رکھنا چاہتے ہیں، حالاں کہ محلّہ کے اکثر لوگ اس کے مخالف ہیں، کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی ملکیت والے مکان میں کرایہ ادا کیے بغیر اسکول چلانا جائز نہیں ہے۔

وعلی الإمام أن یجعل لکل نوع من هٰذه الأنواع بیتًا یخصه لا یخلط بعضه ببعض؛ لأن لکل نوع حکمًا یختص به؛ فإن لم یکن في بعضها شيء، فللإمام أن یستقرض علیه من النوع الآخر ویصرفه إلی أهل ذٰلک، ثم إذا حصل من ذٰلک النوع شيء، ردّه في المستقرض منه. (تبیین الحقائق، کتاب السیر / باب العشر والخراج والجزیة ۱۷۱/٤ زکریا، وکذا في البحر الرائق، کتاب السیر / باب العشر والخراج والجزیة ۲۰۰/۵-۲۰۱ زکریا)

اِسی طرح مسجد میں عورتوں کی آمد ورفت اور نماز کے اَوقات میں شور شرابہ کرنا آدابِ مسجد کے خلاف اور فتنہ انگیزی کا باعث ہے، اس سلسلہ کو بند کرنا ضروری ہے، جو آدابِ مسجد کی رعایت نہیں کرتے وہ سخت غلطی پر ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۱۷۷)

اعلم أن مبنی الشرائع علی تعظیم شرائع اللّٰہ تعالیٰ والتقرب بها إلیه تعالیٰ ...... ومعظم شرائع اللّٰہ تعالیٰ أربعة: القرآن والکعبة والنبي والصلاة ......، وأما الکعبة فکان الناس في زمن إبراهیم علیه السلام توغلوا في بناء المعابد

Marfat.com

والكنائس باسم روحانية الشمس وغيرها من الكواكب، وصار عندهم التوجه إلى المجرد غير المحسوس بدون هيكل يبني باسمه، يكون الحلول فيه والتلبس به تقربًا منه أمرًا محالاً، تدفعه عقولهم بادى الرأي، فاستوجب أهل ذلک الزمان أن تظهر رحمة الله بهم في صورة بيت يطوفون به ويتقربون به إلى الله، فدعوا إلى البيت وتعظيمه. ثم نشأ قرنٌ بعد قرن على علم أن تعظيمه مساوق لتعظيم الله، والتفريط في حقه مساوق للتفريط في حق الله، فعند ذلک وجب حجه وأمروا بتعظيمه. (حجة الله البالغة / باب تعظيم شعائر الله ٢٠٦/١-٢٠٨ قديمي)

وآداب المسجد ترجع إلى معان: منها: تعظيم المسجد، ...... ومنها: تنظيفه مما يستقذر ويتنفر منه، ومنها: الاحتراز عن تشويش العباد وهيشات الأسواق الخ. (حجة الله البالغة / المساجد من شعائر الله ١/١: ٥٤٤ قديمي) فقط والله تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۲/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی اَشیاء کرایہ پر دینا

مسجد کی لائٹ کرایہ پر دینا؟

سوال (۴۱۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی لائٹ کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ یا بغیر کرایہ کے کسی دوکان دار کو جوکہ مسجد کی دوکانوں میں ہے جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی لائٹ کسی گھر یا غیر متعلق دوکان کو میٹر لگا کر دینا خلافِ قانون ہونے کی وجہ سے درست نہیں؛ البتہ اگر مسجد سے ملحق مسجد کی دوکان ہو تو میٹر لگا کر اُس میں مسجد کی لائٹ کی اِجازت دی جاسکتی ہے، دوکان دار پر میٹر کی ریڈنگ کے مطابق ماہ بہ ماہ مسجد کو معاوضہ دینا لازم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۸/۲۷)

متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته، وله أن يحمله من البيت إلى المسجد، كذا في قاضي خان. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني في الوقف وتصرف القيم ٢/٤٦٢ زكريا، فتاوى قاضي خان على هامش الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجداً ٣/٢٩٤ زكريا)

وإذا رأى حشيش المسجد فرفعه إنسان جاز إن لم يكن له قيمة، فإن كان له أدنى قيمة لا يأخذه إلا بعد الشراء من المتولي أو القاضي أو أهل المسجد. (البحر الرائق ٥/٢٥١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۶/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے جنریٹر اور سیڑھی کو کرایہ پر دینا؟

سوال (۳۱۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر یہ چیزیں استعمال کے لئے دی جائیں اور کرایہ لیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سیڑھی اور جنریٹر جیسی چیزیں جن کی مسجد کو ہر وقت ضرورت نہیں پڑتی، اگر متولی یا کمیٹی مناسب سمجھے، تو اِن چیزوں کو کرایہ پر دے کر مسجد کی آمدنی میں اِضافہ کرسکتی ہے۔

قال الفقيه أبو جعفر: إذا لم يذكر الواقف في صك الوقف إجارة الوقف، فرأى القيم أن يواجرها ويدفعها مزارعة فما كان أدر على الوقف وأنفع للفقراء فعل. (خانیہ ۳۳۲/۳ زکریا)

وإنما يملك الإجارة المتولي أو القاضي. (فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٤/٦ بيروت)

القيم إذا اشترى من غلة المسجد حانوتًا أو دارًا أن يستغل ويباع عند الحاجة جاز إن كان له ولاية الشراء. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف القيم وغيره في حال الوقف عليه ٤٦٢/٢، الفتاویٰ التاتارخانية ١٧٨/٨ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۸/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تبلیغی جماعت سے مسجد کے برتن استعمال کرنے پر کرایہ لینا؟

سوال (۳۱۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے برتن، لائٹ اور پنکھے اور دیگر دیگیں، کمرہ اور کھانے پکانے کے برتن اور دیگر سامان جو یہاں پر آنے والی تبلیغی جماعت استعمال کرتی ہے، اُس کا اُن سے کرایہ لیا جائے یا پھر فی سبیل اللہ ہو، طبیعت گھبراتی ہے، مسجد کا مال ہے، جواب عنایت فرمائیں؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام طور پر ہمارے علاقہ میں عرف یہ ہے کہ جن مساجد میں جماعتیں ٹھہرتی ہیں، اُن پر خرچ ہونے والی بجلی وغیرہ کو مسجد ہی کے خرچ میں داخل مانا جاتا ہے، جیسا کہ بعض مرتبہ دینی پروگرام مسجد میں ہوتے ہیں اور مسجد کی لائٹ اور پنکھے استعمال کیے جاتے ہیں اور اُس کو کوئی برا نہیں سمجھتا؛ لہٰذا ایسی صورت میں جماعت میں آنے والے لوگ اگر ضرورت کے بقدر بجلی وغیرہ یا مسجد کے برتن استعمال کریں، تو اُن سے کسی معاوضہ کے لینے کی ضرورت نہیں؛ اگر وہ اپنی خوشی سے دے دیں تو حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۴۷ زکریا قدیم)

الثابت بالعرف كالثابت بالنص. (شامي / مطلب: في التعلمل والعرف ٥٦/٦ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی بجلی کا ضرورت سے زائد استعمال؟

سوال (۳۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں ضرورت سے زیادہ بجلی کے بلبوں سے چراغاں کرنا اِس خیال سے کہ جتنی بجلی خرچ کرلو بل تو وہی آئے گا جو کم خرچ کرنے پر آتا ہے، تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورت سے زائد خرچ کرنا اِسراف ہے، جس کی کسی حالت میں اِجازت نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا تُسْرِفُوْا، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ [الأعراف، جزء آیت: ۳۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۶/۲۷ھ

Marfat.com

مسجد کی جائیداد کو اجرتِ مثل سے کم کرایہ پر دینا

سوال (۳۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید جو کہ مسجد کا صدر ہے، مسجد کی جائیداد میں اپنے عزیز کو بارہ آنے کرایہ پر رکھتا ہے، جب کہ ایک روپیہ اور ایک روپیہ دس پیسے کے کرایہ دار موجود ہیں، اور درخواست لگا رکھی ہے؛ لہٰذا یہ چار آنہ یا ۳۵ر پیسے کا نقصان مسجد کے لئے کیسا ہے؟ صدر کا یہ عمل مسجد کے حق میں کہاں تک درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے مکان کو مثلی کرایہ پر اُٹھانا چاہئے، یعنی اس مقدار پر جو اُس جیسے مکان وجائیداد کا عرف میں کرایہ ہوتا ہو، اِس سے کم کرایہ نہ لیا جائے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں زید کا مسجد کی جائیداد کو اُجر مثل سے کم کرایہ پر دینا شرعاً درست نہ ہوگا۔

ویؤجر بأجر المثل فلا یجوز بالأقل ولو هو المستحق. (الدر المختار)

أي لا یصح إذا کان بغبن فاحش کما یأتي. (شامي، کتاب الوقف / مطلب في الإجارة الطویلة بعقود ٤٠٢/٤ کراچی، ٦٠٨/٦ زکریا)

وإذا دفع أرض الوقف مزارعة، یجوز إذا لم تکن فیه محاباة قدر ما لا یتغابن الناس فیها. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس في الوقف ٤٢٣/٢ زکریا، کذا في الفتاویٰ الهندیة ٧٠/٨ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قبرستان کا کرایہ نامہ مسجد کے نام کردینے کے بعد مسجد میں اُس کا کرایہ استعمال کرنا؟

سوال (۳۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ: سابق متولی مرحوم نے اپنا ذاتی قبرستان جوکہ مسجد سلطان شاہ والی پیر غیب مرادآباد سے ملا ہوا تھا، وہ قبرستان چوں کہ اپنی ملکیت تھی، اُس نے ایک شخص کو کرایہ پر زمین دے دی، اور کرایہ نامہ مسجد سلطان شاہ صاحب کے نام لکھ دیا۔ جب سے اس جگہ کا کرایہ مسجد وصول کررہی ہے اور یہ زمین ان حالات میں کرایہ پر یوں دیا کہ ان دنوں میں پیر غیب کے قبرستان کو پیر غیب کے لوگ جوکہ قبرستان کے قریب میں قیام پذیر ہیں، اُنہوں نے زور وشور کے ساتھ قبرستان کو اپنے مکانوں میں شامل کرنا شروع کردیا، اِس وجہ سے سابق متولی مرحوم نے یہ اپنا ذاتی قبرستان مسجد کے نام کردیا، کیا اِس کی آمد مسجد کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو اب موجودہ متولی کو کیا کرنا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب قبرستان کے مالکان نے اُس کا کرایہ نامہ مسجد کے نام لکھ دیا، تو اُس جگہ کا کرایہ مسجد کو لینا بلاشبہ درست ہے۔

مستفاد: قال الزيلعي: ولو بلى الميت وصار ترابًا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه. (شامي / كتاب الجنائز ۱۳۸/۳ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۹/۹/۸ھ

مسجد کی موقوفہ زمین مؤذن کو مالکانہ حقوق کے ساتھ اُجرت پر دینا؟

سوال (۳۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں میں ایک پرانی مسجد ہے کسی نے اس مسجد کے لئے بہت پہلے ۲۵-۳۰ ربیگھہ صحرائی زمین وقف کو کردیا تھا، جس میں سے ۸-۹ ربیگھہ (۱۶۰-۱۸۰ رکٹھا) زمین ابھی ایک مؤذن کے قبضہ میں ہے، اور باقی زمین کس نے لی؟ کس کے قبضہ میں ہے؟ یہ معلوم نہیں، ہاں کچھ کے بارے میں معلوم ہے کہ فلاں جگہ فلاں کے قبضہ میں ہے، جو زمین مؤذن کے قبضہ میں ہے اس سے پہلے اُس کے باپ اور اُس سے پہلے اُس کے دادا کے قبضہ میں تھی۔ اَب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اتنی زیادہ زمین کسی ایسے مؤذن کو اذان کی اُجرت میں دینا اور اُس کے لئے رکھنا جوکہ

Marfat.com

وراثتِ مؤذن بن رہا ہو جائز ہے؟ جب کہ مسجد کی حالت نہایت خراب ہے، جتنے نمازی جمعہ میں جمع ہوتے ہیں، اتنے کے لئے جائے نماز بھی نہیں، باہری حصہ کا فرش پختہ نہیں ہے جہاں اونچ نیچ ہے، مسجد کا جو کام بھی ہوتا ہے، وہ الگ سے چندہ کرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ امام کی تنخواہ بھی؟

(۲) مسجد کی باضابطہ کمیٹی نہیں ہے، متولی برائے نام ایک غیر ذمہ دار آدمی کو بنا دیا گیا ہے، جو صرف جمعہ کا روپیہ لیتے ہیں، اور سالانہ رنگ وچونا وغیرہ کرواتے ہیں، پابند نماز بھی نہیں ہیں، تو کیا ایسے شخص کا متولی رہنا اور حساب وکتاب کا نہ لکھنا نہ دینا جائز ہے، اور کیا مسجد کے لئے ایسی صورتِ حال میں کمیٹی کا متعین ہونا ضروری ہے؟ اور ہو تو کس طرح ہو؟

(۳) اگر مؤذن سے زمین لے لی جائے تو پھر کونسا طریقہ اپنایا جائے کہ اس زمین سے جو آبادی سے باہر ہے، جہاں صرف کھیتی وغیرہ ہو سکتی ہے، مسجد کے لئے آمدنی آئے اور اس کا انتظام درست رہے؟

(۴) وہ مؤذن ذاتی فقیر ہے غریب ہے، وراثتی زمین آرہی ہے جو اذان کی اُجرت میں ہے، اس سے کیسے لیا جائے؟ چوں کہ اس سے لینے میں اسے نہایت تکلیف پہنچے گی، اور دینے کو تیار نہ ہوگا؟

(۵) ایک عالم دین جو گاؤں میں معتبر مانے جاتے ہیں، اُن کا اس سلسلہ میں بولنا اور تقریروں میں کہنا کہ اتنی زیادہ زمین لینا اذان کی اُجرت میں جائز نہیں ہے، آپ لوگ اس سے لے لیں اور اس سے مسجد کا انتظام درست کریں، کیسا ہے کیا جائز ہے؟ اور ترغیباً کہنا چاہئے یا نہیں؟ یا علی الاعلان کے بجائے پوشیدہ طور پر لوگوں سے کہیں، چوں کہ فقیر مؤذن کو اس سے تکلیف بھی ہوگی، اس کا اعتماد بھی اُن کے ہم نوا کے دلوں سے ختم ہوگا، جب کہ تقریباً سبھی لوگ مسائل سے ناواقف ہیں؟

(۶) مؤذن ذاتی فقیر اسی طرح دوسرے ذاتی فقیر اور ایک ذاتی فقیر مولوی جن کے پاس آمدنی بچوں کو پڑھانے سے اور دیگر طریقہ سے آتی ہے، اور سب صحت مند ہیں، ان کا گھروں گھروں پر جا کر اسی طرح عیدگاہ پر لوگوں سے مانگنا جائز ہے، پھر ان کو زکوٰۃ، صدقات اور فطرہ وغیرہ

Marfat.com

دینا جائز ہے؟ اور دینے والوں کی زکوٰۃ اور فطرہ ادا ہو جائے گا؟ جو بھی شرعی حکم ہو تحریر فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی موقوفہ زمین مؤذن وغیرہ کو اُجرت کے طور پر مالکانہ حقوق کے ساتھ دینا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس طریقہ پر دینے سے آئندہ اُس کے وقف کی حیثیت ختم ہونے کا اندیشہ ہے، مسجد کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ وہ زمین اپنے زیر انتظام لے کر اُس میں کاشت وغیرہ کرا کے آمدنی حاصل کریں، اور مؤذن کی تنخواہ مقرر کر کے اس کی ادائیگی مسجد کے فنڈ سے کی جائے؛ تاکہ مسجد کی موقوفہ زمین کی حفاظت ہو، حکم شرعی یہی ہے، اِس کی تعمیل میں کسی کی خوشی یا ناخوشی کا لحاظ نہیں کرنا چاہئے، اور مسجد کا متولی ایسے ذمہ دار کو بنانا چاہئے جو دیانت واَمانت کے ساتھ اپنی ذمہ داری بجالائے، اور جو زکوٰۃ وفطرہ کا مستحق نہ ہو، اس کے لئے زکوٰۃ لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

فإذا تم ولزم لايملك ولا يعار ولا يرهن. (تنوير الأبصار) وفي الشامي: قوله لايملك: أي لايكون مملوكًا لصاحبه ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه. (شامي، كتاب الوقف / قبيل مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن ٥٣٩/٦ زكريا)

ولايملك الوقف بإجماع الفقهاء لقوله عليه السلام لعمر رضي الله عنه: تصدق بأصلها لا تباع ولا تورث؛ ولأنه باللزوم خرج عن ملك الواقف، وبلا ملك لا يتمكن من البيع أفاد بمنع تمليكه، وتملكه منع رهنه. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٤٢/٥ زكريا، إعلاء السنن ٢٤٣/١٣ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا دفع أرض الوقف مزارعة يجوز إذا لم تكن فيه محاباة قدر مالا يتغابن الناس فيها. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس الخ، مطلب لا يجوز البناء من غير زيادة الأجرة الخ ٤٢٣/٢)

Marfat.com

إن المتولي عليها يوجرها ويعمرها بأجرتها ، إنما يملك الإجارة المتولي أو القاضي. (فتح القدير / كتاب الوقف ٦/ ٤ ٢٢ دار الفكر بيروت)

لو وقف على مصالح المسجد يجوز دفع غلته إلى الإمام والمؤذن والقيم. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٤ ٣٥ زكريا)

وللمتولي أن يستأجر من يخدم المسجد يكتسبه، ونحو ذلك بأجر مثله أو زيادة يتغابن فيها. (الفتاوى الهندية / الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف الخ ٢/ ٤٦١)

عن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكاة المصابيح ٣٢١)

ولا يولي إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه؛ لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن؛ لأنه يخل بالمقصود. (شامي، كتاب الوقف / باب شروط المتولي ٦/ ٥٧٨ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٢٢٦)

الصالح للنظر من لم يسئل الولاية للوقف، وليس فيه فسق يعرف. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس في ولاية الوقف وتصرف لقيم في الأوقاف لخ ٢/ ٤٠٨)

وإن كان عنده زائدًا على قدر الحاجة وهو يساوي مائتي درهم لا يحل. (الفتاوى الولوالجية ١/ ١٧٧ دار العلوم زكريا أفريقيا)

غني يحرم عليه السوال والأخذ، ويجب عليه صدقة الفطر والأضحية، وهو أن يملك ما قيمته نصاب فاضلاً عن الحوائج الأصلية من غير أموال الزكاة. (الفقه الحنفي / كتاب الزكاة ١/ ٣٦٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۲/ ۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے مکان کو خالی کرانا ظلم نہیں؟

سوال (۳۲۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مکان مسجد کے نام وقف ہے، جو بے انتہاء بوسیدہ اور خستہ حالت میں ہے، کسی وقت بھی زمین بوس ہوسکتا ہے، جب کہ مسجد کو مکان کی اشد ضرورت ہے اور کرایہ دار مکان خالی نہیں کررہے ہیں، کیا ایسی حالت میں مکان خالی کرانا ظلم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں برتقدیر صحتِ سوال اگر مذکورہ مکان کا خالی کرانا واقعۃً مصالح مسجد کے مطابق ہے، تو اسے خالی کرانا ظلم نہیں ہے۔

وبها أي بالسنة يفتى في الدار وبثلاث سنين في الأرض إلا إذا كانت المصلحة بخلاف ذلك، وهٰذا مما يختلف زمانًا وموضعًا. (الدر المختار، كتاب الوقف / فصل يراعي شرط الواقف في إجارته ٤/٤٠٠ كراچی، ٦/٦٠٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱/۹/۱۴۱۳ھ

طویل مدتی کرایہ دار سے مسجد کی دوکان خالی کرانا؟

سوال (۳۲۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اسماعیل بیگ والی مسجد پرنس روڈ مرادآباد کی دوکانوں میں سے ایک دوکان احقر کے والد مرحوم کے پاس کرایہ پر تھی، جس کا وارث احقر محمد نفیس خاں کرایہ دار ہے، متولی مسجد کا کہنا ہے کہ ہم دونوں دوکانوں کی تین دوکانیں بنائیں گے، اور جو پیسے زیادہ دے گا اُس کو دوکان کرایہ پر دیں گے، آپ دوکان خالی کردیں، میرے والد مرحوم کے پاس یہ دوکان تقریباً ۲۸؍ برس سے کرایہ پر ہے؛ لہٰذا آپ حضرات سے ملتمس ہوں کہ شرعی اعتبار سے مجھے واضح کردیں کہ میں کرایہ دار ہوں یا نہیں؟ میں متولی صاحب سے گذارش کرچکا ہوں کہ دوکان خستہ حالت میں ہے، میں اس کو اپنی جانب

Marfat.com

سے تعمیر کرالوں گا، اور مسجد سے اس کا کوئی خرچ نہ لوں گا، اور کرایہ داری کی رقم برابر ادا کرتا رہوں گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ دوکان مسجد کی ملکیت ہے جب تک مسجد کے ذمہ دار آپ کو کرایہ دار کے طور پر اس سے انتفاع کی اجازت دیں، آپ کے لئے نفع اٹھانے کی اجازت ہے، اور جب ذمہ داران مسجد خالی کرنے کو کہیں تو آپ پر اس جگہ کو چھوڑنا لازم ہے، طویل کرایہ داری کی وجہ سے آپ کی ملکیت اس جگہ مین نہیں آئی؛ اس لئے اپنا معاملہ منتظمین مسجد سے طے کر کے ہی دوکان سے نفع اٹھائیں اور بے جا قبضہ برقرار نہ رکھیں، اور مسجد کا مفاد پیشِ نظر رکھیں اور منتظمینِ مسجد کو بھی چاہئے کہ وہ حکمتِ عملی سے کام لیں اور مسجد کی خیر خواہی کو فوقیت دیں۔

إذا مات أحد المتعاقدين وقد عقد الإجارة لنفسه انفسخت الإجارة؛ لأنه لو بقي العقد تصير المنفعة المملوكة له، أو الأجرة المملوكة له لغير العاقد مستحقة بالعقد؛ لأنه ينتقل بالموت إلى الوارث وذلك لا يجوز. (الهداية، كتاب الإجارة / باب فسخ الإجارة ۲۹۹/۳، ۳۱۵/۳ الأمين كتابستان ديوبند)

قال في العناية: لأن الانتقال من المورث إلى الوارث لا يتصور في المنفعة والأجرة المملوكة؛ لأن عقد الإجارة ينعقد ساعة فساعة على المنافع، فلو قلنا بالانتقال كان ذلك قولاً بانتقال ما لم يملك المورث إلى الوارث.

(فتح القدير / باب فسخ الإجارة ۱۴۵/۹ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں لاؤڈ اسپیکر اور اُس کا استعمال

مائک چیک کرتے وقت ''الحمدللہ'' ''سبحان اللہ'' وغیرہ کہنا؟

سوال (۳۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں جب جلسہ یا اجتماع میں مسجد کا مائک چالو کرتے ہیں، تو بجائے ہیلو ہیلو کرنے یا اور کوئی جملہ ٹیسٹ کا بولنے کے ''سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر'' یا قرآنِ کریم کی کوئی آیت پڑھتے ہیں؟ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا ایسے مواقع پر ان مقدس کلمات کا بولنا بے ادبی تو نہیں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد یا دینی جلسہ کا مائک چلاتے وقت ''سبحان اللہ'' یا ''الحمدللہ'' کہنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ بعد میں اس جیسے کلمات جب مائک میں بولے جائیں گے تو ان کی آواز معتدل اور متوازن رہے، عرفاً یا شرعاً اس میں بے ادبی کا وہم وخیال نہیں ہوتا؛ لہٰذا مائک کو درست کرتے وقت اِن کلمات یا قرآنِ پاک کی تلاوت میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے؛ البتہ سیاسی اور دنیوی جلسوں میں مائک چلاتے وقت ان جیسے کلمات کا پڑھنا یقیناً بے ادبی کہلائے گا، اس سے احتراز لازم ہے۔

لا يقرأ جهراً عند المشتغلين بالأعمال ومن حرمة القرآن أن لا يقرأ في الأسواق وفي موضع اللغو. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القران ٥/٣١٦)

الكلام منه ما يوجب أجرًا كالتسبيح والتحميد وقراءة القرآن والأحاديث النبوية وعلم الفقه، وقد يأثم به إذا فعله في مجلس الفسق وهو يعلمه

Marfat.com

لما فيه من الاستهزاء والمخالفة لموجبه، وإن سبح فيه للاعتبار والإنكار وليشتغلوا عما هم فيه من الفسق فحسن. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن ۳۱۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱۰/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حدودِ مسجد میں مائک سے اذان دینا؟

سوال (۳۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد میں جس میں پہلے مائک نہیں تھا، اُس وقت مسجد کی اونچی جگہ پر اذان ہوتی تھی، بغیر مائک کے اُس اذان سے محلہ میں آواز نہیں جاتی تھی، تو آواز کے لئے مائک کا انتظام کیا گیا، اب مائک سے مسجد کی حد کے اندر اذان دی جاتی ہے، اس سے محلہ میں آواز جاتی ہے، تو مسجد کی حد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؛ کیوں کہ لوگ مسجد کی حد کے اندر اذان دینے کو اعتراض کر رہے ہے، کیا لوگوں کا اعتراض کرنا صحیح ہے یا غلط؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد سے خارج کسی اونچی جگہ پر اذان دینے کا مقصد اذان کی آواز دور تک پہنچانا ہے، اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اذان دینے کی صورت میں یہ مقصد ہر جگہ سے پورا ہو جاتا ہے، خواہ مسجد کے اندر اذان دی جائے یا باہر، اس لئے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجد کے اندر اذان دینے میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے، نیز جمعہ کی اذانِ ثانی بھی بالاتفاق مسجد ہی میں ہوتی ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ دوسری اذانوں کے لئے خارج مسجد کا حکم محض تبلیغ صوت کے لئے ہے؛ لہٰذا لوگوں کا اعتراض کرنا صحیح نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۲۹۵، فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۲۲۳ ڈابھیل)

وينبغي أن يؤذن على المأذنة أو خارج المسجد، ولا يؤذن في المسجد كذا في قاضي خان. والسنة أن يؤذن في موضع عالٍ يكون إسمع لجيرانه،

Marfat.com

ويرفع صوته ولا يجهد نفسه، كذا في البحر. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة / الباب الثاني في الأذان ١/ ٥٥، كذا في الشامي / باب الأذان ٢/ ٤٨)

واعلم أن الأذان لا يكره في المسجد مطلقًا كما فهم بعضهم من بعض العبارات الفقهية وعمّموه هذا الأذان (الأذان بين يدي الخطيب) بل مقيدًا بما إذا كان المقصود إعلام ناس غير حاضرين – إلى قوله – في الجلابي أنه يؤذن في المسجد أو ما في حكمه لا في البعيد منه، قال الشيخ: قوله في المسجد: صريح في علم الكراهة الأذان في داخل المسجد. (إعلاء السنن / باب التأذين عند الخطبة ٨/ ٦٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر سے اذان دینا؟

سوال (۳۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر سے بغیر کسی مجبوری کے اذان دینے میں کیا حکم ہے؟ نیز مکروہ وعدم مکروہ اور افضل اور غیر افضل کو بھی بحوالہ کتب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصل مقصود اذان کی آواز لوگوں تک پہنچنا ہے، پہلے یہ مقصود اُس وقت ہی حاصل ہوتا تھا جب کہ مسجد کے باہر منارہ پر کھڑے ہوکر اذان کہی جاتی تھی، اسی لئے فقہاء نے مسجد کے اندر اذان دینے کو خلافِ اولیٰ قرار دیا تھا؛ لیکن لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے کی صورت میں مسجد کے اندر رہتے ہوئے بھی یہ مقصود حاصل ہوجاتا ہے، اس لئے اب مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینا خلافِ مقصود نہیں ہے؛ کیوں کہ اسپیکروں کے ذریعہ اذان کی آواز دور تک پہنچ جاتی ہے، باقی اختلاف سے بچنے کے لئے مسجد سے متصل کسی کمرہ وغیرہ میں اذان کا نظم کردیں تو بہتر ہے۔

Marfat.com

ویکره أن یؤذن في المسجد کما في القهستاني عن النظم فإن لم یکن ثمة مکان مرتفع للأذان یؤذن في فناء المسجد، کما في الفتح. (طحطاوي علی المراقي / کتاب الصلاة ۱۰۷ کراچی، ۱۹۷ دار الکتاب دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۵/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسری منزل کے مصلیوں کو آواز پہنچانے کیلئے لاؤڈ اسپیکر لگانا؟

سوال (۳۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد دومنزلہ ہے، دوسری منزل پر امام صاحب کی آواز نہیں آتی ہے، مصلیان مقتدی کی تکبیر پر رکوع وسجود کرتے ہیں، حالاتِ مذکورہ میں امام صاحب کے سامنے مائک لگانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ضرورت کی بناء پر دوسری منزل پر اسپیکر لگانے کی شرعاً گنجائش ہے، اس سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۴۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۸/۹/۱۴۱۵ھ

سحر وافطار کے وقت مسجد میں سائرن بجانا؟

سوال (۳۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مساجد میں طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور سحر وافطار میں سائرن بجانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سحر وافطار کے اعلان کے لئے سائرن بجانے کی اجازت ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۱۴۶)

Marfat.com

مگر طلوعِ آفتاب کے لئے باقاعدہ اعلان کا ثبوت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سحری میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر عورتوں کی نعت چلانا؟

سوال (۳۲۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی مسجد کا امام جو حافظ قرآن ہو اور ذمہ دار ہو، یعنی گاؤں والے اُن کی باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں، تو کیا ایسے حافظ یا غیر حافظِ قرآن کے لئے ایسا کرنا جائز ہوسکتا ہے کہ وہ رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینہ میں وقتِ سحر میں لاؤڈ اسپیکر میں پاکستان کی بالغ عورت یا لڑکی کی نعت پاک جو کیسٹ میں بھری ہوئی ہے، مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر چلائے؟ حالاں کہ امام صاحب وقتِ سحر میں وقتاً فوقتاً دینی باتیں بھی بتاتے ہوں؟

نیز سحری کے وقت مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر فلمی گانوں کے طرز پر بنائی ہوئی نعت کسی بھی نعت خواں کے لئے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میوزک والی نعتیں اور عورتوں کی پڑھی ہوئی نظمیں سنانا اور سننا کسی حال میں درست نہیں ہے، اور مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے ان غیر شرعی آوازوں کو بجانا تو نہایت بے ادبی اور خسارے کی بات ہے۔

فظهرُ الكف عورة على المذهب، والقدمين على المعتمد، وصوتها على الراجح (الدر المختار) قال ابن عابدين رحمه اللّٰه: قوله: على الراجح: عبارة البحر عن الحلية: أنه الأشبه. وفي النهر: وهو الذي ينبغي اعتماده، ومقابله ما في النوازل: نغمة المرأة عورة، وتعلمها القرآن من المرأة أحب، قال عليه الصلاة والسلام: "التسبيح للرجال، والتصفيق للنساء". فلا يحسن أن يسمعها الرجل

Marfat.com

الخ، وفي الكافي: ولا تلبّي جهرًا؛ لأن صوتها عورة، ومشى عليه في المحيط في باب الأذان، بحر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة ١/٤٠٦ كراچی)

ويرفع صوته بالأذان، والمرأة ممنوعة من ذٰلك لخوف الفتنة. (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة / باب الأذان ١/٢٧٧ المكتبة الغفارية كوئٹه، ١/١٣٢ بيروت)

قال العلامة الجصاص تحت قوله تعالىٰ: ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ﴾ وفيه دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذٰلك الأجانب، إذا كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها ولذٰلك كره أصحابنا أذان النساء؛ لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت، والمرأة منهيةٌ عن ذٰلك. (أحكام القرآن للجصاص / باب ما يجب من غض لبصر عن المحرمات ٣/٤٦٥)

واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذٰلك حرام. (شامی کراچی ٦/٣٩٥)

وأما أذان المرأة؛ فلأنها منهية عن رفع صوتها؛ لأنه يؤدي إلى الفتنة. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب الأذان ١/٤٥٨ زكريا، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / باب الأذان ١٩٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۵/۱۱/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سحر میں اعلان کیلئے مسجد میں نعت اور تقریر کی کیسٹ بجانا؟

سوال (۳۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رمضان شریف میں سحر کے وقت نیند سے بیدار کرنے کے واسطے گھنٹی اور سائرن کا استعمال ہوتا ہے، اسی طرح سحر کے ختم پر گھنٹی اور سائرن بجتا ہے، اس کے باوجود مساجد کے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ وقفہ وقفہ سے وقت کا اعلان ہوتا رہتا ہے، اسی پر بس نہیں؛ بلکہ بعض مساجد کے لاؤڈ اسپیکر میں نعت وغیرہ کی کیسٹ بھی چلائی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے عبادت میں مشغول حضرات کو بہت

Marfat.com

پریشانی ہوتی ہے، اور برادرانِ وطن کو بھی یقیناً پریشانی ہوتی ہوگی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ مساجد کے لاؤڈاسپیکر کے ذریعہ یہ اعلانات یا کیسٹ وغیرہ چلانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سحر وافطار کے وقت کی خبر دینے کے لئے گھنٹی اور سائرن بجانے کی اجازت ہے، اور اگر ضرورت پڑے تو مساجد سے اعلانات بھی کئے جاسکتے ہیں؛ لیکن اس وقت میں لاؤڈاسپیکر پر نعتیں وغیرہ بجانا درست نہیں ہے؛ اس لئے کہ عبادت گذاروں کی عبادت میں خلل ہوتا ہے، یہ سلسلہ بند کرنا ضروری ہے، اور اعلانات میں بھی اتنی کثرت نہ کی جائے کہ سکون باقی نہ رہے۔ حضرات فقہاء نے ذکر میں بھی ایسے جہر سے ممانعت کی ہے، جو سونے والے، پڑھنے والے اور نماز میں مشغول شخص کے لئے مخل ہو۔

قال في الشامية تحت قول الدر: ويحرم فيه السوال ...... أو شعر إلاَّ ما فيه ذكر، ورفع صوت بذكر (الدر المختار) أجمع العلماء سلفًا وخلفًا على استحباب الذكر الجماعة في المساجد وغيرها، إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/ ٦٦٠ كراچی، ۲/ ٤٣٤ زكريا، كذا في غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر / القول في أحكام المسجد ٤/ ٦١ رقم القاعدة: ٢٩ إدارة القرآن كراچی، مرقاة المفاتيح / باب المساجد ومواضع الصلاة / الفصل الثاني ٢/ ١٦١ رشيديه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۹/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نماز جنازہ کی وجہ سے سب مسجدوں میں ایک وقت نماز کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۲۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہاں کی مسجد میں ظہر کی نماز ہمیشہ ایک بجے ہوتی ہے، اور جمعہ ۲ ؍بجے ہوتا ہے؛ لیکن جب

Marfat.com

کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو میت کے اہل خانہ آ کر متولی سے یا بغیر معلوم کئے اعلان کر دیتے ہیں کہ آج نماز ظہر دو بجے ہوگی، جس مسجد سے یہ اعلان ہوتا ہے ایک نماز ظہر ہوتی ہے، دوسری مسجد جو کہ نماز ظہر ۲ر بجے ہوتی ہے، میت کے اہلِ خانہ اور چند لوگ ہیں، تینوں مسجدوں کے نمازی جب ایک ساتھ نماز جنازہ پڑھیں گے تو میت کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس مسجد میں اول وقت نماز ظہر ہوتی ہے، اس مسجد میں دوسرے محلے اور بازاروں کے دوکان دار لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں، بازار میں جو جامع مسجد ہے اُس میں نماز ظہر ۲ر بجے ہوتی ہے، نماز کی وجہ سے دوکان بند نہ کرنی پڑے، اس لئے دوکان کا ایک آدمی اول وقت والی مسجد میں نماز پڑھ آتا ہے، دوسرا بعد والی مسجد میں نماز پڑھ آتا ہے، جب اُن لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ آج نماز دو بجے ہوگی، تو یہ لوگ مایوس ہوکر واپس چلے جاتے ہیں، اور محلہ کے اکثر لوگوں کو بھی یہ بات ٹھیک نہیں لگتی کہ نماز کا وقت تبدیل ہو، محلّہ میں کسی کا انتقال ہو یا کسی کے گھر پر عورتوں کا اجتماع دینی ہو، تو بھی اور اگر بچوں کے پولیو کے ٹیکے لگنے ہوتے ہیں، تو اس کا اعلان بھی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے ہوتا ہے، منع کرنے پر برا مانتے ہیں۔ تو اس بارے میں کیا طریقہ اپنایا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے مائک سے تبلیغ نیز میت، پولیو وغیرہ کے اعلانات کے سلسلہ میں اگر واقف اور اہلِ خانہ کی اجازت ہو تو پھر اس طرح کے اعلانات کی گنجائش ہے، اور اگر مائک صرف اذان اور مسجد کی ضرورت کے لئے ہو تو پھر دیگر اعلانات بلا اُجرت کرنا شرعاً جائز نہیں ہیں۔

وإذا أراد أن یصرف شیئًا من ذٰلک إلیٰ إمام المسجد أو إلیٰ مؤذن المسجد فلیس له ذٰلک إلا ان کان الواقف شرط ذٰلک في الوقف. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الحادي عشر، الفصل الثاني في الوقف ۲/ ٤٦٣)

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفین واجبة. (شامي، کتاب الوقف /

Marfat.com

مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦٦٥/٦ زكريا، ٤٤٥/٤ كراچی)

رہا نماز میں تاخیر کا مسئلہ تو جو وقت متولی واہلِ خانہ نے طے ومقرر کر رکھا ہے، وہ وقت ہوجانے پر نماز میں تاخیر کرنا خصوصاً جب کہ بہت سے لوگوں کو اس سے ناگواری بھی ہوتی ہو، اور نمازی بھی کم ہوجاتے ہوں، تو ایسی صورت میں نماز کو مؤخر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر تمام اہلِ محلّہ کی رضامندی سے کسی خاص عذر کی بناء پر معمولی سی تاخیر ہوجائے تو گنجائش ہے۔

مستفاد: فالحاصل أن التاخير القليل لإعانة أهل الخير غير مكروه.

(شامي، باب صفة الصلاة / مطلب في إطالة الركوع ١٩٩/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۱/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے تیجہ اور چالیسواں کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۳۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں کے موقع پر قرآن پڑھوانے اور چنے پڑھوانے کے واسطے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے اعلانِ عام کرانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے ایسے بدعت والے اعمال کا اعلان کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰۸/۱۵ قدیم زکریا)

قال الله تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ٢]

ولا ينشد ضالة في المسجد؛ فإن المساجد لم تبن لهٰذا. (أوجز المسالك ٣٣٥/٢، مرقاة المفاتيح ١٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۱۱/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر میت کی تدفین کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر میت کی تدفین کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے مائک سے میت وغیرہ کے سلسلہ میں اگر وقف کرنے والے کی اجازت اور اہل محلہ کی اجازت ہو، تو پھر اس طرح کے اعلانات کی گنجائش ہے، اور اگر مائک صرف اذان اور مسجد کی ضرورت کے لئے ہو تو پھر دیگر اعلانات بلا اُجرت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

وإذا أراد أن يصرف شيئاً من ذلک إلی إمام المسجد أو إلی مؤذن المسجد فليس له ذلک إلا إن كان الواقف شرط ذلک في الوقف. (الفتاوی الهندية ۴۶۳/۲)

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، کتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصاً ۶۶۵/۶ زکریا، ۴۴۵/۴ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳۰/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر دنیوی اعلانات کرنا؟

سوال (۳۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں جو اذان کے واسطے لاؤڈ اسپیکر لگائے جاتے ہیں، اس سے دنیاوی اعلان کیا جا سکتا ہے؟ نیز مسجد میں پیسہ دے کر اعلان کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسجد کا لاؤڈ اسپیکر مسجد کی موقوفہ آمدنی سے صرف اذان کی نیت سے خریدا تو پھر یہ لاؤڈ اسپیکر صرف اذان کے لئے وقف ہو گیا، اس مائک پر دوسرے

Marfat.com

مقاصد کے لئے اعلان کرنا جائز نہیں ہے، اگر مسجد کا مائک اہل محلہ کے چندہ سے خریدا گیا ہو یا ایک آدمی نے مسجد کو دیا ہے تو واقف نے یا چندہ دہندگان نے عرفاً یا صراحۃً اجازت دے رکھی ہے، تو بوقتِ ضرورت پیسہ دے کر دیگر اعلانات کرا سکتے ہیں، مگر ایسی صورت میں مائک کے ہارن دونوں مسجد سے باہر ہونا ضروری ہے۔ (مستفاد: مسائل امامت ۳۷۵، از: مفتی حبیب الرحمٰن صاحب آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲/۱۴۴، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۷۷ ڈابھیل)

ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح، هٰذا إذا لم يكن معيناً، فإن كان الوقف معيناً على شيء يصرف إليه. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها ٣٦٧/٤ كراچی، لفتاوى البزازية، كتاب الوقف / الرابع في المسجد وما يتصل به ٢٧٠/٦ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام لمساجد ٤١٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے مائک سے اُجرت لے کر دنیاوی ضرورتوں کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۳۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں گرام ملک جہانگیر آباد میں مساجد سے ہر چیز اور ہر بات کا اعلان کیا جاتا ہے، مثلاً کوئی بھی سامان گاؤں میں بکنے کے لئے آتا ہے، تو تشہیر کے لئے اعلان کراتے ہیں، کسی کا بچہ گم ہو جائے، بکری گم ہو جائے، پولیو کی خوراک پلانے کے لئے کسی چیز کی دوکان گاؤں میں کھلے اُس کا اعلان، یعنی ہر چیز کا اعلان ۵ روپئے لے کر مسجد کے مائک سے کیا جاتا ہے، آیا کچھ معاوضہ لے کر مسجد کے مالک سے یہ اور اس طرح کے دوسرے اعلانات کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے مائک سے کچھ معاوضہ لے کر اعلانات کرنا مصالح مسجد کے پیشِ نظر جائز ہے، بشرطیکہ مائک اور اُس کا اسپیکر مسجد شرعی کی حدود سے باہر ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۳۹۹ میرٹھ)

Marfat.com

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة، وصرح الأصوليون بأن العرف يصلح مخصصًا. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦/٦٦٥ زكريا، ٤/٤٤٥ كراچی)

الثامنة في وقف المسجد أيجوز أن يبنى من غلته منارة، قال في الخانية معزيًا إلى أبي بكر البلخي: إن كان ذٰلک من مصلحة المسجد بأن كان أسمع لهم فلا بأس به. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٢١٥ كوئٹه)

قوله حيث وجدها: وفي المجامع أي مجامع النساء كالمساجد إلا أنه ينادي على أبواب المساجد لا فيها. (حاشية الطحطاوي على الدر / كتاب اللقطة ٢/٥٠١ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے مائک سے گم شدہ چیز کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۴۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے مائک پر دینی اعلان کے علاوہ بکرا بکری، یا مرغا اور مرغی، یا کسی اور گمشدہ چیز کا اعلان بلا اُجرت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: مسجد کا مائک دینی ضرورتوں کے لئے وقف ہوتا ہے اس پر بلا اُجرتِ دنیوی اعلانات کرنا جائز نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع رجلاً ينشد ضالةً في المسجد، فليقل: لا ردّها الله عليک؛ فإن المساجد لم تُبنَ لهٰذا. (مشكاة المصابيح / باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول ٦٨)

وأما إنشاد الضالة، فالمنهي عنه رفع الصوت بذٰلک؛ إذ فيه الإضرار

Marfat.com

دون غيره، وفيه سوء تأديب نسبه إلى المسجد الخ. (الكوكب الدري، أبواب الصلاة / باب في البيع والشراء وإنشاد الضالة والشعر في المسجد ٣١٩/١ إدارة القرآن كراچی)

وأما إنشاد الضالة، فله صورتها: إحداهما: وهي أقبح وأشنع بأن يضل شيء خارج المسجد، ثم ينشده في المسجد لأجل اجتماع الناس فيه. والثانية: أن يضل في المسجد نفسه، فينشده فيه، وهذا يجوز إذا كان من غير لغط وشغب. (معارف السنن، أبواب لصلاة / باب ما جاء في كراهية البيع والشراء وإنشاد لضالة في لمسجد ٣١٣/٣ كراچی)

ويكره الإعطاء مطلقًا، وقيل: إن تخطى وانشاد ضالة هي الشيء الضائع وإنشادها السوال عنها، وفي الحديث: إذا رأيتم من ينشد ضالة في المسجد فقولوا: لا ردها الله عليك. (الدر المختار مع الشامي، مكروهات الصلاة / قبيل مطلب في إنشاد الشعر ٤٣٣/٢ زكريا، ٦٦٠/١ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/۱/۱۴۲۵ھ

مسجد کے مائک سے بچہ گم ہوجانے کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۳۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کی کوئی چیز گم ہوجانے پر جیسے جانور کا گم ہوجانا، کسی بچہ یا کسی شخص کا گم ہوجانا یا کسی سرکاری پروگرام کا اعلان مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کا لاؤڈ اسپیکر اذان اور دینی ضروریات کے لئے وقف ہوتا ہے، اس سے گم شدہ چیزوں یا اپنی ضروریات کے متعلق اعلان کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۹۴/۲۲ میرٹھ، اوجز المسالک ۲۹۸/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۱۱/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے مائک سے گم شدہ چیز کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے مائک سے غیر مسجد کا کام لینا مثلاً گمشدہ بچوں کا اعلان، وفات کا اعلان یا اسی طرح مدرسہ ومکتب وغیرہ کی ضروریات میں استعمال کرنا کیسا ہے؟ خصوصاً اس وقت جب کہ اعلان نہ کرنے کی صورت میں اختلاف وبے رغبتی کا خدشہ ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر خالص مسجد کی آمدنی سے لاؤڈ اسپیکر خریدا گیا ہے، تو اذان ونماز کے علاوہ کوئی اور اعلان اُجرت کے بغیر اس لاؤڈ اسپیکر پر کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر چندہ کرکے لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا گیا ہے، اور چندہ دہندگان کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اس پر دیگر اعلانات کرنے کی اجازت دی گئی ہے، تو اس پر حسبِ ضرورت ایسے اعلانات کئے جاسکتے ہیں، جو مسجد کے وقار کے خلاف نہ ہوں۔

وإذا أراد أن یصرف شیئًا من ذٰلک إلی إمام المسجد أو إلی مؤذن المسجد فلیس له ذٰلک إلا إن کان الواقف شرط ذٰلک في الوقف. (الفتاویٰ الهندیة ۲/۴۶۳)

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفین واجبة. (شامي، کتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفین واجبة والعرف یصلح مخصصًا ۶/۶۶۵ زکریا، ۴/۴۴۵ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۲/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے پیسہ سے خرید کردہ مائک سے خرید وفروخت کا اعلان کرنا؟

سوال (۳۳۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے پیسے سے اذان دینے کے لئے مائک خریدا گیا، مگر اس سے اذان کے بجائے کسی کی بکری کے کھونے کا اعلان کرنا، کسی کے یہاں تواضع (دعوت) کھانے کا اعلان پیسہ لے کر کرنا

Marfat.com

درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اذان دینے کے لئے مسجد میں جو مائک خریدا گیا ہے اس کو عام اعلانات کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن اگر اس مائک کو مسجد سے باہر رکھ دیا جائے اور معاوضہ دے کر اس سے ضروری اعلانات کئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۴۰۲ میرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱۱/۲۳ھ

مسجد کے مائک سے جانوروں کا اعلان کرانا؟

سوال (۳۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی مائک سے بکری، بکرا، بیل، گائے وغیرہ کا اعلان کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے مائک سے مذکورہ اعلانات نہ کرائے جائیں، اِس کے لئے خارجِ مسجد انتظام کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۱۴۰ میرٹھ)

ویحرم فیہ السؤال، ویکرہ الإعطاء مطلقًا، وقیل: أن تخطي، وإنشاد ضالة (الدر المختار) هي الشيء الضائع، وإنشادها السوال عنها. وفي الحديث: إذا رأيتم من ينشد ضالة في المسجد فقولوا: لا ردّها الله عليک. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في أفضل المساجد ۲/۴۳۳ زکریا، ۱/۶۶۰ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۸/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی چیزیں ذاتی استعمال میں لانا

مسجد کی اشیاء ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا؟

سوال (۳۳۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی اشیاء کو اپنی ضرورت میں استعمال کرنا اور مسجد میں سونا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اشیاء مسجد کو اپنی ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا درست نہیں ہے مثلاً مسجد کا لوٹا، گھر میں لا کر استعمال کرنا یا مسجد کی موم بتی گھر میں لے آنا، تو اِس طرح کا تصرف جائز نہیں ہے؛ البتہ نماز کی تیاری کے طور پر مسجد کے پانی سے وضو کرنا یا دورانِ نماز مسجد کا پنکھا استعمال کرنا، اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے اور مسجد میں مستقل طور پر سونے کا معمول بنانا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی اتفاقاً سو جائے یا پردیسی مسافر ہو یا معتکف ہو، تو اُس کے لئے فقہاء نے سونے کی گنجائش دی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۱۸۷ میرٹھ، دینی مسائل اور اُن کا حل ۳۰۶)

متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته، وله أن يحمله من البيت إلى المسجد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الثاني عشر في الرباطات والخانات ۲/۴۶۲ زكريا، فتاویٰ قاضي خان / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ۳/۲۹۴ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية / مسائل وقف المسجد ۸/۱۶۹ زكريا، البحر الرائق / فصل في أحكام المسجد ۵/۴۲۰ زكريا)

فإذا أراد إنسان أن يدرس الكتاب بسراج المسجد إن كان السراج موضوعًا في المسجد للصلاة، قيل: لا بأس به، وإن كان موضوعًا في المسجد لا للصلاة بأن فرغ القوم عن صلاتهم وذهبوا إلى بيوتهم وبقي السراج في

Marfat.com

المسجد، قالوا: لا بأس بأن يدرس به إلى ثلث الليل ...... وفيما زاد على ثلث الليل، ليس لهم تأخير الصلاة، فلا يكون لهم حق الدرس. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ۲۹۹/۳ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / مسائل وقف المسجد ۱٦۹/۸ إدارة القرآن كراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤۲۰/٥ زكريا)

ولا يحمل الرجل سراج المسجد إلى بيته. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱۱۰/۱ زكريا، البحر الرائق ٤۳۰/٥)

ولو وقف على دهن السراج للمسجد لا يجوز وضعه جميع الليل؛ بل بقدر حاجة المصلين، ويجوز إلى ثلث الليل أو نصفه إذا أحتيج إليه للصلاة فيه (الفتاوىٰ الهندية ٤٥۹/۲، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ۱٦۹/۸ زكريا)

ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف، وإذا أراد أن يفعل ذٰلك ينبغي أن ينوي الإعتكاف فيدخل فيه ويذكر اللّٰه بقدر ما نوىٰ أو يصلي ثم يفعل ما يشاء. (الفتاوىٰ الهندية ۳۲۱/٥، عمدة القاري ۱۹۸/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا پرانا سامان ذاتی استعمال میں لانا؟

سوال (۳۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہاں پر عموماً مسجد کا سامان مثلاً قالین پنکھے الماریاں وغیرہ جب پرانے ہوجاتے ہیں، تو اُس کو تبدیل کر کے قدیم سامان تقسیم کردیتے ہیں، یا پھر اُن کو ضائع کردیتے ہیں، تو کیا مذکورہ سامان اگر کسی کو ملے تو وہ استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کا مذکورہ سامان مفت میں لینا درست نہیں ہے،

Marfat.com

اگر لینا ہو تو مناسب قیمت دے کر لیا جائے۔

هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد؟ قال: نعم. (شامي ٥٥٠/٦ زكريا)

ولا تجوز إجارة الوقف إلا بأجر المثل. (الفتاوى الهندية / الباب الخامس من الكراهية ٤١٩/٢ زكريا)

وكذا لو اشترى حشيشًا أو قنديلاً للمسجد، فوقع الاستغناء عنه، كان ذٰلك له إن كان حيًا، ولورثته إن كان ميتًا، وعند أبي يوسف: يباع ذٰلك، ويصرف ثمنه إلى حوائج المسجد. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤٢٣/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۱۱/۲۴ھ

مسجد کی چھت کا ٹین اپنے ذاتی استعمال میں لانا؟

سوال (۳۴۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی چھت کی ٹین کی چادریں اپنے استعمال لانا اور اُس کی قیمت بھی مسجد میں نہ دینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کا جو سامان مسجد کے لئے وقف ہے، اُس کو اپنے ذاتی کام میں استعمال کرنا یا اُس کو بیچنا ناجائز ہے، مذکورہ اشیاء کو اگر کوئی اپنے استعمال میں لا رہا ہے، اور وہ چیز صحیح سالم اور قابل انتفاع ہو، تو اُس کو مسجد میں واپس لانا ضروری ہے، ورنہ اُس کی قیمت کا ضمان لازم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶۰/۱۰-۱۳۶/۱۰، احسن الفتاویٰ ۴۵۰/۶، امداد المفتیین ۷۸۰، عزیز الفتاویٰ ۵۹۶)

قال في الهندية: رد الغلة معها إن كانت قائمة بعينها وان كانت مستهلكة ضمن مثلها، كذا في الذخيرة. (الفتاوى الهندية / الباب التاسع في غصب الوقف ٤٤٩/٢)

Marfat.com

ولا يحمل الرجل سراج المسجد إلى بيته. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١١٠/١ زكريا، البحر الرائق ٤٣٠/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۸/۱۱/۱۴۲۲ھ

مسجد کی صندلی کا بغیر اُجرت کے ذاتی استعمال میں لانا؟

سوال (۳۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا سامان مثلاً صندلی جس پر کھڑے ہوکر صفائی، پوتائی، رنگائی وغیرہ کرتے ہیں، اُس کو مسجد کے ذمہ دار حضرات اور اہل محلّہ بھی لے جاکر بغیر اُجرت استعمال کرتے ہیں، شرعاً اِس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو استعمالی چیز مسجد کی موقوفہ آمدنی سے خریدی گئی ہے، اُس کو اہل محلّہ بلا اُجرت استعمال نہیں کر سکتے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۱۵/۶)

ولا يحمل الرجل سراج المسجد إلى بيته. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١١٠/١ زكريا، البحر الرائق ٤٣٠/٥)

وفي الإسعاف: وليس لمتولي المسجد أن يحمل سراج المسجد إلى بيته. (البحر الرائق / فصل في أحكام المساجد ٤٢٠/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية / مسائل وقف الأستجار ٨٥١/٥ إدارة القرآن كراچی)

یہی حکم ٹھنڈے اور گرم پانی کا بھی ہے، ہاں اگر مسجد کی رقم سے الگ انفرادی یا اجتماعی طور پر ٹھنڈے یا گرم پانی کا انتظام کیا جاتا ہے، اور اسے صراحۃً یا عرفاً سب اہل محلّہ کو استعمال کی اِجازت دی جاتی ہے، تو محلّہ والے بھی اُسے استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل كان ضامنًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز ٦١/١ رقم المادة: ٩٦ مكتبة إتحاد ديوبند)

Marfat.com

الأشباه والنظائر، كتاب الغصب / الفن الثاني، الفوائد: ٤٤/٢ رقم القاعدة: ٢ ١٧١ زكريا، وكذا في الدر المختار / كتاب الغصب ٢٠٠/٦ دار الفكر بيروت)

الخامس في حكمها، فمنه ثبوت ولاية التصرف الذي تناوله التوكيل، ومنه أن لا يوكل إلا بإذن أو تعميم، ومنه أنه أمين فيما في يده. (البحر الرائق / كتاب الوكالة ٢٣٨/٧ زكريا)

بعث شمعًا في شهر رمضان إلى مسجد، فاحترق وبقي منه ثلثه أو دونه، ليس للإمام ولا للمؤذن أن يأخذ بغير إذن الدافع. ولو كان العرف في ذلك الموضع أن الإمام والمؤذن يأخذه من غير صريح الإذن في ذلك فله ذلك. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤١٩/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۴/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی ٹنکی کا پانی گھر لے جانا؟

سوال (۳۴۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے اِحاطہ میں مسجد کی ضروریات کے لئے ایک پانی کا بورنگ ہوا ہے، جس پر بجلی کا موٹر رکھا ہوا ہے، اس سے پانی کی ٹنکی بھری جاتی ہے، وضو کے لئے جو نل لگے ہوئے ہیں، اُن میں سے لوگ پانی بھر کر اپنی ضروریات کے لئے اپنے گھر لے جاتے ہیں (اکثر لوگ پینے کے لئے) اور بہت سے لوگ تو موٹر چلا کر ہی اس میں لگے ہوئے نل سے تازہ پانی بھرتے ہیں، جب کہ موٹر کی بجلی کا خرچ مسجد کے ذمہ ہے، تو کیا مسجد کی ٹنکی کا پانی اپنے گھر میں لے جا کر استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹنکی کا پانی مسجد کے لئے مخصوص ہے؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں ٹنکی کا پانی اپنے گھر لے جانا کہ جس کے بھرنے کے لئے مسجد کی بجلی خرچ ہوئی ہو،

Marfat.com

درست نہیں، مسجد کے موٹر کا پانی صرف نمازیوں کی ضرورت کے لئے استعمال ہونا چاہئے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۷۸، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۹۰، احسن الفتاویٰ ۶/۴۴۷)

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع، وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء ما لم يكن معصية. (رد المحتار / مطلب: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ٤/٣٤٣ دار الفكر بيروت، ٦/٥٢٧ زكريا)

لا يجوز الوضوء من الحياض المعدة للشرب في الصحيح، ويمنع من الوضوء منه، وفيه: وحمله لأهله إن مأذونًا به جاز، وإلا لا. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/٤٢٧ كراچی، البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٥/٤٢٧ زكريا)

كذا يستفاد من هٰذه، ولا يحمل الرجل سراج المسجد إلى بيته. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/١١٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۵/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی ٹنکی سے غسل کرنا؟

سوال (۳۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) مسجد میں پانی کی ٹنکی میں بجلی کے نل کے ذریعہ برائے وضو وغسل پانی جمع کیا جاتا ہے، کسی مقیم کو اِس پانی سے غسل وکپڑے دھونا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مسافر کو جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱-۲) اگر نماز پڑھنے کی غرض سے کوئی شخص خواہ مسافر ہو یا مقیم، مسجد کے پانی سے کپڑے یا بدن کی طہارت حاصل کرے، تو اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؛ اس لئے کہ یہ پانی اِسی مقصد کے لئے وقف کیا گیا ہے کہ نمازی لوگ اِس سے طہارت حاصل

Marfat.com

کریں، ہاں اگر کوئی شخص بلاوجہ مسجد کا پانی اپنے ذاتی استعمال میں لائے، تو یہ جائز نہ ہوگا۔

لأنه إنما يوقف ويساق لمن يتوضأ الوضوء الشرعي ولم يقصد إباحتها لغير ذلك. (شامي / مطلب: في الإسراف في الوضوء ١/١٣٣ كراچی، ١/٢٥٩ زكريا)

ولا بأس أن يشرب من الحوض والبئر ويسقي دابته ويتوضأ منه. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٥/٤٢٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے جنریٹر اور ٹنکی کا پانی ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا؟

سوال (۳۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا سامان مثلاً جنریٹر، ٹنکی کا پانی اور سیڑھی وغیرہ کوئی شخص اپنی ذاتی ضرورت یعنی شادی یا دوسری تقریبات میں استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کرایہ دے کر استعمال کرے تو کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے جنریٹر اور ٹنکی کے پانی وغیرہ کو اپنے ذاتی اُمور میں صرف کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر مسجد میں کوئی سامان کرایہ پر چلا کر آمدنی کے لئے خریدا گیا ہے، تو اُس کا کرایہ ادا کر کے استعمال درست ہوگا، جیسا کہ علاقوں میں برتن اور دیگیں وغیرہ مسجد کے حجرہ میں رکھ کر اُن کے کرایہ سے آمدنی حاصل کی جاتی ہے۔

القيم إذا اشترى من غلة المسجد حانوتًا أو دارًا أن يستغل ويباع عند الحاجة، جاز إن كان له ولاية الشراء، وإذا جاز له أن يبيعه، كذا في السراجية ...... الفاضل من وقف المسجد هل يصرف إلى الفقراء؟ قيل: لا يصرف، وإنه صحيح، ولكن يشتري به مستغلاً للمسجد. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف القيم وغيره في حال الواقف عليه ٢/٤٦٢-٤٦٣ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / الفصل الحادي والعشرون في المساجد ٥/٨٤ إدارة القرآن كراچی)

Marfat.com

ومتولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته. (الفتاوىٰ الهندية ٤٦٢/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے پانی اور استنجاء خانے کو بے جا استعمال سے بچانے کے لئے دروزاہ بند کرنا؟

سوال (۳۴۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد جو کہ بیچ بازار میں ہے، اس کا ایک عام راستہ اندر جانے کا ہے، جس سے نمازی بھی داخل ہوتے ہیں اور بے نمازی؛ بلکہ عام پبلک کے لوگ خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم حتی کہ بھنگی بھی اندر گھس کر نل سے پانی پیتے ہے، عورتیں بھی گھس آتی ہیں، سبھی لوگ پانی پینے، بھر کر لے جانے اور پیشاب کرنے کے چکر میں ہر وقت مسجد میں داخل ہوتے ہیں، جس کی بنا پر بار ہا نل خراب ہو چکا ہے، اور پیشاب خانہ سے بدبو پھیلتی ہے؛ بلکہ بعض غیر مسلم پیشاب خانہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہیں اور باوجود منع کرنے کے نہیں مانتے ہیں، نیز پیشاب خانہ میں پاخانہ بھی کر جاتے ہیں، مذکورہ وجوہات کی بنا پر چھت کے حصہ میں بعد مشورہ ایک راستہ نکال دیا گیا ہے، جس کا ایک گوشہ مسجد کے صحن کی فضا میں پڑتا ہے؛ تاکہ بعد فراغ نماز عام راستہ میں تالا ڈال دیا جائے، اور جن صاحب کو نماز وغیرہ پڑھنا ہو وہ اوپر بنائے گئے خاص راستہ سے اندر داخل ہوکر نماز وغیرہ پڑھیں، مذکورہ نظام بنانے پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے، جس کی بنا پر بعض لوگوں نے مسجد ہذا کو مسجد یزید کا خطاب دے دیا، جب کہ ایک نل مسجد کے سامنے نگر پالیکا کی طرف سے لگا ہوا ہے، جس سے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو راستہ خاص اوپر سے مسجد میں آنے کے لئے کھولا گیا ہے، کیا وہ درست نہیں ہے؟ اور عام گیٹ مستقل کھولنے سے مسجد کا نقصان نہیں ہے، کیا مذکورہ صورتِ حال

Marfat.com

میں تمام گیٹ عام حالات میں بند رکھنے کی مقتضی نہیں ہے؟ برائے مہربانی مسئلہ ہذا کو مع دلائل واضح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں پانی کا نل ٹنکی یا استنجاء خانہ کی سہولت عام لوگوں کے لئے نہیں ہوتی؛ بلکہ صرف نمازیوں کے لئے ہوتی ہے؛ لہٰذا نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کے دروازہ کو مطلقاً بند رکھنا بھی درست ہے؛ تاکہ غیر متعلق لوگوں کی وہاں آمد ورفت نہ ہوسکے، اور مسجد کو بدبو وغیرہ سے بچایا جاسکے، اور ضرورۃً عام دروازہ کو بند کرکے اوپر کی جانب سے خاص راستہ بنانے میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ مسئولہ صورت میں ایسا کرنا بہتر اور مصلحت کے عین مطابق ہے؛ اس لئے سوال میں مذکور مسجد کے لئے جو صورت اپنائی گئی ہے اس میں شرعاً کوئی اشکال نہیں ہے، اس پر اعتراض بے جا ہے۔

كما كره غلق باب المسجد إلا لخوف على متاعه به يفتي. (الدر المختار) هذا أولى من التقييد بزماننا؛ لأن المدار على خوف الضرر، فإن ثبت في زماننا في جميع الأوقات ثبت كذلك إلا في أوقات الصلاة أو لا فلا، أو في بعضها ففي بعضها، كذا في الفتح. (الدر المختار مع الشامي / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۴۲۸/۲ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۵۹/۲ زكريا، كذا في فتح القدير / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۴۲۱/۱ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۶/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے چراغ کو درست کرتے وقت اُنگلی پر لگے تیل کو اِستعمال کرنا؟

سوال (۳۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دیہات کی مساجد کے اندر بجلی نہ ہونے کی صورت میں سرسوں کے تیل سے چراغ جلائے

Marfat.com

جاتے ہیں، جب چراغ کو درست کرتے ہیں تو چراغ کا تیل ہاتھوں میں لگ جاتا ہے، اب اگر ہاتھوں کو پانی دھوتے ہیں تو وہ تیل ضائع ہوتا ہے اور اگر اس کو اپنے سر وغیرہ میں لگاتے ہیں تو وہ تیل مسجد کا ہے، کچھ اپنے سر وغیرہ میں لگالیتے ہیں، تو وہ تیل مسجد کا ہونے کی وجہ سے دوسرے کہتے ہیں کہ اِس کو اپنے سر وغیرہ میں لگانا درست نہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چراغ درست کرتے وقت جو تیل انگلیوں کو لگ جاتا ہے وہ بہت معمولی ہوتا ہے، اور عموماً اُس کو درست کرنے والے کے لئے اپنے سر سے صاف کرنے کی صراحۃً نہ سہی دلالۃً واقف اور دینے والے کی طرف سے اِجازت ہوتی ہے؛ لہٰذا اُنگلیوں پر لگے تیل کو سر میں صاف کرنے اور پوچھنے کی شرعاً گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۴۷، امداد المفتیین ۷۸۱)

وإذا أراد أن یصرف شیئًا من ذٰلک إلیٰ إمام المسجد أو إلی مؤذن المسجد فلیس له ذٰلک إلا إن کان الواقف شرط ...... وبین قدره یصرف إلیه إن کان فقیرًا، وإن کان غنیًّا لا یحل. (الفتاویٰ الهندیة ۲/۴۶۳، کذا في الشامي / الفصل الثاني في الواقف علی المسجد وتصرف القیم وغیره في مال الواقف علیه ٦/ زکریا)

ولو کان العرف في ذٰلک الموضع أن الإمام والمؤذن یأخذه من غیر صریح الإذن في ذٰلک، فله ذٰلک. (البحر الرائق / فصل في أحکام المساجد ۵/۱۹۷ ٤ زکریا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۳/۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شہید کی ہوئی مسجد کے ملبہ کا بلا معاوضہ استعمال کرنا؟

سوال (۳۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شہید کی ہوئی مسجد کا جو ملبہ ہے، مثلاً اینٹ مٹی وغیرہ، اُسے عام آدمی کا بلا معاوضہ مکان

Marfat.com

وغیرہ میں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ ملبہ اُٹھوانے میں بھی مسجد کی رقم خرچ ہوتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اُس مسجد کے ملبہ کی معمولی قیمت بھی ہو، تو اس کا کسی کے لئے بلا معاوضہ اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مذکورہ مسجد کا ملبہ معاوضہ دے کر ہی استعمال میں لانا چاہئے۔

وإذا رأى حشيش المسجد فرفعه إنسان جاز إن لم يكن له قيمة، فإن كان له أدنى قيمة لا يأخذه إلا بعد الشراء من المتولي أو القاضي أو أهل المسجد. (البحر الرائق / فصل في أحكام المساجد ٥/ ٤٢٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۰/۴/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی چیزیں محلّہ والوں کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں

سوال (۳۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی چیزیں جیسے سیڑھی، جنریٹر، ٹنکی کا پانی وغیرہ اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ مسجد کی کمیٹی کی اجازت ہو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد سے غیر متعلق لوگوں کے لئے مسجد کی مذکورہ چیزیں ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص مسجد سے متعلق ہو، مثلاً امام یا مؤذن تو وہ کمیٹی کی اجازت سے مسجد کی اشیاء کو استعمال کرسکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۶/ ۴۵۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۶۲۴ ڈابھیل)

للحاكم الدين أن يصرف من فاضل وقف المصالح والعمارة إلى الإمام والمؤذن باستصواب أهل الصلاح من أهل المحلة. (شامي / مطلب: في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٦/ ٥٥١ زكريا)

Marfat.com

ولا يحمل الرجل سراج المسجد إلى بيته، ويحمل من بيته إلى المسجد.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة / الباب السابع فيما يفسد لصلاة وما يكره فيها ١١٠/١ زكريا، البحر الرائق ٤٣٠/٥، الفتاوىٰ التاتارخانية / مسائل وقف المساجد ٨٥١/٥ إدارة القرآن كراچی، خانيه على الهندية / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ٢٩٤/٣)

لو كان العرف في ذٰلك الموضع أن الإمام والمؤذن يأخذه من غير صريح الإذن من ذٰلك فله ذٰلك. (البحر الرائق ٢٥٠/٥ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۱/۸/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے حجرے میں تجارت کا سامان رکھنا؟

سوال (۳۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کے امام صاحب، اِسی طرح ایک شہری آدمی کاروبار کرتے ہیں، اور اپنے کاروبار کا سامان بلا اِجازت متولی مسجد کے کمرے میں رکھتے ہیں، جب کہ امام صاحب کے رہنے کے لئے الگ سے مکان دے رکھا ہے، تو کیا اُن کا یہ فعل درست ہے؟ مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام صاحب کو مسجد کی طرف سے کوئی کمرہ ملا ہوا ہے تو وہ اپنے کمرہ میں اپنا جو چاہے سامان رکھ سکتے ہیں، اس میں متولی سے اِجازت کی ضرورت نہیں ہے؛ لیکن اس کے علاوہ مسجد کے کسی اور کمرہ میں بلا اجازت سامان تجارت رکھنا جائز نہ ہوگا۔

لو سكن بلا إذن أو أسكنه المتولي (الدر المختار) أي أسكن فيه غيره إلا إذا كان موقوفًا للسكنى وانحصرت فيه، فإن له إعارته، ولو سكنه المتولي بنفسه؛ ولم يكن للسكنى، فإنه يلزمه أجر المثل. (الدر المختار مع الشامي ٦١٥/٦ زكريا)

فاستفيد منه أنه إذا تصرف بما لا يجوز، كان خائنًا يستحق العزل. (البحر

Marfat.com

الرائق / کتاب الوقف ۵/۳۹۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۴/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر ضروری سامان بیچ کر مسجد کی ضروریات میں لگانا؟

سوال (۳۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا پرانا سامان جس کے استعمال کی ضرورت مسجد میں نہ ہو، مثلاً دروازہ، کھڑکی، دھنی اور پرانی اینٹیں وغیرہ، تو یہ سامان فروخت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ فروخت کرکے مسجد ہی میں لگانے کا ارادہ ہو۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر ضروری سامان بیچ کر مسجد کی دیگر ضروریات پوری کرنا درست ہے۔ (کفایت المفتی ۶۱/۷، فتاوی محمودیہ ۲۱۲/۶)

وصرف الحاكم أو المتولي أو ثمنه إن تعذر إعادة عينه إلى عمارته إن احتاج، وإلا حفظه ليحتاج، إلا إذا خاف ضياعه فيبيعه، ويمسك ثمنه ليحتاج. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في الوقف إذا خرب ولم يمكن عمارته ٤/٣٧٦-٣٧٧ كراچی)

وإن تعذر إعادة عينه إلى موضعه بيع وصرف ثمنه إلى المرمة صرفًا للبدل إلى مصرف المبدل. (الهداية / كتاب الوقف ٢/٦٢٠، شامي / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٤/٣٦٠ كراچی، ٦/٥٥٠ زكريا)

وفي الحاوي: فإن خيف هلاك النقض، باعه الحاكم، وأمسك ثمنه لعمارته عند الحاجة، فعلى هذا يباع النقض في موضعين: عند تعذر عوده، وعند خوف هلاكه. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٣٦٨ زكريا)

وأما إذا اشتراه المتولي من مستغلات الوقف، فإنه يجوز بيعه بلا هذا

Marfat.com

الشـرط؛ لأن في صيـرورتـه وقـفًا خلافًا، والمختار أنه لا يكون وقفًا، فللقيم أن يبيعه متى شاء لمصلحةٍ عرضت. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٧٧/٤ كراچی، فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٤/٦-٢٢٥ مصطفى البابي الحلبي مصر)

ويـصـرف نـقـضـه إلـى عـمـارتـه إن احـتـاج، وإلا حفظه للاحتياج ...... وإلا يـمـسـكـه حتـى يـحتـاج إلـيـه ...... وإن تـعـذر إعـادة عينه بيع، وصرف ثمنه إلى العمارة؛ لأن البدل يقوم مقام المبدل فيصرف مصرف البدل. (تبيين الحقائق / كتاب الوقف ٣٦٧/٤ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٦٧/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۱ھ

مسجد کی زمین کا کوئی حصہ کسی کے ذاتی مفاد کے لئے چھوڑنا؟

سوال (۳۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے جو پہلے سے بنی ہے اور اس کے آگے صحن کے لئے آدھی زمین ہے، اور آدھی دوسرے کی زمین تھی، اَب اُنہوں نے مسجد کے لئے بیچ دی، اس کا راستہ پورب اور دکھن کی جانب ہے، اتر کی جانب راستہ کی ضرورت نہیں ہے؛ لیکن پڑوس میں جو آدمی رہتے ہیں اُن کی بیٹھک ہے، وہ چاہتے ہیں کہ اتر میں بھی راستہ کھلے اور مسجد کی جگہ کو آٹھ فٹ چھوڑ کر دیوار چنوادی جائے، اس لئے کہ اُن کی بیٹھک کی خوبصورتی خراب ہورہی ہے، ویسے فی الحال اس طرف راستے کی ضرورت نہیں، اس کے باوجود مسجد کی کمیٹی راستہ کھولنے کو تیار ہے؛ لیکن اُن کا کہنا ہے کہ راستہ بھی نکالو اور آٹھ فٹ جگہ بھی چھوڑو، تو آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح طور پر بتائیں کہ اُن کے کہنے کے مطابق ۸/ فٹ جگہ چھوڑنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی خرید کردہ جگہ میں سے ۸/ فٹ کے بقدر جگہ

Marfat.com

چھوڑنے کا کسی کو مطالبہ کا حق نہیں ہے، یہ جگہ موقوفہ ہے یہ کسی دوسرے کو نہیں دی جاسکتی۔

أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع. (الدر المختار ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٨/٦ زكريا)

ہاں اگر دروازہ کھولنے کی ضرورت ہو تو منتظمین اس طرف دروازہ کھول سکتے ہیں۔

روى مالك عن الثقة عنده أن الناس كانوا يدخلون حجر أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يصلون فيها يوم الجمعة بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم، وكان المسجد يضيق عن أهله، قال: وحجر أزواج النبي صلى الله عليه وسلم ليست من المسجد، ولكن أبوابها شاعة في المسجد. كذا في وفاء الوفاء ٣٦٦/١. وروى ابن النجار عن أهل السير نحوه أن الحجرات كانت خارجة من المسجد مدبرة به إلا من المغرب، وكانت أبوابها شرعة في المسجد. (كذا في وفاء الوفاء أيضًا ٣٢٥/١. قلت: ولم يختلف إثنان في أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يدخل من حجرته إلى المسجد. (إعلاء السنن، كتاب وقف الأرض وجعلها مسجدًا / باب لو كان إلى المسجد مدخل من دار موقوفة لا بأس للإمام أن يدخل من هذا الباب ٢٥٢/١٣ رقم: ٤٦٧٦ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۱۰ھ

Marfat.com

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں استعمال کرنا

ایک مسجد کا غیر ضروری سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا؟

سوال (۳۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کا سامان جو زائد ہے، استعمال میں بالکل آتا ہی نہیں، اُس کو دوسری مسجد میں منتقل کرنا جہاں ضرورت ہو جائز ہے یا نہیں؟ جیسے مٹی کا لوٹا وغیرہ۔

نوٹ :- ایسی مسجد میں امامت کرنی چاہئے یا نہیں؟ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں کتبِ معتبرہ کے حوالہ سے جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ایسا زائد سامان ہے کہ موجودہ یا آئندہ اُس کے استعمال کا موقع ہی نہیں ہے اور رکھے رکھے اُس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، تو اُسے دوسری مسجد میں دیا جاسکتا ہے۔

ونقل في الذخيرة عن شمس الأئمة الحلواني أنه سئل عن مسجد أو حوض خرب، ولا يحتاج إليه لتفرق الناس عنه، هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلى مسجد أو حوض آخر؟ فقال: نعم. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ۴/۳۵۹ کراچی، فتح القدير، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ۶/۲۳۷ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

Marfat.com

ولو خرب أحد المسجدين في قرية واحدة، فللقاضي صرف خشبه إلى عمارة المسجد الآخر إذا لم يعلم بانيه ولا وارثه، وإن علم يصرفها هو بنفسه.

(البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤٢٤/٥ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / فصل في المقابر والرباطات ٣١٥/٣ زكريا)

نوٹ:- ایسی مسجد میں اِمامت ممنوع نہیں؛ البتہ اِصلاح کی کوشش کرتے رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں بغیر اِجازت استعمال کرنا؟

سوال (۳۵۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مسجد کی اینٹ، سریا اور تعمیری کام میں آنے والا دیگر سامان اس مسجد کے علاوہ دوسری جگہ بغیر اجازت استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر یہ سامان اس مسجد کی ضرورت سے زائد ہو اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو منتظمہ کمیٹی کی اجازت سے دوسری ضرورت مند مسجد میں لگانے کی گنجائش ہوگی۔

یجب عليه أن يجعل لكل نوع منها بيتاً يخصه، ولا يخلط بعضه ببعض، وأنه إذا احتاج إلى مصرف خزانة، وليس فيها ما يفتى به يستقرض من خزانة غيرها، ثم إذا جعل التي استقرض بها مال يؤدي إلى المستقرض. (شامي ۵۷/۲ کراچی)

يصرف وقفها لأقرب مجانسٍ لها. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: فيما لو خرب المسجد أو غيره ٥٤٩/٦ زكريا)

Marfat.com

وإذا استغنى هٰذا المسجد يصرف إلى فقراء المسلمين فيجوز ذٰلك.

(فتاویٰ قاضي خان ۲۸۸/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۱/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مسجد کی زائد دری دوسری مسجد میں لے جانا؟

سوال (۳۵۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد جس میں دریاں وغیرہ بہت زیادہ ہیں، اور دوسری مسجد محتاج ہے، تو کیا ایک مسجد کی دری وغیرہ دوسری مسجد میں لے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسجد میں زائد دریاں موجود ہیں، تو بغیر واقف کی اِجازت کے دوسری مسجد میں لگانا اُصولاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ واقف کی غرض کے خلاف ہے؛ لیکن اگر اُس مسجد میں رکھے رکھے دریوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو اُسے دوسری مسجد میں جہاں ضرورت ہو؛ دے سکتے ہیں۔

قال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: الفتوىٰ على أن المسجد لا يعود ميراثًا ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أوغيره ۳۵۹/٤ كراچی)

وقال أبو يوسف: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة، لا يعود ميراثًا، ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوىٰ، كذا في الحاوي القدسي. وفي المجتبىٰ: وأكثر المشايخ على قول أبي يوسف، ورجح في فتح القدير قول أبي يوسف بأنه الأوجه. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤٢١/٥ زكريا)

Marfat.com

مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي ٥٤٩/٦ زكريا، ٤٢٢/٣ نعمانية)

شرط الواقف؛ لأن مخالفته كمخالفة النص. (الأشباه والنظائر ١٩٢)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم لمخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوى الحامدية ١٢٦/١ المكتبة لميمنية مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۰/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ضرورت سے زائد موقوفہ قرآنوں کا فروخت کرنا؟

سوال (۳۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد میں بہت قرآن پاک رکھے ہوئے ہیں، جن میں سے بعض کا نمبر سالوں تک پڑھنے کا نہیں آتا، کیا ایسی شکل میں متولی مسجد فاضل قرآن کو فروخت کر کے مسجد کے دیگر مصارف میں لگا سکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد پر وقف قرآنِ کریم کو بیچنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ انہیں کسی دوسری مسجد میں منتقل کر دیا جائے، جہاں ضرورت ہو۔

وقف مصحفًا على أهل مسجد للقراءة إن يحصون جاز، وإن وقف على المسجد جاز، ويقرأ فيه، ولا يكون محصورًا على هذا المسجد، وبه عرف حكم نقل كتب الأوقاف من محالها للانتفاع بها، والفقهاء بذلك مبتلون، فإن وقفها على مستحقي وقفه، لم يجز نقلها. (الدر المختار / كتاب الوقف ٣٦٥/٤ كراچی)

وإن وقف على المسجد جاز ويقرأ في ذلك المسجد، وفي موضع آخر

Marfat.com

ولا يكـون مقصورًا على هٰذا المسجد. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۳۳۸/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/ ۱۱/ ۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کا سامان اجتماعات میں لے جانا؟

سوال (۳۵۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی بجلی کا موٹر، بالٹیاں، شامیانہ اور صفیں مسجد سے دور لے جاکر اِجتماع گاہ کے ستے ہوٹل میں مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لئے لے گئے، اور پھر یہ تمام چیزیں مسجد ہی میں لاکر رکھ دیں، جب کہ مسجد کی صفیں ٹوٹ گئیں، اِس نقصان کی وجہ سے نئی صف مسجد کو خرید کر دے دی گئی، تو ایسا کرنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کے کسی بھی سامان کو اِجتماعات وغیرہ میں استعمال کرنا درست نہیں ہے، صورتِ مسئولہ میں مسجد کا جو نقصان ہوا ہو، اُس کی پوری تلافی کرنا ضروری ہے، محض ایک صف دینا کافی نہیں۔

ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجدٍ اٰخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوىٰ. (شامي / مطلب فيما لو خرب المسجد أوغيره ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٨/٦ زكريا، كذا في لبحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤٢١/٥ زكريا، خلاصة لفتاوىٰ / الفصل الرابع في المسجد ٤٢٤/٤ سهيل اكيڈمی لاهور، الفتاوىٰ التاتارخانية / مسائل وقف المساجد ٨٤٦/٥ إدارة القرآن كراچی)

لأن شرط الـواقف يجب اتباعه لقولهم شرط الواقف كنص الشارع أي في وجوب العمل. (الأشباه والنظائر ٣٠٥/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/ ۶/ ۱۴۱۴ھ

Marfat.com

مسجد کی صفوف اور لوٹے عیدگاہ میں استعمال کرنا؟

سوال (۳۵۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر سبھی نمازی اور عوام اتفاق کرلیں کہ مسجد کی صف اور لوٹا وغیرہ نماز عیدین کے لئے عیدگاہ میں استعمال کیا جائے، تو کیا یہ جائز ہے؟ مسجد کے امام صاحب آداب المساجد مؤلفہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا حوالہ دے کر کہتے ہیں درست نہیں؛ لیکن وکیل صاحب کہتے ہیں کہ صفوف مسجد اور لوٹا وغیرہ نماز اور نمازی کے لئے ہیں، اور یہی کام عیدگاہ میں ہوتا ہے؛ اس لئے کوئی حرج اور خرابی نہیں، رہا ''آداب المساجد'' کا حوالہ تو اس میں ممانعت کی کوئی وجہ مذکور نہیں ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''آداب المساجد'' میں جو مسئلہ لکھا ہے وہ درست ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ واقف نے ان اشیاء کو صرف مسجد کے لئے ہی وقف کیا ہے، دوسری جگہ کے لئے نہیں؛ لہٰذا غرض واقف کے خلاف عیدگاہ میں ان کا استعمال درست نہ ہوگا، اور وکیل صاحب کا یہ استدلال غلط ہے کہ دونوں جگہ کام ایک ہی ہوتا ہے؛ اس لئے ایک جگہ کی چیز دوسری جگہ استعمال کرلی جائے؛ کیوں کہ اگر وکیل صاحب کی بات صحیح مان لی جائے تو کسی بھی مسجد کا سامان محفوظ نہ رہے گا، اور ایک مسجد والے دوسری مسجد کا سامان اٹھالے جائیں گے اور کہیں گے کہ دونوں جگہ نمازی ہیں اور دونوں جگہ عبادت ہی کا کام ہوتا ہے، ہاں اگر واقفین نے وقف کرتے وقت صراحتاً یا دلالتاً یہ نیت کی ہو کہ یہ اشیاء عیدگاہ میں بھی استعمال کی جائیں گی، تو پھر وہ چیزیں مسجد اور عیدگاہ دونوں جگہ استعمال کی جاسکتی ہیں۔

فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع، وهو مالک فله أن یجعل ماله حیث شاء ما لم یکن معصیة. (ردالمحتار / مطلب: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ۳٤۳/٤ دار الفکر بیروت، ۵۲۷/٦ زکریا)

وإذا أراد أن یصرف شیئًا من ذٰلک إلی إمام المسجد أو إلی مؤذن

Marfat.com

المسجد، فليس له ذلك، إلا إن كان الواقف شرط ذلك في الوقف، كذا في الذخيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الثاني ٤٦٣/٢ زكريا، وكذا في خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الوقف / الفصل الرابع في المسجد وأوقافه ومسائله ٤٢٦/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجدوں کے موقوفہ تالاب کی آمدنی عیدگاہ پر خرچ کرنا؟

سوال (۳۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں میں دو مسجدیں اور ایک عیدگاہ ہے، گاؤں کے کچھ لوگوں کا تالاب ہے، اُن لوگوں نے وہ تالاب مسجد میں دے دیا کہ دونوں مسجدوں کی جانب سے مچھلیاں ڈلوادو اور آمدنی دونوں مسجدوں میں لگادو۔ صورت یہ ہوئی کہ دونوں مسجدوں کے بعض ذمہ داروں نے بیٹھ کر تالاب والوں سے تالاب مسجد کے نام لکھوا کر ٹھیکہ پر اٹھا دیا اور ٹھیکہ داروں نے پیسہ بھی ادا کر دیا، اب گاؤں کے کچھ لوگ اور کچھ تالاب والوں کی رائے یہ ہو رہی ہے کہ عیدگاہ میں ضرورت زیادہ ہے؛ لہٰذا وہ تالاب عیدگاہ کے نام کر کے آمدنی عیدگاہ کی تعمیر وغیرہ میں لگادی جائے، کیا مسجد کے نام لکھ دینے کے بعد اَب عیدگاہ کو وہ تالاب دیا جا سکتا ہے؟ جب کہ سب تالاب والے بھی راضی ہوگئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب کہ مذکورہ تالاب گاؤں کی دو مسجدوں کے نام وقف کر دیا گیا ہے، تو اب اُس کو عیدگاہ کی طرف منتقل کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے، اس تالاب کی آمدنی صرف مذکورہ مسجدوں ہی پر خرچ کرنی لازم ہے۔

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار، كتاب الوقف / قبيل: مطلب مهم فرّق أبو يوسف بين قوله: موقوفة، وقوله: فموقوفة على فلان ٣٥١/٤ كراچی، ٥٣٩/٦ زكريا)

Marfat.com

اتحد الواقف والجهة جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه، وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك، أي الصرف المذكور. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه ٣٦٠/٤ كراچی، البحر الرائق / كتاب الوقف ٢١٦/٥ كوئٹه، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٥٩٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

بعث شمعًا في شهر رمضان إلى مسجد، فاحترق وبقي منه ثلثه أو دونه، ليس للإمام ولا للمؤذن أن يأخذ بغير إذن الدافع. ولو كان العرف في ذلك الموضع أن الإمام والمؤذن يأخذه من غير صريح الإذن في ذلك فله ذلك.

(البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٤١٩/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۵/۱۱/۲۹ھ

ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں استعمال کرنا؟

سوال (۳۶۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گاؤں والوں نے مل کر ایک خاص مسجد کے لئے چندہ کیا، اِسی طرح کسی خاص مسجد کو قرآن وغیرہ ہدیہ کیا، اَب اِن چیزوں کو دوسری مسجد میں لگانا اور صرف کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد کی ضروریات میں صرف کرنے کی اِجازت نہیں ہے۔

وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً ووقف عليها أوقافًا لا يجوز له ذلك أي الصرف المذكور. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل انقاض لمسجد ٥٥١/٦ زكريا، كذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ٢١٦/٥-٢١٧ كوئٹه،

Marfat.com

منحة لخالق / كتاب لوقف ٥/١ ٥٥ كراچی، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٢/ ٥٩٦ دار الكتب العلمية بيروت)

البتہ ایک مسجد کا قرآن دوسری مسجد میں اس وقت استعمال کرنا یا منتقل کرنا درست ہے جب کہ اِس مسجد کی ضرورت سے زائد ہو، یا وہاں پر استعمال میں نہ آتے ہوں۔

إن وقف على المسجد جاز ويقرأ فيه ولا يكون محصورًا على هٰذا المسجد، وبه عرف حكم نقل كتب الأوقاف من محالها للإنتفاع بها. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الوقف ٦/ ٥٥٨ زكريا، كذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٣٣٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۰/۱/۱۴۲۲ھ

ایک مسجد کیلئے جمع شدہ روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا؟

سوال (۳۶۱): -کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کیوں کہ غیر مسلموں نے مسجد بنانے سے روک دیا ہے، اب جہاں اپنی آبادی ہے وہاں مسجد تعمیر ہو رہی ہے، تو سب لوگوں کی خواہش ہے کہ اس میں یہ جمع شدہ رقم لگ جائے، شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں ایک مسجد کا روپیہ پیسہ اور سامان وغیرہ ضرورت کی بنا پر دوسری مسجد میں منتقل کر سکتے ہیں؛ لیکن مسجد کی زمین کو منتقل کرنا یا بیچنا جائز نہیں ہے۔

ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه لايعود إلى ملك الواقف عند أبي يوسف، فيباع نقضه بإذن القاضي، ويصرف ثمنه إلى بعض المساجد. (شامي، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٦/ ٥٤٩ زكريا)

وعن الثاني: ينقل إلى مسجد آخر بإذن القاضي ...... حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما، وكذا الرباط والبئر إذا لم ينتفع بهما، فيصرف

Marfat.com

وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلى أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض. (الدر المختار / كتاب الوقف ٣٥٩/٤ كراچی، ٥٤٩/٦ زكريا)

وسئل شمس الأئمة الحلواني عن مسجد أو حوض خرب، ولا يحتاج إليه لتفرق الناس: هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلى مسجد آخر أو حوض آخر؟ قال: نعم. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / الفصل الرابع والعشرون في الأوقات التي يستغني عنهما ٨٧٧/٥ إدارة القرآن كراچی، ١٩٦/٨ رقم: ١١٦٢٤ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الثالث عشر في الأوقاف التي يستغني عنها الخ ٤٧٨/٢ زكريا، وكذا في رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب: فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٥٩/٤ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۴/ ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں خارجی تصرف کرنا

مسجد کے منبر ومحراب اور صفِ اول کو منہدم کر کے دوکان بنانا؟

سوال (۳۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: د موسومہ ہری چگوں والی اصالت پورہ میں واقع ہے، جس میں نماز پنج وقتہ وجمعہ وعیدین ہوتی ہے، اور کثیر تعداد میں قرب وجوار ودیگر محلوں سے لوگ نماز ادا کرنے آتے ہیں، منتظمین مسجد؛ مسجد کی آمدنی بڑھانے کی غرض سے مسجد کے منبر ومحراب وصفِ اول کو منہدم کر کے اُس جگہ پر دوکانوں کی تعمیر کا منصوبہ رکھتے ہیں، جب کہ مسجد سے ملحق چار دوکانیں دو بیٹھک وبالائی کمرے مسجد کی عمارت کا حصہ ہیں، براہِ کرم شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد شرعی کے کسی بھی حصہ کو منہدم کر کے اُس جگہ دوکانیں وغیرہ بنانا قطعاً جائز نہیں ہے، جولوگ مسئولہ مسجد میں ایسی تبدیلی کا منصوبہ رکھتے ہیں اُنہیں اپنے عمل سے باز آنا چاہئے اور مسجد کے بارے میں اَحکامِ شریعت پر عمل کرنا چاہئے، اگر مسجد کو آمدنی کی ضرورت ہو، تو اس کے لئے جائز طریقے اختیار کئے جائیں۔

أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع (الدر المختار) وأما لو تمت المسجدية ثم أراد هدم ذلك البناء؛ فإنه لا يمكن من ذلك. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام لمسجد ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٨/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۲/۲۸ھ

Marfat.com

مسجد کی سطح زمین کھود کر دوکان بنانا؟

سوال (۳۶۶۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک قطعہ مسجد پختہ منزل بالائی پر قائم ہے، مسجد کے نیچے منزل زیریں میں بجانبِ جنوب لب سڑک مسجد کی پرانی دوکانیں ہیں، اور مسجد کے نیچے بجانبِ شمال جدید تعمیر ہوئے مسجد کے گودام ہیں، جو زیر کرایہ داری کرایہ دار ہیں، مسجد کی زیریں منزل میں سمتِ شمال وجنوب کہ اُن کی دوکانوں کی کچھ گہرائی بجانبِ شمال مٹی کی سطح کاٹ کر بڑھادی جائے، تو وہ شرحِ کرایہ بڑھا کر دوگنا کردیں گے، جس سے مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور صرفہ مسجد میں آسانی ہوگی؛ لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح کی گہرائی بڑھانے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی ٹھوس سطح مسجد ہی کے حکم میں ہے؛ لہٰذا اُسے کھود کر وہاں دوکان بنانا جائز نہیں ہے۔

لأنه مسجد إلى عنان السماء (الدر المختار) وفي الشامي: وكذا إلى تحت الثرىٰ كما في البيري عن الإسبيجابي. (الدر المختار مع الشامي ٦٥٦/١ كراچی، ٤٢٩/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجدِ شرعی میں سے دو صفیں کم کرکے وضوخانہ بنانا؟

سوال (۳۶۶۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پنچایتی مسجد محلہ نیل گراں شہر جے پور کی تفصیل یہ ہے کہ اِس مسجد کا رقبہ بڑا ہے؛ لیکن بہت سالوں پہلے نمازیوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے اصل مسجد جہاں تک صفیں لگتی تھیں بہت چھوٹی تھی؛ لیکن نمازیوں کی تعداد جیسے جیسے بڑھتی گئی ویسے ویسے مسجد کی صفیں لگتی ہیں، معتکف مسجد سمجھ کر جاتے

Marfat.com

آتے ہیں اور عبادت وتلاوت وغیرہ کرتے رہتے ہیں، کھانا وغیرہ کھاتے ہیں، تیرہ صفوں تک ہے، پیچھے کی طرف وضو خانہ ہے، استنجا خانہ الگ، حی علی الفلاح کی طرف بہت جگہ ہے، دو کانیں بھی علاحدہ، مکتب بھی ہے، امام مؤذن کے حجرے جو اصل مسجد سے باہر ہیں، موجودہ حالات یہ ہیں کہ مسجد کی عمارت چوں کہ بہت قدیم تھی، اس لئے اُس کو شہید کر کے از سر نو تعمیر ہونے جارہی ہے، پہلے اصل مسجد تیرہ صفوں تک متعین کردی گئی تھی، موجودہ انتظامیہ اس میں سے دو صفوں کی جگہ کم کر کے متعینہ مسجد کی دو صفوں میں وضو خانہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اور حی علی الفلاح کی طرف مسجد بڑھانا چاہتی ہے، مطلب یہ ہے کہ متعینہ مسجد کی پیچھے سے کم کر کے دو صفوں میں وضو خانہ بنانا چاہتی ہے اور اس کے بدلے حی علی الفلاح کی طرف مسجد بڑھانا چاہتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس استفتاء میں مذکور موجودہ صورتِ حال کے پیشِ نظر ہماری رہنمائی فرمائیں کہ کیا متعینہ مسجد کی دو صفیں کم کرے، وضو خانہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا اصل مسجد میں کچھ صفیں کم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مکمل ومفصل جواب عنایت فرمائیں کہ موجودہ صورتِ حال میں ہم کیا کریں؟ انتظامیہ کا یہ عمل کہاں تک درست ہے؟ جب کہ وضو خانہ وغیرہ کے لئے مسجد کے رقبے میں اچھی خاصی جگہ موجود ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو حصہ پہلے سے مسجدِ شرعی میں داخل کیا جاچکا ہے، اُسے مسجد سے خارج کر کے وہاں کچھ اور تعمیر کرنے کی اِجازت نہیں؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں متعینہ مسجد میں سے دو صفیں کم نہ کی جائیں، اور وضو خانہ وغیرہ مسجد کے خارجی حصہ میں ہی بنایا جائے۔

أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع (الدر المختار) وأما لو تمت المسجدية ثم أراد هدم ذلك البناء؛ فإنه لا يمكن من ذلك. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٨/٤ كراچی، ٥٤٨/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵؍۱؍۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

حدودِ مسجد کے ایک حصہ کو مصلی الجنائز قرار دینا؟

سوال (۳٦۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک بڑی مسجد کے صحن میں ایک مکان تھا جس کو خرید کر مسجد ہی میں شامل کر دیا، مکان منہدم کرنے کے بعد ایک سال تک وہ مسجد ہی کے حدود میں رہا، اور اُس میں عیدین والوداع کی نماز بھی ہوئی، اَراکین کے بعض اَحباب کو خیال آیا کہ اِس مسجد میں جنازہ کی نماز ہونی چاہئے، اور چوں کہ جنازہ کی نماز مسجد میں مکروہ ہے، اس لئے اس حصہ کو مسجد کے حدود سے خارج کر دیا ہے، آیا اس حصہ کو عرصہ سے مسجد کے حدود میں رکھا، اس پر نمازیں بھی ہوئیں، اب اس کو جنازہ کی نماز کے لئے خارج کرنا اور اس کی نشان دہی یعنی علامت متعین کرنا ازروئے شریعت درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ خرید کردہ مکان شرعی مسجد کی حدود میں داخل کر دیا گیا ہے، تو اب اُسے خارج نہیں کیا جاسکتا، اور اس جگہ جنازہ کی نماز مکروہ ہوگی۔

وفي الذخيرة: وبالصلاة بجماعة يقع التسليم بلا خلاف. (شامي / مطلب في أحكام المسجد ٥٤٥/٦)

التسليم في المسجد أن يصلي الجماعة بإذنه، ويشترط مع ذلك أن يكون الصلاة بأذان وإقامة جهرًا لا سرًا. ولو جعل رجل رجلاً واحدًا مؤذنًا وإمامًا، فأذن وأقام وصلى وحده، صار مسجدًا بالاتفاق الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٤٥٥/٢ زكريا)

وتكره صلاة الجنازة في المسجد الذي تقام فيه الجماعة مكروه. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الجنائز ١٦٥/١ زكريا، شامي / باب الجنائز ١٢٦/٣ زكريا)

والحكم بالظاهر واجب عند تعذر الوقوف على الحقيقة الخ. (المبسوط

Marfat.com

للسرخسي / باب الحمل والمملوك والكافر ١٥٩/٩ المكتبة الغفارية كوئٹه)

ففي الذخيرة ما نصه: وبالصلاة بجماعة يقع التسليم بلا خلاف، حتى أنه إذا بنى مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فيه جماعةً، فإنه يصير مسجدًا. (منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل ٤١٥/٥-٤١٦ زكريا)

وبالصلاة بجماعة يقع القبض والتسليم بلا خلاف، حتى أنه إذا بنى مسجدًا وأذن للناس بالصلاة فيه يصلي فيه جماعة؛ فإنه يصير مسجدًا، ويشترط مع ذٰلک أن يکون الصلاة بأذان وإقامة جهرًا لا سرًا. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / مسائل وقف المساجد، الفصل الحادي والعشرون في المساجد ٨٣٩/٥ إدارة القرآن كراچی، ١٠٦/٨ زكريا، وكذا في فتح القدير، كتاب الوقف / فصل ٢٣٣/٦ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے قبلہ کی جانب سوئمنگ پل بنانا؟

سوال (۳۶۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے قبلہ کی جانب مسجد سے ہٹ کر ایسی جگہ پر جس سے مسجد کا کوئی تعلق نہیں ہے، سوئمنگ پل (نہانے کا تالاب) بنانا؛ تاکہ اُس کی آمدنی مسجد کے لئے استعمال ہو، اِن شرائط کے ساتھ کہ وہاں پانی، پان پراگ، بیڑی، سگریٹ اور شراب وغیرہ نشہ آور چیزیں نہیں ہوں گی، اِن شرائط کے ساتھ سوئمنگ پل بناسکتے ہیں یا نہیں؟ جس کا مجوزہ نقشہ آپ کی خدمت میں پیش ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوئمنگ پل میں عموماً بے لباسی ہوتی ہے، اورفواحش کا

Marfat.com

ارتکاب ہوتا ہے، اس لئے مسجد کی آمدنی کے واسطے سوئمنگ پل بنانا مطلقاً ناجائز ہے، اور محض بیڑی سگریٹ اور شراب وغیرہ کی ممانعت کرنے سے اُس کے اصل مفاسد میں کوئی کمی نہیں آ سکتی؛ لہٰذا اِس سے بہرحال منع کیا جائے گا۔

عن بهز بن حكيم حدثني أبي عن جدي رضي الله عنه قال: قلت يا رسول الله! عوراتنا ما نأتي منها وما نذر، قال: إحفظ عورتك إلا من زوجتك وما ملكت يمينك، قلت: يا رسول الله! إذا كان القوم بعضهم في بعض، قال: إن استطعت أن لا يرينها أحد فلا يرينها، قال: قلت يا رسول الله! إذا كان أحدنا خاليًا؟ قال: فالله أحق أن يستحيي منه من الناس. (شعب الإيمان للبيهقي، باب الحياء / فصل في ستر العورة ٦/ ١٥٠ رقم: ٧٧٥٣ دار الكتب العلمية بيروت)

دخول الحمام من غير إزار حرام، وإن كان ذلك عادة له لا يعدل في شهادته أريد بذلك لم يعرف رجوعه عن ذلك، وإلا فالدخول من غير إزار مرة واحدة يكفي لسقوط العدالة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع والعشرون في دخول الحمام ٥/ ٣٦٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۴/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ضرورت کے وقت مسجد کا کچھ حصہ سڑک میں شامل کرنا؟

سوال (۳۶۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فتاویٰ عبدالحیٔ کے ص: ۱۷۱ پر "الاشباہ والنظائر" کے حوالہ سے لکھا ہوا ہے کہ سڑک کے تنگ ہونے کی صورت میں کشادہ مسجد کی کچھ زمین سڑک میں شامل کر لینا جائز ہے، عبارت سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جماعت خانہ یا محراب میں سے بھی کچھ حصہ شامل کر سکتے ہیں، اس عبارت کا مطلب اور مفتی بہ قول کی وضاحت فرمائیں؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اِس بارے میں فقہاء کے دونوں طرح کے اَقوال ہیں، بعض میں گنجائش ہے اور بعض میں نہیں، تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہے جو اصل مسجد کا حصہ نہیں؛ بلکہ توابع میں سے ہو، اُس کو ضرورت کے وقت راستہ میں شامل کرنے کی اجازت ہو اور جو حصہ اصل مسجد میں شامل ہو اُس کی اجازت نہ دی جائے۔ مصلحت کا تقاضہ یہی ہے، ورنہ تو لوگ معمولی بہانوں سے مسجد کی حرمت کو پامال کرنے لگیں گے۔

ویؤیده ما في التاتارخانية عن فتاویٰ أبي الليث، وإن أراد أهل المحلة أن يجعلوا شيئًا من المسجد طريقًا للمسلمين، فقد قيل: ليس لهم ذٰلک، وإنه صحيح، ثم نقل عن العتابية عن خواهرزاده: إذا كان الطريق ضيقًا والمسجد واسعًا، لايحتاجون إلى بعضه تجوز الزيادة في الطريق من المسجد؛ لأن كلها للعامة، والمتون على الثاني فكان هو المعتمد. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في جعل شيء من المسجد طريقًا ٦/٥٧٦ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٨/١٥٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۸/۱۱/۱۴۲۵ھ

مسجد کے طاق کے اوپر سے اپنے زینہ کی چھت نکالنا؟

سوال (۳۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا مکان ٹھیک مسجد کے پیچھے واقع ہے، اور اب تک کوئی شکوہ شکایت نہ تھی اور کسی طرح کی کوئی پریشانی نہیں تھی، اب زید نے اپنے زینہ کی چھت ٹھیک مسجد کے بیچ طاق کے اوپر سے نکال لی ہے، اب مسجد کی بیچ طاق زید کے زینہ کے نیچے آگیا ہے، نیز لوگوں میں بدامنی پھیلتی جارہی ہے، ہر جگہ اسی بات کا ذکر ہے؛ لہٰذا اِلتماس ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیں۔

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی زمین کے اندر اپنے مکان کی دیوار کھڑی کرنا یا اس پر اپنے مکان کی چھت بنانا، الغرض کسی طرح کا بھی تصرف کرنا شرعاً نا جائز اور حرام ہے، فقہاء نے مسجد کی دیوار پر کسی چھت کی کڑی تک رکھنے کو منع فرمایا ہے۔

وفي الهندية: قيمُ المسجد لا يجوز له أن يبني حوانيت في حد المسجد أو في فنائه؛ لأن المسجد إذا جعل حانوتًا ومسكنًا تسقط حرمته، وهٰذا لايجوز، والفناء تبع المسجد فيكون حكمه حكم المسجد. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني ٤٦٢/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۲/۲/۱۴۱۱ھ

مسجد کی موقوفہ زمین پر ذاتی مکان بنانا؟

سوال (۳۶۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے جس کی زمین بکر نے وقف کی ہے اور اب زید نے اُس زمین پر قبضہ کر کے اپنا مکان بنالیا ہے، اور وہ پھوس کا مکان ہے، جسے توڑ دینے سے صاحب مکان کو کوئی نقصان نہیں ہے، اور اب زید اس زمین کے بدلہ میں سڑک کی زمین دے رہا ہے، اور زمین وقف کرنے والا انتقال کر گیا اور اس زمین کا کاغذ مسجد کے نام سے بن چکا ہے، اگر وہ قبضہ کی ہوئی زمین زید کے ہی حوالہ چھوڑ دی جائے، تو آپس میں انتشار کا خطرہ ہے؛ لہٰذا اِس صورت میں شریعتِ مطہرہ کا حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بکر نے جو زمین مسجد کے لئے وقف کی ہے، اِس زمین پر زید کا مکان بنانا شریعت کی رو سے درست نہیں ہے، اور وہ زمین مسجد ہی کی رہے گی۔ ذمہ دار حضرات کو بیچ میں ڈال کر مسجد کی زمین خالی کرالی جائے۔

Marfat.com

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ کراچی، ٦٤٩/٦ زکریا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن کراچی، تنقيح الفتاویٰ الحامدية ١٢٦/١ المكتبة الميمنية مصر)

وفي الشامي: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ ٦٦٥/٦ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱۱/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے موقوفہ مکان پر قبضہ کر کے ذاتی استعمال میں لانا؟

سوال (۳۷۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر مسجد کے نام مکان خریدا گیا یا مسجد میں وقف کیا گیا ہو، پھر کوئی شخص اس مکان پر قبضہ کر کے مسجد کے مفاد سے ہٹ کر اپنے ذاتی استعمال میں رکھے، تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی ملکیت یا مسجد کا موقوفہ مکان بلا استحقاق اپنے ذاتی استعمال میں لانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۱۴۶/۱۳)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ ٣٥٢/٤ دار الفكر بيروت، ٥٣٩/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی خالی زمین میں نرسری کھولنا؟

سوال (۳۷۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد کی زمین میں جو مسجد کے بغل میں زائد پڑی ہوئی ہے، نرسری کھولنا درست ہے، اگر نہیں تو کیا کرایہ پر لے سکتے ہیں، اور اس پر نرسری کے لئے عمارت بنا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی زائد زمین کرایہ پر دی جا سکتی ہے، اور مسجد کا کوئی نقصان نہ ہو تو اُس میں نرسری بنانے میں بھی حرج نہیں ہے۔

وفي الضياع: يجوز إلى ثلث سنين إلا إذا كانت المصلحة في علم الجواز، وهذا أمر يختلف باختلاف المواضع واختلاف الزمان. (شامي، كتاب الوقف / فصل: يراعي شرط الواقف في إجارته ٤٠١/٤ كراچی، ٦٠٦/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۲/۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی زمین میں قبرستان بنانا؟

سوال (۳۷۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد کی زمین میں قبرستان بنانا جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی موقوفہ زمین کو قبرستان بنانا درست نہیں ہے۔

لأن شرط الواقف يجب اتباعه لقولهم: شرط الواقف كنص الشارع، أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة. (الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني: الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، شامي / كتاب الوقف ٦٤٩/٦ زكريا)

Marfat.com

وفي الشامي: علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ ٦/٦٦٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے تہ خانہ کو پارکنگ میں استعمال کرنا؟

سوال (۳۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد میں اجتماعات اور اجلاس کے وقت حاضرین کی گاڑیاں موٹر سائیکل وغیرہ مسجد کے ہی تہ خانہ میں کھڑی کردی جاتی ہیں، تو کیا مسجد کے تہ خانے کو اس تصرف میں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شروع ہی سے مسجد کے تہ خانہ کو پارکنگ کے مقصد کے لئے بنایا گیا تھا اور اس کی چھت پر مسجد شرعی بنائی گئی تھی، تو ایسی صورت میں یہ تہہ خانہ مسجد شرعی نہ بنے گا؛ بلکہ مصالح مسجد میں شمار ہوگا، اور وہاں نمازیوں کی گاڑیاں وغیرہ کھڑی کرنے میں کوئی حرج نہ ہوگا؛ لیکن گاڑی کھڑی کرنے پر مناسب کرایہ ادا کرنا چاہئے، جیسا کہ مسجد نبوی کے اطراف میں بنی ہوئی زیر زمین پارکنگ میں گاڑیاں کھڑی کرنے پر کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أي المسجد جائز كمسجد القدس.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٦/٥٤٧ زكريا)

إذا كان تحته شيء ينتفع به عامة المسلمين يجوز؛ لأنه إذا انتفع به عامة المسلمين، صار ذٰلک للّٰه تعالیٰ أيضًا ...... لو جعل تحته حانوتًا، وجعله وقفًا على المسجد، قيل: لا يستحب ذٰلک، ولكنه لو جعل في الابتداء هٰكذا صار مسجدًا، وما تحته صار وقفًا عليه، ويجوز المسجد والوقف الذي تحته. (حاشية

Marfat.com

الشلبي على تبيين الحقائق / كتاب الوقف ٤/٢٧١ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۷/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی موقوفہ زمین کو ہڑپ کرنے والے کی سزا؟

سوال (۳۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو شخص مسجد کی وقف کردہ زمین ہڑپ کرلے، یا اُس کی پیداوار کو اپنے مصرف میں لے آئے، تو اُس کے لئے شرعی سزا کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: موقوفہ زمین پر ناحق قبضہ کرنا یا اُس کی پیداوار اپنے صرفہ میں لانا سخت گناہ ہے، اسلامی حکومت میں ایسے شخص کو قاضی سزا دے سکتا ہے؛ لیکن جہاں اسلامی حکومت نہیں، وہاں اُس شخص کو توبہ واستغفار کرنا اور جتنا مال خرچ کیا ہے، اُس کے بقدر مسجد کو ضمان دینا ضروری ہوگا۔

عن السائب بن يزيد عن أبيه عن جده رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يأخذ أحدكم عصا أخيه لاعبًا جادًّا، فمن أخذ عصا أخيه فليردها إليه. (سنن الترمذي، أبواب الفتن / باب ما جاء لا يحل لمسلم أن يُرَوِّع مسلمًا ٢/٣٩ رقم: ٢١٦٠، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب من يأخذ الشيء على المزاح رقم: ٥٠٠٣ دار الفكر بيروت)

عن سمرة بن جندب رضي الله تعالىٰ عنه عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: على اليد ما أخذتْ حتى تُؤدِّيه. (سنن أبي داؤد، كتاب الإجارة / باب في تضمين العارية رقم: ٣٥٦١ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ١٢٦٦، سنن ابن ماجة / باب العارية ١٧٣ رقم: ٢٤٠٠ دار الفكر بيروت)

عن يعلىٰ بن مرة قال: ...... سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

Marfat.com

يقول: من أخذ أرضًا بغير حقها كُلِّف أن يحمِل تُرابها المحشرَ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٧٢/٤، لمعات التنقيح، كتاب البيوع / باب الغصب والعارية ٦٢٦/٥-٦٣٢ رقم: ٢٩٤٨-٢٩٥٠-٢٩٥٩ دار النوادر)

ولو غصبها من الواقف أو من واليها غاصب فعليه أن يردها إلى الواقف فإن أبى وثبت غصبه عند القاضي حبسه حتى رد؛ فإن كان دخل الوقف نقص عزم النقصان ويصرف إلى مرمة الوقف. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب التاسع في غصب الوقف ٤٤٧/٢ كوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۷/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد پر غیر مسلموں کا غاصبانہ قبضہ کرنا؟

سوال (۳۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد مرزا لدھیانہ بازار میں واقع ہے، ۱۹۴۷ء سے اس مسجد میں ریفیوجیوں کے پانچ خاندان بھگوان داس وغیرہ رہائش پذیر ہیں، انہوں نے مسجد مذکور میں ہر ممکنہ رد وبدل کر کے اُس کی شکل بھی بدل ڈالی ہے، یہ مسجد ایک رہائشی مکان اور بڑی دوکان بن کر رہ گئی ہے۔ بورڈ کے قیام سے قبل کسٹوڈین کے زیر انتظام تھی، جس نے بھگوان داس وغیرہ کو معمولی کرایہ پر الاٹ کردی تھی، قانونی پیچیدگیوں اور ملک کے خصوصی حالات کے پیشِ نظر مسجد کی واگذاری ممکن نظر نہیں آتی، لدھیانہ میں مسلمانوں کی خاصی تعداد موجود ہے اور تجارت کے سلسلہ میں بہت سے مسلمانوں کی ہمہ وقت آمد ورفت رہتی ہے، اس وجہ سے اس علاقہ میں مسجد کی سخت ترین ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔

لدھیانہ میں مسلمانوں کی تعداد کی بہ نسبت مساجد کی کمی ہے، ایک سو سے زیادہ مساجد ختم کی جاچکی ہیں، اس ضمن میں وقف بورڈ بھی کچھ نہ کرسکا۔

Marfat.com

یاد رہے کہ اس مسجد کی واگذاری کے سلسلہ میں ''مسلم سدھار کمیٹی لدھیانہ'' کی جانب سے عدالت دیوانی میں مقدمہ دائر کیا جو خارج ہوگیا، اور جب مسجد کی واگذاری کے سلسلہ میں مسلمانوں نے بھگوان داس اور دیگر رہائش پذیر لوگوں سے بات چیت کی اور اس مسئلہ کا حل یہ نکالا کہ اگر وقف بورڈ مسجد مذکور میں رہنے والوں کو ان کی مرضی کے مطابق تعمیر کی اجازت دیدے، تو وہ اس تعمیر شدہ عمارت پر مسجد بنانے پر کوئی اعتراض نہ کریں گے، اور بورڈ کو کرایہ بھی معقول ادا کرنے لگیں گے، اور ہمیں امید ہے کہ آگے چل کر کرایہ دار خود قبضہ دے دیں، یا کچھ معاوضہ دے کر خالی کرالیں گے، اس طرح مسجد بھی تعمیر ہوجائے گی اور نچلی تعمیر مسجد ہی کی ملکیت ہوگی اور اس کی آمدنی سے مسجد خود کفیل بھی ہوجائے گی۔ فتویٰ صادر فرمائیں کہ حالات اور واقعات کی رو سے کیا ایسا معاہدہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب مسجد بنالی جائے تو وہ جگہ زمین کے نیچے سے لے کر آسمان تک مسجد ہی شمار ہوتی ہے، اور امتدادِ زمانہ کے باوجود اس کے مسجد ہونے میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

لأنه مسجد إلى عنان السماء (الدر المختار) وكذا إلى تحت الثرىٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ١/٦٥٦ كراچی، ٢/٤٢٨ زكريا)

لہٰذا حسبِ تحریر سوال صورتِ مسئولہ میں مسجد پر غیر مسلموں کا قبضہ غاصبانہ ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ جس طور پر بھی ممکن ہوسکے مسجد پر سے ان کے قبضہ غاصبانہ کو ہٹانے کی سعی کریں اور فی الحال مسجد کے جس حصہ پر بھی قبضہ مل جائے اُسے حاصل کر کے وہاں نماز وغیرہ شروع کردیں اور پوری مسجد کی واگذاری کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہیں۔ (مستفاد: کفایۃ المفتی ۹/۲۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵/۱/۱۴۱۲ھ

Marfat.com

مسجد کی دوکان پر کرایہ دار کا غاصبانہ قبضہ کرنا؟

سوال (۳۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد نئی بازار محمود آباد میں ایک پرانی مسجد تھی، جو مصلیوں (نمازیوں) کے لئے ناکافی تھی، جس کی وجہ سے اُس کی توسیع کا کام شروع ہوکر تکمیل کے قریب ہے، مسجد کے اگلے حصہ میں ایک دوکان ہے، جو ایک صاحبِ ایمان کے پاس بطور کرایہ ہے، اور وہ دوکان زیرِ تعمیر مسجد کے کام میں رکاوٹ کا سبب ہے؛ کیوں کہ اس سے مسجد کی تعمیر ناقص ہورہی ہے، اُن سے دوکان خالی کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ دوکان خالی نہیں کررہے ہیں، نیز کئی سالوں کا کرایہ بھی ادا نہیں کیا ہے۔ مزید یہ کہ مقدمہ بھی دائر کرچکے ہیں اور کمیٹی کو طرح طرح سے ستاتے و پریشان کرتے ہیں اور مسجد کے تعمیر ہونے میں روڑہ بنے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ اُن کے الفاظ یہ ہیں کہ مسجد کی دوکان خالی نہیں کریں گے؛ بلکہ مسجد اڑا دیں گے، ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ نیز مسلمانوں سے ان کا بائیکاٹ کرنا اور قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی دوکان پر مذکورہ کرایہ دار کا قبضہ کرنا اور ضرورت کے باوجود دوکان خالی نہ کرنا؛ بلکہ مسجد کو نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دینا بدترین جرم ہے، شہر کے بااثر افراد پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے غاصبانہ قبضہ سے مسجد کو چھٹکارا دلائیں اور اُس کے لئے ہر ممکن اقدامات کریں، قطع تعلق کرنا اس دور میں زیادہ مفید نہیں ہے، اس لئے اس میں احتیاط لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۲۰۶)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا﴾ [البقرۃ، جزء آیت: ۱۱۴]

قال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ [هود، جزء آیت: ۱۱۳]

Marfat.com

قال الشيخ كمال الدين ابن الهمام: ولا يخفى أن امتياز الإمام مقرٌ مطلوبٌ في الشرع في حق المكان حتى كان التقدم واجب عليه، وغاية ما هناك كونه في خصوص مكان ولا أثر لذلك، فإنه بني في المساجد المحاريب من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولو لم تبن كانت السنة أن يتقدم في محاذاة ذلك المكان؛ لأنه يحاذي وسط الصف وهو المطلوب؛ إذ قيامه في غير محاذاته مكروه. (غنية المستملي شرح منية المصلي لإبراهيم لحلبي لكبير، كتاب الصلاة / فصل في ما يكره فعله في لصلاة فروع ٣٦١ لاهور)

ولا يخفى أن امتياز الإمام مقرر مطلوب في الشرع في حق المكان، حتى كان التقدم واجبًا عليه، وغاية ما هنا كونه في خصوص مكان، ولا أثر لذلك؛ لأنه يحادي الصف وهو المطلوب؛ إذ قيامه في غير محاذاة مكروه. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ٤٥/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۶/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

افسران کا مسجد کا حصہ سڑک کی توسیع میں شامل کرنا؟

سوال (۳۷۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے شہر مکنڈ نگر احمد نگر ضلع احمد نگر، مہاراشٹر کی معراج مسجد میں بائیں طرف روڈ (سڑک) بن رہی ہے، اس سرکاری روڈ کے ذمہ داران مسجد کے جماعت خانہ سے تقریباً پندرہ فٹ زمین کا مطالبہ کرر ہے ہیں، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ سڑک کی تعمیر کے لئے دے دینا چاہتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ مسجد کی دائیں سائڈ مسجد کی اپنی آراضی دس ہزار اسکوئر فٹ موجود ہے، اس کی طرف مسجد کی توسیع بھی کرنے کی گنجائش ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں سرکاری ذمہ داران کا یہ دعویٰ کرنا

Marfat.com

کہ سرکاری زمین مسجد میں داخل ہوگئی ہے، اِس دعویٰ کی سرکاری کاغذات کے اعتبار سے تصدیق کی ضرورت ہے، اگر ان کے دعویٰ کی تصدیق ہوجاتی ہے، تو مقامی علماء و ذمہ داران کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں، اور اگر ان کے دعویٰ کی تصدیق نہیں ہوسکتی تو مسجدِ شرعی کا کوئی بھی حصہ اپنی مرضی سے سڑک میں شامل کرنے کے لئے چھوڑنا قطعاً جائز نہ ہوگا، اور شہر کے مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ جہاں تک ہوسکے مسجد کے تحفظ کے لئے کوشش کریں۔

فإذا تم ولزم لايملك ولا يعار ولا يرهن. (تنوير الأبصار) وفي الشامي: قوله لايملك: أي لايكون مملوكًا لصاحبه ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (شامي، كتاب الوقف / قبيل مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهنٍ ۵۳۹/۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۶/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

آدابِ مساجد

Marfat.com

مسجد کو گذرگاہ بنانا

مسجد میں دوڑ لگانا؟

سوال (۳۷۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے اندر امام یا کسی شخص کا بھی دوڑ لگانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تفریح اور لہو ولعب کے لئے مسجد میں دوڑ لگانا جائز نہیں ہے، مسجد عبادت کی جگہ ہے نہ کہ دوڑنے کی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ا/۴۸۳)

لا یتخذ طریقًا في المسجد بأن یکون له بابان، فیدخل من هٰذا ویخرج من ذٰلک. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الخامس في آداب المسجد ۵/۳۲۱ زکریا)

رجل یمر في المسجد ویتخذه طریقًا إن کان لغیر عذر لا یجوز. (البحر الرائق، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، فصل: کره استقبال القبلة ۱/۶۲ زکریا، الدر المختار / کتاب الصلاة ۱/۶۵۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۴/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وضوخانے کے اُوپر جوتے چپل کے ساتھ جانا؟

سوال (۳۷۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: وضوخانہ کے اوپر دوسری منزل میں جو خارجی حصہ ہے، وہاں بیت الخلاء بھی ہے، اور فرش

Marfat.com

بھی اچھی نہیں ہے، اور امام صاحب کا کمرہ اوپر دوسری منزل میں بنا ہوا ہے، چٹائی بچھا کر رمضان میں تراویح کی نماز دس یا پندرہ دن میں مکمل ہوتی ہے، اور سال بھر میں کبھی نماز نہیں ہوتی ہے، تو اس حالت میں اوپر چپل جوتیاں پہن کر جانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر یہ حصہ مسجد شرعی سے خارج ہے، تو وہاں چپل پہن کر جانا بے ادبی نہیں ہے، پھر بھی اگر نہ پہنیں تو بہتر ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۰۰/۶)

قال الله تبارك وتعالیٰ: ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج، جزء آیت: ۳۲]

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي حافيًا ومتنعلاً. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب الصلاة في النعل ۹٦/۱)

عن النعمان بن سلام عن ابن أبي أوس قال: كان جدي أوس أحيانًا يصلي، فيشير إلي وهو في الصلاة، فأعطيته نعليه، ويقول: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في نعليه. (سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة / أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب الصلاة في النعال ۷۲)

من أن دخول المسجد متنعلاً من سوء الأدب. (رد المحتار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: في أحكام المسجد ٦٥٧/۱ كراچی، كذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ٦۱/۲ زكريا)

ودخول المسجد متنعلاً مكروه، كذا في السراجية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ۳۲۱/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

صحنِ مسجد کے ایک حصہ کو طلبہ ومدرسین کی مخصوص گذرگاہ بنانا؟

سوال (۴۸۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بانی ادارہ مولانا .... کے مکان سے متصل ایک مسجد ہے، جس کے شمالی جانب ایک حجرہ تھا، جس میں جانے کے لئے صحن مسجد سے گذرنا پڑتا تھا، جب ادارہ قائم ہوا تو طلبہ اُس حجرہ میں رہتے رہے، پھر ادارہ کو ترقی ہوئی تو مسجد کی بھی توسیع ہوئی اور صحن کو بانی ادارہ کے مکان کی شمالی دیوار سے ملادیا گیا، سامنے کا وضوخانہ بھی اس میں شامل کر دیا گیا اور جنوبی جانب نیا وضوخانہ بنادیا گیا، پھر مسجد کے پیچھے والا وسیع مکان ادارہ کو مل گیا، جس میں دارالطلبہ تعمیر کیا گیا، جس کا راستہ صحن مسجد ہی تھا، پورے صحن کو گندہ ہونے سے بچانے کے لئے شمالی جانب دیوار مکان کے قریب قریب کچھ حصۂ صحن الگ کر کے راستہ بنادیا گیا، جس میں طلبہ گذرتے ہیں، اور اب ناظم دارالاقامہ کی رہائش گاہ دارالطلبہ میں بن جانے کے سبب اُن کے اہل خانہ بھی گذرتے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ توسیع شدہ صحن مسجد کے ایک مختصر حصہ کو طلبہ ومدرسین کے لئے ہی مخصوص گذرگاہ بنادینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو مطلق جائز ہے یا کچھ شرائط ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم مسجد کے صحن میں اِضافہ مسجد کی ہی نیت سے کیا گیا تھا، یعنی وہ اضافہ فناء مسجد کے بطور نہیں؛ بلکہ اصل مسجد میں شمولیت کی غرض سے تھا؛ لہٰذا اِس اضافہ شدہ حصہ پر بھی مسجد شرعی کے اَحکامات جاری ہوں گے اور مسجد کے کسی بھی حصہ کو گذرگاہ بنانا درست نہ ہوگا۔

وكره تحريمًا ......، واتخاذه طريقًا بغير عذر، وصرّح في القنية بفسقه باعتياده. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ۱/ ۶۵۶ كراچی، ۲/ ۴۲۸ زكريا)

وفي صلاة الجلابي لايتخذ طريقًا في المسجد. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ۵/ ۳۲۱ زكريا)

Marfat.com

رجل يمرّ في المسجد ويتخذه طريقًا إن كان بغير عذر لا يجوز. (البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۲/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۱۰/۱۴۱۳ھ

مسجد کے متولی کا مسجد کے ایک حصہ کو گذرگاہ بنانا؟

سوال (۳۸۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: متولی مسجد کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ وہ مدرسہ ومسجد کی مصالح کے تحت مسجد کے صحن کے ایک حصہ کو گذرگاہ بنا سکے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: متولی مسجد ومدرسہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ حرمتِ مسجد کے خلاف کوئی کام کرے، اور مسجد شرعی کے کسی حصہ کو گذرگاہ بنانا حرمتِ مسجد کے خلاف ہے۔

قال في الشامية: قلت: وبهذا علم أيضًا حرمة إحداث الخلوات في المساجد كالتي في رواق المسجد الأموي، ولا سيما ما يترتب على ذلك من تقذير المسجد بسبب الطبخ والغسل ونحوه. (شامي ۳۵۸/۴ کراچی، ۵۴۸/۶ زكريا)

رجل يمرّ في المسجد ويتخذه طريقًا إن كان بغير عذر لا يجوز. (البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۲/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۱۰/۱۴۱۳ھ

مسجد کی دیوار کے متصل مسجد کی زمین میں گذرگاہ کو بند کرنا؟

سوال (۳۸۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد دو محلوں کے باڈر پر واقع ہے، اور دونوں ہی طرف سے مسجد کا راستہ ہے، اس

Marfat.com

راستہ کی شکل یہ ہے کہ ایک گلی سی چھوٹی ہوئی ہے، یہ آراضی مسجد کی ہی ہے، اور گلی ہونے کی وجہ سے یہ عام راستہ ہوگیا ہے، اس میں سے ہر ایک مذہب کا ہر ایک کردار کا انسان گزرتا ہے، یہاں تک کہ عورتیں بھی گذرتی ہیں، اس مسجد کی کمیٹی اِس عام راستہ کو بند کرکے مسجد میں توسیع کرنا چاہتی ہے، اور اس جگہ پر وضوخانہ بنانا چاہتی ہے، اب کچھ لوگ اس راستہ کو بند کرنے کی مخالفت کررہے ہیں، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ راستہ بند نہیں ہوگا، تو اِس صورت میں مسجد کی کمیٹی شرعی اعتبار سے اس راستہ کو بند کرکے وضوخانہ بناسکتی ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کی مخالفت کررہے ہیں اُن کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ اور یہ راستہ حدودِ مسجد میں ہے یعنی مسجد کی چہاردیواری کے اندر؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ آمدورفت کی جگہ جب کہ مسجد کی ملکیت ہے، اور اس کو گذرگاہ بنانے سے مسجد کی بے حرمتی اور نماز دعبادت میں خلل واقع ہوتا ہے؛ لہٰذا اس گذرگاہ کو بند کرکے وہاں مسجد کا وضوخانہ بنانا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے؛ تاکہ مسجد کی بے حرمتی پر بند لگ سکے اور کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس گذرگاہ کو بند کرنے یا وضوخانہ کی تعمیر پر کوئی اعتراض کرے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۱۷۷/۳)

وكره تحريمًا – إلى قوله – واتخاذه طريقًا بغير عذر. (الدر المختار مع الشامي ۴۲۸/۲ زكريا)

لا يتخذ طريقًا في المسجد بأن يكون له بابان، فيدخل من هٰذا ويخرج من ذٰلك. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ۳۲۱/۵ زكريا)

رجل يمر في المسجد ويتخذه طريقًا إن كان لغير عذر لا يجوز. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيه فصل: كره استقبال القبلة ۶۲/۲ زكريا، الدر المختار / كتاب الصلاة ۶۵۶/۱ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

چھوٹی قدیم مسجد کی آخری صف کو ختم کرکے گذرگاہ بنانا؟

سوال (۳۸۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک چھوٹی مسجد تھی اب اس کو وسعت دی جارہی ہے، مسجد کی آخری صف صدر دروازہ کے سامنے ہے، اس صف کے بعد میں جگہ اتنی تنگ ہے کہ بسا اوقات لوگ مسجد کی صف کے اوپر پیر رکھ کر نکل جاتے ہیں، جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، کیا اِس آخری صف کو ختم کرکے راستہ یا چپل اُتارنے کی جگہ بنادی جائے، جس سے یہ تنگی ختم ہوجائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو حصہ قدیم مسجد میں جماعت خانہ میں شامل تھا، اُسے اب راستہ میں یا چپل اُتارنے کی جگہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔

ولو خرّب ما حوله واستغنى عنه، يبقى مسجدًا عند الإمام، والثاني أبدًا إلى قيام الساعة، وبه يفتى، حاوي القدسي. (تنوير الأبصار مع الدر المختار / كتاب الوقف ٣٥٨/٤ دار الفكر بيروت، البحر الرائق / فصل في أحكام المساجد ٤٢١/٥ زكريا، فتاوى قاضي خان على الهندية / كتاب الوقف ٢٨٨/٣ زكريا)

بخلاف جعل المسجد طريقًا؛ لأن المسجد لا يخرج عن المسجدية أبدًا، فلم يجز لأنه يلزم المرور في المسجد. (شامي ٥٧٦/٦ زكريا)

المعروف عرفًا كالمشروط شرعًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز رقم المادة: ٤٣، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية ٣٧/١ المكتبة الحنفية كوئٹه، الأشباه والنظائر / الفن الأول في القواعد، القاعدة السادسة ٢٧٨/١ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۸/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

گذرگاہ بننے کے خوف سے نماز کے علاوہ اَوقات میں مسجد کے دروازوں کو بند کرنا؟

سوال (۳۸۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے جس کے دو راستے ہیں ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب؛ لہٰذا وہ بند رہتے ہیں، نماز کے وقت کھلے رہتے ہیں، اگر نماز کے علاوہ کھلتے ہیں، تو عام راستہ کی شکل میں آجاتے ہیں، تو اس کا کھلا رہنا بہتر ہے یا بند رہنا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کو عام گذرگاہ بنانا جائز نہیں ہے؛ لہٰذا اگر دونوں دروازوں کو کھولنے سے مسجد عام لوگوں کی گذرگاہ بنتی ہو تو اس پر روک لگانے کے لئے جماعت کے علاوہ اَوقات میں مسجد کے دروازے بند کردئے جائیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ ایسا کرنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۲۱۵ ڈابھیل)

لا يتخذ طريقًا في المسجد بأن يكون له بابان، فيدخل من هٰذا ويخرج من ذٰلك. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس من كتاب الكراهية ۵/ ۳۲۱، الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۲/ ۴۲۸)

كما كره غلق باب المسجد إلا لخوف على متاعه به يفتى. (الدر المختار) هذا أولى من التقييد بزماننا؛ لأن المدار على خوف الضرر، فإن ثبت في زماننا في جميع الأوقات ثبت كذلك إلا في أوقات الصلاة أو لا فلا، أو في بعضها ففي بعضها، كذا في الفتح. (الدر المختار مع الشامي / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۲/ ۴۲۸ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۲/ ۵۹ زكريا، كذا في فتح القدير / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۴۲۱ دار الفكر بيروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۵/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

مسجد کے آداب اور امام ومقتدی کے اخلاق

سوال (۳۸۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے ضروری آداب سے آگاہی فرمائیں، نیز امام ومقتدی کے مابین ربط وتعلق اخلاقی حالات کیسے ہوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے بہت سے آداب ہیں، جن کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے، اُن میں سے یہ بھی ہے کہ مسجد میں شور وشغب اور جھگڑا نہ کیا جائے، دنیوی باتیں نہ کی جائیں، بدبودار چیزیں کھاکر مسجد میں نہ جائیں، مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کی جائے، مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے، وغیرہ۔

اور امام ومقتدی دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا لازم ہے، مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ امام کا دل سے احترام کریں، اور امام کو چاہئے کہ وہ اپنے ظاہری اور باطنی کردار اور اخلاق ایسے رکھیں کہ اس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے، اور دل سے اپنے مقتدیوں کی خیر خواہی کا متمنی ہو۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: ۳۲]

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: نهیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن البیع والابتیاع وعن تناشد الأشعار في المساجد. (سنن أبي داؤد رقم: ۱۰۷۹، سنن الترمذي رقم: ۳۲۲، سنن ابن ماجة، کتاب المساجد والجماعات / باب ما یکره في المساجد ص: ۱۸۹ رقم: ۷۴۹ دار الفکر بیروت)

Marfat.com

عن واثلة بن الأسقع رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: جنّبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع أصواتكم وإقامة حدودكم وسلّ سيوفكم. واتخذوا على أبوابها المطاهر. وجمّروها في الجُمعِ. (سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات / باب ما يكره في المساجد ص: ١٨٩ رقم: ٧٥٠ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أنها قالت: أمرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن نُنزل الناس منازلهم. (رواه مسلم في مقدمة صحيحه، الأحاديث المنتخبة في الصفات الست، إكرام مسلم / مكانة المسلم ٢٢٨ رقم: ٨١٤)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: أمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ببناء المسجد في الدور، وأن ينظف ويطيب. (مرقاة المفاتيح ٢/٢٠٥)

عن عمر بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن الشراء والبيع في المسجد. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة ١/١٥٤ رقم: ١٠٧٩)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أتاكم كريم قوم فأكرموه. (سنن ابن ماجة، كتاب الأدب، إذا أتاكم كريم قوم فأكرموه ٨٣٩ رقم: ٣٧١٢ دار الفكر بيروت)

عن معقل بن يسار رضي اللّٰه عنه قال أحدّثك حديثًا سمعته من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: فقال: ما من والٍ يلي رعيةً من المسلمين فيموت وهو غاشٌّ لهم؛ إلا حرم اللّٰه عليه الجنة. (صحيح البخاري، كتاب الأحكام / باب من استرعي رعية فلم ينصح ٢/١٠٥٩ رقم: ٦٨٦٨، فتح الباري ٧١٥١)

ورفع صوت – وأكل ونوم – وأكل نحو ثوم ويمنع منه، وكذا كل مؤذ

Marfat.com

ولو بلسانه. (الدر المختار / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ۲/ ۴۳۴-۴۳۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۳/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں دنیاوی بات چیت کرنا؟

سوال (۳۸۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری یہ عادت ہوگئی ہے کہ عصر مغرب میں زیادہ، باقی وقت میں کم، مسجد میں دو چار چھ آٹھ پانچ دس آدمیوں کا حلقہ بنا کر پڑھے لکھے بھی بے پڑھے لکھے بھی حاجی بھی عالم بھی حافظ بھی، لوگ نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے سے آکر دنیوی گپ بات چیت کرتے سوتے ہیں، جب مؤذن تکبیر کہنا شروع کرتے ہیں، تب حلقہ توڑ کر ہم آہستہ آہستہ اُٹھ کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں، ہمارا یہ فعل ٹھیک ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد میں بلاضرورت دنیوی بات چیت کرنا ممنوع ہے۔

قال الله تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: ۳۲]

عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: جنّبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع أصواتكم الخ. (سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات / باب ما يكره في المساجد ص: ۱۸۹ رقم: ۷۵۰ دار الفكر بيروت)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا اتخذ الفيء دُوَلاً ...... وظهرت الأصوات في المساجد ...... فليرتقبوا عند ذلك ريحًا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخًا وقذفًا وآيات تتابع كنظام بالٍ قطع سلكه فتتابع. (سنن الترمذي / أبواب الفتن ۲/ ۴۵ رقم: ۲۲۱۱، الترغيب والترهيب مكمل ۶۲۸ رقم: ۴۵۳۵ بيت الأفكار الدولية)

Marfat.com

والسابع أن لا يتكلم فيه من أحاديث الدنيا. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس من كتاب الكراهية ٥/ ٣٢١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۶/۹/۱۴۱۹ھ

مسجد میں ہنسی مذاق کرنا؟

سوال (۳۸۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد میں ہنسی مذاق کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں ہنسی مذاق کرنا آدابِ مسجد کے خلاف اور ممنوع ہے۔

وصرح في الظهيرية بكراهة الحديث: أي كلام الناس في المسجد، لكن قيده بأن يجلس لأجله ...... أما إن جلس للعبادة، ثم بعدها تكلم، فلا. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ٢/ ٦٣ زكريا، وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ١/ ٦٦٢ كراچی)

قوله: بأن يجلس لأجله، فإنه حينئذٍ لا يباح بالاتفاق؛ لأن المسجد ما بني لأمور الدنيا. (رد المحتار، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ١/ ٦٦٢ كراچی)

والسادس أن لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر اللّٰه تعالىٰ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ٥/ ٣٢١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۲/۲/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

حلقہ لگا کر مسجد میں سیاسی وغیر سیاسی باتیں کرنا؟

سوال (۳۸۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد میں نماز کے وقت، قبل یا بعد چند لوگوں کا حلقہ لگا کر سیاسی وغیر سیاسی دنیوی باتوں میں مشغول ہونا درست ہے؟ اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر کوئی ملی معاملہ ہو اور اُس کے متعلق مسجد میں گفتگو کی جائے تو اُس میں کوئی حرج نہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یأتي علی الناس زمان یکون حدیثهم في مساجدهم في أمر دنیاهم فلا تجالسوهم فلیس للّٰہ فیهم حاجة. (بیهقي ۸۷/۳)

قیل: یجوز الکلام المباح من الدنیا ولا یجوز الکلام المنکر، کالقصص وحکایات الدنیا الکاذبة، فقد نقل في الفتاویٰ الهندیة عن التمرتاشي: أن الکلام المباح یجوز في المساجد، وإن کان الأولیٰ أن یشتغل بذکر اللّٰہ. (مجموعة رسائل اللکنوي، رسالة نفع المفتي والسائل / ما یتعلق بالمساجد ۱۸۱/۴ إدارة القرآن کراچی)

الکلام المباح في المسجد مکروهٌ یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب ...... ولا بأس أن یتحدث بما لا إثم فیه ...... ویلازم قراءة القرآن والحدیث والعلم والتدریس وسیر النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم وقصص الأنبیاء وحکایات الصالحین وکتابة أمور الدین. (البحر الرائق، کتاب الصوم / باب الاعتکاف ۵۳۱/۲-۵۳۲ زکریا، فتح القدیر، کتاب الصوم / باب الاعتکاف ۳۹۸/۲ دار الفکر بیروت)

والسادس أن لا یرفع فیه الصوت من غیر ذکر اللّٰہ تعالیٰ. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس من کتاب الکراهیة ۳۲۱/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۳/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کے محراب اور وضوخانہ میں موبائل پر گفتگو کرنا؟

سوال (۳۸۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد میں تقریباً دس صفیں ہیں، جس میں چھ حصہ محراب کا ہے، مسجد مسلم بغیر آڑ کی ہے پہچان کے طور پر درمیان میں اوپر کی جانب سبز رنگ لگا دیا ہے، جیسا صفا مروہ کی مثال مسجد کے بائیں جانب وضوخانہ ہے، جس کا داخلہ میں گیٹ سے ہے، یہ پورا حصہ داخل عمارت میں آ گیا، پوچھنا یہ ہے کہ اگر لوگ محراب کے حصے میں موبائل سے بات کرتے ہوئے دوسرے حصہ میں آ جاتے ہیں، یا وضوخانہ میں داخل ہوجاتے ہیں، تو کیا اس طرح سے مسجد کے کسی بھی حصہ میں بات کرنے کی گنجائش ہے، یا مسجد سے باہر چلے جانا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے حصہ میں غیر ضروری دنیوی بات کرنا منع ہے، خواہ موبائل پر ہو یا آمنے سامنے ہو؛ البتہ کوئی ضروری بات یا دینی بات مسجد میں کرنے کی گنجائش ہے، اور بہر صورت اتنی بلند آواز میں مسجد کی حدود میں گفتگو نہیں کرنی چاہئے کہ دیگر حاضرین کے لئے ناگواری اور اذیت کا باعث ہو۔

ویکره الكلام المباح، وقيده في الظهيرية: بأن يجلس لأجله، لكن في النهر الاطلاق أوجه. (الدر المختار) فإنه حينئذ لا يباح بالاتفاق؛ لأن المسجد ما بني لأمور الدنيا. (شامي / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ۴۳۶/۲ زكريا، كذا في الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس في كتاب الكراهية ۱۹۷/۵ زكريا)

صرح في الظهيرية بكراهة الحديث: أي كلام الناس في المسجد، لكن قيده بأن يجلس لأجله، أما إن جلس للعبادة ثم بعدها تكلم فلا. (البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ۶۳/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۹/۱۰/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں گالی دینا؟

سوال (۳۹۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھ کر سب کے سامنے گالیاں دیتا ہے اور وہ شخص مسجد کا سکریٹری بھی ہے، تو اُس کے بارے میں اللہ کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد میں گالیاں وغیرہ دینا نہایت برا عمل ہے اور مسجد کی بے ادبی ہے، ایسے شخص کو اپنے عمل سے باز آنا چاہئے اور سچے دل سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔

ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولو بلسانه. (الدر المختار ٦٦٢/١ كراچی، ٤٣٥/٢ زكريا)

فقد أفاد أن المنع خاص بالمنكر من القول. (شامي ٦٦٢/١ كراچی، ٤٣٦/٢ زكريا)

الجلوس في المساجد لتكلم أحاديث الدنيا يحرم بالاتفاق. (نفع المفتي والسائل، كتاب الحظر والإباحة / ما يتعلق بالمساجد ١١٦ رحيمية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۲/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے چندہ میں ریزگاری کا نوٹ سے تبادلہ کرنا؟

سوال (۳۹۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دستور کے موافق جمعہ کے روز ہفتہ واری امام صاحب کے دعا کرانے سے پہلے مسجد کی ضروریات کے لئے ایک شخص یا چند کھڑے ہوکر چندہ کرتے ہیں، چندہ دینے والوں میں سے بعضوں کے پاس ریزگاری موجود نہیں ہوتی، اور وہ مسجد کی مدد یا صدقہ جاریہ کی نیت سے کچھ دینا چاہتے ہیں، جب کہ اُس شخص کے پاس کھلے نہیں ہوتے، تو سو روپئے دینے پر دس روپئے سے مدد کرکے یا کچھ روپئے سے مدد کرکے بقیہ رقم واپس لینا چاہتا ہے، جب کہ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جو روپیہ دیا وہ دے دیا گیا، اب اُس میں سے لینا درست نہیں، مثلاً کسی کو دس روپئے سے مدد کرنی

Marfat.com

ہے اور اس نے ۵۰/ روپئے کا نوٹ دیا، جب کہ ۴۰/ روپئے اُس کو اپنی ذات کے لئے خرچ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ واپس لینا جائز نہیں، اور مسجد میں جو ریزگاری کے ٹوٹے پیسے جمع ہوتے ہیں، ان میں سے لوگ سو دوسو روپئے لیتے ہیں، جب کہ ریزگاری کے عوض بندھے ہوئے نوٹ دیتے ہیں، تو کیا ایسا کرنا امانت میں خیانت ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روپئے پیسے میں اصل مقصود متعین نوٹ اور سکے نہیں ہوتے؛ بلکہ مالیت مقصود ہوتی ہے؛ لہٰذا مسجد میں ریزگاری کا تبادلہ نوٹ سے منع نہیں ہے؛ کیوں کہ یہاں تبادلہ اصل مقصود نہیں؛ بلکہ مسجد میں چندہ دے کر اُس کی مالیت میں اضافہ مقصود ہے، اگر اس تبادلہ کو باقاعدہ معاملہ مانیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے؛ اس لئے کہ کبھی کبھار مسجد میں ایسا معاملہ کرنے سے مسجد کے آداب کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی۔

عن عمر بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم نهى عن الشراء والبيع في المسجد. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة ١٥٤/١، سنن الترمذي، كتاب الصلاة / باب ما جاء في كراهية البيع والشراء في المسجد ٧٣/١، سنن النسائي، كتاب المساجد / باب النهي عن البيع والشراء في المسجد ١٧١/١)

وقيد بالمعتكف؛ لأن غيره يكره له البيع مطلقًا، لنهيه عليه الصلاة والسلام عن البيع والشراء في المسجد. (البحر الرائق، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ٤٤٩/٢ كراچی، ملتقى الأبحر، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ٣٧٩/١ المكتبة الغفارية كوئٹه، ٥٣٠/٢ زكريا)

وكذلك النهي عن البيع فيه هو الذي يغلب عليه حتى يكون كالسوق؛ لأنه صلى اللّٰه عليه وسلم لم ينه عليًا عن خصف النعل فيه مع أنه لو أجمعوا اجتمع الناس لخصف النعال فيه كره، فكذلك البيع وإنشاد الشعر والتحلق

Marfat.com

قبل الصلاة فما غلب عليه كره وما لا فلا. (شامي / مطلب: في إنشاد الشعر ١/٦٦٠ كراچی، ٤٣٤/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۱۱/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں خرید وفروخت اور لین دین کا حکم؟

سوال (۳۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندہ کی مرتب کردہ کتاب "مجموعہ مسائل وفضائل" جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد اعلان کر کے خود مسجد میں ہی فروخت کردی گئی، کیا حدود مساجد میں کتابوں کی فروختگی جائز ہے یا ممنوع ہے؟ بندہ کا مقصد تجارت یا کاروبار نہیں تھا؛ بلکہ اُمتِ مسلمہ کے نفع کے واسطے ایسا کیا تھا، اور یہ اعلان وفروختگی دائمی نہیں تھی؛ بلکہ وقتیہ تھی، کیا مدارس کا چندہ یا جماعت تبلیغ والوں کا چندہ اور اس طرح مساجد میں عقد خوانی کے بعد تحائف وغیرہ کا لین دین چاہے وہ لفافہ بند کی شکل میں ہو یا کھلے کی شکل میں، کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کے اندر خرید وفروخت ممنوع ہے، اس لئے آپ کو اپنے عمل پر توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔ (مستفاد: احسن الفتاوی ۶/۴۴۰ فتاوی محمودیہ ۱۵/۱۲۷ ڈابھیل)

عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: جنّبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع أصواتكم الخ. (سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات / باب ما يكره في المساجد ٥٤ رقم: ٧٥٠ دار الفكر بيروت)

ويحرم فيه السؤال – إلى قوله – وكل عقد إلا لمعتكف بشرطه، وهو أن لا يكون للتجارة؛ بل يكون ما يحتاجه لنفسه أو عياله بدون إحضار السلعة. (الدر المختار ٤٤٠/٣ زكريا، ٦٦٢/٢ كراچی)

Marfat.com

وكره أي تحريما؛ لأنها محل إطلاقهم. إحضار مبيع فيه كما كره فيه مبايعة غير المعتكف مطلقًا للنهي. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصوم / باب الاعتكاف ۴۴۰/۳ زكريا)

مسجد کے اندر مدارس کا چندہ یا دیگر اُمور خیر کے لئے چندہ کی اپیل درست ہے، بشرطیکہ اس عمل سے نمازیوں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ اور مساجد میں عقد خوانی کی مقررہ اُجرت کا لین دین مناسب نہیں ہے، اگر پہلے سے معاملہ طے نہ ہوا اور بطور ہدیہ کے کوئی چیز دی جائے، تو اس میں حرج نہیں ہے۔

والمختار أن السائل إن كان لايمر بين يدي المصلي ولا يتخطى الرقاب ولا يسأل الحافا؛ بل لأمر لا بد منه فلا بأس بالسؤال والإعطاء. (شامي، كتاب الصلاة / باب الجمعة، مطلب في الصدقة على سوال المسجد ۴۲/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں تفسیر قرآن کی ویڈیو ریکارڈنگ کرنا؟

سوال (۳۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد میں ایک معروف مفتی اقبال احمد قاسمی روزانہ بعد نماز عشاء بیس منٹ تفسیر قرآن کرتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس کی ویڈیو ریکارڈنگ کراکر یوٹیوب پر ڈال دوں اور اس کی CD بنواکر تقسیم کردی جائے؛ تاکہ اُمت کے زیادہ سے زیادہ افراد اس سے فائدہ اٹھاسکیں، خاص طور پر وہ طبقہ جس کا زیادہ وقت انٹرنیٹ کمپیوٹر وغیرہ پر صرف ہوتا ہے، تو کیا اس کام کے لئے مسجد میں باقاعدہ ویڈیو ریکارڈنگ کی گنجائش ہوگی، جب کہ بہت سی مسجد میں باقاعدہ ویڈیو ریکارڈنگ ہوتی ہے، جیسا کہ حیدرآباد کے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی مسجد میں ہر جمعہ کو ہوتی ہے، پھر اُن کی تقریر اُن کی ویب سائٹ میں ڈال دی جاتی ہے۔ اور لوگ اسے سنتے ہیں اور کوئی اعتراض

Marfat.com

بھی نہیں کرتا، جب کہ ہماری مسجد میں لوگ ویڈیو ریکارڈنگ پر اعتراض کرتے ہیں، کیا ویڈیو اور ویڈیو تصویر کا حکم الگ الگ ہوگا، جب کہ مقصد صرف امت کو اس جدید دور میں جدید آلات اور ذرائع ابلاغ سے قرآنِ کریم کی تفسیر پہنچانا ہے، جیسا کہ میرے بھائی نے تفسیر کا ایک ویڈیو یوٹیوب پر ڈالا ہے، جو کہ انگلش میں بسم اللہ کے نام سے پڑا ہے، نیز بہت سے اکابرین ان آلات کو دین کی خدمت کے لئے اپنا رہے ہیں، براہِ کرم وسعت اور احتیاط پر نظر کرتے ہوئے جواب تحریر کریں۔ کیا انٹرنیٹ پر ڈالنے کے لئے مسجد میں تفسیر کی ریکارڈنگ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کوئی متبادل طریقہ بتلا دیں؛ تاکہ لوگوں تک قرآن کی بات پہنچ سکے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اچھی بات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کا جذبہ قابلِ تعریف ہے، اور جائز حدود میں رہ کر اس کی کوشش کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور تفسیر واصلاحی مواعظ وخطبات میں اصل مقصد مفسر یا واعظ کی آواز پہنچانا ہوتا ہے، اور یہ مقصود آڈیو (یعنی بلا تصویر آواز کی ریکارڈنگ) سے بخوبی حاصل ہوجاتا ہے، اس لئے اس مقصد کی خاطر مسجد میں ویڈیوگرافی کی اجازت نہیں دی جاسکتی؛ بلکہ صرف آواز ریکارڈ کر کے اس کو انٹرنیٹ پر ڈال دیا جائے یا CD بنا کر تقسیم کر دی جائے۔ (کتاب الفتاویٰ ۶/۱۶۸-۱۷۰)

عن عبد الله رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، المصنف لابن أبي شيبة ٥/٢٠٠ رقم: ٢٥٢٠٩، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣/٤٨٦ رقم: ٣٥٥٩)

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في

Marfat.com

الأحـاديـث، وسـواء صـنـعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ الخ. (نووي على صحيح مسلم ١٩٩/٢)

لاتـمثال إنسان أو طير ...... لحرمة تصوير ذي الروح. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥١٩/٩ زكريا)

يـحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقًا أي سواء كان للصورة ظل أو لم يكن وهـو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة. (الموسوعة الفقهية / الشرط الثالث ١٠٢/١٢، شامي ٦٤٧/١ كراچی)

الـضرورات تبيح الـمحضورات ...... وما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ٣٠٧-٣٠٨ مكتبة فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری ۲/۳/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

○❖○

Marfat.com

مسجد میں سونا اور رہائش اختیار کرنا

مسجد میں کس کے لئے سونا جائز ہے؟

سوال (۳۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہاں پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ مسجد کے اندر اعتکاف والے سو سکتے ہیں، اِس کے علاوہ کسی کو مسجد کے اندر سونا جائز نہیں ہے، جماعت والے ہوں یا کوئی مسافر ہو کسی کو بھی جائز نہیں، اِس مسئلہ میں ہمارے یہاں پر بہت انتشار ہے، آپ تحریر فرمائیں کہ مسجد میں کتنے قسم کے لوگ سو سکتے ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو مسجد کے اندر سونے کی حالت میں احتلام ہو جائے، تو وہ غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر کس طرح نکلے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسجد کے فرش پر کوئی کپڑا یا چادر بچھا کر نکل جائے، اور کچھ کہتے ہیں کہ خوب تیزی سے نکل جانا چاہئے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: معتکف اور ایسا مسافر جس کا کہیں ٹھکانہ نہ ہو، اس کا مسجد میں سونا درست ہے، اور تبلیغی جماعت والے اگر صفائی اور مسجد کے ادب واحترام کا لحاظ رکھیں تو اُن کے لئے مسجد میں سونے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۴۶۸، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۱۲۱)

عن عبد اللّٰہ بن عمر إنہ کان ینام – وهو شابٌّ أعزبُ لا أهل له – في مسجد النبي صلى اللّٰہ علیه وسلم. (صحیح البخاري / باب نوم الرجال في المسجد ۱/۶۳)

ولا بأس للغریب ولصاحب الدار أن ینام في المسجد في الصحیح من المذهب والأحسن أن یتورع فلا ینام. (الفتاویٰ الهندیة / لباب الخامس من الکراهیة ۵/۳۲۱)

نیز اگر مسجد میں سونے کی ضرورت پیش آئے تو پہلے ہی سے اپنا کپڑا یا بستر بچھا کر سونا

Marfat.com

چاہئے، خدانخواستہ اگر احتلام ہوجائے تو مسجد کی چٹائی اور فرش ناپاک نہ ہو۔ اور جب احتلام کی صورت پیش آجائے تو احتیاط کے ساتھ جلد از جلد مسجد سے نکل جائے اور اگر خدانخواستہ مسجد کی جگہ ناپاک ہوجائے، تو وہاں کوئی نشانی رکھ دے اور غسل سے واپس آکر جگہ پاک کرنے کا اہتمام کرے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۵۱۲، عزیز الفتاویٰ ۱/۲۱۰)

إذا أجنب في المسجد استحب له أن يراعي أقرب الطرق إلى الخروج. (إعلام الساجد في أحكام المساجد ۳۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳/۴/۱۴۲۶ھ

مقیم کا مسجد میں سونا؟

سوال (۳۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں مقیم کو سونا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا نیت اعتکاف مقیم شخص کے لئے مسجد میں سونا درست نہیں ہے۔

وإذا أراد ذٰلک ينبغي أن ينوي الاعتكاف. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في الغرس في المسجد ۱/۶۶۱ كراچی، ۲/۴۳۵ زكريا)

ويكره النوم والأكل فيه: أي المسجد لغير المعتكف، وإذا أراد أن يفعل ذٰلک، ينبغي أن ينوي الاعتكاف، فيدخل فيه ويذكر الله تعالىٰ بقدر ما نوى. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس من كتاب الكراهية ۵/۳۲۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسافر کا مسجد میں سونا؟

سوال (۳۹۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسافر کو مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسافر کے لئے مسجد میں سونے کی گنجائش ہے، پھر بھی بہتر ہے کہ وہ اعتکاف کی نیت کر لے اور مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھے۔

والنوم فيه لغير المعتكف مكروه، وقيل: لا بأس للغريب أن ينام فيه، والأولىٰ أن ينوي الاعتكاف ليخرج من الخلاف. (الحلبي الكبير / فصل في أحكام المسجد ٦١٢ سهيل اكيڈمی لاهور)

ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح في المذهب، والأحسن أن يتورع فلا ينام. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ٣٢١/٥ زكريا، كذا في الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / مطلب في الغرس في المسجد ٦٦١/١ دار الفكر بيروت، ٤٣٥/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۳/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

امام کا مسجد کی چھت پر یا اندر سونا؟

سوال (۳۹۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: امام مسجد اگر شدت گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر چارپائی ڈال کر سوئے تو کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر مسجد کے اندرونی حصہ میں بغیر چارپائی کے سوئے تو کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بلا نیت اعتکاف مسجد میں سونا ممنوع ہے، اور مسجد کی کھلی

Marfat.com

چھت پر چڑھنا اور سونا مطلقاً مکروہ ہے۔

ویکره ...... نوم إلا لمعتكف، وتحته في الشامي: وإذا أراد ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف. (الدر المختار / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ۱/ ٦٦١ كراچی، ٢/ ٤٣٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ٥/ ٣٢١ زكريا، كذا في الحلبي الكبير / فصل في أحكام المسجد ٦١٢ لاهور)

والصعود على سطح كل مسجد مكروه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ٥/ ٣٢٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۱/۱۰/۲۰ھ

امام کا مسجد میں چھوٹی بچی کو لے کر سونا؟

سوال (۳۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: امام صاحب مسجد کے اندر سوتے ہیں اور ایک چھوٹی بچی کو ساتھ لے کر سوتے ہیں، جب امام صاحب فجر کی نماز پڑھاتے ہیں تو وہ بچی شور مچاتی اور چلاتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہلِ مسجد کو چاہئے کہ امام صاحب کے لئے مسجد کے علاوہ کہیں اور رات میں سونے کا انتظام کردیں، اور امام صاحب کو چاہئے کہ بچی کو مسجد میں لے کر نہ سوئیں کہ اُس کی حرکت سے نماز میں خلل آتا ہے، اور مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

ويحرم إدخال الصبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم (الدر المختار) قوله: ويحرم لما أخرجه المنذري مرفوعًا جنّبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وبيعكم وشراءكم ورفع أصواتكم وسل سيوفكم وإقامة حدودكم وجمروها في الجمع واجعلوا على أبوابها المطاهر. (شامي / باب ما يفسد الصلاة وما

Marfat.com

یکره فیها، مطلب، في أحکام المسجد ۴۲۹/۲ زکریا، کذا في الأشباه والنظائر / لقول في أحکام لمسجد ۵۴/۴ إدارة القرآن کراچی، الحلبي الکبیر / فصل في أحکام المسجد ۶۱۰ لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۶/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اہلِ محلّہ کا گھروں سے آکر مسجد میں آرام کرنا؟

سوال (۳۹۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری عادت ہے کہ گرمیوں کے موسم میں ہم خدا کے گھر کو اپنا گھر بنالیتے ہیں، اور گھر سے آکر مسجد میں آرام کرتے ہیں، سوتے ہیں اور جس وقت طبیعت چاہتی ہے اس وقت مسجد میں آکر آرام سے سوتے ہیں، ہمارا یہ فعل ٹھیک ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: معتکف اور مسافر کے علاوہ عام لوگوں کے لئے مسجد میں سونے کی عادت بنانا درست نہیں ہے۔

وأکل ونوم إلا لمعتکف وغریب. (الدر المختار) وإذا أراد ذلک ینبغي أن ینوي الاعتکاف. (شامي، کتاب لصلاة / مطلب في الغرس في لمسجد ۶۶۱/۱ کراچی، ۴۳۵/۲ زکریا)

ویکره النوم والأکل فیه: أي المسجد لغیر المعتکف، وإذا أراد أن یفعل ذلک، ینبغي أن ینوي الاعتکاف، فیدخل فیه ویذکر اللّٰه تعالیٰ بقدر ما نوی. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس من کتاب الکراهیة ۳۲۱/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۹/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں سوتے ہوئے اگر احتلام ہوجائے تو مسجد سے کس طرح نکلے؟

سوال (۴۰۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے

Marfat.com

ہیں کہ: اگر مسجد میں کسی مسافر کو یا تبلیغی جماعت کے کسی ساتھی کو رات کو سوتے ہوئے احتلام کی صورت پیش آجائے اور اُسی وقت مسجد سے نکل کر غسل کرنے کا موقع یا انتظام نہ ہو، تو کیا اُسی حالت میں تہجد کے وقت تک سونے کی اجازت ہوگی یا مسجد کے فرش پر تیمم کرکے پھر سونے کی اجازت ہوگی؟ اور مسجد سے باہر نکلنے کے لئے کیا تیمم کرکے نکلے گا؟ یا اسی طرح باہر نکل جائے؟ اس شکل میں حالت جنابت میں مسجد میں چلنے کا گناہ تو نہ ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جنابت کی حالت پیش آتے ہی تیمم کرکے فوری طور پر مسجد سے نکلنا بہتر ہے؛ لیکن اگر تیزی سے تیمم کئے بغیر نکل گیا، تو اس کی بھی گنجائش ہے، اور اگر کسی وجہ سے مسجد میں ٹھہرنا ناگزیر ہو، تو تیمم کرکے ٹھہرے، بغیر تیمم کئے ٹھہرنے سے گناہ ہوگا۔

ولو أجنب فيه تيمم وخرج من ساعته إن لم يقدر على استعمال الماء، وكذا لو دخله وهو جنب ناسيًا ثم ذكر، وإن خرج مسرعًا من غير تيمم جاز، وإن لم يقدر على الخروج تيمم ولبث فيه، ولا يجوز لبثه بدونه. (حاشية الطحاوي ١٤٤)

يحرم عليها وعلى الجنب الدخول في المسجد، سواء كان للجلوس أو للعبور، هٰكذا في منية المصلي. (الفتاوىٰ الهندية ٣٨/١)

وإن احتلم في المسجد يتيمم للخروج، إذا لم يخف من لص أو غيره لعدم الضرورة، وإن خاف يجلس مع التيمم للضرورة، فإن الضرورات تبيح المحظورات. (غنية المستملي ٦١) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۴/۲/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

ناپاکی کی حالت میں مسجدِ شرعی کے خارجی حصہ میں جانا؟

سوال (۴۰۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

Marfat.com

کہ مسجد کے بائیں جانب وضوخانہ ہے، اور کچھ زمین پڑی ہوئی ہے، دوسری منزل میں اسی حصہ میں جماعت والوں کا سامان رکھنے کے لئے دو کمرے ہیں، تیسری منزل پر بھی وضوخانہ اور مغربی جانب میں امام صاحب کے لئے فیملی کواٹر ہے، آمد و رفت کے لئے مسجد سے متصل خارج حصہ میں زینہ ہے، جو تیسری منزل تک گیا ہے، مسجد اور خارج حصہ کے درمیان کسی دیوار وغیرہ کا فاصلہ نہیں ہے، ایسی صورت میں ناپاکی کی حالت میں خارج حصہ میں جانے میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟ نیز مسجد بھر جانے کی وجہ سے خارج حصہ میں جو مسجد سے متصل ہے، امام کے ساتھ نماز پڑھنے سے جماعت کے ثواب میں کوئی کمی تو نہیں ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجدِ شرعی کے خارج حصہ سے ناپاکی کی حالت میں گذرنا شرعاً درست ہے، اگرچہ درمیان میں کوئی دیوار وغیرہ نہ ہو، اور مسجد بھر جانے کی صورت میں جو لوگ مسجد کے شرعی حدود سے باہر کھڑے ہوکر جماعت میں شریک ہوں گے، اُنہیں جماعت کا ثواب ملے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۶۳ ۵ ڈابھیل)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: صلاة الرجل في بیته بصلاة، وصلاته في مسجد القبائل بخمس وعشرین صلاة، وصلاته في المسجد الذي یجمع فیه بخمس مائة صلاة، وصلاته في المسجد الأقصی بخمسین ألف صلاة، وصلاته في مسجدي هٰذا بخمسین ألف صلاة، وصلاته في المسجد الحرام بمائة ألف صلاة، الحدیث. (سنن ابن ماجة ۱۰۲)

ولا مصلی عید ولا جنازة فلیس لهما حکم المسجد في ذٰلک، وإن کان لهما حکمه في صحة الاقتداء، وإن لم یتصل الصفوف ومثلهما فناء المسجد. (شامي ۱/۳۱۲ زکریا)

وفي فتاویٰ قاضي خان: الجبانة ومصلی الجنازة لهما حکم المسجد عند

Marfat.com

أداء الصلاة، حتى يصح الاقتداء إن لم تكن الصفوف متصلة، وليس لهما حكم المسجد في حق المرور، وحرمة الدخول للجنب وفناء المسجد له حكم المسجد في حق جواز الاقتداء بالإمام وإن لم يكن الصفوف متصلة ...... وأما في جواز دخول الحائض فليس للفناء حكم المسجد فيه. (البحر الرائق ۱/۱۹۵)

إن البقعة الخارجية عن جدران المسجد ليست منه. (منحة الخالق ۱/۱۹۵)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۸/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی چھت پر رہائش اختیار کرنا؟

سوال (۴۰۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی چھت پر رہائش جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد شرعی کی چھت پر رہائش جائز نہیں ہے۔

لأنه مسجد إلى عنان السماء. (الدر المختار) وكذا إلى تحت الثرىٰ.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ۱/٦٥٦ كراچی، ٤٢٨/٢ زكريا)

تكره المجامعة فوق المسجد والبول والتخلي؛ لأن سطح المسجد له حكم المسجد حتى يصح الاقتداء منه بمن تحته (الهداية) لأن سطح المسجد له حكمه إلى عنان السماء. (فتح القدير مع الهداية، كتاب الصلاة / فصل ويكره استقبال القبلة بالفرج في الخلاء ١/٤٢٠ دار الفكر بيروت، ١/٤٣٢-٤٣٤ زكريا، كذا في سكب الأنهر / فصل في المكروهات من كتاب الصلاة ١/١٩٠ بيروت)

لو جعل مسجدًا ثم أراد أن يبني فوقه بيتًا للإمام أو غيره هل له ذلك؟

Marfat.com

قلت: قال في التاتار خانية: إذا بنى مسجدًا وبنى غرفة وهو في يده فله ذلك، وإن كان حين بناه خلى بينه وبين الناس ثم جاء بعد ذلك يبني لا يتركه. وفي جامع الفتاوىٰ: إذا قال عنيت ذلك، فإنه لا يصدق. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٥/٢٥١ المكتبة الماجدية كوئٹه، ٥/٤٢١ دار الكتاب ديو بند، النهر الفائق / كتاب الوقف ٣/٠٣٣ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۸/۱۴۱۱ھ

بنیتِ اعتکاف مسجد میں قیام؟

سوال (۴۰۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماہِ رمضان کے علاوہ مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا، نیز تبلیغی جماعت کے لوگ مسجدوں میں ٹھہرتے ہیں، تو یہ کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر رمضان میں نفلی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہر سکتے ہیں، تبلیغی جماعت والوں کے لئے بھی اسی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا جائز ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا اعتكف طرح له فراشه أو يوضع له سريره وراء أسطوانة التوبة. (فتاویٰ رشیدیة ٤١٥)

وأكل ونوم، إلا لمعتكف وغريب. (الدر المختار) وإذا أراد ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف، فيدخل ويذكر اللّٰه تعالى بقدر ما نوى، أو يصلي ثم يفعل ما شاء. (الدر المختار مع الشامي، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في الغرس في المسجد ٢/٤٣٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت اور دعا کس جگہ پڑھی جائے گی؟

سوال (۴۰۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں داخل ہونے کی دعا اور اعتکاف کی نیت کہاں سے کی جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہاں سے مسجد شرعی شروع ہوتی ہے وہاں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کی جائے گی، اور وہیں مسجد کے داخلے کی دعاء بھی پڑھی جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۸۴ ڈابھیل، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲/۱۴۰، کتاب الفتاویٰ ۴/۲۵۸)

عن أبي أسيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا دخل أحدكم المسجد فليقل: اللّٰهم افتح لي أبواب رحمتك، وإذا خرج فليقل: اللّٰهم إني أسئلك من فضلك. (صحيح مسلم ۱/۲٤۸، سنن الترمذي ۱/۷۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ ۱۴۳۰/۳/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں اِجتماعی طور پر روزہ افطار کرنا؟

سوال (۴۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں اجتماعی طور پر روزہ افطار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں غیر معتکف اور غیر مسافر کے لئے کھانا پینا وغیرہ درست نہیں ہے؛ اس لئے اگر کسی مصلحت مثلاً مغرب کی نماز باجماعت کے حصول کے لئے مسجد میں اجتماعی افطار کیا جائے، تو بہتر یہ ہے کہ سبھی لوگ کم از کم نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں اور مسجد کو کھانے

Marfat.com

پینے کے سامان سے ملوث نہ کریں؛ بلکہ صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰۷/۱۵ ڈابھیل)

ویحرم فیه الخ، وأکل ونوم إلا لمعتکف وغریب. (الدر المختار) وإذا أراد ذٰلک ینبغي أن ینوي الاعتکاف فیدخل ویذکر اللّٰه تعالیٰ بقدر ما نوی.

(شامي، کتاب الصلاة / مطلب في الغرس في المسجد ۴۳۵/۲ زکریا)

لأن تنظیف المسجد واجب. (رد المحتار / باب الاعتکاف ۴۴۵/۲ دار الفکر بیروت، کذا في البحر الرائق / باب الاعتکاف ۵۳۰/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے بالائی حصہ پر کرایہ دے کر رہنا؟

سوال (۴۰۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دومنزلہ مسجد ہے، اُس کے بالائی حصہ پر اُجرت دے کر رہنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی زمین اُوپر آسمان تک مسجد ہی کے حکم میں ہے، کسی اور ضرورت کے لئے اُس کے نچلے اور اوپری حصہ میں کسی طرح کی تعمیر جائز نہیں ہے؛ البتہ خارجِ مسجد اگر جگہ ہو تو وہاں اُجرت دے کر رہنا صحیح ہے۔

وکره تحریمًا الوطء فوقه ...... لأنه مسجد إلی عنان السماء، وکذا إلی تحت الثریٰ. (شامي، کتاب الوقف / مطلب في أحکام المسجد ۶۵۶/۱ کراچی، ۴۲۸/۲ زکریا)

أما لو تمت المسجدیة ثم أراد البناء منع (الدر المختار) وأما لو تمت المسجدیة ثم أراد هدم ذٰلک البناء؛ فإنه لا یمکن من ذٰلک. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الوقف / مطلب في أحکام المسجد ۳۵۸/۴ کراچی، ۵۴۸/۶ زکریا)

وفي الفتاویٰ: سئل أبو القاسم من أراد أن یهدم مسجدًا ویبنیه أحکم من

Marfat.com

بنائه الأول؟ قال: ليس له ذلك. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الوقف /أحكام المسجد ٨٤٤/٥ إدارة القرآن كراچی)

وإذا كان السرداب والعلو لمصالح المسجد، أو كان وقفًا عليه، صار مسجدًا شرنبلالية. قال في البحر: حاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ فهو كسرداب بيت المقدس، هٰذا هو ظاهر الرواية الخ. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٧/٤-٣٥٨ كراچی)

وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ [الجن: ١٨] بخلاف ما إذا كان السرداب أو العلو موقوفًا لمصالح المسجد، فهو كسرداب مسجد بيت المقدس، هٰذا هو ظاهر المذهب. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٤٢١/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۷/۸/۱۸ھ

Marfat.com

مسجد کے قریب طہارت خانہ بنانا

مسجد کے محراب کے پاس استنجاء خانہ بنانا؟

سوال (۴۰۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: امام صاحب کے کھڑے ہونے کی جگہ (بیچ طاق) محراب کہا جاتا ہے، جو سرکاری سڑک سے ملا ہوا ہے، کیا وہاں پر پیشاب گھر بنانا درست ہے، جو ٹھیک بیچ طاق کے پیچھے و برابر سے ہے، ٹھیک اسی کے اوپر (وینٹی لینٹر) روشن دان مسجد کا کھلا ہوا ہے، اس میں ہم نے کولر بھی لگا رکھا ہے، جو پیشاب کی بدبو اندر کو کھینچتا ہے، کیا یہاں پر پیشاب گھر بنانا جائز ہے؟ جب کہ پیشاب گھر پر نہ چھت ہے، نہ گیٹ اور نہ ہی کواڑ ہے، جہاں ہر مذہب کے راہ گیر پیشاب کرتے ہیں، تقریباً سو قدم کی دوری پر عورتوں کے سامان کی دوکانیں ہیں، تمام بستی کی عورتیں اسی گلی سے جس میں استنجاء خانہ بنا رکھا ہے سامان خریدنے کے واسطے گذرتی ہیں، اور شرم محسوس کرتی ہیں، جب کہ ہمیشہ سے یہ سنا اور دیکھا گیا ہے کہ پیشاب کرتے وقت رخ کا بھی خیال رکھا جاتا ہے، اور استنجاء خانہ بنانے کے بعد سیکڑوں راہ گیر پیشاب کر رہے ہیں، جب کہ نمازیوں کے واسطے پہلے ہی سے مسجد کے گیٹ کے برابر مسجد کی زمین میں استنجاء خانہ بنا رکھا ہے، جس کو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ استنجاء خانہ جماعتیوں کے واسطے ہے، ضد بازی کر کے دوسرا استنجاء خانہ محراب کے پاس بنا کر محراب کی بے حرمتی کی جا رہی ہے، جس کا نمازیوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے؛ بلکہ عام لوگوں کا استنجا خانہ ثابت ہوتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ضد بازی نہ کی جائے شریعت کا حکم مانا جائے، جس سے فساد پیدا نہ ہو اس سلسلہ میں علماء کرام سے رجوع کرنا مسئلہ کا حل ہے، جو سب کو ماننا چاہئے؟ جواب دے کر صحیح راستہ نکال دیں جس سے آگے کوئی فساد نہ ہو۔

Marfat.com

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں مسجد کو بدبو سے دور رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، اِسی بناپر اَحادیثِ شریفہ میں بدبودار اشیاء کھاکر مسجد میں آنے کی ممانعت وارد ہے۔ بریں بنا حسبِ تحریرِ سوال مسجد کی محراب کے قریب پیشاب خانہ بنانے سے اگر مسجد میں بدبو پھیلتی ہو، تو اس جگہ پیشاب خانہ ہرگز نہ بنایا جائے۔

ورفع صوت – وأكل ونوم – وأكل نحو ثوم ويمنع منه، وكذا كل مؤذ ولو بلسانه. (الدر المختار مع الشامي، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في الغرس في المسجد ۴۳۵/۲ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ۳۲۱/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۹/۱۰/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صف کے قریب پاخانہ اور پیشاب گھر؟

سوال (۴۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے صحن میں پاخانہ پیشاب گھر دونوں صف کے قریب ایک گز کے فاصلہ پر ہے، جس کی بدبو سے ساری مسجد میں تمام نمازی پریشان ہیں؛ لہٰذا یہ دونوں چیزیں دوسری جگہ بنادی جائیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان بدبودار استنجاخانوں کو مسجد کے قریب سے ہٹانا نہ صرف جائز؛ بلکہ ضروری اور لازم ہے، اگر ذمہ دارانِ مسجد نہ ہٹائیں گے تو گنہگار رہوں گے۔

عن عبد العزيز قال: قيل لأنس رضي الله عنه: ما سمعت النبي صلى الله عليه وسلم في الثوم؟ فقال: من أكل فلا يقربنّ مسجدنا. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما يكره من الثوم والبقول ۸۲۰/۲، مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد

Marfat.com

ومواضع الصلاة ٦٨)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هٰذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا؛ فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنس. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٤١٢/٢ رقم: ٧٠٧ المكتبة الحقانية، ٢٠٠/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ويمنع منه وكذا كل موذٍ. وفي الشامي: ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحةٌ كريهةٌ مأكولاً أو غيره. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ٦٦١/١ كراچی، ٤٣٥/٢ زكريا، عمدة القاري ١٤٦/٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۸؍۵؍۱۴۱۴ھ

مسجد کے صحن میں لیٹرین کا کنواں بنوانا؟

سوال (۴۰۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا کہنا ہے کہ مسجد کے صحن میں لیٹرین کا کنواں بنوادیا جائے اور اوپر سے سیمنٹ کا سلیپ ڈلوادیا جائے، تو کیا اس پر کوئی نمازی اگر نماز ادا کرے، تو نماز صحیح ہوسکتی ہے یا نہیں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجدِ شرعی کے حدود میں نجاست کا گڑھا بنانا قطعاً جائز نہیں؛ البتہ اگر شرعی حدود کے باہر مسجد کے خارجی حصہ میں بیت الخلاء کا گڑھا بنایا جائے، جیسا کہ عام معمول ہے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں، اور اُس کے اوپر بنے ہوئے سلیپ پر بیٹھ کر قرآنِ پاک اور نماز وغیرہ پڑھنا بھی درست ہے۔

Marfat.com

لـو جـعـل الـواقف تـحـتـه بيتًـا لـلـخلاء، هل يجوز كما في مسجد محلة الشحـم فـي دمشـق؟ لم أره صريحًا! نعم سيأتي متنا في كتاب الوقف أنه لو جعل تحته سردابًا بالمصالح جاز. (شامي ٤٢٨/٢ زكريا)

وإذا أصـابـت الأرض نـجـاسـة فـفـرشها بطين أو جص فصلى عليها جاز. (شامي ٣٨٧/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نچلے حصہ میں لیٹرین واستنجاء خانہ بنانا؟

سوال (۴۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے نچلے حصہ میں لیٹرین واستنجاء خانہ بنانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی نئی جگہ مسجد کی تعمیر کا ارادہ ہے، اور ابتداء ہی سے واقف نے اس کے نچلے حصہ میں استنجاء خانہ اور اُوپر کی منزل میں نماز کی جگہ بنانے کا منصوبہ بنایا ہے، تو ایسا کرنے کی گنجائش ہے۔

ومـن جعل مسجدًا تحته سرداب أو فوقه بيت، وجعل باب المسجد إلى الـطـريـق وعزله، فله أن يبيعه، وإن مات يورث عنه. ولو كان السرداب لمصالح الـمسجد جاز، كما في مسجد بيت المقدس، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به ٤٥٥/٢ زكريا)

وإذا كـان الـسـرداب أو الـعـلـو لمصالح المسجد، أو كانا وقفًا عليه صار مسـجـدًا، شرنبلالية. قـال فـي البحر: حاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سـفـلـه وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالى: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾

Marfat.com

فهو كسرداب بيت المقدس، هٰذا هو ظاهر الرواية. (رد المحتار، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٤/٣٥٧-٣٥٨ كراچی)

وحاصله إن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ [الجن: ١٨] بخلاف ما إذا كان السرداب أو العلو موقوفًا لمصالح المسجد، فهو كسرداب مسجد بيت المقدس، هٰذا هو ظاهر الرواية. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٥/٤٢١ زكريا)

وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أي المسجد جاز. (الدر المختار ٤/٣٥٧ كراچی، البحر الرائق ٥/٢٥١)

وقال الرافعي: قيل إذا كان تحته شيءٌ ينتفع به عامة المسلمين يجوز؛ لأنه إذا انتفع به عامتهم صار ذٰلك لله. (تقريرات الرافعي على الشامي ٦/٨٠ زكريا)

مگر یہ خیال رہے کہ استنجا خانہ کی بدبو اصل مسجد تک نہ آئے، اور جو پرانی مسجد بنی ہوئی ہو، اُس کے کسی حصہ میں بھی استنجاء خانہ یا آرام گاہ وغیرہ بنانا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ ابتداء میں مطلق تعمیر کی وجہ سے وہ نیچے سے اوپر تک مسجد شرعی بن چکی ہے؛ لہٰذا اُس میں ترمیم کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

لأنه مسجد إلى عنان السماء، وكذا إلى تحت الثرى. (الدر المختار مع رد المحتار / مطلب في أحكام المسجد ١/٦٥٦ دار الفكر بيروت، ٢/٤٢٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۸/۲/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے نام پر لی گئی زمین میں وضوخانہ پیشاب خانہ وغیرہ بنانا؟

سوال (۴۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے نام پر جو زمین لی جاتی ہے اُس پر وضوخانہ، پیشاب خانہ اور دوکانیں بھی بنوالی جاتی

Marfat.com

ہیں؛ تاکہ اُس کی آمدنی سے مسجد کے اخراجات پورے کئے جاسکیں، کیا یہ آمدنی جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو زمین مصالح مسجد کے لئے لی جائے اور اُسے اصل مسجد (جہاں جماعت ہوتی ہے) میں شامل کرنے کی نیت نہ ہو، تو اُس میں غسل خانے اور دوکان وغیرہ بنانے کی اجازت ہے۔

ولو كانت الأرض متصلةً ببيوت المصر يرغب الناس في استيجار بيوتها، وتكون غلة ذٰلک فوق غلة الزرع والنخيل، كان للقيم أن يبني فيها بيوتًا فيؤاجرها؛ لأن الاستغلال بهٰذا الوجه يكون أنفع للفقراء. (فتاویٰ قاضي خانعلی هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل داره مسجدًا أو خانًا ۲/ ۳۰۰ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في ولاية الوقف ۲/ ٤١٤ زكريا، فتح القدير، كتاب الوقف / الفصل الأول في المتولي ٦/ ٢٤١ مكتبة مصطفىٰ البابي الحلبي مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی زمین میں بیت الخلاء بنانا؟

سوال (۴۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں بیت الخلاء نہ ہونے کی وجہ سے مصلیان اور آنے والی جماعتوں کو دشواری پیش آتی ہے، بریں بناء مسجد کے کسی کنارہ بیت الخلاء بنا سکتے ہیں، یا اس کے لئے الگ سے زمین لینی ضروری ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کا خارجی حصہ جہاں جماعت نہ ہوتی ہو، اُس میں ضرورت کی بنا پر بیت الخلاء کی تعمیر جائز ہے؛ لیکن اِس کا خیال رکھیں کہ اُس کی بدبو نمازیوں تک نہ پہنچے۔ (کفایت المفتی ۷/ ۳۷، فتاوی محمودیہ ۱۵/ ۵۴۶ ڈابھیل)

Marfat.com

لأن تنزية المسجد من القذر واجب. (الحلبي الكبير / فصل في أحكام المسجد ٦١٢ لاهور، كذا في رد المحتار / باب الاعتكاف ٢/ ٤٤٥ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱۱/۲۸ھ

مسجد کے خارجی حصہ میں بیت الخلاء بنانا؟

سوال (۴۱۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے گاؤں کرس پورہ ضلع سیتاپور میں کچھ لوگ مسجد میں ایک کنارہ پر بیت الخلاء بنوانا چاہ رہے ہیں، جس سے کہ مسجد میں آنے والے مہمان کو باہر کھیت وغیرہ میں استنجاء کے لئے نہ جانا پڑے، اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملے میں مسئلہ بتانے کی زحمت گوارہ کریں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے خارجی حصہ میں امام ومؤذن وغیرہ کی ضرورت کے لئے اس انداز کا بیت الخلاء بنانا جس کی بدبو مسجد تک نہ پھیلے فی نفسہ جائز ہے، اس لئے اگر مسجد کے ذمہ داران مذکورہ مسجد کے خارجی حصہ میں ایک کنارہ پر بیت الخلاء بنانا چاہ رہے ہیں، تو بنا سکتے ہیں۔ (فتاوی محمودیہ ۱۴/ ۴۳۲ ڈابھیل)

وإذا جعل تحته سردابًا للمصالحة أي المسجد جاز كمسجد القدس.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٤/ ٣٥٧ كراچی، ٦/ ٥٤٧ زكريا)

وعلة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة مأكولاً أو غيره. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ١/ ٦٦١ كراچی، ٢/ ٤٣٥ زكريا، كبيري ٦١٠)

إذا كان تحته شيء ينتفع به عامة المسلمين يجوز؛ لأنه إذا انتفع به عامة المسلمين، صار ذلك لله تعالىٰ أيضًا، وأما الذي اتخذ بيتًا لنفسه لم يكن خالصًا

Marfat.com

لله تعالىٰ، فإن قيل: لو جعل تحته حانوتًا وجعله وقفًا على المسجد، قيل: لا يستحب ذلك، ولكنه لو جعل في الابتداء هكذا صار مسجدًا، وما تحته صار وقفًا عليه، ويجوز المسجد والوقف الذي تحته. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق / كتاب الوقف ٤/ ٢٧١ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۲/۶/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی زمین پر تبلیغی اجتماع کے لئے عارضی بیت الخلاء بنانا؟

سوال (۴۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے اِحاطے میں ایک قطعہ آراضی جامع مسجد انتظامیہ کمیٹی نے عوام کے تعاون سے برائے توسیع مسجد خریدی تھی، مسجد انتظامیہ کا اِرادہ مسجد کو توسیع کرنے کا ہے، وہ آراضی مسجد کے باہری صحن میں آرہی ہے، اور اس آراضی میں مسجد میں نمازیوں کی تعداد بڑھ جانے پر رمضان کے جمعوں وعیدین پر اب بھی برابر نماز ہوتی ہے، اب تبلیغی جماعت اپنے ایک دوروزہ عارضی اجتماع کے لئے کچھ عارضی بیت الخلاء بنانے کے لئے انتظامیہ کمیٹی سے اجازت مانگ رہی ہے، مستقل قضاء حاجت کے لئے مسجد کے خارج میں ۹/عدد بیت الخلاء، ۷/عدد پیشاب گھر، ۳/غسل خانے مستقل پکے بنے ہوئے ہیں، اور بیت الخلا کا زینہ بنا ہوا ہے، اس پر مزید کم از کم ۱۲/ بیت الخلاء اور بھی تعمیر ہوسکتے ہیں، اب عارضی بنانے کے لئے کہہ کر مسجد کے باہری صحن میں اسی آراضی پر ۲۵/ پختہ بیت الخلاء زبردستی طاقت کے زور پر بنائے گئے ہیں، مسجد انتظامیہ نے مفاد مسجد کے پیش نظران کو پختہ تعمیر کرنے سے روکا اور کہا کہ آپ حضرات نے صرف ایک دودن کے لئے عارضی بنانے کی اجازت مانگی تھی، اس پر یہ حضرات مسجد انتظامیہ سے جھگڑے پر آمادہ ہوگئے، اور سختی کے ساتھ کہہ دیا کہ ہم یہ بیت الخلا بنا کر رہیں گے، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس زمین پر جو کہ عوام کے زرتعاون سے مسجد کی توسیع کے لئے خریدی گئی ہے، اور توسیع کی بھی اشد ضرورت ہے؛ کیوں کہ مسجد

Marfat.com

کا صحن برآمدہ بننے سے کم ہوگیا ہے، ایسے میں کیا اس جگہ پر بیت الخلاء بنانا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں مسجد کی کمیٹی کی اجازت کے بغیر مذکورہ خرید کردہ اراضیٔ مسجد پر پختہ بیت الخلاء، اور پیشاب گھر بنانا ہرگز جائز نہیں ہے، کمیٹی کو اختیار ہے کہ وہ تعمیر کردہ بیت الخلاء وغیرہ کو منہدم کر کے یہ جگہ مفادِ مسجد میں استعمال کرے۔

ثم اعلم أن العادة في زماننا أن الناظر لايمكن المستأجر من الغراس إلا بإذنه إذا لم يكن له في الأرض حق القرار المسمى بمشدة المسكة، فينبغي أنه لا يملك ذلك بدون إذنه ولا سيما وفيه ضرر على الوقف. (شامي، كتاب الوقف / مطلب للمستأجر غرس الشجر ٦٧٨/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں بدبودار چیز داخل کرنا

پیاز کھا کر مسجد میں جانا؟

سوال (۴۱۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پیاز کھانے کے بعد کیا آدمی مسجد میں جاسکتا ہے؟ میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ پیاز کی بدبو کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی، برائے مہربانی کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بدبودار پیاز کھا کر مسجد میں جانا مکروہ ہے؛ کیوں کہ یہ نمازیوں اور فرشتوں کی تکلیف کا باعث ہے، اور پیاز کی بدبو منہ سے آتے ہونے کی حالت میں نماز اگرچہ ادا ہوجاتی ہے؛ لیکن مکروہ ہوتی ہے۔ اور یہی حکم ہر بدبودار چیز کا ہے، جیسے: بیڑی، سگریٹ وغیرہ۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من أکل من ہٰذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا؛ فإن الملائکۃ تتأذی مما تتأذی منہ الإنس. (مشکاۃ المصابیح ٦٨)

ویکرہ ...... أکل نحو ثوم، ویمنع منہ، وتحتہ في الشامیۃ: أي کبصل ونحوہ مما لہ رائحۃ کریہۃ. (شامي ٤٣٥/٢ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مسجد میں گیس سلنڈر جلانا؟

سوال (۴۱۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: گیس سلنڈر کو مسجد میں جلانا کیسا ہے؟ جب کہ اس میں مٹی کے تیل کی طرح بدبو ہوتی ہے، اور کیا اندر باہر جلانے میں کوئی فرق ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گیس جلاتے وقت ابتداء میں معمولی گیس نکلنے کی وجہ سے بدبو محسوس ہوتی ہے اور جلنے کے بعد کوئی ناگوار بو محسوس نہیں ہوتی؛ لہٰذا مسجد سے باہر جلانے کے بعد اگر مسجد میں اُسے رکھ بھی دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر جلانے کے بعد بدبو محسوس ہوتی ہو تو اُسے مسجد میں لانا اور جلانا مطلقاً ممنوع ہوگا۔

عن عبد العزيز قال: قيل لأنس رضي الله عنه: ما سمعت النبي صلى الله عليه وسلم في الثوم؟ فقال: من أكل فلا يقربنّ مسجدنا. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما يكره من الثوم والبقول ٨٢٠/٢، مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٦٨)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا؛ فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنس. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٤١٢/٢ رقم: ٧٠٧ المكتبة الحقانية، ٢٠٠/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قوله: المنتنة: أي الثوم ويقاس عليه البصل والفجل وما له رائحةٌ كريهةٌ كالكرات. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٤١٢/٢ رقم: ٧٠٧ حقانية، ٢٠٠/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأكل نحو ثوم، قال الإمام العيني: قلت علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين، ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة ماكولاً أو غيره. (رد المحتار على الدر المختار / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في

Marfat.com

المسجد ٦٦١/١ كراچی، ٤٣٥/٢ زكريا، عمدة القاري ٢٠٤/٤ دار الكتب العلمية بيروت، الحلبي الكبير / فصل في أحكام المسجد ٦١٠ امجد أكيڈمی لاهور)

وأشار المصنف إلى أنه لا يجوز إدخال النجاسة المسجد، وهو مصرح به، فلذا ذكر العلامة قاسم في بعض فتاواه أن قولهم: إن الدهن المتنجس يجوز الاستصباح به مقيدٌ بغير المساجد، فإنه لا يجوز الاستصباح به في المسجد، لما ذكرنا. (البحر الرائق، كتاب لصلاة باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ٤٢٨/٢ زكريا، وكذا في لدر المختار، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ٦٥٦/١ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے اندر مٹی کا تیل جلانا؟

سوال (۴۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد کے اندر مٹی کا تیل جلانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد میں مٹی کا تیل لے جانا اور مسجد میں جلانا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۳۳/۲۲ میرٹھ، فتاویٰ رشیدیہ ۵۳۹)

عن عبد العزيز قال: قيل لأنس رضي الله عنه: ما سمعت النبي صلى الله عليه وسلم في الثوم؟ فقال: من أكل فلا يقربنّ مسجدنا. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما يكره من الثوم والبقول ٨٢٠/٢، مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٦٨)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا؛ فإن الملائكة تتأذى

Marfat.com

مما يتأذى منه الإنس. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ۲/ ٤١٢ رقم: ٧٠٧ المكتبة الحقانية، ۲/ ٢٠٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قوله: المنتنة: أي الثوم ويقاس عليه البصل والفجل وما له رائحةٌ كريهةٌ كالكراث. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ۲/ ٤١٢ رقم: ٧٠٧ حقانية، ۲/ ٢٠٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأكل نحو ثوم ويمنع منه، قال الإمام العيني: قلت علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين، ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة ماكولاً أو غيره. (رد المحتار على الدر المختار / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد ١/ ٦٦١ كراچی، ۲/ ٤٣٥ زكريا، عمدة القاري ٤/ ٢٠٤ دار الكتب العلمية بيروت، الحلبي الكبير / فصل في أحكام المسجد ٤١٠ امجد اکیڈمی لاهور)

وأشار المصنف إلى أنه لا يجوز إدخال النجاسة المسجد، وهو مصرح به، فلذا ذكر العلامة قاسم في بعض فتاواه أن قولهم: إن الدهن المتنجس يجوز الاستصباح به مقيدٌ بغير المساجد، فإنه لا يجوز الاستصباح به في المسجد، لما ذكرنا. (البحر الرائق، كتاب الصلاة باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ۲/ ٦١ زكريا، وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ١/ ٦٥٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۷/۸/۱۸ھ

مسجد میں مٹی کے تیل کی لالٹین جلانا؟

سوال (۴۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک ایسی مسجد ہے جس میں لوگ مٹی کا تیل جلاتے ہیں، اور مٹی کے تیل کا برتن بھی مسجد میں ہی رکھتے ہیں، اور ضرورت پڑتے ہی لالٹین میں تیل ڈال کر برتن میں ہی رکھ دیتے ہیں۔

Marfat.com

اب سوال یہ ہے کہ مجبوری کے تحت مٹی کے تیل کا استعمال لالٹین میں ڈال کر مسجد میں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مٹی کا تیل بدبودار چیز ہے، اسے مسجد میں جلانا اور رکھنا ناجائز ہے، روشنی کی ضرورت ہو تو ایسی چیزیں استعمال کی جائیں جن میں بدبو نہ ہو، جن کی آج کل کوئی کمی نہیں ہے۔

عن عبد العزيز قال: قيل لأنس رضي الله عنه: ما سمعت النبي صلى الله عليه وسلم في الثوم؟ فقال: من أكل فلا يقربنّ مسجدنا. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما يكره من الثوم والبقول ٨٢٠/٢، مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٦٨)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هٰذه الشجرة المنتنة فلا يقربنّ مسجدنا؛ فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنس. (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة / باب المساجد ومواضع الصلاة ٤١٢/٢ رقم: ٧٠٧ المكتبة الحقانية، ٢٠٠/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

للحديث الصحيح في النهي عن قربان آكل الثوم والبصل في المسجد. (شامي ٤٣٥/٢)

وأشار المصنف إلى أنه لا يجوز إدخال النجاسة المسجدَ، وهو مصرح فيه. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ٦١/٢ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۱/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں ماچس کی تیلی جلاکر چراغ جلانا؟

سوال (۴۱۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں ماچس کی تیلی جلاکر چراغ روشن کرنا درست ہے یا نہیں؟ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے اس کو حرام لکھا ہے، اگر یہ حرام ہے تو پھر چراغ کس طرح روشن کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت گنگوہیؒ نے جس دیاسلائی کو مسجد میں جلانے سے منع فرمایا ہے، اُس سے وہ گندھک کی دیاسلائی مراد ہے جس میں بہت زیادہ بدبو ہوا کرتی تھی، اور آج کل جو ماچس کی تیلیاں آرہی ہیں، اُن میں ناگوار بدبو نہیں ہوتی ہے، اور اُس کی ضرورت بھی ہے، اِس لئے اُنہیں مسجد کے اندر جلانے کی گنجائش ہے، اور یہ حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ کے خلاف نہیں ہے؛ کیوں کہ مسئلہ کا اصل مدار بدبو ہونے یا نہ ہونے پر ہے۔ اور خود حضرت گنگوہیؒ نے اُسی فتویٰ میں موم کی دیاسلائی کو جائز قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۵۴۷ مکتبہ تھانوی دیوبند)

المستفاد: ویحرم فیه السوال ...... وأکل نحو ثوم ویمنع منه، وکذا کل مؤذ الخ. (الدر المختار مع الشامي، ما یفسد الصلاة وما یکره فیها / مطلب في الغرس في المسجد ۲/۴۳۵ زکریا، کذا في الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الخامس في آداب المسجد ۵/۳۲۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۶/۳/۱۵ھ

مسجد میں اگربتی جلانا؟

سوال (۴۲۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گھر اور مسجدوں میں اگربتی جلانے سے لوگ منع کرتے ہیں، بہت سے تو اگربتی بجھادیتے ہیں، اگربتی سینٹ کی بنتی ہے، پھولوں کی تو بنتی نہیں، اور نہ ہی ملتی ہے، اور سینٹ کا استعمال حرام

Marfat.com

ہے، اگربتی تو مزاروں پر جلائی جاتی ہے، مسجدوں اور گھروں میں نہیں۔ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں، مسجدوں میں ہر طرح کا آدمی آتا ہے، کئی کئی دن آدمی نہیں نہاتا، کپڑے میلے وغیرہ ہونے کی بدبو اس لئے اگربتی جلائی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگربتی سینٹ سے نہیں بنتی؛ بلکہ خوشبودار مادہ سے بنتی ہے؛ لہٰذا خوشبو کے لئے اس کا استعمال ہر جگہ درست ہے، اور مسجد میں تو بدرجۂ اولیٰ خوشبو کا اہتمام رکھنا چاہئے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: أمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ببناء المسجد في الدور وأن ينظف ويطيب. (مشكاة المصابيح ٦٩)

عن واثلة بن الأسقع رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... اتخذوا على أبوابها المطاهر وجمروها في الجمع. (سنن ابن ماجة، أبواب المساجد / باب ما يكره في المساجد ٥٤ رقم: ٧٥٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱/۶ھ

مسجد کے صحن میں کھانا پکانا؟

سوال (۴۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد یا صحن مسجد میں تبلیغی جماعت والے کھانا پکاتے ہیں اور مسجد میں کھاتے بھی ہیں، یہ کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی اصل حدود میں (جہاں جماعت ہوتی ہے) کھانا پکانے کی اجازت نہیں ہے؛ لہٰذا خارجی حصہ میں ہی کھانا وغیرہ پکانا چاہئے۔ اور بہتر ہے کہ کھانے کا انتظام بھی مسجد کے باہری حصہ میں کیا جائے؛ تاہم اگر باہر کی کوئی جماعت مسجد میں بنیت

Marfat.com

اعتکاف مقیم ہو، تو اُس کے لئے مسجد میں کھانے کی گنجائش ہے۔

ویحرم فیه السوال ...... وأكل نحو ثوم ويمنع منه، وكذا كل مؤذ ...... ونوم إلا لمعتكف وغريب. (الدر المختار) وفي الشامية: وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر الله تعالىٰ بقدر ما نوى أو يصلي، ثم يفعل ما يشاء، كذا في السراجية. (الدر المختار مع الشامي، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في الغرس في المسجد ٢/ ٤٣٥ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ٥/ ٣٢١ زكريا)

لأن تنظيف المسجد واجب. (شامي / باب الاعتكاف ٢/ ٤٤٥ دار الفكر بيروت، كذا في البحر الرائق / باب الاعتكاف ٢/ ٥٣٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/ ۱۱/ ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد کی صفائی ستھرائی کرنا

جماعت کھڑی ہوتے وقت رومال سے صفوں کو جھاڑنا؟

سوال (۴۲۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ جماعت کھڑی ہونے کے وقت صف کو رومال سے اِس قدر جھاڑتے ہیں کہ دوسری صفوں تک آواز جاتی ہے، نہ اِس کی فکر ہے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت ہوگی یا رکعت جائے گی، اس طرح کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں بیٹھ کر ہر ایسا کام کرنا مکروہ وممنوع ہے، جس سے نمازیوں کو اذیت پہنچے؛ لہٰذا ایسے وقت صف کو رومال سے زور سے جھاڑنا منع ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۴/۱۰۷، فتاویٰ محمودیہ ۱/۵۰۷ زکریا قدیم)

یکره اللغط ورفع الصوت في المسجد، ففي مصنف بن أبي شيبة أن عمر سمع رجلاً رافعًا صوته في المسجد، فقال: أ تدري أين أنت؟. (إعلام الساجد بأحكام المساجد ٣٢٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۹/۱۱/۱۴۲۶ھ

خنزیر کے بالوں سے تیارشدہ برش سے مسجد کی پتائی کرنا؟

سوال (۴۲۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سور کے بالوں سے بنے برش سے مسجد کی پتائی ہورہی تھی، ایک نمازی نے مفتی صاحب سے

Marfat.com

کہا کہ حضرت یہ تو غلط ہے، تو مفتی صاحب نے جواب دیا اتنی باریکی پر مت جاؤ، اتنی باریکی میں جاؤگے تو یہ کپڑے جو پہنے بیٹھے ہو، وہ بھی اُتر جائیں گے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر یہ یقین ہوجائے کہ جو برش مسجد کی رنگائی میں استعمال ہورہا ہے وہ بعینہ خنزیر کے بالوں سے بنا ہے، تو اُسے رنگائی میں استعمال کرنا دُرست اور جائز نہیں ہے، جب تک پختہ یقین نہ ہو تو محض شبہ کی بناپر اُس کا ترک ضروری نہ ہوگا؛ البتہ احتیاط اور اولیٰ یہ ہے کہ اُسے استعمال نہ کیا جائے۔

ثم اعلم أن الشک علی ثلاثة أضرب: شک طرء علی أصل حرام، وشک طرأ علی أصل مباح، وشک لا یعرف أصله......، والثالث مثل معاملة من أکثر ماله حرام، ولم یتحقق المأخوذ من ماله عین الحرام فلا تحرم مبایعته لإمکان الحلال وعدم التحریم، ولکن یکره خوفًا من الوقوع في الحرام. (کذا نقل البیري علی الأشباه، القاعدة الثالثة: ۱۰۰ دیوبند)

وشعر المیتة وغیر الخنزیر طاهر. (الدر المختار) قال الشامي: قوله: علی المذهب: أي علی قول أبي یوسف الذي هو ظاهر الروایة: أن شعره نجس، وصححه في البدائع، ورجحه في الاختیار. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الطهارة / باب المیاه، مطلب في أحکام الدباغة ۲۰۶/۱ کراچی)

وإدخال نجاسة فیه أي في المسجد، قال الشامي: في الفتاویٰ الهندیة: لا یدخل المسجد مَن علی بدنه نجاسة. (رد المحتار، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۶۶۰/۱ کراچی، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الخامس في آداب المسجد ۳۲۱/۵ زکریا)

وکره تحریمًا ...... وإدخال نجاسة فیه. (تنویر الأبصار مع الدر المختار، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۶/۱ کراچی)

Marfat.com

وأشار المصنف إلى أنه لا يجوز إدخال النجاسة المسجدَ، وهو مصرح به. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: كره استقبال القبلة ٦١/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۰/۲۴ھ

سور کے بالوں سے بنے برش سے مسجد میں رنگ کرنا؟

سوال (۴۲۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کے محلّہ کی مسجد میں رنگائی ہورہی ہے، رنگائی کرنے والا بکر سفید رنگ کا برش لایا، اُس سے رنگ کرنا شروع کیا، خالد نے جب اس برش سے رنگائی کرتے ہوئے دیکھا تو بولا کہ مسجد تو ناپاک ہوگی؛ کیوں کہ یہ برش سور کے بال کا ہے، اور سور نجس العین ہے، اگر آپ کو رنگ کرنا ہے تو کالے رنگ کا برش لایئے جو گھوڑے کے بال کا ہوتا ہے، تو بکر نے کہا کہ اس سے رنگ کرنا ٹھیک ہے، میں نے فتویٰ دیکھا ہے کہ اس میں ایسی کوئی کیمیکل ملائی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس سے رنگ کرنا ٹھیک ہوتا ہے، اب مسئلہ بالا میں تنازع ہورہا ہے، صحیح صورت تحریر کریں کہ اس برش سے رنگ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکتے برش ناپاک ہوتا ہے، تو جتنا رنگ مسجد میں ہورہا ہے، اس کے پاک کرنے کی کیا صورت ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولاً تو معلومات رکھنے والے حضرات سے یہ تحقیق کی جائے کہ وہ برش جس سے رنگ کیا گیا ہے، وہ واقعی خنزیر کے بالوں سے بنا ہے، اگر یہ بات محقق ہوجائے تو اس سے رنگ وغیرہ کرنا درست نہیں ہے، کسی کیمیکل وغیرہ سے بھی خنزیر کے بالوں کی نجاست ختم نہیں ہوتی، اور لاعلمی کی وجہ سے مسجد میں جو رنگ کردیا گیا ہے وہ خشک ہونے کے بعد پاک ہوجائے گا۔

Marfat.com

وظاهر كلامهم منع الانتفاع به عند عدم الضرورة - إلى قوله - فعلى هذا لا يجوز بيعه والانتفاع به. (البحر الرائق ٨٠/٦، فتح القدير ٤٢٥/٦، مجمع الأنهر ٥٩/٢ بيروت، شامي ٧٢/٥ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۹/۱ھ

خنزیر کے بالوں والے برش سے پوتی گئی مسجد کا حکم؟

سوال (۴۲۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مسجد ومدرسہ یا گھر میں پکا رنگ خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ برش کے ذریعہ کردیا گیا ہو، تو کیا یہ مقام پاک ہے؟ اگر پاک نہیں ہے تو نماز درست ہے یا نہیں؟ نہیں تو کیا کیا جائے، جب کہ اس جگہ ایک بڑی رقم خرچ ہوچکی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: خنزیر کے بالوں والا برش مسجد میں استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر ضرورۃً استعمال کرلیا گیا تو امام محمدؒ کی روایت کے مطابق اُس سے مسجد کی دیواریں وغیرہ خشک ہونے کے بعد ناپاک نہ ہوں گی۔

قال محمدؒ: إنه لو وقع في الماء لا ينجسه. (کذافي الكبرى ١٤٤، شامي ٧٢/٥ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں زیب وزینت کرنا

مسجد اور مدرسہ کی تزئین میں رقم خرچ کرنا؟

سوال (۴۲۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مسجد یا مدرسہ وغیرہ کی بنیادی اور اہم ضرورت کے علاوہ خارجی اور غیر ضروری تعمیر میں رقم خرچ کرنا مثلاً مدرسہ کے باہر بلند قامت سنگِ مرمر اور ماربل کا خوب صورت دروازہ بنوا کر رنگ برنگے ٹائیلس اور پتھروں نیز لائٹنگ وغیرہ سے اُس کو سجانا یا مسجد ومدرسہ کی دیواروں پر اندرو باہر سے ماربل لگوا کر اُس کے حسن کو بڑھانا وغیرہ (کہ ان کاموں سے بنیادی طور پر کوئی فائدہ نہیں) کاموں میں رقم خرچ کرنے سے بھی اَجر وثواب ہوگا یا نہیں؟ نیز ان کاموں میں رقم خرچ کرنا بہتر ہے یا غرباء ومساکین کی امداد اور اپنے اقرباء کی خبر گیری واعانت؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں نقش ونگار اور سنگ مرمر اور لائٹنگ وغیرہ چوں کہ ضروریات مسجد ومدرسہ میں سے نہیں ہے، اِس لئے مسجد اور مدرسہ کے عمومی چندہ سے اُن پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی آدمی خود اپنی جیب سے نقش ونگار اور پتھر وغیرہ لگانے کی رقم دے، تو جائز ہے؛ لیکن اِس کے بجائے یہ رقم مساکین پر خرچ کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷۳/۶، احسن الفتاویٰ ۴۵۹/۶)

قوله: ولا نقشه بالجص وماء الذهب: أي ولا يكره نقش المسجد ...... وهٰذا إذا فعل من مال نفسه، أما المتولي، فإنما يفعل من مال الوقف، ما يحكم البناء دون النقش، فلو فعل ضمن حينئذٍ، لما فيه تضييع المال. (البحر الرائق، كتاب

Marfat.com

الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢/ ٦٤-٦٥ زكريا)

وليس للقيم أن يتخذ من الوقف على عمارة المسجد شرفًا، أو ينتقش المسجد من ذلك، ولو فعل يكون ضامنًا. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا الخ ٣/ ٢٩١ زكريا)

وكذا يضمن إذا أسرف في السرج في رمضان وليلة القدر. (البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/ ٣٦٠ زكريا)

ولا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب ونحوه – إلى قوله – إذا فعل من مال نفسه أما المتولي فلا يجوز أن يفعل من مال الوقف. (حلبي كبير / فصل في أحكام المسجد ٦١٥ لاهور، مجمع الأنهر / باب ما يفسد الصلاة وما يكره منها ١/ ١٢٧ بيروت، ١/ ١٩٠ مكتبه فقيه الأمة ديوبند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / آداب المساجد ٥/ ٣١٩)

وفي الشامية في حظر الهندية عن المضمرات: والصرف إلى الفقراء أفضل وعليه الفتوىٰ. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب: كلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره ٢/ ٤٣١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی زیبائش کیلئے اپنا ذاتی پیسہ سے شیشہ لگانا؟

سوال (۴۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مسجد کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے کیسے بھی سائز کا آئینہ مسجد کے کسی بھی حصہ میں لگایا جاسکتا ہے؟ یا اُس میں آئینہ کی لمبائی اور چوڑائی کی کوئی حد مقرر ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: زیبائش وآرائش کے لئے اپنے حلال روپے سے

Marfat.com

دیوارِ قبلہ کے علاوہ مسجد کے دیگر حصوں (دیواروں اور چھتوں) پر شیشے لگانے کی گنجائش ہے، مسجد کا پیسہ ان زیبائشوں میں صرف نہ کیا جائے، شیشہ کی لمبائی اور چوڑائی کی کوئی قید نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۲۵۸ ڈابھیل)

ولا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب ونحوه – إلى قوله – إذا فعل من مال نفسه، أما المتولي فلا يجوز أن يفعل من مال الوقف إلا ما يرجع إلى أحكام البناء، حتى لو جعل البياض فوق السواد للنقاء ضمن. (حلبي كبير / فصل في أحكام المسجد ٦١٥ لاهور، الدر المختار مع الشامي، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في أحكام المسجد ٢/٤٣٠-٤٣١ زكريا)

وفي الفتح: دقائق النقوش ونحوه مكروه. (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة / قبيل باب الوتر والنوافل ١/١٩١ دار الكتب العلمية بيروت، ١/١٩١ مكتبه فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۲/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں ایسا پتھر لگانا جس میں تصویر نظر آجائے؟

سوال (۴۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض مساجد کی دیوار کے اگلے حصہ میں یا حدودِ محراب میں ایسے پتھر لگائے گئے ہیں، جن میں بحالتِ نماز امام صاحب اور مقتدی حضرات کی صورتیں نظر آتی ہیں، تو کیا اس طرح نماز مکروہ ہوگی؟ اور کیا ایسے پتھر لگانا جائز ہے؟ ایک مفتی صاحب سے معلوم کیا گیا، تو فرمایا ایسا پتھر لگانا جائز نہیں؛ مکروہ ہے، اور دوسرے مفتی صاحب نے فرمایا: جائز ہے، لیکن تصویر نظر آنے پر نماز میں کراہت آسکتی ہے، جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں پتھر لگانے کی تو فی نفسہ اجازت ہے؛ لیکن اگر

Marfat.com

ایسا پتھر ہو کہ اس میں آئینہ کی طرح صاف تصویر نظر آتی ہو، تو اُس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہوگا، اور اگر آئینہ کی طرح صاف تصویر نظر نہ آتی ہو، بلکہ صرف پرچھائیں نظر آتی ہوں تو اُس کے سامنے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لابأس بنقشه خلا محرابه، فإنه يكره؛ لأنه يلهى المصلي، ويكره التكلف بدقائق النقوش خصوصًا في جدار القبلة. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره الخ ٤٣٠/٢-٤٣١ زكريا، ٦٥٨/١ كراچی)

وفي الفتح: دقائق النقوش ونحوها مكروه. (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: ١٩١/١ المكتبة الغفارية كوئٹه)

ومحمل الكراهة التكلف بدقائق النقوش ونحوه خصوصًا في المحراب. (فتح القدير، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل: ٤٢١/١ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد پر کون سا رنگ لگانا چاہئے؟

سوال (۴۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے اندر تمام طرح کے رنگوں کو استعمال کرنا یا پھر ہلکے رنگوں کا استعمال کرنا، یا پھر مسجد کو بالکل سفید کرنا سادگی کے ساتھ، تینوں طریقوں میں سے سب سے بہتر، سب سے اچھا، سب سے افضل طریقہ کون سا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں کون سا رنگ استعمال کیا جائے؟ اس بارے میں شرعاً کوئی تعیین ثابت نہیں؛ لہٰذا کوئی بھی ایسا رنگ جو غیروں کی عبادت گاہ کے مشابہ نہ ہو، مسجد

Marfat.com

میں استعمال کیا جاسکتا ہے، اور بہر حال سادگی اور کفایت شعاری کا خیال رکھنا بہتر ہے، اور اس کے لئے سفید رنگ ہونا ہی لازم نہیں؛ بلکہ جو رنگ بھی مناسب ہو؛ استعمال کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ عرصہ دراز سے حرمین شریفین کی تزئین مناسب رنگوں سے بلانکیر جاری ہے۔

وإذا جعل البياض فوق السواد، أو بالعكس للنقش لا بأس به، ولا بأس بجعل الذهب والفضة في سقف الدار، وأن ينقش المسجد بماء الفضة من ماله، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة الخ ۵/۳۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۸/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی دیواروں پر آیاتِ قرآنیہ کے کتبات نقش کرنا؟

سوال (۴۳۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شاہانِ مغلیہ اور مسلم حکمرانوں کے عہدِ حکومت میں تعمیر شدہ اکثر مساجد میں آیاتِ قرآنیہ کے کتبات مختلف خطوط میں فنِ خطاطی کے عمدہ شاہ کار کے طور پر لکھے گئے ہیں، نیز حرمِ مکی اور حرمِ نبوی میں بھی یہ کتبات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں، کیا کسی مسجد میں آیاتِ قرآنیہ کے کتبات نقش کرنے میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت یا حرج تو نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: فقہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ دیواروں اور محرابوں پر آیاتِ قرآنیہ وغیرہ لکھنا اچھا نہیں ہے؛ اس لئے کہ عمارت گرنے یا رنگ اکھڑنے کی وجہ سے اِن آیات کی بے حرمتی کا اندیشہ پایا جاتا ہے۔

وليس بمستحسن كتابة القرآن على المحاريب والجدران لما يخاف من سقوط الكتابة وإن توطأ. (البحر الرائق / كتاب الصلاة، قبيل باب الوتر والنوافل ۲/۳۷ كراچی)

Marfat.com

وتكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش الخ. (شامي، كتاب الطهارة / قبيل باب المياه ۱۷۹/۱ كراچی، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المسجد ۳۲۳/۵ كوئٹه، حلبي كبير / قبيل فصل التيمم ۶۰ سهيل اكيڈمی لاهور)

حرمین شریفین میں دیواروں پر لکھی آیتوں میں بھی یہ خطرہ موجود ہے؛ اس لئے کہ ممکن ہے کہ کبھی آئندہ توسیع کی ضرورت پڑے اور دیواریں توڑی جائیں، اسی طرح جو لوگ اُس کی صفائی پر مامور ہیں، ضروری نہیں کہ وہ وضو اور طہارت کا خیال رکھ کر ہی اُس کی صفائی کریں، اگر بے وضو ہاتھ لگائیں گے، تو ان آیات کی بے حرمتی ہوگی وغیرہ۔ نیز جو اہتمام اُن کی حفاظت کا حرمین شریفین میں ہوتا ہے وہ دوسری جگہ متصور بھی نہیں، اس لئے دیواروں پر آیات کی کتابت کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی، بالخصوص قبلہ کی دیوار میں آیات وغیرہ لکھنے میں نمازیوں کا ذہن مشغول ہونے کی خرابی بھی پائی جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی دیواروں پر قرآنی آیات کے طغرے اور یا محمد لکھ کر لٹکانا؟

سوال (۴۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی دیواروں، مکان یا دیگر مقامات وکاغذات میں بعض لوگ ''یا اللہ'' کے ساتھ ''یا محمد'' بھی لکھا کرتے ہیں، اُن کا یہ لکھنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: دیواروں وغیرہ پر قرآنی آیات کے طغرے لکھنے اور لٹکانے کو حضراتِ فقہاء کرام نے مکروہ قرار دیا ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے، اور یا محمد لکھنا اگر چہ اس تاویل کے ساتھ جائز ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود پیش کرتے ہیں؛

Marfat.com

لیکن ایہامِ شرک کی وجہ سے نہ لکھنا اور نہ کہنا ہی اَحوط ہے۔ (مستفاد: فتاوی رشیدیہ ۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۷/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَوقاتِ نماز کے نقشہ کو فریم کرا کے مسجد میں لٹکانا؟

سوال (۴۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَوقاتِ نماز کے نقشہ کو لکڑی کے فریم میں لگایا گیا، اور فریم کے چاروں بازو پر سامنے کی ڈیڑھ انچ چوڑی آئینہ کی پٹیاں لگائی گئیں ہیں، اِس فریم کے سامنے کھڑے ہونے پر آئینہ میں چہرہ صاف نظر آتا ہے، اِس فریم کو مسجد میں مغربی دیوار پر لٹکا دیا گیا ہے جو کہ نمازیوں کے سامنے رہتا ہے، اس سلسلہ میں جناب سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مذکورہ فریم مسجد میں لٹکانا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبلہ کی دیوار پر ایسا نقشہ وغیرہ لٹکانا مکروہ ہے جس کی وجہ سے نمازیوں کا دھیان بٹتا ہو؛ لیکن قبلہ کی جانب کے علاوہ دوسری طرف اَوقات الصلوٰۃ وغیرہ کا نقشہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

محل الكراهة التكلف بدقائق النقوش ونحوه، خصوصًا في جدار القبلة؛ لأنه يلهي قلب المصلي. (حلبي كبير ٦١٦ لاهور، كذا في الدر المختار / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب كلم لا بأس لخ ٦٥٨/١ كراچی، ٤٣٢/٣ زكريا، فتح القدير ٤٢١/١ دار الفكر بيروت)

محل الاختلاف في غير نقش المحراب، أما نقشه فهو مكروه؛ لأنه يلهي المصلي كما في فتح القدير وغيره. (البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٦٥/٢ زكريا، الفتاوى الهندية / الفصل الثاني من كتاب الصلاة ١٠٩/١ زكريا، الهداية / باب ما يفسد الصلاة الخ ١٤٤/١ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۲/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

اَوقاتِ صلوٰۃ کا فریم کس دیوار پر لٹکائیں؟

سوال (۴۳۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَوقات کا فریم مسجد میں کس دیوار پر لٹکایا جائے؟ کیا اس کی بھی کوئی قید ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فریم قبلہ کی دیوار کے علاوہ دیواروں پر لٹکائیں؛ تاکہ نمازیوں کی نماز میں خلل نہ پیدا ہو۔

وقیل: یکرہ في المحراب دون السقف والمؤخر. (الدرالمختار / مطلب کلمة لا بأس دلیل علی أن المستحب غیرہ الخ ۱/۶۵۸ کراچی، ۲/۴۳۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۳/۲/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

مسجد میں تعلیم وتعلم

مسجد میں طلبہ کا قرآن کی تعلیم حاصل کرنا اور قیام کرنا؟

سوال (۴۳۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی تیسری منزل پر قرآنِ کریم کی تعلیم ہوتی ہے، جس میں مقامی اور غیر مقامی طلبہ حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، جب کہ مسجد کی تیسری منزل پر نماز ہوتی ہے، مسجد کی تیسری منزل پر ہی غیر مقامی طلبہ کا قیام بھی ہے، مسجد کے اندر قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرنا اور مسجد کے اندر طلبہ کا قیام کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں احتیاط کے ساتھ بچوں کو قرآنِ کریم کی تعلیم دینا درست ہے، اور فقہاء نے مسجد میں مستقل قیام کو مکروہ لکھا ہے، اور صرف معتکف یا مسافر اور پردیسی کو قیام کی اجازت دی ہے، بریں بنا مسئولہ صورت میں بچوں کے قیام کے لئے مسجد سے الگ کسی کمرہ کا انتظام ہونا چاہئے۔

لأن المسجد ما بني إلا لها من صلاة واعتكاف، وذكر شرعي وتعليم علم وتعلمه وقراءة قرآنٍ. (البحر الرائق ۲/۶۰ زکریا، ۲/۳٤ کوئٹہ)

ويجوز الدرس في المسجد وإن كان استعمال اللبود والبواري المسبلة لأجل المسجد. (البحر الرائق ٥/٤١٩ زکریا، ٥/٢٥٠ کوئٹہ)

تعليم الصبيان في المسجد لا بأس به. (شامي ۹/٦١٣ زکریا)

والنوم فيه لغير المعتكف مكروه، وقيل: لا بأس للغريب أن ينام فيه،

Marfat.com

والأولیٰ أن ینوي الاعتکاف لیخرج من الخلاف. (الحلبي الکبیر / فصل في أحکام المسجد ۶۱۲ لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷؍۱؍۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کو آباد رکھنے کے لئے اس میں مدرسہ قائم کرنا؟

سوال (۴۳۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تقریباً تیس سال قبل چاند پور شوگر مل کے سامنے ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی؛ تاکہ مل میں کام کرنے والے مسلم مزدور اور دیہات سے گنا لے کر آنے والے مسلم کسان نماز ادا کرسکیں، ڈھائی سال پہلے تک ایسا ہی ہوتا رہا، مسجد کا خرچ بھی مل کے مزدور ہی برداشت کرتے رہے؛ لیکن اَب حالات اس طرح ہیں، جب سے گورنمنٹ یوپی نے مل کو بیچا ہے تو پرانے مل مزدور نوکری چھوڑ کر چلے گئے، تو مسجد بھی غیر آباد ہوگئی، مسجد میں خاص طور پر مغرب، عشاء اور فجر میں کوئی بھی نمازی نہیں ہوتا، اور اگر امام صاحب کہیں چلے جاتے ہیں تو جب تک امام صاحب نہیں آئیں گے، اذان نماز کسی بھی وقت نہیں ہوگی، مسجد کے اطراف اس طرح ہیں کہ مغرب کی جانب غیر مسلم کا باغ ہے، مشرق میں مین روڈ ہے اور جنوب کی طرف ایک مسلم کا مکان ہے، اور شمال میں مسلم کی تھوڑی سی جگہ کھلی پڑی ہوئی ہے، اس کے بعد غیر مسلم کی ہی آبادی ہے، مسجد سے تقریباً دو کلومیٹر دور تک چاروں طرف کوئی مسلم آبادی نہیں، تو مسجد کو آباد کرنے کے لئے کچھ حضرات نے یہ سوچا کہ مسجد میں مدرسہ قائم کردیا جائے، تو تعلیم تو مسجد میں ہوگی اور طلباء بھی مسجد میں قیام کریں گے، مسجد کی کچھ دوکانیں ہیں اُن کو مدرسہ کے لئے استعمال مثلاً تعلیم یا قیام کے لئے استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسجد میں تنخواہ لے کر تعلیم دینا مکروہ ہے، اگر مسجد میں تعلیم یعنی مدرسہ نہ ہو تو مسجد میں تالا لگ سکتا ہے، تو مسجد آباد رکھنے کی کیا صورت ہے؟ برائے مہربانی جیسی بھی صورت ہو، تحریر فرمائیں؟

Marfat.com

نوٹ :- کچھ لوگوں نے یہ طے کیا کہ مدرسہ شاہی بھی چوں کہ مسجد میں قائم ہوا، اور اب بھی ہے، اس کی کیا صورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ مسجد کو آباد رکھنے کے لئے اس میں مدرسہ قائم کرنا شرعاً درست ہے، اور یہ مدرسہ مسجد ہی کے تابع رہے گا، یعنی دونوں کی کمیٹی اور منتظم ایک ہوں گے، مدرسہ کے طلبہ کا قیام مسجد کی شرعی حدود میں نہ کرایا جائے؛ بلکہ ملحقہ عمارت میں یا مسجد کی دوکانوں میں کرایا جائے؛ البتہ حدودِ مسجد میں مدرسہ کی طرف سے تنخواہ دے کر تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، کراہت اس صورت میں ہوتی ہے جب کہ استاذ مسجد میں بیٹھ کر پڑھنے والے بچوں سے فیس لے کر تعلیم دے۔

نوٹ :- مدرسہ شاہی مسجد میں نہیں؛ بلکہ اس سے ملحق عمارت میں قائم کیا گیا تھا، اور آج بھی اصل مدرسہ اسی عمارت میں موجود ہے؛ البتہ ضرورت اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے مسجد کے اندر تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۳۴ میرٹھ، ۱۴/۷-۵۹۸-۵۹۷ ڈابھیل، کفایت المفتی ۷/۳۲ زکریا)

وفي حديث طويل: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة ...... الخ. (صحيح مسلم ٢/٣٤٥)

أما المعلم الذي يعلم الصبيان بأجر إذا جلس في المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحر أو غيره لا يكره. (الفتاوى الهندية، الباب السابع / الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره ١/١١٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۱۰/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں مکتب قائم کرنا اور بچوں سے بلند آواز سے دعاءِ ماثورہ پڑھوانا؟

سوال (۴۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: چھوٹے بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کے لئے صبح وشام مسجد کے اندر مکتب قائم کرنا اور اُن سے اَدعیہ ماثورہ ومسنونہ بآواز بلند پڑھوانا آدابِ مسجد کے خلاف تو نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر بچے بچیاں اتنے بڑے ہوں کہ اُن کی وجہ سے مسجد کے ناپاک ہونے کا خطرہ نہ ہو، تو ایسے بچے بچیوں کو ضرورت کے وقت مسجد کی حدود میں تعلیم دینا شرعاً درست ہے، اور دعائیں یاد کرانے کی غرض سے مناسب بلند آواز سے پڑھانے میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/۴۵۸، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۲۱۶ ڈابھیل)

ويحرم إدخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم وإلا فيكره (الدر المختار)

فقوله: إلا فيكره: أي تنزيهًا، تأمل. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ۱/۶۵۶-۶۵۷ كراچی، الأشباه والنظائر / القول في أحكام المسجد ٤/٥٤ إدارة القرآن كراچی، وكذا في الحلبي الكبير / فصل في أحكام لمسجد ٦١٠ لاهور)

وتعليم الصبيان فيه بلا أجر وبالأجر يجوز. (فتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية ٦/٣٥٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۷/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکتب میں جگہ کی قلت کے باعث طلبہ کو مسجد میں پڑھانا؟

سوال (۴۳۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد سے متصل ایک مکتب "تعلیم القرآن" ہے، مکتب میں جگہ کی قلت کی بنا پر طلبہ مسجد میں بیٹھ جاتے ہیں، کچھ لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ طلبہ کا مسجد میں بیٹھنا صحیح نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر بچوں کی پاکی یا ناپاکی کا اچھی طرح اہتمام رکھا جاتا

Marfat.com

ہو، تو جگہ کی قلت کی بنا پر مکتب کے بچوں کا مسجد میں بیٹھ کر پڑھنا پڑھانا شرعاً درست ہے۔ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسجد میں تعلیم و تعلم اور علمی مذاکرہ کرنا ثابت ہے۔ مسجد میں پڑھانے کی ممانعت اُس وقت ہے جب استاذ ذاتی طور پر اپنے لئے فیس لے کر مسجد میں پڑھاتا ہو، اور یہاں یہ صورت نہیں پائی جارہی ہے؛ اس لئے کہ استاذ کی تنخواہ کا تعلق مکتب کے ذمہ داروں سے ہے، نہ کہ پڑھنے والے بچوں سے۔

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ بمجلسين في مسجده: أحد المجلسين يدعون الله ويرغبون إليه، والآخر يتعلمون الفقه ويعلمونه. فقال رسول الله: كلا المجلسين على خير، وأحدهما أفضل من الآخر صاحبه، أما هؤلاء فيدعون الله ويرغبون إليه، فإن شاء أعطاهم وإن شاء منعهم، وأما هؤلاء فيتعلمون ويعلمون الجاهل؛ وإنما بعثت معلمًا. (جامع العلم ۱/ ۵۰)

عن جندب بن عبد الله البجلي رضي الله عنه قال: أتيت المدينة ابتغاء العلم فدخلت مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ فإذا الناس فيه حلق يتحدثون، فجعلت أمضي الحلق، حتى أتيت حلقة فيها رجل شاحب عليه ثوبان كأنما قدم من سفر، قال: فسمعته يقول: هلك أصحاب العقدة ورب الكعبة! ولا آسى عليهم – أحسبه قال مرارًا – قال: فجلست إليه فتحدث بما قضى له ثم قام قال: فسألت عنه بعد ما قام، قلت: من هذا؟ قالوا: هذا سيد المسلمين أبي بن كعب رضي الله عنه. (طبقات ابن سعد ۳/ ۵۰۱)

عن هلال بن يساف قال: قدمت البصرة فدخلت المسجد فإذا أنا بشيخ أبيض الرأس واللحية مستند إلى أسطوانة في حلقة يحدثهم، فسألت من هذا؟ قالوا: عمران بن حصين رضي الله عنه. (طبقات ابن سعد ۴/ ۲۹۱، حياة الصحابة، الترغيب في العلم / مجالس العلم ومجالسة العلماء ۳/ ۲۰۹ – ۲۱۰ إدارة إشاعة دينيات نيو دلهي)

Marfat.com

فلا يجوز لأحد مطلقًا أن يمنع مؤمنًا من عبادة يأتي بها في المسجد؛ لأن المسجد ما بني إلا لصلاة أو اعتكاف و ذكر شرعي وتعليم علم وتعلمه وقراءة قرآن. (البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۲/ ٦٠ زكريا، وكذا في غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر للحموي ٦٣/٤ إدارة القرآن كراچی)

وكذا التأديب فيه: أي لا يجوز التأديب فيه إذا كان بأجر، وينبغي أن يجوز بغير أجر. (البحر الرائق ٥/ ٢٠٥ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کے بالائی حصہ پر بچوں کو تعلیم دینا؟

سوال (۴۳۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک تعلیمی اِدارہ جس میں قرآنِ پاک مع دینیات وعصری علوم کے ساتھ تعلیم ہوتی ہے، چوں کہ اس کی عمارت ایک مسجد کے برابر ملحق کمروں میں واقع ہے، جہاں تعلیم ہوتی ہے، اَب چوں کہ طلبہ کی کثرت ہورہی ہے اور درس گاہوں میں طلبہ کی مزید گنجائش نہیں ہے؛ لہٰذا ایسی حالت میں کیا ہم مسجد کی بالائی منزل کو تعمیر کر کے اس میں مزید تعلیمی سلسلہ جاری کر سکتے ہیں؟ براہِ کرم تفصیل سے مذکورہ مسئلہ کی وضاحت فرمادیں کہ شرعاً تو کوئی مانع یا اعتراض نہیں ہے؟ ہم کس طرح مسجد کی جگہ کو تعلیم کے لئے استعمال کرسکیں گے؟ وضاحت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں مسجد کی حدود میں صرف دینی تعلیم (قرآنِ کریم ودینیات) کی اِجازت ہے، بشرطیکہ پڑھنے والے بچے پاکی ناپاکی کا شعور رکھنے والے ہوں، اگر بے شعور بچے ہیں تو اُن کے لئے مسجد میں دینی تعلیم کا انتظام بھی درست نہیں ہے، اور انگریزی وعصری تعلیم مسجد میں کسی کے لئے درست نہیں، ایسی تعلیم کے لئے بہر حال مسجد کی

Marfat.com

حدود کے باہر تعلیم کا نظم کیا جائے۔

ویجوز الدرس في المسجد وإن كان فيه استعمال اللبود والبواري المسبلة لأجل المسجد. (البحر الرائق ٥/٢٥٠ كوئٹہ، ٥/٤١٩ زكريا)

لأن المسجد ما بني إلا لها من صلاة واعتكاف، وذكر شرعي وتعليم علم وتعلمه وقراءة قرآن. (البحر الرائق ٢/٦٠ زكريا)

لو علم الصبيان في المسجد لايجوز يأثم الخ، وأما الصبيان فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم: "جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم الخ. (سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات / باب ما يكره في المساجد ١٨٩ رقم: ٧٥٠ دار الفكر بيروت، البحر الرائق ٥/٤١٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں فیس لے کر بچوں کو قرآن پڑھانا؟

سوال (۴۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں یا صحنِ مسجد یا خارجِ مسجد حجرہ وغیرہ میں فیس والے بچوں کو جو کلام پاک یا دینیات وغیرہ پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائز ہے، جب کہ اہل مسجد کی طرف سے اجازت ہو۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۶۰۲ ڈابھیل)

أما للتذكير أو للتدريس فلا؛ لأنه ما بني له وإن جاز فيه ...... ويجوز الدرس في المسجد، وإن كان فيه استعمال اللبواد والبواري المسبلة لأجل المسجد. (البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ٥/٤١٩ زكريا)

Marfat.com

وتعليم الصبيان فيه بلا أجر وبالأجر يجوز. (الفتاویٰ البزازية على هامش الهندية ٦/٣٥٧)

فلا يجوز لأحد مطلقًا أن يمنع مؤمنًا من عبادة يأتي بها في المسجد؛ لأن المسجد ما بني إلا لها من صلاة واعتكاف وذكر شرعي وتعليم علم وتعلمه وقراءة قرآن. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢/٠ ٦ زكريا، وكذا في شرح الأشباه والنظائر للحموي ٤/٦٣ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی حد سے متصل امام کے حجرہ کے سامنے دینی درس گاہ بنانا؟

سوال (۴۴۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کے حجرہ کے سامنے دینی درس گاہ ہے جو مسجد کی حد سے الگ ہے، جس میں نونہالانِ اسلام قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں؛ البتہ بچے وضو خانہ میں پانی پینے اور وضو کرنے آتے ہیں، نیز مسجد کے صحن میں بچوں کی قطار لگا کر کلمے وغیرہ بولے جاتے ہیں، چوں کہ مدرسہ میں جگہ کی قلت ہے، اُن کا کہنا ہے کہ اس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے؛ لہٰذا دینی درس گاہ بند کردی جائے، حالاں کہ بچے جوتے چپل پہن کر آتے ہیں اور مسجد ومدرسہ کی حد سے الگ الگ جوتے چپل اُتار کر حدود میں داخل ہوتے ہیں، کیا موصوف کے کہنے پر مدرسہ بند کردیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مدرسہ بند نہ کیا جائے؛ البتہ بہت چھوٹے بچوں کو مسجد میں داخل کرنے میں احتیاط برتی جائے، جو پاکی ناپاکی میں تمیز نہ کرسکتے ہوں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جنبوا مساجدكم الصبيان والمجانين. (المصنف لعبد الرزاق، باب البيع والقضاء في المسجد ١/٤٤٢ رقم: ١٧٢٨)

Marfat.com

ويحرم إدخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم وإلا فيكره. (شامي ٦٥٦/١ كراچی، ٤٢٩/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۵/۵ھ

مسجد میں دینی وعصری مخلوط تعلیم دینا؟

سوال (۴۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں قرآنِ پاک کی تعلیم دینا درست ہے یا نہیں؟ مسجد میں درجہ ایک سے اوپر تک کسی بھی درجہ کی تعلیم دینا جس میں عصری دینی دونوں تعلیم شامل ہیں، درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد میں بچوں کو دینی تعلیم دینا جائز ہے؛ البتہ مستقل دنیاوی تعلیم کی اجازت نہیں ہے۔

عن أبي أمامة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من غدا إلى المسجد لا يريدُ إلا أن يتعلم خيرًا أو يُعلمه كان له كأجر حاجٍّ تامًّا حجته. (رواه الطبراني في الكبير، مجمع الزوائد ١٢٣/١، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب العلم / الترغيب في الرحلة في طلب العلم ص: ٤٨ رقم: ١٤٥ بيت الأفكار الدولية)

لأن المسجد ما بني إلا لصلاة أو اعتكاف وذكر شرعي وتعليم علم وتعلمه وقراءة قرآنٍ. (غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر للحموي ٦٣/٤ إدارة القرآن كراچی، وكذا في البحر الرائق / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٦٠/٢ زكريا)

وتعليم الصبيان فيه بلا أجر، وبالأجر يجوز. (فتاوى البزازية على هامش الهندية ٣٥٧/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

بالغ لڑکیوں اور بچوں کو مسجد میں دینی تعلیم دینا؟

سوال (۴۴۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے گھر میں محلہ والوں سے چندہ کر کے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کے لئے مدرسہ قائم کیا اور دیگر جگہوں سے بھی مدرسہ کے لئے چندہ آیا، جب وہ مدرسہ تیار ہوگیا، تو کچھ سال تک اس میں قرآنِ کریم کی تعلیم دی گئی، پھر اس مدرسہ کو ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا، اور وہ شخص جس نے اس کو فروخت کیا تھا، بچوں کو لے کر قرآن کی تعلیم دینے کے لئے محلّہ کی مسجد میں آگیا، تعلیم پانے والے بچوں میں بالغ لڑکیاں بھی ہیں جو کہ مسجد میں قرآن کی تعلیم حاصل کرنے آتی ہیں، اور ناسمجھ بچے بھی ہیں جو کہ مسجد کا احترام نہیں کر سکتے ہیں، اور مٹی گارے کے ناپاک پیر لے کر مسجد میں وہ بچے گھس جاتے ہیں، جس کی وجہ سے مسجد کی صفوں پر اور مسجد کے فرش پر نماز پڑھنے میں دل کراہت کرتا ہے، اور لڑکیاں زیادہ ہیں، اور بچے مسجد میں بہت زیادہ شور وغل کرتے ہیں۔ آنجناب سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اس مسئلہ کا وضاحت کے ساتھ جواب دیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: بالغ لڑکیوں کا مسجد میں آنا جانا شدید فتنہ کا باعث ہے، اور ناسمجھ بچوں کو مسجد میں لانا خاص کر جب کہ وہ ننگے پیر نجاست کے ساتھ مسجد میں آتے ہوں، شرعاً ممنوع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا مذکورہ شخص کا اس طرح بچوں اور لڑکیوں کو مسجد میں پڑھانا خلافِ اُدب اور ناجائز ہے۔

عن جسرة بنت دجاجة قالت: سمعت عائشة رضي الله عنها تقول: جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ووجوه بيوت أصحابه شارعة في المسجد، فقال: وجّهوا هٰذه البيوت عن المسجد، ثم دخل النبي صلى الله عليه وسلم ولم يصنع القوم شيئًا رجاء أن تنزل فيهم رخصة، فخرج إليهم بعد، فقال: وجهوا البيوت عن المسجد؛ فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب. (سنن أبي داؤد،

Marfat.com

كتاب الطهارة / باب في الجنب يدخل المسجد ۱/ ۳۰ رقم: ۲۳۲ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: أمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن تتخذ المساجد في الدور وأن تطهر وتطيب. (سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات / باب تطهير المساجد وتطييبها ص: ۱۹۱ رقم: ۷۵۸ دار الفكر بيروت)

عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: جنبوا مساجدكم مجانينكم وصبيانكم ورفع أصواتكم الخ. (المصنف لعبد الرزاق / باب البيع والقضاء في المسجد وما يجنب المسجد ۱/ ٤٤٢)

أما لو تمّت المسجدية، ثم أراد البناء منع (الدر المختار) قوله: أما لو تمت المسجدية ...... وإن كان حين بناه خلى بينه وبين الناس، ثم جاء بعد ذٰلک يبنى لا يترک ...... الخ، وبه علم أن قوله: وأما لو تمت المسجدية، ثم أراد هدم ذٰلک البناء؛ فإنه لا يمكّن من ذٰلک. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٤/ ۳۵۸ كراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ۵/ ٤۲۱ زكريا)

ويحرم إدخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم وإلا فيكره. (شامي ۱/ ٦۵٦ كراچی، ۲/ ٤۲۹ زكريا)

ومنها أن يحرم عليهما وعلى الجنب الدخول في المسجد، سواء كان للجلوس أو للعبور. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطهارة / الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس الخ ۱/ ۳۸ زكريا، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الطهارة / فروع ٦۰-٦۱ لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳/۱۲ھ

مسجد سے متصل مکتب میں عورت کا بچوں کو دینی تعلیم دینا؟

سوال (۴۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ:

مسجد
صحنِ مسجد
یہاں لوگ جوتا وغیرہ اُتارتے ہیں
اِس جگہ مدرسہ مکتب ہے

نقشہ بالا میں مکتب اور صحنِ مسجد کے مابین کوئی حائل نہیں ہے، اور اس مکتب میں ایک عورت کو بچوں کو تعلیم دینے کے لئے متعین کیا گیا ہے، جب کہ اس عورت کی آواز مسجد میں پہنچتی ہے، اَب ایسی صورت میں ایسے مکتب میں عورت کا آنا اور اُس کا پڑھانا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکتب کی جگہ چوں کہ مسجد سے خارج ہے، اور وہاں عورت کے آنے میں بظاہر کوئی فتنہ نہیں ہے، اِس لئے عورت پڑھانے کے لئے وہاں جاسکتی ہے؛ البتہ دروازہ وغیرہ بند کرکے ایسا انتظام کیا جائے کہ عورت کی آواز مسجد میں نہ آئے؛ تاکہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو۔

فحل دخوله لجنب و حائض كفناءِ مسجد ورباط و مدرسة. (الدر المختار، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ١/٦٥٧ كراجي، ٢/٤٣٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۴/۶/۲۸ھ

مسجد کے اندر طلبہ کا پروگرام کرنا اور ڈرامہ اور مکالمہ دکھانا؟

سوال (۴۴۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے اندر طلبہ کرام کا تقریری پروگرام کرنا جس میں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر مسجد کی شایانِ شان نہیں، مثلاً مسلم اور غیر مسلم کے مابین فسادات دکھلاتے وقت اُن کے لباس

Marfat.com

اختیار کرتے ہیں، اور اُن کے طرزِ عمل کو مسجد میں دکھلاتے ہیں، جس سے ناظرین کبھی شور مچاتے ہیں، کبھی زور سے ہنستے ہیں، جب کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک شخص کو مسجد کے اندر بلند آواز سے بات کرنے کی وجہ سے مارنے پر آمادہ ہوگئے تھے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد کے اندر اِس طرح پروگرام کرنا اور اُس میں شرکت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں فی نفسہٖ تقریری پروگرام تو جائز ہے؛ لیکن کوئی ایسی حرکت کرنا جو آدابِ مسجد کے خلاف ہو، مثلاً ڈرامہ کی شکل میں لباس وغیرہ بدل کر پروگرام پیش کرنا، یا ایسی بات کرنا جس سے مسجد میں خواہ مخواہ شور وغل ہوجائے، ہرگز جائز نہیں؛ اس لئے ایسے ممنوع پروگرام بالخصوص مسجد میں ہرگز نہ کئے جائیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۹ ۳۵ میرٹھ، امداد الفتاویٰ ۲/۶۳۴)

وآداب المسجد ترجع إلى معان: منها: تعظيم المسجد، ...... ومنها: تنظيفه مما يستقذر ويتنفر منه، ومنها: الاحتراز عن تشويش العباد وهيشات الأسواق الخ. (حجة الله البالغة / المساجد من شعائر الله ۲/ ۲۰-۲۱ مكتبه حجاز ديوبند)

ذكر الفقيه رحمه الله تعالىٰ في التنبيه حرمة المسجد خمسة عشر، السادس: منها: أن لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله تعالىٰ، السابع: أن لا يتكلم فيه من أحاديث الدنيا ......، الجلوس في المسجد للحديث لا يباح بالاتفاق؛ لأن المسجد ما بني لأمور الدنيا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس في آداب المساجد ۵/ ۳۲۱، نفع المفتي والسائل ۳۸۱ المكتبة الصديقية، الحلبي الكبير / فصل في أحكام المسجد ۶۱۰ لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں فیس لے کر دینی تعلیم دینا؟

سوال (۴۴۵): -کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: ایک مسجد کے اندر تعلیم قرآن کا سلسلہ چند ماہ سے چل رہا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اُس کا قیام مسجد کے اندر کیا گیا ہے، باہر کسی اور جگہ کا بالکل کوئی نظام نہیں ہے، اس کو فروغ دینے اور سنبھالنے کے لئے ایک مستند ومشاق قاری وعالم دین کو بٹھا رکھا ہے، پڑھنے والے طلبہ پر ماہانہ فیس مقرر کر دی گئی ہے، اور یہ طلبہ بخوشی ادا کرتے ہیں، اور یہی درحقیقت معلم صاحب کی تنخواہ کا واحد ذریعہ ہے، چندے وغیرہ کا کوئی سلسلہ نہیں رکھا گیا ہے۔ اَب ہم آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ نظام شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟ بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ مسجد کے اندر فیس لے کر تعلیم دینا جائز نہیں؛ لہٰذا آپ فیصلہ فرمادیں۔ نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس عمل میں دخل اندازی کرتا ہے اور نظام کو بند کرانا چاہتا ہے، تو شرعاً اِس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق مسجد شرعی کے حدود میں بچوں سے فیس لے کر تعلیم کا جو سلسلہ قائم کیا گیا ہے، یہ نامناسب اور خلافِ اولیٰ ہے؛ البتہ اگر یہ صورت اپنائی جائے کہ معلم صاحب پڑھنے والے سے بذاتِ خود فیس وصول نہ کریں؛ بلکہ ان کے علاوہ کوئی اور شخص اُن کا ذمہ دار ہو، اور پھر ماہانہ بطور تنخواہ معلم کو مشاہرہ دیا کرے، تو اس صورت میں مسجد کی حدود میں پڑھانے میں کوئی کراہت نہیں ہوگی، چناں چہ فتاویٰ بزازیہ وغیرہ کی عبارت سے فی الجملہ یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

وتعليم الصبيان فيه بلا أجر وبالأجر يجوز. (بزازية على هامش الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني في العبادات، نوع في المسجد ٦/٣٥٧)

معلم الصبيان بأجر لو جلس فيه لضرورة الحر لا بأس به، وكذا التعليم إن بأجر كره إلا للضرورة وإن حسبة لا. (بزازية على هامش الهندية، كتاب الصلاة / الباب السادس والعشرون في حكم المسجد ٤/٨٢ كوئٹه)

أما المعلم الذي يعلم الصبيان بأجر إذا جلس في المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحر أو غيره لا يكره. (الفتاوىٰ الهندية ١/١١٠، الحلبي الكبير ٦١١-٦١٢)

Marfat.com

وعلى هٰذا الفقهاء إذا كانوا يكتبون الفقه با لأجر في المسجد يكره، وإن كان بغير أجر، لا وفي كراهية العيون، معلم جلس في المسجد، أو ورّاق كتب في المسجد، فإن كان المعلم يعلم بالأجر، والورّاق يكتب لغيره بأجر، يكره لهما إلا أن يقع لهما الضرورة. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الكراهية / الفصل الخامس في المسجد والقبلة وغيرها ۱۸/۶۶ رقم: ۲۸۰۴۷ زكريا، فتح القدير، كتاب الصلاة / باب علق المسجد ۴۳۳/۱ دار الفكر بيروت، البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المساجد ۴۱۹/۵، خلاصة الفتاوىٰ ۲۲۹/۱، الموسوعة الفقهية ۲۰۶/۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی زمین میں مسجد کی آمدنی سے مکتب کی تعمیر کرانا؟

سوال (۴۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) مسجد کے پڑوس میں مسجد کی زمین کا ایک حصہ خالی پڑا ہے، اس حصے میں بچوں کا مکتب مسجد کی آمدنی سے تعمیر کراسکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) بچوں کو پڑھانے کے لئے مکتب میں ایک معلم رکھا، اس کی تنخواہ مسجد کی آمدنی سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱-۲) مسجد کی کمیٹی کے تحت اس کی نگرانی میں مسجد کی خالی پڑی ہوئی زمین میں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مکتب تعمیر کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور اس مکتب کے معلم کی تنخواہ بھی مسجد کے فنڈ سے دینا جائز ہے۔

الثامنة في وقف المسجد أيجوز أن يبنى من غلته منارة، قال في الخانية معزيًا إلى أبي بكر البلخي: إن كان ذٰلك من مصلحة المسجد بأن كان أسمع لهم فلا بأس به. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۲۱۵/۵ كوئٹہ)

Marfat.com

ويبدأ من غلته بعمارته، ثم ما هو أقرب لعمارته، كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم (الدر المختار) أي فإن انتهت عمارته وفضل من الغلة شيء، والذي ويبدأ به من ارتفاع الوقف. أي من غلته عمارته شرط الواقف أولا، ثم إلى ما هو أقرب إلى العمارة وأعم للمصلحة كالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة يصرف إليهم إلى قدر كفايتهم، ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح. (الدر المختار مع الشامي ۶/۵۵۹-۵۶۱ زكريا، كذا في لبحر الرائق / كتاب الوقف ۵/۳۵۶ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الوقف / مطلب: يبدأ من غلة الوقف بعمارته ۲/۳۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی موقوفہ زمین میں سرکاری اِسکول قائم کرنا؟

سوال (۴۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی زمین گیارہ گٹھا چار دھور ہے، مگر سرکاری مال گذاری رسید جو مسجد چیرام کے نام سے کٹ رہی ہے، اس میں صرف دس گٹھا ساڑھے سات دھور زمین ہے، جس کا مال گذاری رسید نمبر ۵۷ ہے، جو بہار اسٹریٹ سنی وقف بورڈ ۳۴ ہارڈھنگ روڈ علی امام متھ پٹنہ ۱۰ کے وقف ہے، وقف نمبر ۵۳۲ ہے۔

مسجد کی وقف کردہ زمین میں متولی کی معرفت سے بہار سرکار نے سرکاری مکتب کا مکان بنادیا ہے، جس میں کچھ بچے ابھی تعلیم پا رہے ہیں، کیا اِس طرح سے مسجد کی زمین میں بہار سرکار کا مکتب بنانا جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی موقوفہ زمین میں سرکاری اِسکول مفت میں قائم کرنا جائز نہیں؛ البتہ اگر اِسکول کی طرف سے مسجد کو معقول کرایہ اَدا کیا جائے اور اُس کا وقت بھی

Marfat.com

متعین کیا جائے تو گنجائش ہوسکتی ہے، اگر وقتِ مقررہ پر اسکول والے مسجد کو کرایہ ادا نہ کریں تو مسجد والوں کے لئے اس اسکول کو خالی کرانے کا حق ہوگا۔

أما المال الموقوف على المسجد الجامع إن لم تكن للمسجد حاجة للحال، فللقاضي أن يصرف في ذلك، لكن على وجه القرض، فيكون دينًا في مال الفيء. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الوقف ٤٦٤/٢)

لا يملك الاستدانة إلا بأمر القاضي. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في إنفاق الناظر الوقف ٤٤٠/٤ دار الفكر بيروت، ٦٥٨/٦ زكريا)

يجب عليه أن يجعل لكل نوع منها بيتًا يخصه ولا يخلط بعضه ببعضٍ، وأنه إذا احتاج إلى مصرف خزانةٍ، وليس فيها ما يفي به، يستقرض من خزانة غيرها، ثم إذا حصل التي استقرض لها مال يرد إلى المستقرض. (رد المحتار، كتاب الزكاة / باب العشر، مطلب في بيان بيوت المال ومصارفها ٣٣٧/٢ كراچی)

وعلى الإمام أن يجعل لكل نوع من هٰذه الأنواع بيتًا ليخصه ولا يخلط بعضه ببعض؛ لأن الكل نوع حكمًا يختص به، فإن لم يكن في بعضها شيء، فللإمام أن يستقرض عليه من النوع الآخر، ويصرفه إلى أهل ذٰلك، ثم إذا حصل من ذٰلك النوع شيء رده في المستقرض منه. (تبيين الحقائق، كتاب السير / باب العشر والخراج والجزية ١٧١/٤ دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب السير / باب العشر والخراج والجزية ٢٠٠/٥-٢٠١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

متفرقات اَحکامِ مساجد

گنے کی کھوئی سے مسجد کا پانی گرم کرنا؟

سوال (۴۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کی طرف سے گنے کا رس نکالنے کے کولہو لگائے جاتے ہیں، اس سے آدمی گنے کا رس نکال کر اس کی کھوئی وہیں چھوڑ جاتے ہیں، اس کھوئی سے مسجد کا پانی گرم ہوتا ہے جو نمازیوں کے وضو وغیرہ میں کام آتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھوئی کے مالکان کا اپنی کھوئی کولہو میں چھوڑ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کی طرف سے کھوئی کو استعمال کی اِجازت ہے؛ لہٰذا دلالۃً اِجازت کی وجہ سے اُس کھوئی کا مسجد کے پانی گرم کرنے میں استعمال کرنا درست کہا جائے گا۔

كما استفاد من قوله في رد المحتار: ويقرره أن مجرد الإلقاء من غير كلام يفيد هذا الحكم، كمن ينثر السكر والدراهم في العرس وغيره، فمن أخذ شيئًا ملكه؛ لأن الحال دليل على الإذن. (رد المحتار، كتاب اللقطة / مطلب: له الأخذ من نثار السكر في العرس ٤/٢٨٥ كراچی، ٦/٤٤٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۰/۱۲/۱۸ھ

مسجد میں اگربتی جلانے پر جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کا عقیدہ؟

سوال (۴۴۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: کوئی شخص مسجد کے اندر آتا ہے اور صبح وشام اگربتی جلاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے کسی میں داخل ہوجاؤں گا، کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد خدا کا گھر ہے، اگربتی یا کسی اور خوشبو سے اس کو خوشبودار کرنا مستحب اور باعثِ ثواب ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: أمر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ببناء المسجد في الدور وأن ینظف ویطیب. (مشكاة المصابيح / باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثاني ١/٦٩، سنن أبي داؤد ١/٦٦)

وفي المرقاة: قال ابن الحجر: وبه یعلم أنه یستحب تجمیر المسجد بالبخور خلافًا لمالک حیث کرهه. فقد کان عبد اللّٰه یجمر المسجد إذا قعد عمر رضي اللّٰه عنه علی المنبر. واستحب بعض السلف تخلیق المسجد بالزعفران والطیب. وروي عنه ﷺ فعله، وقال الشعبي: هو سنة. (مرقاة المفاتيح ١/٣٩٣ دار الكتب العلمية بيروت)

البتہ ایسا کرنے سے جنت کے آٹھ دروازوں میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کا اعتقاد بلا دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کیلئے زمین دینے والے کا مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا؟

سوال (۴۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شخص نے مسجد کے لئے زمین دی، اور اس میں مسجد بھی تعمیر ہوگئی، اور وہ آدمی جس نے مسجد کے لئے زمین دی تھی، اُس نے اپنی زمین کو بنام مسجد رجسٹری نہیں کی، کچھ عرصہ گذر گیا تو محلّہ

Marfat.com

کے چند آدمی سے جھگڑا ہوا، تو زمین والے نے اُن چند آدمیوں کو اُس مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا، اور کہا کہ تم لوگ اپنی دوسری مسجد کا انتظام کرلو، میں اس مسجد میں تم لوگوں کو نماز نہیں پڑھنے دوں گا، جب کہ یہ مسجد نمازیوں کی بالکل خالی رہتی ہے، تو یہ چند آدمی اپنی اپنی نماز اپنے اپنے دروازہ پر ادا کرتے ہیں، تو ان چند آدمیوں کا مسجد سے روکنا اور ان کا نہ جانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب مسجد تعمیر ہوگئی اور شرعی طور پر مسجد بن گئی، تو اَب اُس میں شرعاً واقف یا کسی بھی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنے سے کسی محلہ والے کو روک دیں، جن لوگوں کو روکا گیا ہے وہ نماز کے وقت اُس مسجد میں جا کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

وكما كره غلق باب المسجد (الدر المختار) قال في البحر: وإنما كره لأنه يشبه المنع من الصلاة. قال تعالىٰ: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾ (الدر المختار مع الشامي ٦٥٦/١ كراچی، ٤٢٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی دیواروں میں کبوتر پالنے کے لئے سوراخ کھولنا؟

سوال (۴۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محلہ جوا کھر ضلع بھاگل پور کے باشندگان نے اپنی مسجد تعمیر کرتے وقت مسجد کی دیوار کے باہری جانب کی آمدنی کے لئے ۳۰-۳۵ سوراخ چھوڑے ہیں، اور اس میں کبوتروں کو پال رہے ہیں، اور کبوتروں کی آمدنی مسجد میں آتی ہے، مگر جنگلی کبوتروں کی بیع وشراء کی دشواری، نیز کبوتروں کے ذریعہ چھت کی گندگی کا لحاظ کرتے ہوئے اراکین مسجد کمیٹی کبوتروں کے سوراخوں کو بند کر کے کبوتر ہٹانا چاہتے ہیں، مگر ایک مولانا صاحب کہتے ہیں کہ سوراخوں کو بند کرنے سے کبوتروں کو تکلیف ہوگی اور کسی کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے، وہ کسی کتاب کا عربی متن بھی پیش کرتے ہیں، مسجد

Marfat.com

کی صفائی اور عمارتوں کی خوبصورتی کی بقاء اور بیع وشراء کی وجہ سے سوراخوں کو بند کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ کبوتروں کی وجہ سے نمازیوں اور مسجد کے احترام میں فرق آتا ہے، اور اُن کی وجہ سے مسجد میں کوڑا کرکٹ اور بیٹ جمع ہوجاتی ہے، تو بلاشبہ کبوتروں کے سوراخوں کو بند کردینے کی شرعاً اجازت ہے، اِس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جو صاحب اِس کے خلاف عبارت پیش کرتے ہیں، وہ معتبر کتابوں کے حوالہ سمیت عبارت سے ہمیں مطلع فرمائیں؛ تاکہ اُس پر غور کیا جاسکے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل كل ذي روح، إلا أن يؤ ذي. (المعجم الكبير للطبراني ١٢/ ٩١ رقم: ١٢٦٣٩)

مستفاد: وهل يجوز قتل الوَطاوِيطِ لتلويثها حصر المسجد بخرئها الفاحش؟

فأجاب: يجوز حبسها للاستئناس بها وقتل الموذي منها ومن الدواب جائز.

(شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦/ ٤٠١ كراچی، ٩/ ٥٧٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مساجد اور دینی اِداروں کے تحفظ کا شرعی حکم؟

سوال (۴۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بابری مسجد، کاشی، متھرا، درگاہ یا کوئی دینی ادارہ کے لئے لاکھوں لوگوں کی جان ومال کو لگایا جاتا ہے، یہ ادارے بچانے چاہئے یا نہیں؟ یا وقت کے تقاضہ پر یا حکمتِ عملی اختیار کرکے اس کو غیر مذہبوں کے حوالے کردیا جائے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنی مساجد، مدارس اور دینی اِداروں کو بچانے کے لئے

Marfat.com

دستور کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر ممکن جد وجہد کرنی لازم ہے، اور کسی بھی صورت میں اپنی کسی بھی مسجد کو غیروں کے حوالے نہیں کرنا چاہئے، مساجد اور اَوقاف کی زمینیں اللہ کی ملکیت ہوتی ہیں، کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے دوسروں کے حوالے کردے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لمّا توفي النبيُّ صلى الله عليه وسلم واستُخلف أبوبكرٍ بعده، وكفرَ من كفرَ من العرب، قالَ عمرُ بن الخطابِ لأبي بكرٍ: كيف تقاتلُ الناسَ وقد قالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم: أمرتُ أن أقاتلَ الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله، فمن قال: لا إله إلا الله عصم مني ماله ونفسه إلا بحقه وحسابُه على الله؟ فقال أبوبكر: والله لأقاتلنَّ من فرَّق بين الصلاة والزكاة؛ فإن الزكاة حقُّ المال، والله لو منعوني عناقًا كانوا يؤدونها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعِها. قال عمر رضي الله عنه: فوالله ما هو إلا رأيتُ أن الله شرحَ صدرَ أبي بكر للقتال، فعرفتُ أنه الحق.

(صحيح البخاري، كتاب الزكاة / باب وجوب الزكاة ص: ۳۳۲ رقم: ۱۳۹۹ دار الفكر بيروت، مرقاة المفاتيح، كتاب الزكاة / الفصل الثالث ۲٤٧/٤ رقم: ۱۷۹۰ دار الكتب العلمية بيروت)

فإذا تم ولزم لايملك أي لايكون مملوكًا لصاحبه، ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع، ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (شامي ٥٣٩/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۸/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی شخص کو بلا عذر محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا؟

سوال (۴۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب جو محلہ کے رہنے والے ہیں، انہیں ایمان دار اور بزرگ سمجھ کر ایک نوتعمیر مسجد

Marfat.com

میں پیش اِمام بنادیا گیا، اُن صاحب نے مسجد میں مختلف اَقسام کی بدعنوانیاں کیں، اِس وجہ سے اِمامت سے برطرف کردیا گیا، علماء کرام نے اُنہیں اِمامت سے برطرف کرنے کا فتویٰ جاری کیا، جواس تحریر کے ساتھ منسلک کیا جارہا ہے:

اپنی برطرفی کے بعد اُن صاحب نے اپنی برادری کے لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرنا شروع کیا کہ فلاں برادری کے لوگوں نے ہم لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کردیا؛ لہٰذا اپنی ایک الگ مسجد تعمیر کرنی چاہئے، یہاں یہ حقیقت بیان کرنا ضروری ہے کہ اس محلّہ میں دو مساجد قریب قریب ہی واقع ہیں جو کہ کافی کشادہ ہیں، اور تمام محلّہ کے نمازیوں کے لئے کافی ہیں، بہرحال اُن صاحب کے ورغلانے پر اُن کی برادری کے افراد نے بجائے اِس کے کہ جگہ خرید کر مسجد کے لئے وقف کرتے اور اُس پر مسجد تعمیر کرتے، محلّہ میں افتادہ تقریباً ایک سو مربع گز ایک تکونیہ پلاٹ پر قبضہ کیا، اس پلاٹ میں میونسپل بورڈ کا ایک کنواں ہے، اور باقی اہلِ تشیع حضرات کا قبرستان ہے، ان لوگوں نے بغیر اجازت اہلِ تشیع اور میونسپل بورڈ کی جگہ پر چرم قربانی اور زکوٰۃ اور خیرات کا پیسہ اکھٹا کرکے ایک مختصر سی عمارت تعمیر کرلی اور اُسے مسجد اور دینی مدرسہ کا نام دے دیا، اور یہاں بغیر سرکاری اِجازت کے اَذان ونماز شروع کردی، اور اپنی برادری کے لوگوں کو دوسری مساجد میں نماز کے لئے جانے سے روکتے ہیں، کیا کسی شخص یا افراد کو بلاوجہ کسی مسجد میں نماز کے لئے جانے سے روکنا اور کسی دوسری مسجد میں نماز کی ترغیب دینا درست ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: کسی مسجد سے بلاوجہ کسی نمازی کو روکنے کی اِجازت نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۱۴]

عن ابن عباسؓ رضي اللّٰہ عنهما أن قريشًا منعوا النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم

Marfat.com

الصلاة عند الكعبة في المسجد الحرام، فأنزل الله تعالىٰ: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ﴾ (تفسير ابن كثير مكمل ص: ۱۰۹ دار السلام رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۱/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے؟

سوال (۴۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے قریبی محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسرے محلّہ کی مسجد میں جاکر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو مسجد گھر کے زیادہ قریب ہو اس میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

أفضل المساجد مكة، ثم المدينة، ثم القدس، ثم قباء، ثم الأقدم، ثم الأعظم، ثم الأقرب، (الدر المختار) وفي الشامية: ثم الأقدم أفضل لسبقه حكمًا إلا إذا كان الحادث أقرب إلى بيته؛ فإنه أفضل حينئذٍ لسبقه حقيقةً وحكمًا. (شامي / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: في أفضل المساجد ۱/ ۶۵۹ كراچی، ۲/ ۴۳۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۶/۵/۱۴۱۴ھ

مسجد میں نکاح کی مجلس منعقد کرنا اور مسجد کی بجلی استعمال کرنا؟

سوال (۴۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد کے اندر مجلسِ نکاح کے انعقاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا لوگوں کو اس پر عمل کی ترغیب دی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کیا معمول رہا ہے؟

Marfat.com

اور مجلس نکاح کے دوران پنکھے، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ استعمال کر کے مسجد کی بجلی خرچ کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو بوجہ احتراز مشکل ہونے کے جواز کی کوئی صورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نکاح کی مجلس مسجد میں منعقد کرنا مسنون اور پسندیدہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔

ویستحب عقد النکاح في المسجد قالہ أبو عمرو بن الصلاح، واجتمع بحدیث: "أعلنوا النکاح في المسجد". (اعلام الساجد بأحکام المساجد ۳۶۰، الدر المختار / کتاب النکاح ۴/۶۶ زکریا)

اور نکاح کی مجلس اگر ایسے وقت میں منعقد ہو جب کہ نمازیوں کی ضرورت سے پنکھے وغیرہ چل رہے ہوں، تو ان پنکھوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر نماز کے علاوہ وقت میں مستقل طور پر مسجد کی بجلی استعمال کی جائے تو نکاح والوں کو چاہئے کہ اس کا معاوضہ مسجد کے فنڈ میں جمع کرادیں۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۶/۱۰۶)

ھل یجوز أن یدرس الکتاب بسراج المسجد؟ والجواب فیه أنه إن کان موضوعًا للصلاة فلا بأس به، وإن وضع لا للصلاة بأن فرغوا من الصلاة وذهبوا، فإن أخر إلی ثلث اللیل لا بأس به، وإن أخر أکثر من ثلث اللیل لیس له ذلک.

(الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الخامس في آداب المساجد ۵/۳۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۸/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جمعہ کی نماز سے قبل گولک گھما کر چندہ کرنا؟

سوال (۴۵۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جمعہ کی نماز سے قبل گولک گھما کر چندہ کرنا کیسا ہے؟ جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے جب کہ

Marfat.com

بعض لوگ سنتیں پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں، اور جب اس کو آگے بڑھایا جاتا ہے تو گھڑ گھڑ کی آواز نکلتی ہے، نیز سنتیں پڑھنے والوں کے آگے سے اس کو نکالا جاتا ہے۔ دریں صورت نماز میں خلل لازمی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ نیز اگر گولک کو بہت آہستہ سے آگے بڑھایا جائے کہ آواز نہ نکلے یا معمولی سی نکلے، اور نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہیں؛ بلکہ پیچھے سے نکال دیا جائے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر آدابِ مسجد کی رعایت رکھتے ہوئے اور نمازیوں کا خیال کرتے ہوئے گولک گھمائی جائے، تو اس کی گنجائش ہے۔

قوله: ويكره التخطي للسوال، (المختار المختار) قال في النهر والمختار: إن السائل إن كان لا يمر بين يدى المصلي و لا يتخطى الرقاب و لا يسئل إلحافًا؛ بل لأمر لا بد منه فلا بأس بالسوال والإعطاء، ومثله في البزازية.

(شامي، كتاب الصلاة / باب الجمعة، مطلب في الصدقة على سوال المسجد ۲/۱٦٤ كراچی، ۳/٤۲ زكريا، فتاوىٰ بزازية / الفصل الثالث والعشرون في الجمعة ۲/۷٦، النهر الفائق / باب صلاة الجمعة ۱/۳٦٥ إمدادية ملتان)

لیکن آج کل مسجد کے ادب کی بالکل رعایت نہیں رکھی جاتی اور نہ اس پر قابو پایا جاسکتا ہے؛ اس لئے کہ گولک کو آگے بڑھانے والے مختلف طبعیت کے لوگ ہوتے ہیں اور اس کی آواز سے نماز پڑھنے والوں کی طبعیتیں مشوش ہوتی ہیں، اس لئے عام حالت کو دیکھتے ہوئے اس کی اجازت کسی طرح نہیں دی جائے گی۔

وفيها و لا يجوز الإعطاء إذا لم يكونوا على الصفة المذكورة. (شامي، باب الجمعة / مطلب في الصدقة على سوال المسجد ۲/۱٦٤ كراچی، ۳/٤۲ زكريا)

لہٰذا چندہ کا کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے مسجد کے ادب میں اور نمازیوں کی

Marfat.com

نماز میں خلل نہ پڑے، مثلاً دروازوں پر گولکیں نصب کردی جائیں اور اعلان کردیا جائے کہ لوگ اپنا عطیہ اس میں ڈالا کریں۔

عن عبد اللّٰه بن عامر اليحصُبي قال: سمعت معاوية رضي اللّٰه عنه يقول: ...... سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إنما أنا خازن، فمن أعطيتُه عن طيب نفسي فمبارك له فيه، ومن أعطيته عن مسئلة وشره، كان كالذي يأكل ولا يشبع. (صحيح مسلم، كتاب الزكاة / باب النهي عن المسئلة ۱/۳۳۳) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۵/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

Marfat.com

اَحکامِ عیدگاہ

عیدگاہ کی تعریف اور مسجد میں تبدیل شدہ عیدگاہ کا حکم؟

سوال (۴۵۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عیدگاہ کی تعریف کیا ہے، اور عیدگاہ کہاں ہونی چاہئے؟ ہمارے یہاں عیدگاہ تھی جس کو کثرتِ آبادی کی وجہ سے مسجد میں تبدیل کرلیا گیا ہے، جس میں اَب اذان ونماز اور تراویح ہوتی ہے، اور سلیف بھی ڈالی جاچکی ہے، لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اَب عید کی نماز جامع مسجد میں ادا کی جائے؛ کیوں کہ دونوں مسجدیں برابر ہیں، یا اسی عیدگاہ میں، بہتر کہاں ہے؟ یا اِن حالات کے پیشِ نظر دوسری عیدگاہ تعمیر کی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدگاہ آبادی کے باہر اُس خالی میدان کو کہا جاتا ہے جہاں عید کی نماز ادا کی جاتی ہے، اور عیدگاہ کا آبادی سے باہر ہونا مسنون ہے۔

مصلی العید الصحراء خارج المدینة حیث تؤدی صلاة العید. (معجم لغة الفقهاء ٤٣٤)

حسبِ تحریر سوال جب عیدگاہ کی جگہ کو مسجد میں تبدیل کرلیا گیا ہے، تو یہ مسنون عیدگاہ نہیں رہی؛ لہٰذا آبادی کے باہر حصہ میں نئی عیدگاہ بنانے کی کوشش کرنی چاہئے، اور جب تک نئی عیدگاہ نہ بنے، تو آبادی کی سب سے بڑی مسجد میں خواہ وہ جامع مسجد ہو یا کوئی اور مسجد؛ عید کی نماز پڑھی جائے؛ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جماعت میں شامل ہوسکیں۔

والخروج إلی الجبانة لصلاة العید سنة وإن وسعهم المسجد الجامع.

Marfat.com

(شامي / مطلب: يطلق المستحب على السنة وبالعكس ٤٩/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵؍۱۱؍۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موقوفہ زمین میں عیدگاہ بنانا؟

سوال (۴۵۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سنار پٹی کے تین محلے ہیں: (۱) اتر محلّہ (۲) دکن محلّہ (۳) مہندی پور۔ تینوں محلے والے ۷؍سال قبل تک نماز عیدین کے لئے سنار پٹی سے دوکلومیٹر دور مرزاپور کوٹھی جایا کرتے تھے، اِدھر ۷؍سال سے ایک دو والے سنار پٹی ہی میں بنام عیدگاہ ایک موقوفہ زمین پر (جس کی سرکاری رجسٹری ابھی باقی ہے) عیدین کی نماز ادا کرنے لگے، پھر ۱۴۱۵ھ میں عیدالفطر کے وقت تین یعنی مہندی پور کے خواص کی رائے ہوئی کہ اگر اس زمین (جس پر سات سال سے عیدین کی نماز ہورہی ہے) کے علاوہ دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جائے تو محلّہ مذکورہ کے افراد بھی شامل ہوجائیں گے، چناں چہ اس پر اتفاق ہوگیا کہ اب دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جائے، مگر عید سے پہلے اختلاف ہوگیا اور نتیجۃً عیدالفطر وعیدالاضحیٰ میں ایک جماعت سابق عیدگاہ میں اور دوسری جماعت اس کے مشرقی جنوب کے گوشہ میں تقریباً ۱۰۰؍گز کے فاصلہ پر ہوئی، پھر ۱۴۱۶ھ کی عیدالفطر وعیدالاضحیٰ میں سابق عیدگاہ کو بھی چھوڑکر جانبِ شمال تقریبا ۱۰۰؍گز کے فاصلہ پر دوسری زمین میں ایک جماعت اور دوسری جماعت مشرق وجنوب کی گوشہ والی زمین میں ہوئی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان تینوں مذکورہ زمین کا حکم کیا ہوگا؟ اور بصورتِ اتحاد مستقل عیدگاہ بنانے کے لئے کس حصہ کو اپنائیں؟

نوٹ:- خیال رہے کہ ۷؍سال عیدگاہ والی زمین اوراس کے بعد والی (گوشہ مذکورہ کی) زمین بذریعہ میٹنگ موقوفہ ہے؛ لیکن ابھی تک سرکاری رجسٹری باقی ہے، جب کہ تیسری زمین بحالتِ جذبہ وقف کی گئی ہے، اوراس کی بھی سرکاری رجسٹری باقی ہے۔

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ تینوں زمین اگر عید گاہ کے لئے زبانی اور فعلی طور پر وقف کر دی گئی ہیں، اُن میں سے جس زمین پر چاہیں اتفاق رائے سے عید کی نماز پڑھ سکتے ہیں، اور وقف کے صحیح ہونے کے لئے سرکاری رجسٹری ضروری نہیں ہے۔

ويزول ملكه عن المسجد والمصلي بالفعل، وبقوله جعلته مسجدًا عند الثاني، وشرط محمد والإمام الصلاة فيه بجماعة (الدر المختار) قوله: والمصلي شمل مصلى الجنازة ومصلى العيد. قال بعضهم: يكون مسجدًا حتى إذا مات لا يورث عنه، والظاهر ترجيح الأول؛ لأنه في الخانية يقدم الأشهر. (شامي، كتاب الوقف/ مطلب: إذا وقف كل نصف على حدة صار وقفين ٣٥٦/٤ كراچی، ٥٤٥/٦-٥٤٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد پنج گانہ کے نام وقف کردہ زمین میں عید گاہ بنانا؟

سوال (۴۵۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید، عمر، بکر کی مشترکہ آراضی تقریباً دو بیگھہ جو اُن لوگوں کے نام سرکاری کاغذات میں تھی؛ لیکن ایک دوسرا شخص قابض تھا، اُن لوگوں نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنی آراضی کو مسجد پنج گانہ کے اَرکان کو اِس بات پر دے دی تھی کہ اگر مسجد کے اَرکان میری آراضی پر قبضہ کرلیں جو فلاں شخص کے قبضہ میں ہے، تو میں مسجد پنج گانہ کے نام وقف کررہا ہوں۔

اَب مسجد کے ارکان نے قابض کا مقدمہ کرکے مسجد کے ہی فنڈ سے آراضی پر قبضہ کرلیا، اور فی الوقت مسجد کے ارکان زمین پر قابض ہیں؛ لیکن جب زمین کی کارروائی سرکاری کاغذات پر ہوئی، تو مسجد کے متولی کے نام ہوئی، اَب بستی کے ذمہ دار حضرات اُسی زمین پر عید گاہ بنوانا چاہتے ہیں، اور وقف کرنے والے حضرات میں سے دو حضرات حیات ہیں، اور ایک شخص فوت بھی ہو چکا

Marfat.com

ہے، حیات حضرات میں سے دونوں کی مرضی بھی ہے کہ بنوالو بہتر ہے، اِس صورت میں عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر بنوالی جائے تو اس عیدگاہ میں نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ زمین مسجد پنج گانہ کی ملکیت ہوگئی ہے؛ لہٰذا اُس پر عیدگاہ بنانا درست نہ ہوگا، اگر ناگزیر ضرورت ہو کہ اس کے علاوہ عیدگاہ کے لئے کوئی جگہ مہیا نہ ہو، تو پھر اس زمین کے بدلہ میں دوسری زمین مسجد پنج گانہ کو اَدا کی جائے، اِس کے بعد وہاں عیدگاہ بنائی جائے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ مذکورہ زمین مسجد کی ملک ہے، اس لئے ذاتی حیثیت سے اس مسجد کا متولی اپنا نام درج نہیں کراسکتا، اس کا نام اگر رہے گا تو صرف متولی کی حیثیت سے رہے گا، اور متولی بدلنے سے نام بھی بدل جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۲۵۴، ۱۷/۲۳۱ قدیم زکریا)

وإن كان للوقف ريع ولكن يرغب شخص في استبداله، إن أعطى مكانه بدلا أكثر ربعًا منه في صقع أحسن من صقع الوقف جاز عند أبي يوسف والعمل عليه. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في شروط الاستبدال ٦/٥٨٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گرام سماج کی زمین پر عیدگاہ بنانا؟

سوال (۴۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہاں عیدگاہ چھوٹی ہوگئی ہے اور آبادی میں بھی آگئی ہے، دوسری عیدگاہ الگ بنانے کا ارادہ ہے، اِس موجودہ عیدگاہ کو مسجد اور مدرسہ بنا دیا جائے گا، اور کسی کارِ خیر میں لگا دیا جائے گا، اس گاؤں سے دو گاؤں ملحق ہیں، دونوں گاؤں میں غیر مسلم بھی رہتے ہیں، ایک گاؤں کا پردھان مسلمان اور دوسرے گاؤں کا پردھان غیر مسلم ہے، گرام سماج کی جگہیں خالی پڑی ہوئی ہیں، کیا گرام پردھان کی اِجازت سے یا گرام پردھان کو زمین کا معمولی سا معاوضہ دے کر گرام سماج کی

Marfat.com

زمین پر عیدگاہ بنائی جاسکتی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گرام سماج کی زمین اگر باقاعدہ قانون کے مطابق عیدگاہ کے نام بلامعاوضہ یا معاوضہ دے کر الاٹ کردی جائے، تو اس میں عیدگاہ بنانا بلاشبہ درست ہے۔

المستفاد: سلطان أذن لقوم أن يجعلوا أرضًا من أرض البلدة حوانيت موقوفة على مسجد، وأمرهم أن يزيدوا في مساجدهم ينظر إن كانت البلدة فتحت عنوة يجوز أمره إذا كان لايضر بالمارة. (الفتاویٰ الهندية، باب في المسجد وما يتعلق به / الفصل الأول فيما يصير به مسجدًا وفي أحكامه وأحكام ما فيه ٢/ ٤٥٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ چھوٹی پڑنے پر اگر دوسری بنائیں تو پہلی عیدگاہ کا کیا کریں؟

سوال (۴۶۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عیدگاہ میں جگہ کم ہے، توسیع کے لئے جگہ نہیں، اُس کے تھوڑی دور فاصلہ پر جگہ ہے، اگر وہاں دوسری عیدگاہ بنائیں تو اول ویران ہوگی، اگر دوسری نہ بنائیں تو پریشانی ہوتی ہے، تو کیا دوسری عیدگاہ بناکر دونوں میں نماز پڑھیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اتفاقِ رائے سے دوسری عیدگاہ بنالیں، اور پہلی عیدگاہ کی جگہ مسجد بنادیں یا اُسے معذور اور ضعفاء کی نماز عید کے لئے خاص کردیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۵۳۲ ڈابھیل، فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۳۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۴/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

ایک کلومیٹر کی دوری پر دوسری عیدگاہ بنانا؟

سوال (۴۶۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک کلومیٹر یا اس سے کم کی دوری پر نئی عیدگاہ بنانا صحیح ہے یا نہیں؟ کیا شریعت میں عیدگاہ بنانے کے لئے کچھ دوری متعین ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں بستی کے سبھی مسلمانوں کو ایک ہی عیدگاہ میں نماز ادا کرنی چاہئے، اور اتنی قریب دوسری عیدگاہ بنائے کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے تو یہ زیادہ برا ہے۔ (کفایت المفتی ۳/۱۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۹/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلاضرورت ضد بندی سے ایک قصبہ میں دو عیدگاہ بنانا؟

سوال (۴۶۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ میرے قصبہ میں ایک عیدگاہ ہے، اُس عیدگاہ میں ابھی تک کسی بھی عید کے موقع پر جگہ کم نہیں پڑی، تقریباً عیدگاہ بھر جاتی ہے، عیدگاہ کی توسیع کا کام بھی برابر جاری ہے، عیدگاہ میں جگہ کم نہ پڑنے کے باوجود بھی یہاں کے کچھ لوگ دوسری عیدگاہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں، کیا شرعاً کسی قصبہ میں ایک عیدگاہ ہوتے ہوئے دوسری عیدگاہ بنانا درست ہے؟ یا دوسری عیدگاہ تعمیر کرنے والوں کو موجودہ عیدگاہ کے توسیع کے کاموں میں تعاون کرنا چاہئے، نیز دوسری عیدگاہ بنانے کی صورت میں شر وفساد کا بھی خوف ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر پہلی عیدگاہ نمازیوں کے لئے کافی ہے اور وہ آباد ہے، تو بلاضرورت دوسری عیدگاہ نہیں بنانی چاہئے، یہ شریعت کی منشاء کے خلاف ہے، اور فتنہ کا

Marfat.com

ذریعہ ہے۔ (کفایت المفتی ۷/۱۰۹)

وقد قيل كل مسجد بني مباهاة أو رياء أو سمعة أو لغرض سوى ابتغاء وجه الله. (تفسير مدارك بحواله كفايت المفتى ۳۹/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مقلدین کا اپنی عیدگاہ الگ بنانا؟

سوال (۴۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چوں کہ عیدگاہ میں عیدین کی نماز صرف ۶ رتکبیرات زوائد سے ادا کی جاتی ہے، لہٰذا اہلِ حدیث حضرات جن کو احناف غیر مقلد کہتے ہیں، اپنی نماز عید ۱۲ رتکبیرات زوائد کے ساتھ ادا کرنے کی غرض سے اپنی عیدگاہ علیحدہ بنالیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اس میں فتنہ کا بھی اندیشہ ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب کہ فتنہ کا اندیشہ ہے تو اہلِ حدیث کو دوسری عیدگاہ بنانے کی اِجازت نہ دینی چاہئے، خاص کر اِس لئے بھی کہ دلیل کے اعتبار سے اُن کی رائے مرجوح ہے۔

استدل أهل الحديث (اللامذهبية) على كون التكبيرات في العيدين من إثنا عشر بما أخرجه الترمذي عن كثير بن عبد الله عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم كبّر في العيدين في الأولىٰ سبعًا قبل القراءة، وفي الآخرة خمسًا قبل القراءة. (سنن الترمذي، أبواب العيدين / باب في التكبير في العيدين ۱۱۹/۱)

قال الشيخ العلامة أنور شاه الكاشميري: وفي مسنده كثير بن عبد الله وهو ضعيف. قال ابن معين: ليس بشيء، وقال الشافعي وأبو داؤد: ركن من أركان الكذب، وضرب أحمد على حديثه. وقال الدار قطني وغيره: متروك، كذا في الميزان. وحسنه الترمذي والبخاري وابن خزيمة، وضعفه أحمد بن

Marfat.com

حنبل. (معارف السنن شرح سنن الترمذي ٤/٤٣٦ المكتبة النورية كراتشي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۱۲/۱۱/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین گاؤں والوں کا مل کر اپنی الگ عیدگاہ بنانا؟

سوال (۴۶۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تین چھوٹے گاؤں میں ایک مشترکہ عیدگاہ تھی جہاں عوام نماز عید ادا کرتے تھے، بعد ازاں باہمی تنازعات کے باعث دو گاؤں والے افراد نے اپنی علیحدہ عیدگاہ قائم کرلی، حالاں کہ دونوں جگہ جمعہ قائم نہیں ہے؛ لہٰذا دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا ایسی جگہ جہاں جمعہ قائم نہیں ہے وہاں عیدین کا ادا کرنا قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ تینوں گاؤں میں سے کوئی گاؤں بھی شرائطِ اقامت جمعہ وعیدین کا متحمل نہیں ہے؛ لہٰذا اُن تینوں میں سے کسی ایک گاؤں میں یا دو گاؤں مل کر یا تینوں گاؤں مل کر بھی اگر عیدین کی نماز کا اہتمام کریں گے تو یہ فعل از روئے فقہ حنفی خلافِ شرع ہوگا، اس لئے اس خلافِ سنت سلسلہ کو ہر جگہ سے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

ويشترط للعيد ما يشترط للجمعة إلا الخطبة. (الفتاویٰ الهندية / باب في صلاة العيدين ١/ ٢١١)

أما شرائط (الجمعة) المصر. (الفتاویٰ الهندية / باب في صلاة الجمعة ١/ ٢٠٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان [illegible] ر پوری غفر لہ ۱۴۱۴/۱۱/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آبادی سے دو کلومیٹر دور گاؤں کی پلاٹنگ کی جگہ عیدگاہ بنانا؟

سوال (۴۶۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

Marfat.com

میں کہ: ہمارے شہر میں عیدگاہ جو قدیم تھی آبادی میں داخل ہو چکی ہے، حضرات علماء کرام اور مجلس علماء نے مشورہ کیا ہے کہ عیدگاہ شہر سے باہر ہونا ضروری ہے؛ تاکہ سنتِ مؤکدہ پر عمل ہو؛ لہٰذا آبادی سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہی ایک جگہ عیدگاہ کے لئے خریدنا طے کیا ہے، یا ارادہ ہے اور جگہ دیکھی گئی جو چھ ایکڑ ہے؛ لیکن اسی چھ ایکڑ میں سے پلاٹنگ دو ایکڑ فروخت ہو چکی ہے، اور جنوب کی جانب سے بھی پلاٹنگ کافی فروخت ہو چکی ہے، اسی چھ ایکڑ میں سے چار ایکڑ زمین عیدگاہ کے لئے خریدنا ہے؛ لیکن اس عیدگاہ کے زمین سے قریب سو میٹر شمال میں سرکاری ''گورنمنٹ مکھ پدیر اسکول'' تعمیر ہو رہا ہے؛ بلکہ تعمیر ہو چکا ہے، اسی جگہ سے قریب قبرستان بھی ہے، گاؤں کی آبادی یہاں سے نظر آتی ہے اور چند سالوں میں اس عیدگاہ کی آراضی سے متصل آبادی بھی ہو جائے گی، جب کہ حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری گجراتی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ فتاویٰ رحیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں یہ تحریر لکھی ہے کہ ''عیدگاہ آبادی سے دور باہر جنگل میں فناء شہر میں ہونی ضروری ہے'' حوالہ درمختار شامی بحرالرائق وغیرہ کا دیا، اور جلد ۵/ ۳۱، ۱/ ۲۷۵ پر لکھا ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں نمازِ عید ادا فرماتے تھے؛ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ مذکورہ تحریر میں لکھا ہوا میٹر ملاحظہ فرما کر جواب دیں۔

(۱) جگہ جو خریدی جارہی ہے آبادی سے ایک کلومیٹر کے اندر ہی ہے۔

(۲) جگہ سے متصل پلاٹنگ بھی ہو چکی ہے اور آئندہ چند سالوں میں آبادی ہو جائے گی۔

(۳) سو میٹر کے فاصلہ پر اسکول سرکاری تعمیر ہو چکا ہے۔

(۴) اس سے قریب ہی قبرستان ہے، کیا یہ فناء شہر میں ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آبادی سے ایک کلومیٹر قریب جگہ جہاں اس آبادی کا قبرستان بھی موجود ہے، اور نئی کالونی کے لئے پلاٹنگ بھی ہو رہی ہے، یہ جگہ فناء شہر میں داخل ہے، اور یہاں سردست عیدگاہ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جب تک یہاں باقاعدہ آبادی نہ

Marfat.com

ہوجائے اس جگہ عید کی نماز پڑھنے سے عیدگاہ کی سنت ادا ہوتی رہے گی، اور جب یہ جگہ آبادی سے متصل ہوجائے گی اور یہ عیدگاہ آبادی میں آجائے گی، تو اس جگہ عید کی نماز پڑھنے سے عیدگاہ کی سنت ادا نہ ہوگی، پھر اس سنت کی ادائیگی کے لئے آبادی سے دور کوئی دوسری جگہ تلاش کرنی ہوگی۔

ثم خروجه ماشيًا إلى الجبانة، وهي المصلى العام، أي في الصحراء والخروج إليها، أي الجبانة لصلاة العيد سنة. (الدر المختار مع الشامي ۴۸/۳-۴۹ زكريا)

استحباب الخروج إلى الصحراء لصلاة العيد، وإن ذلك أفضل من صلاتها في المسجد المواظبة النبي صلى الله عليه وسلم على ذلك مع فضل مسجده. (فتح الباري / باب الخروج إلى المصلى بغير منبر ۴۵۰/۲)

لو صلى العيد في الجامع ولم يتوجه إلى المصلى فقد ترك السنة. (البحر الرائق / باب العيدين ۱۵۹/۲ كوئٹه، ۲۷۸/۲ زكريا)

خصوص التوجه إلى المصلى مندوب. (حاشية الطحطاوي / باب أحكام العيدين ۲۹۰، ۵۳۱ أشرفيه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد کی زمین پر تبادلہ کر کے عیدگاہ بنانا؟

سوال (۴۶۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی ایک قطعہ آراضی مسجد میں وقف کردی اور متولی کو اختیار دیا کہ مسجد کے کاموں میں اس کی آمدنی صرف کی جائے، نیز ایک قطعہ آراضی مسجد کے متولی اور ممبرانِ مسجد نے بھی خریدی، اب صورتِ حال یہ ہے کہ گاؤں والے گاؤں میں عیدگاہ بنانا چاہتے ہیں، اور عیدگاہ کے نام کی کوئی زمین نہیں ہے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسجد کی زمین پر عیدگاہ بنا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ

Marfat.com

مسجد کی زمین آبادی سے متصل ہے، تو کیا مسجد کی زمین کا تبادلہ عیدگاہ بنانے کے لئے آبادی سے دور زمین کا کسی سے کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ گاؤں کے پردھان صاحب کہتے ہیں کہ کوئی صاحب ایک بیگھہ زمین عیدگاہ کے لئے دے دیں، بعد میں ہم ممبران سے مشورہ کر کے زمین دینے والے کو ایک بیگھہ کی جگہ تین بیگھہ زمین گرام سماج کی اس کے نام پٹہ کردیں گے، تو ایسی صورت میں کیا زمین لے کر عیدگاہ بنائی جاسکتی ہے؟ گاؤں میں رضا خانی بھی ہیں، گرام سماج سے زمین پٹہ کی صورت میں اگر زمین کا تبادلہ ہوتا ہے، تو رضا خانی بھی اس عیدگاہ میں انتظامات اور اِمامت میں دخل دے سکتے ہیں، ہم لوگ اپنی عبادت گاہوں میں بدعتیوں کو شریک نہیں کرنا چاہتے ہیں، اُمید کہ جملہ اُمور میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں گے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو آراضی زید نے مسجد کے لئے وقف کردی ہے اُس کو تبدیل کرنا اہلِ مسجد کے لئے جائز نہیں؛ لیکن جو آراضی مسجد کے لئے قیمتاً خریدی گئی ہے، ضرورت کے وقت متولی اور کمیٹی کی اِجازت سے اس کا تبادلہ دوسری زمین سے کیا جاسکتا ہے، نیز اُسے فروخت کر کے وہاں عیدگاہ بنانا بھی درست ہے، اور گرام سماج کی زمین پر بھی عیدگاہ بنائی جاسکتی ہے۔ اور اس صورت میں دوسرے مسلک والوں کے دخل دینے کی جو بات سوال میں کہی گئی ہے اُس کے متعلق مصلحت بستی والے بہتر جان سکتے ہیں، مستقبل کے اعتبار سے جو صورت بہتر ہو اُسے اپنالیا جائے۔

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (الهداية ٦٤٠/٢ أشرفية)

متولي المسجد إذا اشترى بمال المسجد حانوتًا أو دارًا، ثم باعها جاز إذا كانت له ولاية الشراء. (الفتاوىٰ التاتارخانية / مسائل وقف المساجد ١٨٠/٨ رقم: ١١٥٦٨ زكريا)

وفي فتاوىٰ أبي الليث: سلطان أذن لأقوام أن يجعلوا أرضًا من أرض الكورة في مسجلهم ويزيدوا فيه، ويتخذوا حوانيت، موقوفة على مسجدهم. قال الفقيه أبوبكر الإسكاف: إن كانت البلدة فتحت عنوة جاز أمره. (الفتاوىٰ

Marfat.com

التاتارخانية ١٦٠/٨-١٦١ رقم: ١١٥٠٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۳/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس گاؤں میں عید کی نماز نہیں ہوتی وہاں کی عیدگاہ کو مدرسہ میں تبدیل کرنا؟

سوال (۴۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں ایک گاؤں ہے جس میں شرعاً جمعہ درست نہیں ہے، مگر وہاں ایک عرصہ سے عیدگاہ بنی ہوئی ہے، اور لوگ عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں، ایک عالم نے مسئلہ بتایا کہ چوں کہ تم پر عید کی نماز واجب نہیں ہے، جب کہ تمہارے یہاں شرعاً جمعہ بھی نہیں ہے، تو تم کو عید کی نماز بھی نہیں پڑھنی چاہئے، اگر پڑھوگے تو گنہگار ہوگے، کیا اُن عالم صاحب کا بتایا ہوا یہ مسئلہ صحیح ہے؟ اَب اُس گاؤں کی عوام دارالافتاء سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ جب ہم عیدگاہ پر عید کی نماز نہیں پڑھ سکتے تو اس عیدگاہ کا ہم کیا کریں، اس کو فروخت کردیں، یا مدرسہ بنالیں یا ایسے ہی عید کی نماز پڑھتے رہیں؟ جو فیصلہ ہوگا ہم کو منظور ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جس آبادی میں جمعہ کے قیام کی شرائط نہیں پائی جاتیں وہاں عید کی نماز پڑھنے کی بھی اِجازت نہیں ہے، اور مذکورہ عالم صاحب کا بتایا ہوا مسئلہ درست ہے، گاؤں والوں کو چاہئے کہ آپس میں مشورہ سے مذکورہ عیدگاہ کو دینی مدرسہ کے لئے متعین کردیں۔

تجب صلاتهما في الأصح على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة. (شامي / باب العيدين ٤٥/٣ زكريا)

وكما أن المصر أو فناءه شرط جواز الجمعة فهو شرط جواز صلاة العيد. (شامي / باب الجمعة ٧/٣ زكريا)

Marfat.com

فـي شـرح الملتقى يصرف وقفها لأقرب مجانس لها. (شامي، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره ٦/٥٤٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱۰/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کو آبادی میں آجانے کی وجہ سے جامع مسجد میں تبدیل کرنا؟

سوال (۴۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عیدگاہ کو جامع مسجد میں تبدیل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عیدگاہ آبادی سے باہر ہے تو اُس کو جامع مسجد سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے، اور اگر عیدگاہ آبادی کے درمیان میں آچکی ہے تو عامۃ المسلمین اور عیدگاہ کمیٹی کے مشورہ سے اس جگہ جامع مسجد بنائی جاسکتی ہے؛ کیوں کہ آبادی میں آنے کی وجہ سے مسنون عیدگاہ کی حیثیت باقی نہیں رہتی؛ لہٰذا اُس کو قریبی مصرف میں لگایا جاسکتا ہے، اور جامع مسجد اس کا قریبی مصرف ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۵۹-۶۰ ڈابھیل)

لو سكن بلا إذن أو أسكنه المتولي بلا أجر كان على الساكن أجر المثل.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب: إذا آجر المتولي بغبنٍ فاحشٍ كان خيانةً ٦/٥٦١ زكريا)

قـولـه: اتـحـد الـواقف، وقـال تـحـتـه فـي الشامية: بأن وقف وقفين على المسجد أحدهما على العمارة والآخر إلى إمامه، أو مؤذنه والإمام والمؤذن لا يستقر لقلة المرسوم للحاكم الدين أن يصرف من فاضل وقف المصالح والعمارة إلى الإمام والمؤذن باستصواب أهل الصلاح من أهل المحلة إن كان الواقف متحدًا. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٦/٥٥١ زكريا)

والذي يبتدأ به من ارتفاع الوقف عمارته شرط أولا، ثم ما هو أقرب

Marfat.com

للعمارة، وأعم للمصلحة كالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة يصرف إليهم قدر كفايتهم. (البحرالرائق ٥/٢١٣ كراچی)

ويبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته، كإمام مسجد ومدرس ومدرسة يعطون بقدر كفايتهم. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الوقف ٦/٥٥٩-٥٦١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۴/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پرانی عیدگاہ میں مدرسہ بنانا؟

سوال (۴۷۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مقام پر پہلے عیدگاہ تھی، اب اس کے مدمقابل متصلاً نئی عیدگاہ اعلیٰ پیمانے پر تعمیر کردی گئی ہے، جہاں گذشتہ کئی سال سے عیدین کی نماز کا سلسلہ جاری ہے، چوں کہ پرانی عیدگاہ گندگی، غلاظت اور نازیبا حرکات کے لئے استعمال کی جانے لگی تھی، اس لئے پرانی عیدگاہ کے منتظمین نے مذہبی تعلیم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس عیدگاہ میں ایک عظیم الشان دینی درس گاہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جس کے لئے چبوترہ عیدگاہ کے سہ جانب باقاعدہ درس گاہ کی تعمیر اور تعلیمی وتدریسی ضرورتوں کی کفالت کے لئے دوکانوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع کردیا ہے، اس دینی درس گاہ کے لئے نہ صرف طلبہ کے لئے تعلیمی درس گاہوں؛ بلکہ بیرونی طلبہ کی رہائش کے لئے ایک عظیم دارالاقامہ اور چبوترہ عیدگاہ پر ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا بڑا منصوبہ پیشِ نظر ہے، جس میں الحمد للہ بہت حد تک کامیابی ہورہی ہے۔ ساتھ ہی تدریس وتعلیم کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا ہے، صورتِ مذکورہ بالا میں مجلس انتظامیہ جو وقف بورڈ کی منظور شدہ اور مقرر کردہ ہے، جس کے انتظام میں یہ پرانی عیدگاہ ہے، کیا ایسے عظیم اور دینی کارِ خیر کے لئے کمیٹی انتظامیہ پرانی عیدگاہ میں مدرسہ کے قیام اور اس کے لئے ضروری تعمیرات کا حق رکھتی ہے؟

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نئی عیدگاہ کی تعمیر کی وجہ سے چوں کہ پرانی عیدگاہ کی ضرورت باقی نہیں رہی، اس لئے اس پرانی عیدگاہ کی زمین کو تمام مسلمانوں اور انتظامیہ کمیٹی کے مشورہ سے دوسرے رفاہی اُمور (مسجد مدرسہ وغیرہ) میں استعمال کرنا درست قرار دیا جائے گا، خاص کر ایسے حالات میں جب کہ اُس زمین کے خالی پڑے رہنے سے اُس کے ضیاع کا شدید خطرہ لاحق ہو۔

کما یستفاد من عبارة الشامي: والذي ینبغي متابعة المشائخ المذکورین في جواز النقل بلا فرق بین مسجد أو حوض، ولا سیما في زماننا؛ فإن المسجد أو غیره من رباط أو حوض إذا لم ینقل إنقاضة اللصوص والمتغلبون کما هو مشاهد، وکذلک أوقافه یأکلها النظار أو غیرهم. (شامي / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ۴/ ۳۶۰ کراچی، ۶/ ۵۵۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۷/۲/۱۴۱۱ھ

عیدگاہ کے لئے خالی پڑی ہوئی زمین پر مدرسہ بنانا؟

سوال (۴۷۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارا علاقہ دینی اعتبار سے بالکل کورا پڑا ہوا ہے، دینی تعلیم سے لوگوں کو رغبت نہیں تھی، اس وقت کچھ محنت کرنے کے بعد اللہ نے دل میں بات ڈالی ہے، تو مسئلہ یہ ہے کہ عیدگاہ کے علاوہ عیدگاہ کی جگہ آدھی ایکڑ پلید پڑی ہوئی ہے، تو اس کو کیا مدرسہ کے لئے منتخب کیا جاسکتا ہے، یعنی مدرسہ تعمیر کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: وہ جگہ اگر عیدگاہ کی موجودہ اور آئندہ ضرورت سے فاضل اور زائد ہے، تو عام مسلمانوں کے مشورہ سے وہاں ضرورت کی بنا پر مدرسہ تعمیر کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

والذی ينبغي متابعة المشائخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ونحوه ٤/٣٦٠ كراچی)

ولو كانت الأرض متصلة ببيوت المصر يرغب الناس في استيجار بيوتها، وتكون غلة ذٰلک فوق غلة الزرع والنخيل كان للقيم أن يبنی فيها بيوتًا فيواجرها. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الخامس من كتاب الوقف ٢/٤١٤ زكريا، كذا في قاضي خان على هامش الهندية / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ٣/٣٠٠ زكريا، فتح القدير / الفصل الأول من كتاب الوقف ٦/٢٤١ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۲/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کی زمین میں مکتب قائم کرنا اور عیدگاہ کو کرایہ دینا؟

سوال (۴۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (ا) محلّہ پورہ دلہن مبارک پوری کی عیدگاہ ہے، عیدگاہ کی زمین پر چار کمرے بنے ہوئے ہیں، ان کمروں میں اہل محلّہ کے بچوں کا ایک دینی مکتب قائم ہے، مکتب قائم کرتے ہوئے تین اہل خیر نے یہ طے کیا کہ ماہانہ تین سو پچاس روپئے عیدگاہ کو بطور کرایہ دیا جائے گا۔ چنانچہ عیدگاہ کو بطور کرایہ تین سو پچاس روپیہ موصول ہوتے رہے، ادھر چند سالوں سے اہل قصبہ کی مالی حالت کمزور ہوئی، جن اہل خیر نے بطور خاص تین سو پچاس روپیہ طے کیا تھا وہ بند کردیا، بچوں کی زیادتی سے ذمہ داران مدرسہ نے کچھ مدرسین کا اضافہ کیا، اور عمومی چندہ اہل خیر سے کرنے لگے، تو جن حضرات نے طے کیا تھا، ان کا کہنا یہ کہ جب عمومی کیا جارہا ہے، تو چند جیب پر انحصار کیوں؟ اسی چندہ کی رقم سے کرایہ ادا کیا جائے کیوں کہ عمومی چندہ میں ہم بھی شریک رہتے ہیں، ذمہ داران مدرسہ کہتے ہیں کہ عیدگاہ بھی عوامی ہے اور مکتب بھی عوامی ہے، تو کرایہ کیسا؟ سوال طلب امور یہ ہیں کہ:

عیدگاہ کی زمین کا حکم کیا ہے؟ اگر عیدگاہ کی زمین پر کمرہ لے وغیرہ بنے ہوئے ہوں تو کن

Marfat.com

شرائط کے ساتھ اُن کو کرایہ پر دیا جاسکتا ہے؟ اور کیا دینی مصلحت کے تحت مکتب قائم کرنا، اور کرایہ پر دوکان دینا دونوں کی شرط یکساں ہے یا الگ ہے؟

(۲) بعض ذمہ دارانِ مدرسہ کا یہ کہنا ہے کہ عیدگاہ بھی عوامی ہے اور مکتب بھی عوامی کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) اگر عیدگاہ کی منتظمہ کمیٹی اور عیدگاہ کی زمین پر قائم مکتب کی انتظامیہ الگ الگ ہیں، تو مکتب والوں پر لازم ہے کہ وہ عیدگاہ کو ماہانہ کرایہ ادا کریں، اور اگر یہ مکتب عیدگاہ کمیٹی کے تابع ہے اور اسی کی ماتحتی میں چلتا ہے، تو پھر اس میں الگ سے کرایہ دینے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ یہ مکتب عیدگاہ کے تابع ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۲/۱۶۲ میرٹھ)

وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز ذلك أي الصرف المذكور. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في نقل أنقاض المسجد ٦/١ ٥٥ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٢١٦ كوئٹه، بزازية على الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / قبيل نوع في ألفاظ جارية في الوقف ٦/٢٦١ كوئٹه)

مستفاد: للمستأجر غرس الشجر بلا إذن الناظر إذا لم يضربا لأرض وليس له الحفر إلا بإذن ويأذن لو خيرًا وإلا لا، وما بناه مستأجر أوغرسه فله مالم ينوه للوقف. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في حكم بناء المستأجر في الوقف بلا إذن ٤/٤٥٥ كراچی، ٦/٦٧٨ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٢٠٤، مجمع الأنهر / كتاب الوقف ٤/٥٩٩ دار الكتب العلمية بيروت)

ولو كانت الأرض متصلةً ببيوت المصر يرغب الناس في استيجار بيوتها، ويكون غلة ذلك فوق غلة الزرع والنخل، كان للقيم أن يبنى فيها بيوتًا ويؤاجرها. (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا الخ ٣/٣٠٠ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوقف / تصرف القيم في الأوقاف

Marfat.com

۷٤٦/٥ إدارة القرآن كراچی، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الخامس في ولاية الوقف وتصرف القيم في الأوقاف ٤١٤/٢ زكريا)

(۲) یہ صحیح ہے کہ عیدگاہ اور مکتب دونوں عوامی ہیں؛ لیکن دونوں کے مصارف الگ الگ ہیں؛ لہٰذا ایک پر موقوفہ زمین بلا اجرت دوسرے پر خرچ نہیں کی جائے گی، الا یہ کہ ایک مصرف دوسرے کے تابع ہو، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔

يجب عليه أن يجعل لكل نوع منها بيتًا يخصه ولا يخلط بعضه ببعض وأنه إذا احتاج إلى مصرف خزانة وليس فيها ما يفي به يستقرض من خزانة غير هاثم إذا حصل للتي استقرض بها مال يرد إلى المستقرض. (شامي، كتاب الزكاة / مطلب في بيان بيت المال ومصارفها ۳۳۷/۲ كراچی، البحر الرائق / قبيل باب أحكام المرتدين ١١٩/٥ كوئٹه، مجمع الأنهر / قبيل باب المرتد ٤٨٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۸/۴/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کے اِحاطہ میں دوکان لگا کر کرایہ وصول کرنا؟

سوال (۴۷۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عیدگاہ کے میدان میں عارضی طور پر دوکانوں وغیرہ کا کرایہ عیدگاہ کمیٹی کے لوگ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدگاہ کے احاطہ میں جو زمین آتی ہے، وہ عیدین کی نماز ادا کرنے کے لئے وقف کی گئی ہے؛ لہٰذا منشاء وقف کے خلاف کرتے ہوئے اس جگہ پر دوکانیں لگوانا اور اُن کا کرایہ وصول کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (شامي، كتاب الوقف /

Marfat.com

مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة والعرف يصلح مخصصًا ٦٦٥/٦ زكريا، ٤٤٥/٤ كراچی)

علاوہ ازیں عبادت گاہ کو نمائش گاہ اور بازار بنانا از روئے شرع قطعاً جائز نہیں ہے۔

ويجنب هذا المكان عما يجنب عنه المساجد احتياطًا. (شامي، كتاب لوقف / مطلب إذا وقف كل نصف على حدة صارا وقفين ٣٥٦/٤ دار لفكر بيروت، ٥٤٥/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پرانی عیدگاہ میں شادی ہال اور دوکانیں بنا کر آمدنی حاصل کرنا؟

سوال (۴۷۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے شہر سرائی میں ایک قدیم عیدگاہ اور مسجد ہے اور عیدگاہ مسجد سے جڑی ہوئی ہے، اس طرح کہ سرکاری کاغذات میں دونوں کا اندراج ایک ساتھ ہے اور دونوں کی کمیٹی بھی ایک ہے، شہر کی آبادی بڑھنے سے عیدگاہ چھوٹی پڑنے لگی اور وہ شہر کی بالکل درمیان میں آگئی؛ اس لئے ضرورت کو دیکھتے ہوئے ایک صاحبِ خیر نے شہر کے باہر ایک جگہ عیدگاہ کے لئے وقف کردی، اَب عید کی نماز اسی جگہ شروع ہوگئی ہے، قدیم عیدگاہ کے بارے میں صرف اتنا علم ہے کہ ایک لمبے عرصہ سے یہ جگہ عیدگاہ کے لئے استعمال ہورہی ہے، اور سرکاری کاغذات میں عیدگاہ کے نام سے مذکور ہے۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ موجودہ صورت میں جب کہ عیدگاہ کے لئے دوسری جگہ کا انتظام ہوچکا ہے، تو کیا اِس بات کی گنجائش ہے کہ قدیم عیدگاہ کی جگہ پر شادی ہال اور دوکانیں بنا کر کرایہ سے دے دی جائیں اور اُس سے مسجد کے مصارف پورے کئے جائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پرانی عیدگاہ میں شادی ہال اور دوکانیں بنا کر آمدنی حاصل کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر ضرورت ہو تو قریبی مسجد میں اس عیدگاہ کی زمین کو شامل کیا جاسکتا ہے، نیز کمیٹی کے مشورے سے وہاں دینی مدرسہ بنانا بھی درست ہے۔

Marfat.com

مسجد مبني أراد رجل أن ينقضه ويبنيه أحكم ليس له ذلك إلا أن يخاف أن ينهدم. (شامي، كتاب الوقف / مطلب في أحكام المسجد ٣٥٧/٤ كراچی، ٥٤٦/٦ زكريا، النهر الفائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٣٢٩/٣ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق، كتاب الوقف / فصل في أحكام المسجد ٢٥١/٥ كوئٹه)

قيم المسجد لا يجوز له أن يبني حوانيت في حد المسجد أو في فنائه؛ لأن المسجد إذا جعل حانوتًا ومسكنًا تسقط حرمته وهذا لا يجوز. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الوقف / الباب الحادي عشر ٤٦٢/٢ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الوقف / باب الرجل يجعل داره مسجدًا ٢٩٣/٣ كوئٹه، فتح القدير ٢٣٦/٦ دار الفكر بيروت)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به. (الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم المخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد: ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١٢٦/١ المكتبة الميمنية مصر)

لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت، فبنى قوم عليها مسجدًا لم أر بذلك بأسا ...... فإذا درست، واستغنى عن الدفن جاز صرفها إلى المسجد. (عمدة القاري ١٧٩/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۲/۱/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کے لئے موقوفہ زمین میں شادی ہال بنانا

سوال (۴۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لکھنؤ کی عیدگاہ عیش باغ کی چہار دیواری کے اندر ایک ہال بنا ہوا تھا، جس میں عیدگاہ سے متعلق سامان اور ایک چوکی دار رہتا تھا، عیدین کے موقعوں پر اس ہال کی صفائی وپتائی کر کے

Marfat.com

مستورات کے لئے کھول دیا جاتا تھا؛ تاکہ مستورات مردوں کی صفوں میں نہ کھڑی ہوں، عیدگاہ کی حدود کے باہر میلہ لگتا تھا، جس میں ناچ گانا اور دوسری خرافات ہوتی تھیں، اور عید کے پیچھے ٹرہوا کرتی تھی، حالاتِ زمانہ اور چند مصالح کی بنا پر اس قطعہ زمین کی بھی چہار دیواری بنوائی گئی، چوں کہ ہال بہت ہی شکستہ ہوگیا تھا؛ لہٰذا اس جگہ کے بجائے اس قطعہ زمین پر تعمیر کرلیا گیا، اس ہال میں مسلمانوں نے شادی بیاہ کرنے کی خواہش ظاہر کی، چند گھنٹوں کے لئے اس شرط کے ساتھ دے دیا گیا کہ صرف انہیں شادیوں کی اجازت دی جائے گی، جو شعائر اسلامی کے تحت ہوں، جس میں ناچ گانا وغیرہ نہ ہوں، ہال کو نقصان پہنچا، دو تین تقریبات کے بعد اس ہال کے لئے عطیہ مقرر کردیا گیا؛ تاکہ ہال کی صفائی پتائی، مرمت اور بجلی وغیرہ کے اخراجات پورے کئے جاسکیں، تو کیا شرعی طور پر یہ طریقہ آمدنی جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ قطعہ اصل عیدگاہ کی حدود میں شامل نہ کیا گیا ہو؛ بلکہ عیدگاہ کے منافع کے لئے وقف ہو تو وہاں شادی ہال کی تعمیر اور اس سے عیدگاہ کے لئے آمدنی حاصل کرنا درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۴۱۵ از کریا)

ودخل ما لو كان الوقف مسجدًا أو مدرسةً سكن فيه فتجب فيه أجرة المثل. (شامي، كتاب الوقف / مطلب سكن المشتري دار الوقف ٤/٤٠٨ بيروت، ٦/٦١٥ زكريا)

ويؤجر بأجر المثل فلا يجوز بالأقل – إلى قوله – ولو زاد أجره على أجر مثله، قيل: يعقد ثانيًا به على الأصح، والمستأجر الأول أولىٰ من غيره؛ فإن قبلها فهو الأحق وإلا أجرها من الثاني. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب فيما زاد أجر المثل بعد العقد ٤/٤٠٤ كراچی، ٦/٦٠٨–٦١٠ زكريا، البحر الرائق / كتاب الوقف ٥/٢٣٥–٢٣٦ كوئٹه)

هل يجوز أن يتخذ حصنًا بجنب حائط المسجد يمنع الضرر عن المسجد من مال الوقف فهٰذا على وجهين: إن كان الوقف على مصالح

Marfat.com

المسجد جاز؛ لأن هٰذا مصلحة المسجد. (الفتاویٰ الولوالجية / الفصل الأول من كتاب الوقف ۹۰/۳ دار الكتب العلمية بيروت)

ويجنب هٰذا المكان عما يجنب عنه المساجد احتياطًا. (شامي، كتاب الوقف / مطلب إذا وقف كل نصف على حدة صارا وقفين ٣٥٦/٤ دار الفكر بيروت)

لیکن ضروری ہے کہ مذکورہ ہال میں تقریبات شریعت کے مطابق ہوں، بے پردگی فحاشی، تصویر کشی اور بے جا سجاوٹ جیسی خرافات سے مکمل اجتناب کی شرط لگائی جائے؛ تاکہ عیدگاہ کا احترام برقرار رہے، ورنہ اگر اس پر توجہ نہ دی گئی تو یہ شادی ہال معاصی ومنکرات کا مرکز بن جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کی چہار دیواری میں کھیلنا؟

سوال (۴۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے قصبہ کی عیدگاہ جو تقریباً آبادی سے ملحق ہی ہے، بجانبِ شمال واقع عیدگاہ کی باؤنڈری چہار دیواری ہے، اور اِس وقت اُس میں کافی گھاس اُگی ہوئی ہے، جس کو چرنے کے لئے بکری بھی زینہ پر سے ہوکر چلی جاتی ہیں۔ کچھ نوجوان طبقہ کا یہ خیال ہے کہ چہار دیواری کے اندر گھاس صاف کر کے شام کے وقت ہم لوگ والی بال کھیل لیا کریں، اور جوتے وغیرہ باہر ہی رکھیں تو عیدگاہ کی باؤنڈری میں صفائی رہے گی اور بکری وغیرہ بھی نہیں گھسیں گی۔ براہِ کرم شرعی فیصلہ جو اس بارے میں ہو تحریر فرما کر آگاہ فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدگاہ بنانے والوں یا وقف کرنے والوں نے عیدگاہ اِس لئے بنائی ہے؛ تاکہ اُس میں نمازِ عید ادا کی جائے، نہ کہ اس لئے کہ اُس میں کھیل کود وغیرہ جیسے

Marfat.com

کام انجام دیئے جائیں، اِس لئے عیدگاہ کے اندر کھیل کود کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی، باقی عیدگاہ کی صفائی وغیرہ کرانا اور اُس کو جانور وغیرہ چرنے سے محفوظ رکھنا عیدگاہ کے ذمہ داروں اور عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اِس کا خیال رکھا جائے۔

وأما المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء لا في حق غيره، به يفتى (تنوير الأبصار) والمختار للفتویٰ أنه مسجد في حق جواز الاقتداء؛ لكن قال في البحر: ظاهره أنه يجوز الوطأ والبول والتخلي فيه، ولا يخفى ما فيه؛ فإن الباني لم يعده لذلك، فينبغي أن لا يجوز وإن حكمنا بكونه غير مسجد. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ۶۵۷/۱ کراچی، ۴۳۰/۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۴ھ

عیدگاہ کی پیداوار سے عیدگاہ کے خادم کو اُجرت دینا؟

سوال (۷۷۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عیدگاہ کے خادم کو عیدگاہ کی خدمت کے عوض اُس کی زمین اور درخت کی پیداوار دینا یا اُس خادم کا عیدگاہ کی زمین ودرخت سے بعوض خدمت نفع اٹھانا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر کمیٹی اُجرت کے طور پر عیدگاہ کی پیداوار خادم کے لئے طے کردے، تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ويبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب بعمارته كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم، ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح.

(الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب يبدأ من غلة الوقف بعمارته ۳۶۶/۴ کراچی، ۵۵۹/۶ زکریا، البحر الرائق ۲۱۱/۵ کوئٹہ، الدر المنتقى / كتاب الوقف ۵۸۷/۲ دار الكتب العلمية بيروت)

Marfat.com

كل ما صلح ثمنًا أي بدلاً في البيع، صلح أجرةً؛ لأنها ثمن المنفعة. (شامي / كتاب الإجارة ۹/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کے خود ساختہ مجاور کے خلاف قانونی کارروائی کرنا؟

سوال (۴۷۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرار گولیا ریں واقع عیدگاہ کے سلسلہ میں ایک شخص منظور علی نامی نے ۱۹۴۷ء میں عیدگاہ کے کھاتہ میں اپنے آپ کو مجاور کی حیثیت سے لکھوایا ہے اور اُس کا وہ رجسٹریشن کرانے کے درپے ہے، تو محترم سوال یہ ہے کہ عیدگاہ کا مجاور ہوتا ہے یا نہیں؟ اور وہ مجاور اپنے آپ کو عیدگاہ کی ملکیت کا وارث سمجھتا ہے، اور ہم لوگ اس کو مجاورت سے ہٹانے کی کوشش میں ہیں اور مقدمہ کر رہے ہیں، یہ حربہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عیدگاہ کا مجاور نہیں؛ بلکہ متولی ہوتا ہے، جو شخص بزعم خود مجاور بن بیٹھا، اُس کے خلاف قانونی کارروائی کرنا درست ہے۔

وفي الأسعاف لا يولي إلا آمين قادرٌ بنفسه أو بنائبه؛ لأن الولاية مقيدة بشرط النظر وليس من النظر تولية الخائن؛ لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز؛ لأن المقصود لا يحصل به. (البحر الرائق / كتاب الوقف ۲۲۶/۵ كوئٹه، شامي، كتاب الوقف / مطلب في شروط المتولي ۳۸۰/٤ كراچی، الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس في ولاية الوقف وتصرف القيم الخ ۴۰۸/۲ كوئٹه)

القيم إذا لم يراع الوقف يعزله القاضي. (شامي، كتاب الوقف / مطلب فيما يعزل به الناظر، فاستفيد منه أنه إذا تصرف بما لا يجوز كان خائنًا يستحق العزل ۳۸۰/٤ كراچی، البحر الرائق /

Marfat.com

کتاب الوقف ۲۳٤/٥ کراچی)

وينزع وجوبًا ولو غير مامونٍ. (كذا في التنوير ٣٧٩/٤، تنوير الأبصار على الشامي، كتاب الوقف / مطلب في شروط المتولي ٥٧٨/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کی مسجد میں ''بلاک پرمکھ'' کے کوٹے سے بھراؤ ڈلوانا؟

سوال (۴۷۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے قصبہ میں جو قبرستان ہے وہ اِس وقت زمین کی سطح سے کافی نیچائی میں آ گیا ہے، قبرستان میں میت اور عیدین کی نماز کے واسطے جو مسجد بنی ہوئی ہے نیچا ہونے کی وجہ سے برسات میں پانی بھرجاتا ہے، اس مسجد کی سطح کو اٹھانے کا خرچہ کافی مہنگا ہے، اِن تمام صورتِ حال کے پیشِ نظر عیدگاہ کمیٹی نے ''بلاک پرمکھ'' (سلمان) کے کوٹے سے مٹی ڈالوانے کے لئے رابطہ قائم کیا ہے۔

لہٰذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہم عیدگاہ کی مسجد میں بلاک پرمکھ کے کوٹے سے بھراؤ ڈلوا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آئندہ کسی فتنہ اور حکومت کی دخل اندازی کا اندیشہ نہ ہو، تو بلاک پرمکھ کے کوٹے سے عیدگاہ یا قبرستان میں مٹی ڈالوانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

وهدية أهل الحرب وما أخذ منهم بغير قتال، وفي تقريرات الرافعي أي للإمام وإلا فهي للآخذ. (شامي / مطلب: في بيان بيوت المال ومصارفها ٢٨٢/٣ زكريا، امداد المفتيين كامل ١٠١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۶/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

عیدگاہ سے متصل بسنے والوں کا عیدگاہ میں پانچ وقت کی نماز پڑھنا؟

سوال (۴۸۰):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گاؤں کے چندلوگ عیدگاہ کے قریب اپنا کاروبار کرتے ہیں، گاؤں کی مسجد وہاں سے کافی دور ہے؛ اس لئے عیدگاہ میں پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اُس عیدگاہ میں پنج وقتہ نماز پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن جب تک اُسے مسجدِ شرعی نہ بنایا جائے وہاں پنج وقتہ نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔

وأما المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء، وإن انفصل الصفوف رفقًا بالناس لا في حق غيره به يفتىٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ٦٥٧/١ كراچی، ٤٣٠/٢ زكريا، البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل لما فرغ من بيان الكراهية في الصلاة ٣٦/٢ كوئٹه، حاشية الشلبي على الزيلعي / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل كره استقبال القبلة بالفرج) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۰/۱۱/۲۳ھ

کیا مملوکہ عیدگاہ میں نماز پنج گانہ پڑھ سکتے ہیں؟

سوال (۴۸۱):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس کی زمین میں عیدگاہ ہے اور اُس کا کہنا ہے کہ کوئی نماز عیدین پڑھے یا نہ پڑھے، میں نہ کسی کو روکوں گا اور نہ کسی کو کہوں گا کہ نماز عیدین پڑھنے آؤ، اور گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ تم جب تک عیدگاہ کو اور زمین کو یعنی جس میں قبریں ہیں، وقف نہ کروگے تب تک ہم لوگ اس میں نماز عیدین نہیں پڑھیں گے، تو اس عیدگاہ میں نماز عیدین پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس زمین میں پیڑ پودے ہیں، اِس بنیاد پر وہ وقف نہیں کرنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں جو عیدگاہ وقف نہیں؛ بلکہ مملوک ہے اور مالک نے اُس میں نماز کی اجازت دے رکھی ہے، تو ایسی صورت میں عیدگاہ میں نماز پڑھنا درست ہے؛ کیوں کہ عیدگاہ کا وقف ہونا شرط نہیں ہے؛ بلکہ مملوک میں باجازت مالک نماز عید ہو جائے گی۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۹/۱۱۸-۶/۱۷۱)

نیز لوگوں کو وقف کے لئے اصرار نہ کرنا چاہئے؛ کیوں کہ عید کی نماز کا مقصد شہر سے باہر نکل کر شانِ اسلام کا اظہار ہے جو اس عیدگاہ سے بھی حاصل ہے۔

الخروج إلى الجبانة في صلاة العيد سنة، وإن كان يسعهم المسجد الجامع، على هذا عامة المشائخ وهو الصحيح، كذا في المضمرات. (الفتاوى الهندية / باب في صلاة العيدين ١/ ١٥٠)

وأما المتخذ لصلاة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء، وإن انفصل الصفوف رفقًا بالناس لا في حق غيره به يفتىٰ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ١/٦٥٧ كراچی، ٢/ ٤٣٠ زكريا، البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل لما فرغ من بيان الكراهية في الصلاة ٢/ ٣٦ كوئٹه، حاشية الشلبي على الزيلعي / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل كره استقبال القبلة بالفرج) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۷/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ میں غیر مسلم کی طرف سے بچھائی گئی صفوں پر نماز پڑھنا؟

سوال (۴۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چندوسی کی عیدگاہ میں دس ہزار سے زائد لوگ نماز پڑھتے ہیں، وہاں جودری وغیرہ کی صفیں بچھائی جاتی ہیں، وہ وہاں کے چیئرمین ہر سال دونوں عیدوں میں اپنے پیسوں سے بچھواتے ہیں،

Marfat.com

جب کہ وہ غیر مسلم ہیں، کیا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے؟ وہاں کے مسلمانوں کو اللہ نے اتنی وسعت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی جیب سے وہاں کا خرچ اٹھا سکتے ہیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کوئی دینی وملی مصلحت کے خلاف نہ ہو، تو غیر مسلم کی طرف سے بچھائی گئی صفوں پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ عیدگاہ کی منتظمہ کمیٹی کی طرف سے صفوں کا انتظام کیا جائے؛ تاکہ اِس کارِ خیر میں کوئی سیاسی مفاد اثر انداز نہ ہو۔

وأما الإسلام فليس من شرطه، فصح وقف الذمي بشرط كونه قربة عندنا وعندهم، كما لو وقف على أولاده أو على الفقراء أو فقراء أهل الذمة. (البحرالرائق / کتاب الوقف ۵/۱۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۲/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نمازِ عید سے پہلے سیاسی بے ریش آدمی کا دین کی بات کرنا؟

سوال (۴۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عید کی نماز سے پہلے باوجود امام صاحب کے ہونے کے بے شرع شخص دین کی بات کرے، اور وہ سیاست سے تعلق رکھتا ہو، کچھ لوگوں کو اس پر اشکال ہوا، تو انہوں نے اس بات کو کمیٹی کے لوگوں میں رکھا، اور کمیٹی والوں نے مرادآباد کے علماء سے مشورہ کرنا مناسب سمجھا، اس بارے میں آپ حضرات رائے لکھ دیں؛ تاکہ وہاں کے لوگوں کو کمیٹی سمجھا سکے، یہ تقریر کرنے والے صاحب عالم بھی نہیں ہیں، شرعی حکم تحریر فرمادیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: عیدگاہ کا ممبر سیاسی اثر ورسوخ سے پوری طرح پاک ہونا چاہئے، اور وہاں سے ایسے شخص ہی کو بیان کی اجازت ہونی چاہئے جو باشرع ہو اور دین کا وسیع

Marfat.com

علم رکھتا ہو، اور بہر حال عید جیسے دینی اجتماعات میں سیاسی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۴/۳۴۳ زکریا)

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يقص إلا أمير أو أو مختال. (مشكاة لمصابيح / كتاب لعلم ٣٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا عیدگاہ میں جانا؟

سوال (۴۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورتیں عیدگاہ جا سکتی ہیں؟

جواب: ہاں اس سلسلہ میں صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عورتیں مردوں کے ساتھ نماز اور دعا میں شریک رہیں گی، حائضہ اور نفساء عورتیں دعا میں شریک رہیں گی اور نماز سے الگ رہیں گی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس میں کوئی شک نہیں کہ دورِ نبوت میں حضرات صحابیاتؓ مساجد میں اور عیدگاہ میں تشریف لاتی تھیں، مگر وہ دورِ خیر القرون ہونے کے باعث فتنوں سے محفوظ تھا، دورِ نبوت کے بعد جب رفتہ رفتہ فتنوں کا شیوع ہونے لگا، تو خود دورِ صحابہ میں عورتوں کے مساجد میں آنے کی ممانعت کی گئی، اور ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی پاکیزہ اور طاہرہ خاتون نے برملا اِس بات کا اظہار کیا کہ: ”اگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے دور کی عورتوں کی بے احتیاطیاں دیکھ لیتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مسجد میں آنے پر اِس طرح پابندی لگادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں پر پابندی لگائی گئی تھی“۔

تو غور فرمایئے! جب دورِ صحابہ کے بارے میں سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رائے یہ ہے، تو آج جب کہ قدم قدم پر فتنے ہیں اور خطرات واقعات بن کر آرہے ہیں، ان میں

Marfat.com

خواتین کومساجد اور عیدگاہوں میں بے محابا آنے کی ترغیب کیسے دی جاسکتی ہے؟ آج کے پرفتن دور میں جولوگ عورتوں کومساجد اور عیدگاہوں میں آنے کی ترغیب دیتے ہیں، وہ ایک خطرناک فتنہ کو دعوت دے رہے ہیں، اور اُن اَحادیث کی صراحۃً خلاف ورزی کرر ہے ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کوگھر کی کوٹھری میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے، اور اُن کے لئے مسجد میں جانے کے بجائے گھر میں نماز پڑھنے کوافضل قرار دیا ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلوة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها، وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. (سنن أبي داؤد / باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد ۸٤/۱)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: لو أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل. (صحيح البخاري / باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغلس ۱۲۰/۱، صحيح مسلم ۱۸۳/۱، سنن أبي داؤد ۸٤/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۴/۵/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا مردوں کے ساتھ عیدین کی نماز میں شریک ہونا؟ یا علیحدہ جماعت کرنا؟

سوال (۴۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کوعیدین کی نماز مردوں کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ اور عیدین کی نماز عورتیں تنہا جماعت کے ساتھ ادا کرسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو دلائل سے نوازیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں اور اِس پرفتن دور میں

Marfat.com

ہندوستان جیسے ممالک میں عورتوں کا عیدگاہ جانا اور جماعت میں شرکت کرنا سخت فتنہ کا باعث اور مکروہ ہے۔ اِسی طرح صرف عورتوں کی جماعت جس میں اِمامت عورت ہی کرے اُس کو بھی فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان لا يخرج نساء في العيدين، وفي رواية عن هشام بن عروة عن أبيه: أنه كان لا يدع امرأة تخرج إلى فطر ولا أضحى. (المصنف لابن أبي شيبة ٢٣٤/٤ المجلس العلمي، الفتاوى التاتارخانية ٢٠٨/٢ رقم: ٣٤١٨ زكريا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: لو أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل، فقالت لعمرة: أو منعن، قالت: نعم. (صحيح البخاري، كتاب الأذان / باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغلس ١٢٠/١ رقم: ٨٦١، ف: ٨٦٩، صحيح مسلم، كتاب الصلاة / باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة وأنها لا تخرج مطيبة ١٨٣/١ رقم: ٤٤٥)

أخرج الطبراني عن أبي عمرو الشيباني أنه رأى ابن مسعود يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول: اخرجن إلى بيتكن خير لكن. (المعجم الكبير للطبراني ٢٩٤/٩ رقم: ٩٤٧٥، الفتاوى التاتارخانية / من يجب عليه الخروج ٦١٤/٢ رقم: ٣٤٢٩ زكريا)

ويكره تحريمًا جماعة النساء ...... ويكره حضورهن الجماعة، ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقًا على المذهب المفتى به لفساد الزمان. (الدر المختار ٣٠٥/٢-٣٠٧ زكريا

ويكره للنساء أن يصلين وحدهن الجماعة؛ لأنها لا تخلو عن ارتكاب محرم، وهو قيام الإمام وسط الصف، فيكره كالعراة. (فتح القدير / باب الإمامة ٣٦٢/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
١٩/١١/١٤٢٦ھ

Marfat.com

M.P یا M.L.A فنڈ کا روپیہ عیدگاہ کی باؤنڈری میں لگانا؟

سوال (۴۸۶):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چندوسی شہر میں غربہ دروازہ واقع بڑی عیدگاہ ہے، جس کی باہری دیوار یعنی باؤنڈری بنانا درکار ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس میں کسی ایم پی یا ایم ایل اے چیئرمین یا سرکاری فنڈ کا پیسہ لگایا جاسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ایم پی یا ایم ایل اے فنڈ سے باقاعدہ سرکاری طور پر عیدگاہ کی چہار دیواری بنانے کے لئے امداد کی جاتی ہے، تو اُس رقم سے چہار دیواری بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۱۲۱، ۵/۱۱۴، ۱۴/۲۰، ۵ ڈابھیل، کتاب الفتاویٰ ۴/۲۰۹)

اختلف الناس في أخذ الجائزة من السلطان، قال بعضهم: يجوز ما لم يعلم أنه يعطيه من حرام. قال محمدؒ: وبه نأخذ ما لم نعرف شيئًا حرامًا بعينه، وهو قول أبي حنيفة وأصحابه. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ٥/٣٤٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک عیدگاہ کا سامان دوسری عیدگاہ میں لگانا؟

سوال (۴۸۷):-کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عیدگاہ تنگ ہوگئی اور دوسری عیدگاہ تیار ہورہی ہے، آدھے کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلی عیدگاہ کا کیا ہو؟ پہلی عیدگاہ ملبہ زمین وغیرہ فروخت کرکے دوسری عیدگاہ میں لگادیں، اس زمین کا کیا ہو؟ وضاحت فرمائیں۔

Marfat.com

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ملبہ وغیرہ دوسری عیدگاہ میں لگادیں اور زمین کو کرایہ پر دے کر اُس سے آئندہ آمدنی کا ذریعہ بنائیں اور اُسے دوسری عیدگاہ میں خرچ کردیں۔

ونقل في الذخيرة عن شمس الأئمة الحلواني: أنه سئل عن مسجد أو حوض خرب ولا يحتاج إليه لتفرق الناس عنه، هل للقاضي أن يصرف أوقافه إلى مسجدٍ أو حوضٍ آخر؟ فقال نعم. (شامي، كتاب الوقف / مطلب: فيما لو خرب المسجد أو غيره ٣٥٩/٤ كراچی، ٥٥٠/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۹/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدگاہ کی زمین غیر مسلم آبادی میں آجانے کی وجہ سے اُسے بیچ کر پیسہ قبرستان میں لگانا؟

سوال (۴۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک گاؤں میں عیدگاہ کے نام سے جگہ چھوڑ دی گئی تھی، اور اُس جگہ کی بنیاد بھی رکھ دی گئی تھی، کافی عرصہ ہوا؛ لیکن اُس کے اندر ابھی تک عید کی نماز نہیں ہوئی تھی، اَب وہ جگہ غیر مسلم آبادی کے بیچ آگئی، اِس وجہ سے گاؤں والوں نے اُس جگہ کو بیچ دیا، اَب اِس روپئے کو گاؤں کے قبرستان میں لگانا چاہتے ہیں، آیا اس روپئے کا استعمال قبرستان میں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولاً تو عیدگاہ کی وہ زمین فروخت نہیں چاہئے تھی، بالفرض اگر وہ زمین بالکل ہی ناقابل انتفاع تھی تو بھی اُس سے حاصل شدہ آمدنی قبرستان میں نہیں لگائی جاسکتی؛ بلکہ اس رقم سے دوسری عیدگاہ کے لئے جگہ خرید کر وقف کرنا لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۱۴/۱۵ ڈابھیل)

Marfat.com

فإذا تم ولزم لايملك ولا يعار ولا يرهن. (تنوير الأبصار) وفي الشامي: قوله لايملك: أي لايكون مملوكًا لصاحبه ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (شامي، كتاب الوقف / قبيل مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن ٥٣٩/٦ زكريا)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (الهداية / كتاب الوقف ٦٤٠/٢ مكتبة شركت علمية ملتان، وكذا في فتح القدير / كتاب الوقف ٢٢٠/٦ مكتبه مصطفیٰ البابي الحلبي مصر، وكذا في البحر الرائق / كتاب الوقف ٣٤٢/٥ زكريا)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به.

(الدر المختار، كتاب الوقف / مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ومطلب: بيان مفهوم لمخالفة ٤٣٣/٤-٤٣٤ كراچی، ٦٤٩/٦ زكريا، وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الوقف / الفن الثاني، الفوائد ١٠٦/٢ إدارة القرآن كراچی، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ١٢٦/١ المكتبة لميمنية مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۹/۱۰/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com